TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222192

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١٥٢٢٢٢ Accession No. ٩٧٢٣

Author ن - ن

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

بہت اشتیاق اور مسرت سے روانہ ہو گئے۔ اِس درمیان مین رنگون سے ہر مجسٹی کی نمبر ۸۴ پلٹن ایک جہاز مین کلکتہ طلب کر لی گئی تھی۔ اور مزید حفاظت کے واسطے یہین تعینات کر دی گئی تھی۔ جنرل افواج بارک پور نے عالم انتشار مین متواتر مجلس مشورت منعقد کی۔ اُنھون نے افواج کو یکجا کر کے نمبر ۱۹ کا جو کچھ حشر ہوا تھا سنا دیا۔ اور اپنی خلقی نیک مزاجی۔ اور رحمدلی سے لوگون کی بہت تالیف اور تشفی کی۔ تاہم بغاوت کا ایک نہ ایک شعلہ کہین نہ کہین اُٹھتا ہی رہتا تھا۔ ایک روز اُس ہندوستانی افسر سے جو کلکتہ کی ٹکسال پر متعین تھا۔ لوگون نے سخت مخالفت کی۔

Checked 1969.

۲۹۔ مارچ۔ اتوار کے دن ایک نیا واقعہ درپیش ہوا جس سے بہت کچھ تردد پیدا ہوا۔ ہمارے ناظرین منگل پانڈے کو نہ بھولے ہونگے۔ یہ نمبر ۳۴ پلٹن مین ایک سپاہی تھا۔ اپنے چچا عزرائیل پانڈے کے مقولات اور نصائح اسکے خوب ذہن نشین ہو گئے تھے۔ اور اُسکی تقریر کا اثر بہ نسبت اوروں کے اسکے دل پر زیادہ ہوا تھا۔ وہ تو بغاوت کے انتظار مین جل رہا تھا۔ بُجھا جاتا تھا۔ بہت دقت سے لوگون نے اُسکو کسی بے عنوانی سے باز رکھا تھا۔ اُسدن وہ جمعدار جسکے مکان پر محفل شوریٰ قرار پائی تھی۔ پلٹن کے ایک دستہ کی سرکردگی پر تھا۔ اور ممکن ہے کہ کچھ سازش پیشتر ہی ہو چکی ہو۔ خیر اِس سے تو بحث نہ کیجیے۔ کہ کیا پیش بندی کی گئی تھی۔ جیسے ہی منگل پانڈے نے یہ خبر سُنی کہ کچھ فوج گورد کی

دریا پار اُتر رہی ہے۔ اُسنے تلوار اور بندوق اُٹھالی۔ اور لین بھر کے لوگون سے کہتا پھرا کہ میرا ساتھ دو۔ اور پریڈ کے میدان کو بھاگتا چلا گیا۔

بیان کیا گیا کہ وہ بھنگ کے نشے مین تھا۔ مگر میرا تو یہ خیال ہے کہ وہ خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ اور جوش مذہب کا جنون اُسکے سر پر سوار تھا تعصب مذہبی سے وہ دیوانہ ہو رہا تھا۔ نہ کسی نے اُسکو روکا نہ اُس سے مزاحمت کی۔ نہ کسی نے اُسکا ساتھ دیا۔ اُسنے سرجنٹ میجر۔ اور۔ اجیٹن پر بندوق چلائی۔ اور دونو کو زخمی کیا۔ پریڈ پر بہت سے سپاہی جمع ہو گئے۔ مگر کسی نے اس باغی پر وار نکیا وہ سب سے کہتا تھا۔ خوشامد کرتا تھا۔ اصرار کرتا تھا کہ دھرم بچاؤ۔ ایمان کے واسطے جان دو۔ تھوڑی دیر کے بعد عالی وقار جنرل صاحب درمع اپنے تین صاحبزادون کے موقع پر تشریف لائے۔ اور بہت سے افسر ہمراہ رکاب تھے منگل پانڈے نے جنبش نہین کی۔ نہ فرار کا ارادہ کیا۔ لمحہ بھر سوچتا رہا۔ کہ جنرل پر بھی وار کردون۔ مگر ہمت نے جواب دیدیا۔ اور اپنی بندوق اپنے ہی اوپر فیر کرلی۔ جان بچ گئی تھی۔ زیر حراست کر لیا گیا۔ اگر نمبر ۳۴ پلٹن اسوقت بغاوت کر بیٹھتی۔ تو اور رجمنٹین یقیناً اُسکی شریک ہو جاتین۔ مگر نمبر ۸۴ کی انگریزی فوج کے خوف سے لوگونکو بہت پس وپیش تھا۔ اور نمبر ۱۹ کو جو وہان سے دس میل کے فاصلے پر مقیم تھی۔ پیغام بھیجے گئے۔ مگر وہان سے کوئی جواب نہین ملا۔ اس پلٹن کے لوگ اپنی حرکت پر سخت نادم تھے۔ اور خواستگار معافی تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم

سمندر کے سفر کو بھی تیار ہین - اور جنرل صاحب سے کہتے تھے کہ اگر حضور حکم دین تو ہم نمبر ۳۴ پلٹن کے لوگون کو سزا دین - انھین نے ہمکو دھوکا دیا - اور فرار ہوگئے مگر دفعتاً اُن لوگون نے یہ حرکت کی کہ پہاڑ پر جاکر ہتھیار رکھدیے - اور سپہ گری سے کنارہ کش ہوگئے - اُنکو کوئی ذلت نہین دی گئی - فوج کے لوگ صف بستہ پہاڑ پر کھڑے ہوے اور جنرل صاحب نے اُنسے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا - "بیٹو - دیکھو سامنے - پانسو برہمن - اور ڈیڑھ سو راجپوت جارہے ہین جنکا ایمان محفوظ ہی - جہان چاہین - عبادت کرین - اگر انگریز ونکو اُنکا ایمان ہی لینا منظور ہوتا تو یہ بات کیسے ممکن رہ سکتی تھی" - خیر کچھ دیر کے واسطے آتش فساد فرو ہوگئی - اور ضرور فرو ہوگئی - اور کسی نہ کسی طرح رفع انتشار ہوگیا - مگر دونون جانب خونریزی کی ابتدا ہوچکی تھی - آگ دھیمی دھیمی سلگ رہی تھی - اور کسی نہ کسی وقت شعلے ضرور اُٹھنے والے تھے -

منگل پانڈے - اور جمعدار پر مقدمہ قائم کیا گیا - تحقیقات کی گئی مجرم قرار پائے - اور افسرون کے حکم سے پھانسی دے دیگئی - مگر اس سخت کارروائی سے بھی نمبر ۳۴ پلٹن کے لوگون کے دلون مین کچھ ہراس نہ آیا - جو مخالفت بسی تھی - وہ بسی رہی - کچھ عبرت نہ ہوئی - نہ اور کسی رجمنٹ کے لوگون کے قلوب کی اصلاح ہوئی - جو اس واقعے کے مشاہدے کیواسطے موجود تھے - جب اس خبر کا دیسی فوج مین اعلان ہوا - تو لوگ اور زیادہ مستعدی کے ساتھ آمادۂ انتقام ہوگئے -

مذہب کے اوپر دو آدمی تو جان دے چکے - اور خوب ہوا کہ جان گئی - لیکن ہمارا بھی یہی انجام نہ ہو - اگر ہو تو کچھ پروا نہیں - نمبر ۴۴ پلٹن کی سپاہ پر زیادہ شک ہو گیا تھا - اور شک بیجا بھی نہ تھا - یہ بات زیر تجویز تھی کہ کچھ جز و اس پلٹن کا اور برخاست کر دیا جاے -

اس مابین مین نور پور مین اُداسی چھائی ہوئی تھی - گرمیون کا موسم قریب آ رہا تھا - انگریزون کو باہمدگر ملنے کی بہت کم نوبت آتی تھی - اسمین شک نہین کہ جج صاحب کی مہمان نوازی اُسی عروج پر تھی - اور مسز مانٹن احباب کی دلجوئی اور دلچسپی مین بدل مصروف تھین - مگر آخرکار - وہ بھی اس ہم خدمت سے تنگ آ گئی تھین - گریس کو بہت کوشش تھی کہ لیوسی کی قابلیت کی تکمیل ہو - بشرطیکہ اُسمین کوئی قابلیت یدِ قدرت نے تفویض بھی کی ہو - اُسکو آسان سے آسان ترانے بجانا سکھاتی تھی - عکس کشی - اور مصوری کی تعلیم دیتی تھی - مگر سب لاحاصل - چون گردکان برگنبد - وہ ایسی چکنا گھڑا تھی - کہ تعلیم کا کچھ اثر ہی اُسپر نہین ہوتا تھا - ساری محنت رائگان - سب مُفت برباد - اُن صاحبزادی نے اول تو سیکھا ہی نہیں تھا - اور جو کچھ سیکھا تھا - اُسی کو فراموش کر بیٹھی تھین - زیادہ اُن کی بلا سیکھتی - اُنکے دشمن کوئی قابلیت پیدا کرتے - جو اُنکو دیکھ نہ سکتے - فرماتی تھین کہ "اب تو اسقدر گرمی پڑنے لگی ہے" بس اسی جملے کے ساتھ سبق رخصت - تعلیم کو خیرباد - ماشاءاللہ - کیا طبیعت پائی تھی - اندھیرے گھر کا اُجالا تھین -

بیچاری بڑی مستعد اور جفاکش تھین - گرمی ضرور پڑنے لگی تھی - مگر مس گریس اور اُنکی خواہر باوقار کو اس تمازت کی برداشت تھی - صبح اور شام کو اچھی خاصی خنکی ہوتی تھی - دن کو دروازے بند کر لینے سے گرد و غبار سے حفاظت رہتی تھی صبح کو گھوڑون پر تفریح کو جاتی تھین - شام کو گاڑی پر ہوا کھاتی تھین - طبائع نازنین جادۂ اعتدال پر تھین - اور رو ے گلگون پہ وہی آب و تاب تھی -

حسن تو ہمیشہ در فزون باد
رویت ہمہ سال لالہ گون باد

یہ تو مین نہین کہہ سکتا - کہ کپتان ہابسن موسیقی مین ویسے ہی بکار آمد اور دلچسپ تھے - جیسے مسٹر سیرل برنڈن - تاہم آپ کی ذات بھی مغنمات سے تھی - کچھ اشک شوئی ہوئی جاتی تھی - آپ کی خوش آوازی کا مس گریس اور مسز مانسٹن کے ساتھ گانے مین لطف آہی جاتا تھا - آپ کی شرکت سے اجتماع ثلاثہ کی تکمیل تھی آپ کے طنبورہ کا مسکن - جاے قیام - ڈرائنگ روم کے ایک کونے مین بنا دیا گیا تھا - اور اکثر استعمال مین رہتا تھا - کپتان ہابسن کشیدہ قامت اور وجیہ جوان تھے - سیاہ داڑھی کے پرشکن بال سینے تک پہونچتے تھے - مونچھین چڑھی ہوئی - بہت تندرست اور خوبرو - سکھون کی لڑائی مین داد مردانگی دی تھی دلیرانہ خدمات کیے تھے - بڑے بڑے سکھ بہادرونکو نیچا دکھایا تھا - تہ تیغ بیدریغ کیا تھا اور اُنکے جسم پر بھی جابجا زخمونکے نشان یادگار باقی رہ گئے تھے - سب ہی جانتے تھے

کہ انکے والد نے بارہا اِنسے کہلا بھیجا تھا۔کہ وطن چلے آؤ۔تو تمھارا معقول گذارہ مقرر کردیا جاوے۔ اور وقت پر معقول جائداد کے مالک اور وارث بھی ہونیوالے تھے۔ مگر انکا مزاج سپاہیانہ تھا۔بس مردانہ خدمت پر جان دادہ تھے۔ انکے سپرد جو سپاہ تھی وہ اُنپر فدا تھی۔اور یہ اُنپر مہربان۔اور کرم گستر تھے۔نہ کچھ بہت پڑھے لکھے تھے۔نہ پڑھنے لکھنے کے شائق تھے۔مگر زبان کے امتحانات پاس ہی کر لیے تھے۔کوئی کتاب بھی اُٹھا کر شاید کبھی نہ پڑھتے ہون۔البتہ گانے کا بہت مذاق تھا۔اسی مین تکمیل کے خواہان تھے۔گانے ہی مین انکا جی لگتا تھا بھلا۔فرمائیے تو اِس قسم کا آدمی ہماری مس گریس کی سی حسینہ وجمیلہ کی صحبت مین متواتر نشست وبرخاست کرے اور اُسکے حُسن سے متاثر نہو کیسے ممکن تھا؟ اُس دلربا کے انداز۔اور اوصاف۔وہ جمال دل فریب۔وہ بحر خوب۔نظر سے شائد ہی کبھی گذرے۔لاکھ کوشش کی۔مگر کچھ نہین۔صرف ایک دوستانہ التفات حاصل کرسکے۔بس۔وہ جانتے تھے کہ گوہر مقصود کا ہاتھ آنا دشوار ہی اسوجہ سے وہ ایسی جرأت اور بہادرت ہی نہین کرتے تھے۔جسکا نتیجہ ناکامی اور انجام پشیمانی ہو لیکن اگر امید ہوتی کہ دل مردانہ کا تحفہ محقرہ منظور نظر سرکار ہوسکتا ہی۔تو ہزار جان سے فدا اور نثار ہونے کو موجود تھے۔مگر ایسی قسمت کہان۔ایسے طالع بیدار کسکے۔مجھے کامل یقین ہی کہ مسٹر۔اور مسز رانسٹن مین بارہا اِس معاملے مین گفتگو ہوئی۔اگر گریس کا منشا دورا بھی پاتے تو خوشی کے ساتھ

اُسکو اُنسے بیاہ دیتے۔ مگر۔ وہان تو اثر کا سایہ تک نہ تھا۔ اور اُن دونونکو مس گریس کے میلان خاطر کا پورا لحاظ تھا۔

مجھے افسوس ہی کہ مسز ہوم۔ اور بیچاری لیوسی کو کپتان کیطرف سے مایوسی ہوچلی تھی۔ کپتان صاحب کی نظر عنایت جو کچھ اُس گھر پہ تھی وہ تو بدستور تھی مگر یہان آمد و رفت سے البتہ اب وہ جی چُراتے تھے۔ جہانتک بن پڑتا تھا انہین آتے نہے ٹال جاتے تھے۔ ایک دن مس لیوسی چشم پرنم بہ آہ سرد دل پُر درد اپنی ماں سے کہنے لگین۔

مس لیوسی۔ ماما! میرا اور مس گریس کا بھلا کیا مقابلہ ہین اُنکا مقابلہ نہ کبھی کرسکتی ہون۔ نہ اُنکے مقابل کسی نظر مین جچ سکتی ہون۔ کپتان ہالبن میری ذرا بھی تو پروا نہین کرتے۔

یہ تو مس لیوسی نے سچ کہا تھا۔

اور بھی کنواریان صلع مین تھین۔ جنپر ایسے ہی موقع اشتیاق مادرانہ کے بذل کے گذر جاتے تھے۔

مسز ہوم۔ سمندر مین ہزارون مچھلیان ہین۔ اور ہر ایک ماہی گیر کو ایک نہ ایک مل ہی جاتی ہی۔ میری پیاری۔ تم اپنا جی کیون چھوٹا کرتی ہو۔ تم ڈھال نہ ہو۔ تم بھی ایک نہ ایک دن کوئی مچھلی پکڑ ہی پاؤگی۔ گھبراتی کیون ہو۔

مترجم۔ ماشاءاللہ۔ کس قدر تسکین دہ تقریر تھی۔ ماہی گیری کا تلازمہ

بھی کیا خوب۔

یسوسی کو ڈھارس ہوگئی۔ سمجھ گئین کہ قبول صورت۔ اور حسین ہون۔ اور کسی دن شوہر مل ہی جائیگا۔ بیاہ ہوہی رہے گا۔ گھبراہٹ کاہے کی۔

نور پور کے اور حضرات کی نسبت کچھ تذکرات مجھے لکھنا منظور نہین۔ بزرگوار کھانے پر اخبارات پڑھتے تھے۔ اور کارتوسون کے معاملات پر بحث کرتے تھے رائے زنی کرتے تھے۔ نوجوان سیر وشکار مین مصروف رہا کرتے تھے۔ بلیرڈ کھیلتے تھے۔ بینڈ باجا بجاتے تھے۔ مسٹر مانسٹن نے اسقدر تعریف گوکھ کی کر رکھی تھی کہ گردہ کے گردہ وہان سیر کو جاتے تھے۔ بعضے ہندوستانی پڑھتے تھے۔ اور یون ہی وقت کاٹتے تھے۔ میم صاحبان کی نسبت بہت کم لکھنا ہی۔ مسز ہل۔ گریس۔ اور مسز مانسٹن کی دلچسپ فیتین۔ مگر باہر آمد ورفت کے مانع بہت سے قوی اسباب تھے۔ اور یہی مجبوری تھی۔ سیتا کی عدم موجودگی سے مسز اسمتھ اور مسز جونس کا دل اچاٹ تھا۔ ۵

	دل کے بہلانے کا تھا اک مشغلہ جاتا رہا

آیا نے کہین آکر کہدیا تھا کہ اب اسکی واپسی کی امید نہین ہی۔ بیچے۔ ایک دلبستگی کا سامان تھا۔ وہ یون رخصت ہوگیا۔ ناچار تحقیقات مقامی پر قناعت کی گئی تھی۔ جو کچھ روزانہ سرمایہ غیبت اور تہمت کا بہم پہونچتا تھا۔ اسپر اکتفا ہوتی تھی۔ دنیا کے کام۔ اور لوگون کے مشاغل بند تو رہ نہین سکتے تھے ۵

	تم نہین اور سہی۔ اور نہین اور سہی

کیا سیتا کے چلے جانے سے سنراسمتھ اپنا مذاق چھوڑ دیتین۔ غیبت ہی تو کرنا تھی۔ بداندیشی ہی مین تو دلچسپی تھی۔ تو پھر کیا مشکل ہی کیا تھا۔ سیتا نہین تھی۔ نہ سہی۔ اُسکی بیس بہنین بیس مضمون۔

برگیڈیر صاحب البتہ ضرورت سے زیادہ حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے اور منتشر اور متفکر بھی رہا کرتے تھے۔

ایک دن برگیڈیر صاحب مسٹر مانسٹن کے بنگلے پر سویرے ہی گئے اور کسی وجہ سے ڈرائینگ روم مین جہان میم صاحبان بیٹھی تھین نہین جا سکے۔ جج صاحب کو باہر ہی بلوا لیا۔ کچھ ضروری گفت گو کرنا تھی۔ مسٹر مانسٹن ابھی تک کچہری نہین گئے تھے۔ وہ ایک مقدمہ کی مسل پڑھ رہے تھے۔ رام داس۔ بنام مسٹر سیتا بائی۔ دنراندر مہاجن۔ یہ مقدمہ گوکلپور کی جائداد کے متعلق حال ہی مین دائر ہوا تھا اور جج صاحب کو اسمقدمے سے کوئی تشویش نہ تھی۔

مسٹر مانسٹن۔ فرمایئے۔ آج صبح کی کیا خبر ہی۔؟

برگیڈیر۔ مجھے سخت نفرت ہی سخت نفرت ہی۔ مین نہین کہہ سکتا کہ کیا غلطی ہوئی ہی۔ مگر کچھ غلطی کہین ضرور ہوئی۔ آخر یہ کارتوسون کا مرحلہ کیسے درپیش ہو گیا۔ آخر حکام بالادست ضرور صاحب عقل۔ اور ذی فہم ہین۔ انکو نئے اسلحہ کے استعمال کے وقت وقتون اور اندیشون پر غور کر لینا چاہیئے تھا۔ انگریزی فوج مین یہ کارتوس تقسیم ہون

اور وہ فوج خوب قوت کے ساتھ آراستہ کیجاے تو ہماری عین خوشی ہی۔ بہت بہتر ہی۔ مگر یہ بات میری سمجھ مین نہین آتی کہ دیسی فوج کیون اُس قوت سے تیار کیجاوے۔ کیا کہون۔ بس خاموش ہون۔ دیکھیے کیا انجام ہو۔

مسٹر ہانسٹن۔ (مسکراکر) تو ابھی کوئی زیادہ اندیشے کی بات تو نہین ہی۔

برگیڈیر۔ مسٹر ہانسٹن۔ مین نہین کہہ سکتا کہ اندیشے کی کوئی بات نہین ہی۔ مجھے خود اسکا یقین نہین ہی۔ انبالہ۔ میرٹھ۔ دیناپور۔ پنجاب سے میرے پاس خطوط آئے ہین۔ ہر شخص بجاے خود منتشر اور غیر مطمئن ہی۔ مگر باینہمہ اسی نادانی پر اصرار ہی۔ پہلی خونریزی تو ہو چکی۔ ابتدا ہو چکی۔ خدا کرے یہی انتہا بھی ہو۔ مگر نہین۔ مجھے احتمال ہی کہ ایسا شاید واقع نہ ہو۔ ہوا تک سے بوے فساد آتی ہی۔ سازشین ہو رہی ہین۔ مین نے نمبر ۱۹ پلٹن کا حال اخبار مین پڑھا ہی۔ بس اسی سے حال ظاہر ہی۔ مین اس رجمنٹ سے واقف ہون۔ مین اُسمین کبھی شامل تو نہ تھا۔ مگر ایسی منتخب اور مطیع پلٹن مین نے کبھی نہین دیکھی تھی۔ جتنے سپاہی سب راجپوت اور برہمن۔ ہر ایک عالی خاندان اور شریف۔ میرا خیال ہی کہ عمدہ انتظام نہین کیا گیا۔ ورنہ وہ لوگ اپنے تئین سزاوار بنانے مین تقدیم نکرتے مگر جو کچھ ہونا تھا۔ وہ ہو گیا۔ یہ ضرور ہی کہ وہ بہت خوش رخصت ہوے ہین۔ اور باوجودیکہ ہر سی کے سامنے اُنھون نے نعرہ مسرت بلند کیا ہی تاہم جیسا کہ بالفعل گورنمنٹ کے زیر تجویز ہی۔ اگر نمبر ۳۴ پلٹن کے لوگ بھی برخاست کیے گئے

تو یاد رکھیے کہ وہ لوگ بھی جا کر اپنے احباب سے ملینگے۔ اور ہر جگہ آتش فساد مشتعل کرینگے۔ اُسمین جتنے سپاہی ہین وہ ایسے ہی شریر۔ اور مفسد ہین جیسے اِس نمبر کے پلٹن کے پہلے لوگ تھے۔ اِسقدر کہدینا کافی ہی۔

مسٹر مانسٹن۔ اور یہ فرمائیے کہ یہان کی کیا خبر ہی۔ ابھی تک کوئی غیر معمولی بات تو نہین سننے مین آئی۔

برگیڈیر۔ مین نے بھی نہین سنی۔ نہ سننے کا احتمال ہی۔ اور اتنی خیریت ہی کہ ہمارے یہان کارتوس تقسیم کے واسطے نہین آئے ہین۔ بڑی خوشی کی بات ہی کہ ہماری طرف ابھی توجہ نہین کی گئی ہی۔ اور میرا خیال ہی کہ جبتک سپاہیونکی دل آزاری نہ کیجاوے۔ وہ ہمسے مخالفت نہ کرینگے۔ مگر حفظ ماتقدم کوئی بری بات نہین ہی۔ میری جو کچھ رائے ہی۔ وہ مین آپ سے ظاہر کرونگا۔ اور ہر صواب کرونگا اور یہان مین آپ سے بے تکلف گفتگو کرسکتا ہون کسی غیر کی سماعت کا اندیشہ بھی نہین ہی۔

مسٹر مانسٹن۔ بے تکلف ارشاد فرمائیے۔ اپنی تجاویز سے مجھے آگاہ فرمائیے کوئی قریب نہین ہی۔ جو سُنے۔ میم صاحبان ڈرائنگ روم مین ہین۔

برگیڈیر۔ تو ہمکو نکو احتیاطاً کوئی مقام محفوظ قرار دے لینا چاہیئے۔ پُرانا قلعہ اس کام کے واسطے بہت موزون ہی۔ اور اُسی کو مین نے پسند کیا ہی کل مین قلعہ مین گیا تھا۔ اسمین شک نہین کہ بہت سے مکانات بے مرمت

ہو رہے ہین - مگر وہ فوراً درست ہو سکتے ہین - اور بہت سے مقامات ایسے موجود ہین جو بکار آمد ہین - اور وقت پر بہت تھوڑے صرف مین یہ قلعہ درست اور آراستہ ہو سکتا ہی - اب آپ اسکی صفائی مین تھوڑی سی مدد دیجیے - قیدی بھجوا دیا کیجیے کہ کام کریں - مین بھی بہت سے مزدور اور سپاہی اس کام پر بھیجتا رہونگا - آپ قیدیون کو کام پر بھیجینگے - تو معمولی مشقت اُنسے لیجا دیگی - اور کچھ توجہ لوگون کو نہ ہوگی - اگر مین دفعتاً اس کام کو شروع کرا دون - تو لوگونکو تعجب ہوگا - فرمائیے آپ کی کیا رائے ہی - یہ بات خیال رکھیے - کہ صرف میرے اور آپ کے درمیان مین ہی -

مسٹر مانسٹن - تو آپ کو بغاوت کا احتمال ہی -

برگیڈیر - مجھے ضرور احتمال ہی - اور اسکے وجوہ مین نے بیان کر دیئے ہین - خدا کرے میری رائے خطا پر ہو - اور اُسوقت آپ جتنا چاہین مجھے ہنس لیجیے گا میری دلی تمنا تھی - کہ مسٹر برنڈن اسوقت یہان موجود ہوتے - تو اُنکی رائے صائب سے بہت مدد ملتی - مگر مین خیال کرتا ہون - کہ ابھی شاید وہ ادھر آئینوالے نہین ہین -

مسٹر مانسٹن - بیشک اُنکی آمد اسطرف نہین ہی - وہ اپنے کامون مین بہت مصروف ہین - مگر وہ طلب ہو سکتے ہین - مین اُنکو اگر ایک حرف لکھ بھیجون تو وہ فوراً چلے آوینگے - اب آپ کی تجویز پر مین غور کرتا ہون -

مجھے آپ کی رائے سے اتفاق ہی۔ کل سے قیدی کام کرنے آوینگے۔ آج مین قلعہ مین جاکر دیکھونگا کہ کن مقامات پر مرمت کی ضرورت ہی اور مسٹر برنڈن کو آج ہی مخفی خط بھیجتا ہون۔ وہ فوراً چلے آوینگے۔ مگر ہلوگون سے زیادہ وہ کیا بنا لینگے۔

برگیڈیر۔ کوئی کچھ نہین بنا سکتا۔ پس احتیاط لازم ہی۔ ہمارے پاس یوروپین سپاہ اور توپخانہ حفاظت کے واسطے کافی ہی۔ یہ اور بات ہی کہ ایک باقاعدہ رسالے اور توپخانے سے نوبت مقابلہ آوے۔ اُترے ہوے حواس چہرون۔ پر ہماری جان کی حفاظت آرہی ہی۔ سچ تو یہ ہی۔ بس اب مین رخصت ہوتا ہون۔

برگیڈیر صاحب جج صاحب سے ہاتھ ملاکر چلے گئے۔ اور جج صاحب نے مسٹر برنڈن کو خط لکھا۔ اور اُنکو مفصل حالات۔ اور تجویز سے اطلاع دی۔

مسٹر مانسٹن۔ (آہ سرد بھرکر) مین تو چاہتا تھا کہ روزاور۔ گریس پہاڑ پر چلی جائین وہان خوب حفاظت رہتی۔ مگر میم صاحب سنتی ہی نہین ہین۔ اور گر کہین یہ حالات سن پاوین تو جانا بھی ہو۔ تو نہ جائین۔ ہرگز نہ جائین۔ بس۔ بدرجہ مجبوری سوائے سکوت کے اور کیا کیا جاسکتا ہی۔

باب بست و نہم

واقعی ہوہ

نراندر بنارس سے واپس آئے۔ گروجی نے۔ اور نوریور کی پنچایت نے جو حکم دیے تھے۔ جو ہدایات کی تھین اُنکی پوری تعمیل کر چکے تھے۔ تمام مراسم طہارت ادا کر چکے تھے۔ وہان کے برہمنون نے۔ اور سنار قوم کے سرگروہون نے اُسکی تصدیق لکھی تھی۔ کہ وہ پاک وصاف ہوگئے۔ اور اُنھون نے بہت سخاوت سے خیرات تقسیم کی۔ اور برادری کو بڑی بھاری دعوت دیکر سب کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور چونکہ وہ یہ سب مراسم ادا کر چکے۔ اور معزز اور آبرودار ہین۔ لہذا ارباب برادری کو لازم ہے کہ اُنکے شریک ہون۔ اور گروجی اُنکی سرپرستی کرین۔

نوریور آگرظاہر ہی کہ نراندر نے سیتا۔ اور مسٹر برنڈن کو وہان موجود نہ پایا ہوگا تاہم اُنھون نے اپنی برادری کی دھوم سے دعوت کی جسمین سب لوگ بہت خوشی سے شریک ہوے۔ نراندر نے مسٹر برنڈن کو خط لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو شاہجہانپور تشریف لائیے۔ مجھے بہت سے ضروری حالات زبانی عرض کرنا ہی۔ جنکا لکھنا بنارس سے کسیطرح مناسب نہین تھا۔

اپنی طہارت اور پاکیزگی کی تصدیق تو اُنھون نے لکھوا ہی لی تھی۔ مگر اُسکے

علاوہ اپنی پوتی کی طہارت کی بھی ایک سند لکھوالی تھی۔ یہ سند البتہ آسانی سے نہین ملسکی تھی۔ برہمنون سے تو دامون بھٹ نے بحث کرکے اُنکو اپنا مافی الضمیر سمجھا دیا تھا۔ اور اُنسے اتفاق رائے حاصل کرلی تھی۔ مگر سنار کسی طرح راضی نہین ہوتے تھے۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ اِس شادی سے برادری پر داغ لگا۔ غیر قوم والے کے ساتھ شادی کی گئی ہی۔ جو گائے کا گوشت کھانے والی ہی۔ گائے کھانے والا آدمی کبھی پاک ہو ہی نہین سکتا۔ اور نہ وہ عورت جب تک اُنکے ساتھ ہی پاک ہوسکتی ہی۔ تاہم اتنی اجازت ہی کہ وہ عورت جب چاہے۔ اپنے دادا کے گھر مین آوے اور لوگ اُس سے ملین۔ مگر اُسکا خورد و نوش بالکل علٰحدہ رہے۔ اُسکے ظروف وغیرہ شرکت مین نہ رہین بس۔ اِس قدر کامیابی سیتا کے بارے مین ہوئی تھی نرائن رکو یہ تو یقین تھا کہ برادری کی نظر مین اِس تحریر کی کچھ وقعت نہ ہوگی۔ مگر یہ بھی اطمینان تھا کہ سیتا کی تسکین خاطر کے واسطے یہ ضرور کافی ہی۔

ان احکام کی کوئی اپیل نہین ہوسکتی تھی۔ بنارس مین بعض برادری والون نے اِس بات پر زور دیا تھا کہ سیتا کو مسٹر برنڈن سے علٰحدگی اختیار کرکے۔ بنارس آنا چاہیئے۔ گنگا جی مین اشنان کرکے۔ سر منڈوانا چاہیئے۔ چوڑیان توڑنا چاہیئے موٹا لباس پہننا چاہیئے۔ اور ہر طرح بیوہ کی وضع اختیار کرنی چاہیئے۔ بہت سے ایسے بھی تھے جنکو اُسکے حال زار پر رحم آتا تھا۔ جنکے دلون مین انگریز حاکم کی وقعت تھی۔ اور اس قرابت سے طرح طرح کی امیدونکو وابستہ کرتے تھے۔ اور خوش قسمتی سے

اِس خیال کے لوگون کی تعداد کثیر تھی۔

نرامدر نے اپنی پوتی کو اتنی مدت کے بعد گھر بلانے کے واسطے اِس قدر اہتمام کرایا تھا۔ دامون بھٹ نے بچار کر کے مبارک ساعت۔ اور تاریخ آمد کی مقرر کی ایلا۔ کو اپنی لخت جگر سے ملنے کا کس قدر اشتیاق تھا۔ اتنی مدت تک کبھی اُس سے جُدا رہنے کا اتفاق نہین ہوا تھا۔ مدت العمر اتفاق نہین ہوا تھا۔ سفر کے قصے۔ اور حالات اُس سے بیان کرنا تھے۔ بنارس کے مندرون۔ اور شیوالون کی کیفیت وہان کے جوگیون۔ اور بیراگیون کے ہجوم۔ تقریبات۔ اور مذہبی تکلفات کی حکایت اُسکو سناتی تھی۔

بیچاری ایلا کی تندرستی پر اِس سفر کا اثر اچھا نہین پڑا تھا۔ اُسکی ہیئت ہی تبدیل ہوگئی تھی۔ سفید بال جنکے ماتھے پر پٹیان جمائی جاتی تھین۔ اور جنکا جوڑا باندھا جاتا تھا۔

وہ بال بنوا ڈالے گئے تھے۔ سر گھٹا ہوا تھا۔ اور بہت ہی بدنما تھا۔ جب کھونٹیان نکل آتی تھین۔ تو حجام آکر سر کا پھر صفایا کر جاتا تھا۔ چہرہ بہت بھونڈا ہوجاتا تھا۔ مگر وہان سے اخلاق۔ اور انسانیت کے علامات مفقود نہین ہوگئے تھے۔ وہ بدستور باقی تھے پہلے اُسکی پوشاک اچھی ہوا کرتی تھی۔ اُسکی حیثیت ایسے شخص کے بیوہ کی تھی جنے اپنی لاولد بیوہ کے واسطے معقول آمدنی چھوڑی ہو بھائی اسکی جائداد کا نہایت معقول بندوبست کر دیتا تھا۔ اُسکے مصارف

کے واسطے اُسکی آمدنی بہت کافی تھی۔ اُسکا بھائی اُسکو عمدہ سے عمدہ پوشاک پہناتا تھا۔ ململ اور ریشم کی طلائی سوزن کا رساریان جیسی سیتا پہنتی تھی۔ ویسی ایلا بھی پہنتی تھی۔ تقریبات اور تیوہارون مین بیش قیمت پوشاک پہنتی تھی۔

مگر اب تو وہ لباس دور رکھدیا گیا۔ ایک اونی کپڑے کی ساری جو بمشکل زانو کے نیچے تک پہونچتی تھی۔ پہننے کی اجازت تھی۔ بہت میلی۔ اور ذلیل پوشاک تھی۔ کوئی صدری۔ یا شلوکہ پہننے کی شاید ممانعت ہوگئی ہو۔ داہنا ہاتھ شانے تک کھلا رہتا تھا۔ پہلے بازو تک آستین رہتی تھی۔ کچھ عجیب قطع ہوگئی تھی۔ وہ بازیب جسکی جھنکار۔ خادمہ کے کانون تک پہونچتی تھی اور اُنکو سستی اور کاہلی سے باز رکھکر کام مین مصروف کردیتی تھی۔ وہ بھی اُتار ڈالی گئی تھی۔ ہاتھ سے سونے کی چوڑیان بھی اُتار ڈالی گئی تھین۔ گلے مین طوق تھا نہ کانون مین بالیان اور بجلیان تھین۔ نہ جوشن تھے۔ نہ نونگے۔ نہ سونے کی کردھنی۔ بس۔ صرف دو نقرۂ جوشن بازو مین پہنے رہنے کی اجازت تھی۔ اور گلے مین چاندی کی ایک ہنسلی چھوڑدی گئی تھی۔ ایلا بعض وقت اپنی قطع آئینے مین دیکھ کر ہنس پڑتی تھی۔ یا رو دیتی تھی۔ مگر اب تو سیتا کی اور مسٹر برنڈن کی آمد تھی۔ وہ لوگ اس شکل اور اس رنج کو دیکھکر کیا کہینگے۔

ایلا۔ لوگون نے غضب کیا تھا۔ سیتا کو بھی میری ہی قطع کا بنانا چاہتے تھے مگر شکر ہی۔ کہ وہ بیچاری بچ گئی۔

ایلا بہت دن تک راستے کے لڑکون کے خوف سے باہر نہین نکلی - کہ یہ مضحک شکل دیکھکر کہین تالیان نہ بجاوین - مندر تک نہین گئی - روزمرہ پوجا - پاٹ سب خود ہی کرتی تھی - ایک دن اپنی مختصر پوشاک پیرون تک چڑھاکر اور راہ گلی کے کتون سے حفاظت کے واسطے ایک سونٹا ہاتھ مین لیکر باہر نکلی - اور اس بات سے بہت خوش ہوئی کہ لوگ بجاے ہنسنے کے اُسکی تعظیم کرتے تھے - مرد اور عورت جو ملتے تھے دست بستہ سلام کرتے تھے - عورتین اپنے بچونکو ایلا سے دعا دلواتی تھین یہ تو خوب بات ہوگئی تھی - اس سے پیشتر جب وہ عمدہ پوشاک پہنتی تھی تو اُس سے کوئی مخاطب بھی نہین ہوتا تھا پہلے تیوہارون مین قیمتی ساری - اور طلائی زیور سے آراستہ پیراستہ ہوکر مندر جاتی تھی - کوئی توجہ بھی نہین کرتا تھا - مگر اب تو چھوٹے بڑے سب ہی اُسکی عزت - اور توقیر کرتے تھے - اور یہ بڑی مسکین تھی - بنارس مین کچھ ننھے بھجن کرشن جی کی شان مین یاد کرلیے تھے - اور کرشن جی ہی کا وہ پوجا بھی گھر پر کیا کرتی تھی - شاہ گنج بھر مین ایلا صرف ایک ایسی عورت تھی جو کاشی جی کے ارض مقدس تک ہو آئی تھی - اور گنگا ماتا مین اشنان سے سرفراز ہوئی تھی - اُسکے ملنے والی عورتین جوق جوق اُسکے پاس آتی تھین - اور حالات سفر اُس سے بہت اشتیاق سے دریافت کرتی تھین - وہ اُن سب مین معزز اور ممتاز تھی - سب اسکی فضیلت کی قائل تھین - سیتا کی کوئی بات تک نہین پوچھتا تھا - اُسنے بھی تو غضب کیا تھا ایک انگریز کے ساتھ بیاہ کرلیا تھا - جسکا نہ کچھ پتہ تھا نہ ٹھکانا - سب عورتون کا

خیال تھا کہ ایلا نے اپنے اِس قصور کے معافی کی امید مین یہ جوگ لیا ہی۔ کہ اُسنے سیتا کو یون بیاہ کر لیجانے دیا۔ بیچاری نے بڑا کام کیا تھا۔ دنیا کی عیش و راحت پر لات ماری تھی۔

سیتا کو ایلا۔ اور نراندر کے بنارس سے کامیاب۔ اور مع الخیر واپسی پہ بہت ہی مسرت تھی۔ جہان مسٹر سیرل کا فرودگاہ تھا۔ وہان کے مندر مین جاکر نظر چڑھائی۔ برہمن کھلائے۔ خیرات تقسیم کی۔ جو ہندو عورت کو اپنے ایسے قریب اعزا کی واپسی پر خوشی اور تقریب کرنی چاہیئے تھی۔ وہ اُسنے ضرور کی کتنی مدت کے بعد مصائب سفر برداشت کر کے اُسکے بزرگ واپس آئے تھے مسٹر سیرل نے اُس سے کہدیا کہ "اب تم شاہ گنج چلی جاؤ۔ مین تین چارون مین آجاؤنگا۔

سیرل۔ تم چلی جاؤ۔ تمھارے ساتھ پولیس کے سپاہی تعینات رہینگے مین جلد آجاؤنگا۔

سیتا۔ ابھی تو وہ لوگ آئے ہین۔ ذرا اُنکو مطمئن ہو لینے دیجیے ابھی میرا جانا اُنکے واسطے تکلیف سے خالی نہ ہوگا۔ جب سب انتظام ہو جاویگا۔ تو داداجی۔ وامن بھٹ سے دن تاریخ پوچھکر مجھے خود لکھ بھیجینگے۔

پندرہ دن کے بعد نراندر مہراج کا خط بہت پر تکلف آیا۔ سرخ کاغذ پہ طلائی حروف مین خط لکھا تھا۔ گویا موتے کا خط تھا۔ اور اِس خط کا اشتیاق کے

ساتھ سیتا کو انتظار تھا۔

نراندر بہت خوش تھے۔ بس صرف ایک بات کا تردد تھا جسکا حال مسٹر برنڈن سے کہنا تھا۔ اُنکی عدم موجودگی کے زمانے مین انکا کام خوب چلتا رہا۔ نیب نے اپنے خدمات بہت مستعدی۔ اور ایمانداری سے ادا کیے تھے۔ مرزاپور سے بہت سی مائشات وہ خود لائے تھے۔ اور قوی اُمید اس بات کی تھی کہ سال آخر تک کاروبار مین کثیر منافع ہوگا۔ مگر فکر تو یہ تھی۔ کہ یہ دن دونی۔ رات چوگنی۔ دولت کسکو دیجائیگی۔ اِسکا وارث کون ہوگا۔؟ اگر سیتا کے اولاد ہو جاے۔ تو اُسکو کیا کچھ نہ دیدیا جاوے مگر کسی کو متبنےٰ کر لینا لازم ہی۔

بنارس مین پہونچکر نراندر کو مذہبی طہارت حاصل ہوگئی تھی۔ گنیچایت کے لوگون نے۔ اور برہمنون نے صلاح دی تھی کہ اگر روحانی نجات چاہتے ہو تو کسی عزیز کو ذکو مین سے ضرور متبنی کر لینا۔ جو تمھارے واسطے مراسم آخرت انجام دیتا رہے گا۔ خیر۔ اِس خاص امر مین نراندر کو کچھ ایسی عجلت نہ تھی۔ ناگپور مین ایک دور کے رشتہ دار پر کچھ خیال جمتا تھا۔ اور یہ تجویز تھی کہ اُسکو بلا کر پیش نظر رکھین۔ اور اگر اُسکے اوضاع واطوار پسندیدہ ہون۔ تو اُسکو اس بٹھال لین۔

مسٹر برنڈن وعدے پر شاہ گنج آئے۔ اور سیتا براہ راست اپنے گھر چلی گئی۔ در و دیوار سے اُنس تھا۔ کیا کیا قصے یاد نہین آگئے۔ دن چڑھے جب گوکل پور پہونچی۔ تو اپنے پہلے شوہر کے قتل کا واقعہ آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ پُرانا گھر تو

دیکھے نہین دیکھا جاتا تھا - جلد پالکی کے پٹ بند کر لیے - مگر کانون کی جتنی عورتین تھین - پالکی کی طرف دوڑ پڑین - اور سیتا کی بلائین لین - پس یہان سے تو ہر مکان - ہر درخت - ہر کھیت سے واقف تھی - جب آخر ٹیلے پر پالکی پہونچی تو سامنے اُسکے دادا کا مکان نظر پڑا - وہ کوٹھے پر دالان برآمدہ - جہان ماں یوسی کے دن بسر ہوتے تھے - زیر نظر تھا -

بظاہر تو کوئی تغیر نہ تھا - مگر اپنے مین البتہ وہ بہت کچھ تغیر پاتی تھی - وہ پرانے کاہلی کے مشاغل دور ہو گئے تھے - اُنسے تو جی بہ تنگ ہو گیا تھا - اب تو نئے خیالات - نئے احباب - نئی تمنائین - دل مین جاگزین تھین - یہ ضرور تھا - کہ ابھی کچھ ایسی انگریزی نہین پڑھ لی تھی - مگر اُسکے شوہر کے خیالات کا عکس اُسپر ایسا پڑتا تھا - جس سے عجیب قابلیت - اور نزہت خیال اُسمین پیدا ہو گئی تھی - کیا کچھ معلومات اُسکو نہین ہو گئی تھین - مسٹر سیرل کو اس سے زیادہ کیا خوشی ہو سکتی تھی - کہ وہ اپنی بیوی کو علم و عمل کی تعلیم دیتے رہین - غفلت اور کاہلی سدراہ نہین تھی - سیتا کو مسٹر سیرل کے ساتھ سچی وارفتگی - اور خالص محبت تھی - ایک وجدانی کیفیت تھی - کبھی اُن کی محبت سے وہ آسودہ نہین تھی - ہمیشہ - آتش شوق تیز تر - رہتی تھی - سیرل کی عظمت اور محبت کا اُسکے دل پر سکہ جما ہوا تھا - مسٹر سیرل افکار منصبی سے فراغت پا کر اُسکی محبت مین تسکین پاتے تھے -

سیرل صاحب کو خیال تھا - کہ اب سیتا گھر آئی ہے - کبھی ایسا نہ ہو کہ اُسکا پرانا

مذاق عود کر آوے۔ کہین اُنھین کمینہ مشاغل۔ اور قدیم تفریحات پر۔ اُسکا دل مائل نہ ہو جاے۔ جس سے موجودہ صلاحیت دور ہو جاے۔

مگر کوئی ایسا تغیر نہین ہوا تھا۔ اور باہمی لطف و اتحاد مین اِس سے زیادہ استحکام آگیا تھا۔ ابتدا سے دونون نے جو طرز معاشرت اختیار کیا تھا اُسی پر ثابت قدم تھے۔ سیرل صاحب کے کار سرکاری مین بھی کوئی تبدل نہین ہوا تھا بس وہی روزانہ عمل درآمد۔ وہی قدیم دستور۔ سرکاری کاغذات کا ملاحظہ۔ اُنپر احکام مناسب۔ ماتحتون کو ضروری ہدایات۔ سماعت مقدمات۔ سوال خوانی اکثر اوقات تحقیقات موقع۔ بس ایک گھڑی تھی جو اپنی رفتار پر چلی جاتی تھی۔ ہان یہ تبدیلی ہوتی تھی۔ کہ مضمون کاغذات آج کچھ اور ہے۔ کل کچھ اور ہے۔ بہت سے اصلاحات روز تجویز کرتے تھے۔ جو ہر طرح مفید ہوتے تھے۔ خود مسٹر سیرل کچھ مساحت سے بھی واقف تھے۔ اور حد بست۔ اور نقشہ کشی کے کام سے خوب ماہر تھے۔ اکثر تنازعات حدود بندی مین اِس وقفیت سے اُنکو بہت مدد ملتی تھی۔

وہ حدود جو اگلے زمانہ مین خونریزی کے بعد محدود ہو سکتی تھین۔ اب صاحب دم زدن مین اُنکا فیصلہ کر دیتے تھے۔ مسٹر سیرل کو بناے مدارس۔ تعمیر تھانہ جات۔ شفاخانجات۔ کی جانب خاص توجہ تھی۔ سڑکین ضلع مین ہر چہار طرف بنوادی تھین۔ جو تنازعات اُنکے سامنے پیش ہوتے تھے۔ اُنکے فیصلے سے یہ بات ثابت ہو جاتی تھی۔ کہ اُنھون نے پوری دقیقہ سنجی۔ اور ہوشمندی سے معاملہ پر

غور کرکے اُسکا تصفیہ کیا ہی۔ جو تجاویز۔ اور جو امور اُنسے استصواب کیواسطے پیش ہوتے تھے۔ اُنپر اُنکے احکام ایسے عاقلانہ۔ اور فہمیدہ ہوتے تھے کہ حکام بالادست کو کامل اطمینان تھا۔ کہ ایک بیدار مغز حاکم اپنے کار مفوضہ کو انتہائی توجہ۔ اور محنت سے انجام دے رہا ہی۔

اسکو عزلت نہین کہتے۔ ناظرین غور کرین۔ کہ ایک آدمی کے ذمے ہندوستان مین ایک چھوٹا سا صوبہ جو آئرلینڈ کے قریب رقبے مین ہو۔ اور آبادو ہانسے زیادہ ہو چھوڑ دیا جاتا ہی۔ ایک انگریز اور کچھ ہندوستانی افسر اُسکی مدد کیواسطے دیے جاتے ہین۔ اور انواع و اقسام کی ذمہ داری۔ اور فرائض اُس شخص واحد پر عائد کیے جاتے ہین۔ مسٹر سیرل برنڈن کے مزاج کے لوگ اب بھی بہت موجود ہین۔ محنتی۔ جفاکش۔ رعایا جو اُنکے سپرد ہو۔ اُسکی فلاح اور بہبود کے ساعی۔ اُنکے تکالیف اور مصائب سے واقف۔ لوگ اب بھی ہین۔ جو سرگرمی سے رعایا کی ترقی اور اصلاح کی کوشش مین مصروف رہتے ہین۔ اور اُنکی کوشش رائیگان بھی نہین ہوتی۔ کچھ نہ کچھ نتیجہ خاطر خواہ ضرور حاصل ہوتا ہی۔

لیجیے ہمتو ان خیالات مین مصروف ہین۔ وہان سیتا کی سواری مکان کے قریب پہونچ رہی ہی۔ پالکی کے پٹ تو سیتا نے بند کر لیے تھے مگر ایک ذرا سی دراز کھلی رہ گئی تھی۔ جسکے راستے وہ اُن چہروںکو دیکھتی تھی۔ جنکو وہ پہچانتی تھی۔ سودے والے راستون مین صدائین لگا رہے تھے۔ مالن ٹوکری مین ہار لیئے

بیچتی پھرتی تھی - وہی مکانات - وہی دوکانین - وہی تو مہینون کے بعد ہوئی تھی - مگر معلوم ہوتا تھا - ابھی کل یہانسے گئی تھی - لیجیے چوکی بھی آگئی - سامنے لکڑی والے کی دوکان ہے -

پوجے کا وقت ہے لوگ پھول خرید رہے ہین - کوئی ترکاری لے رہا ہے - کوئی کچھ خرید رہا ہے - جیسے ہی پالکی پھاٹک کے اندر داخل ہوئی - شگون کے واسطے لوگون نے پانی بھرے گھڑے پالکی کے سامنے ڈھلکائے - دیبی سنگھ جمعدار - اور راٹھور سپاہیون نے مودب سلام کیا - سیتا ایک مرتبہ اپنے گھر پھر آئی - اندر کے صحن مین پالکی رکھی گئی - اور سیتا جھپٹ کر ایلا سے لپٹ گئی - ایلا نے اُسکو گلے لگا لیا - دامون بھٹ کی بیوی چومکھ چراغ جلائے سیتا کے گرد پھرتی تھی - بہت کچھ تصدق کیا گیا - پھول اُتارے گئے - ماتھے پر چندن لگایا گیا - بہت سی عورتون نے ہم آواز ہو کر سیتا کی شان مین ایک عروسانہ ترانہ گایا - زینے پر نرامدر مہراج اپنی پوتی کے اشتیاق مین ہاتھ پھیلائے کھڑے تھے -

سیتا نے اپنے دادا کے قدم پکڑے - مودب ہو کر سامنے کھڑی رہی - فرط مسرت سے دونون کی زبان بند ہو رہی تھی - بات کرنا ممکن نہ تھا - ایلا سیتا کو علیحدہ لے گئی - عورتین گاتی ہوئی ہمراہ تھین - سیتا کو لیجا کر مندر مین اُسکے ہاتھ سے چراغ جلوایا - اور کچھ راکھ اُٹھا کر سیتا کے ماتھے پر مل دی - واقعی بہت مسرت - اور دھوم سے سیتا کا گھر مین خیر مقدم کیا گیا -

ہندوستان مین یہ دستور نہین ہی۔ کہ دوست۔ اور احباب کو دیکھ کر یہ کہین کہ آپ تندرست ہین۔ صحیح وسلامت ہین۔ بلکہ یہ عجیب قاعدہ ہی۔ کہ جب کچھ مدت کے بعد کسی دوست یا عزیز۔ سے ملتے ہین۔ تو افسوس سے کہتے ہین۔ کہ آپ کی تو صورت ہی بدل گئی ہی۔ اس قدر لاغر۔ وناتوان ہورہے ہو کہ صورت ہی نہین پہچان پڑتی۔ آپ تو سوکھ کر کانٹا ہوگئے۔ سیتا کے آتے ہی ایلا کے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے تھے۔ اب آنسو پونچھکر سیتا سے کہنے لگی۔

ایلا۔ تم تو ایسی دُبلی ہوگئی ہو کہ تمھین پہچاننا دشوار ہی۔

مگر سیتا کے جسم پر ہاتھ پھیرتی جاتی تھی۔ اور دل مین بہت خوش تھی۔ کہ سیتا کا جسم کیسا گول نکل آیا ہی۔ چہرے پر تندرستی کی سرخی اور آب وتاب ہی۔ یہان جانے سے پیشتر ایسی تندرستی کبھی نہین تھی۔ سچ پوچھیے تو۔ تندرستی اور تازگی کی وجہ سے البتہ چاہے سیتا پہچان نہ پڑتی ہو۔ یہ تو محض اخلاق ہی تھا کہ تندرست اور توانا آدمی کو لوگ لاغر۔ اور ناتوان کہنا شروع کردین مگر اخلاق ہی تو ہی۔

تفریح۔ تبدیل آب وہوا۔ مسرت۔ اور مسٹر سیرل کی محبت کا اثر سیتا کی تندرستی پر بہت اچھا پڑا تھا۔ اُسکے چہرے کی زردی۔ اور افسردگی اب بالکل دور ہوگئی تھی۔

مگر سیتا بھی تو پھوپھی کی ہیئت کذائی کو اب غور سے دیکھ رہی تھی۔ بلائین

لینے مین فرق مبارک سے ساری ہٹ گئی تھی - گھٹا ہوا چمکدار سر صاف نظر آتا تھا - کچھ عجیب قطع ہو گئی تھی - پوشاک کی کیفیت بھی بیان ہو چکی ہے - سیتا بیچاری کانپ اُٹھی - اور دل مین کہنے لگی - کہ لوگ میری قطع بھی ایسی ہی بنانا چاہتے تھے -

اب سیتا کو تو ایلا کے پاس چھوڑیے - جہان اُسکے دیکھنے کو جوق جوق عورتین آتی تھین - اور جانتی تھین کہ انگریز کی بیوی بنکر سیتا کا مزاج بدل ہی گیا ہوگا مگر - وہ برآمدے مین کوٹھے پر بیٹھی - اب بہ اطمینان خاطر - سامنے کے سفید خیمے دیکھ رہی تھی - جو لوگ اُس سے ملنے آتے تھے اُنسے بہ اخلاق و بانکسار ملتی تھی - اب نراندر کی کچھ کیفیت سن لیجیے -

نراندر کچہری کے وقت سے پیشتر ہی سیرل صاحب کے سلام کو خیمے پر حاضر ہوے - اس بات کا تو تذکرہ ہی فضول ہے کہ اُنھون نے کن الفاظ مین صاحب سے مع الخیر ملنے کا شکریہ ادا کیا - اور سیتا کے حال پر اُنکی جیسی نظر عنایت رہی - اُسپر کسقدر اظہار مسرت کیا -

معمولی کلمات دریافت خیریت کے بعد مسٹر سیرل نے نراندر سے وہ تذکرہ چھیڑا - جسکا ہر وقت اُنکو خیال رہا کرتا تھا -

نراندر - یہان مین یہ باتین کرنا نہین چاہتا - احتیاط لازم ہے - قدم قدم پر میانسے شیوالہ ہے - وہان کوٹھری خالی ہے - تکلیف فرما کر وہین تشریف لے چلیے -

وہین باتین ہون۔

مسٹر سیرل نے ٹوپی پہن لی۔ اور نراندر کے ساتھ ہو لیے۔ کوٹھری مین جاکر دونون صاحب بیٹھے۔

نراندر۔ پورب مین تو اور زیادہ فساد پھیلا ہوا ہی۔ مجھے یہ معلوم ہی تھا بنارس سے ان حالات کو لکھنا مین کسی طرح مناسب نہین سمجھا۔

مسٹر سیرل۔ (متحیر ہوکر) کیا فساد پھیلا ہوا ہی۔؟

نراندر۔ آپ نے نہین سنا؟ ذات کی تباہی کے قصے۔ ابتک نہین پہونچے خوب ہوا۔ کہ آپ نے نہین سُنا۔ ایسے قصے نہ سننا اچھا۔ سب آدمی اپنی جگہ بے قرار۔ اور پریشان ہین۔ یہ تو مین کہہ نہین سکتا۔ اور مجھے معلوم نہین۔ کہ یہ جھوٹی خبرین کہان سے شائع ہوتی ہین مگر بنارس اور مرزاپور مین افواہ تھی کہ غلے مین۔ نمک مین۔ آٹے مین۔ نجاست ملادی گئی ہی۔ ہمارا دھرم لیا جاویگا۔ اور ہم مہتر۔ اور خاکروب سے بدتر بنائے جائینگے۔ جسکی زبان سے سنیے۔ یہی قصہ سُننے مین آتا تھا۔ اور افسوس یہ ہی کہ لوگونکو ان اخبارات پر یقین بھی ہی۔ یہ بھی خبر تھی۔ کہ روس۔ اور۔ ایران کے بادشاہ ہندوستان پر چڑھائی کیے بڑھتے چلے آتے ہین۔ انگریزونکو اُن لوگون نے شکست دی ہی۔ یہان پہونچکر دہلی کے بادشاہ کو تخت پر بٹھادینگے۔ اور انگریزونکو افسوس ہی کہ نکالدینگے۔ سیاہی چربی کے کارتوس سے خفا ہورہے ہین۔ وہ لوگ خود انگریزون کا راج اُلٹنے

مسٹر سیرل - تو تمنے بھی یہ افواہ سنی ؟

نراندر - کیسے نہ سنتا - ہر جگہ تو یہی قصہ مشہور تھا - لوگ کہتے تھے کہ سب سے پہلے سپاہیون کا دھرم لیا گیا - وہی لوگ اپنا دھرم - اور سب ہندوؤن کا دھرم بچا دینگے - شیوالے مین جو برہمن بیٹھے تھے - وہ تپرا پڑھ کر سناتے تھے - اور کہتے تھے - کہ سمت ۱۹۱۴ کی دسا بہت بُری ہی - جو آفت نہ آجاے - وہ کم ہی - اور کہتے تھے کہ اِس سمت مین یا تو انگریز ہی رہ جائینگے یا دھرم ہی رہ جائیگا - اور اگر انگریز رہ گئے - تو جتنے لوگ ہین - وہ سب عیسائی ہو جاوینگے -

مسٹر سیرل - اور یہ باتین لوگ کھلے کھلے کرتے تھے -

نراندر - نہین کھلے کھلے تو نہین کہتے تھے - مگر کہتے سب تھے - جو پانی پیا جاتا تھا - جو آٹا کھایا جاتا تھا اُسمین سے بھی فساد کی بو آتی تھی - ہر شخص خون کا پیاسا ہو رہا تھا - انگریزون کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا - مذہب پر جو دھبہ لگایا گیا ہی اُسکو مٹانا ضرور ہی -

مسٹر برنڈن - یہ سب اُن لوگون کی نادانی تھی - مگر افسوس کہ دنیا نادان ہو رہی ہی - کون کسکو سمجھا دے - جیسے سب کے سر پھر گئے ہین - جنون ہو گیا ہی - سٹری ہو گئے ہین - سو برس سے اِس سمت کے گرہ - دسا - کا لوگ انتظار کر رہے ہین - جو کچھ سنجوگ پڑ گیا ہی - وہ اٹل ہی - اسمین شک نہین - کہ بہت سے بچار غلط ہو گئے ہین - مگر اس بشین گوئی کے علامات تو ابھی سے ظاہر ہو چکے ہین -

سپاہیون مین بغاوت شروع ہوگئی - بہت سے سپاہیون نے قسم کھالی ہی - کہ جان دینگے - اور دھرم بچا دینگے - اور جو باقی ہین وہ بھی اُنکے شریک ہونگے - مسٹر برنڈن اب آپ یہان سے چلے جایئے - اپنی مان - اور بھائی - کے حال پہ رحم کیجیے - بس خیریت اسی مین ہی - سیتا کو میرے پاس چھوڑے جایئے - جب یہ سمت خیریت سے گذر جائیگا - اور ہملوگ زندہ رہے تو پھر ملاقات ہوگی - سیتا ہی کے واسطے سہی - مگر اپنی جان بچایئے -

مسٹر سیرل کے دل پر اس تقریر کا بہت اثر ہوا - نراندر کو وہ بہت معزز اور راستباز سمجھتے تھے - سوچنے لگے - کہ جو کچھ حالات اُنھون نے بیان کیے ہین - اُنکی راستی مین کوئی فرق نہین ہی - لیکن - اگر ہوا بدل گئی ہی - لوگونکے دلون اور خیال مین فتور آگیا ہی تو وہ کسکے روکے رک سکتا ہی - اُسکا انسداد محال ہی کچھ دیر تک صاحب خاموش بیٹھے رہے - اور نراندر نے پھر اصرار کرنا شروع کیا کہ اپنی حفاظت کا بندوبست کیجیے -

مسٹر سیرل - مجھے معلوم ہوتا ہی کہ آپ ابھی مجھ سے واقف نہین ہین - ارے صاحب - چاہے کچھ ہوجاے - مگر مین یہانسے کہین جانے کا نہین - جو کچھ حالات آپ نے مجھ سے بیان کیے - اُنکا مین شکریہ ادا کرتا ہون - مگر خیال رکھیے گا - کہ سیتا یہ باتین نہ سنے - ایلا - تو یہ باتین نہین جانتی ہین ؟ -

نراندر - یہ باتین تو مردون مین ہوتی ہین - ایلا کو شائد اسکی خبر نہو - عورتونکو

اِن باتون سے کیا واسطہ۔

مسٹر سیرل۔ یہان بھی آپ نے کچھ سنا۔؟

نراندر۔ نہین حضور۔ یہان کچھ نہین سنا۔ مین نے اور دامون بھٹنے بہت ٹوہ لگائی۔ مگر کچھ خبر یہان کی نہین ملی۔ زہر تو ہوا مین اڑ رہا ہی۔ یہان بھی کوئی نہ کوئی جھونکا آہی جائیگا۔ آج جو خط مرزاپور سے آئے ہین۔ اُن مین بہت خوف ظاہر کیا گیا ہی۔ بہت اندیشہ ہی۔ اگر حضور فرماوین۔ تو وہ خط مین حضور کو دکھلا سکتا ہون۔

آج بیچارے مسٹر سیرل تنہا تھے۔ سیتا کو اُسکے اعزا نے روک لیا تھا۔ مسٹر مانسٹن کا جو خط آیا تھا۔ اُسکا ایک طویل جواب لکھا۔ اور نہایت عجز و الحاح سے حاکم حقیقی کی بارگاہ مین دعا کی "کہ خداوندا۔ خونریزی کی آفت سے بچانا۔ اور ہماری سرکار کی حکومت اور سلطنت کو برقرار رکھنا جس سلطنت کا ایک چھوٹا سا جزو میرے سپرد بھی ہی"

ابھی ایک ہفتہ بھی نہین گذرا تھا۔ کہ مسٹر مانسٹن کا ایک خط اور آیا۔ جسمین پہلے سے زیادہ تردد اور تشویش کا اظہار تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ ایک ہی دن کیواسطے آپ نوربور ضرور چلے آئیے۔ اگر کہیے تو نصف راہ پر کہار اور پالکی آپکے واسطے موجود رہے۔ اب تامل بیموقع تھا۔ صرف ایک خدمتگار ساتھ لیکر خود نوربور گئے۔ خیمے یہین چھوڑ گئے اور سیتا سے کہتے گئے کہ مین بہت جلد واپس آؤنگا

تم بھی یہین رہو۔

باب سی ام

کوشش - کامیابی

جس دن مسٹر سیرل نور پور پہونچے - اُسکی صبح کو مسز اسمتھ کی آیا - اُنسے کہنے لگی - آیا کا نام کشنی تھا - کچھ ٹوٹی پھوٹی انگریزی بول لیتی تھی - بجنسہ ترجمہ کرنے مین مطلب خبط ہوگا اسوجہ سے اپنے الفاظ مین مطلب ادا کردیا گیا ہی -

کشنی - میم صاحب - آپ جانتی ہین - کہ کشنی جھوٹھ نہین بولتی - مسٹر برنڈن آئے - سیتا نہین آئی - مسٹر برنڈن برادری کے جھگڑے سے عاجز ہوگئے جب دیکھو - برادری - برادری - برادری - آخر کہانتک برادری - بڑی مشکل ہوئی - اور ہوتی ہی - مین سب جانتی ہون - مجھ سے ایک سُنار ن کہتی تھی - کہ سیتا کے ساتھ کسی نے کھانا نہین کھایا - سیتا بہت خفا ہی - اور سب کو گالیان دیتی ہی - گرو جی کہتے ہین - کہ اِسکا سرنڈر واڈالو - اور اُسکو بیوہ بناؤ - مگر واہ رے مسٹر برنڈن - اُنھون نے اپنی کالی بیوی چھوڑدی - اور یہان مس ہاسٹن کے پاس چلے آئے -

مسز اسمتھ کی آیا مدراسی کرسچین تھی - مدراسی کرسچین ہو یا نہ ہو مگر مشہور یہی تھا اور وہ اپنے تئین خود بھی یہی سمجھتی تھی - کچھ عجیب لہجے سے عجیب الفاظ مین

انگریزی بولتی تھی - جسکو کوئی سمجھے - یا نہ سمجھے - مگر مسز اسمتھ خوب سمجھ لیتی تھین - جو کچھ قصہ اس عورت نے اپنی ہیم صاحبہ سے بیان کیا تھا - وہ سراسر اسکی افترا پردازی تھی - سُنار کی عورت نے صرف اس قدر کہا تھا - کہ ابھی اگر کوئی فساد اُٹھانا چاہے تو برادری مین پھر فساد اُٹھ سکتا ہی - ابھی سب جھگڑا مٹ نہین گیا ہی - اس ذراسی بات کو آیا نے حاشیہ چڑھا کر - اسطرح بیان کیا کہ مسز اسمتھ کو سُنکر نہایت مسرت اور تفریح ہوئی -

مسز اسمتھ - خوب ہوا - اُسکی سزا یہی تھی - سر بھی منڈوا ڈالا جاے - تو ٹھیک ہو - ایسی عورتونکو تو گدھے پر سوار کراکے بازار مین دربدر پھراوے - دیکھو - تو کیسے پیارے جوان کو رجھالیا ہی - نہین معلوم - اب مسز مانسٹن اپنی پیاری دوست سے کیا کہینگی چشمہ سار پر تو بڑی محبت سے اُسکا بوسہ لیا تھا - مین تو ایسی عورت کو (دست پناہ) سے بھی نہ چھوتی - توبہ -

تھوڑی دیر کے بعد اجتماع ثلاثہ (مسز اسمتھ - مسز جونس - مسز ہوم) کی مجلس مشورت منعقد ہوئی - سیتا - اور مسٹر برٹن کے حالات پر گفت و شنید رہی - اور قرار پایا - اور راے قائم کرلی گئی کہ مسٹر سیرل کی شادی مس مانسٹن کے ساتھ عجب نہین کہ ضرور ہو جاے -

مسٹر سیرل کے خیال مین بھی یہ بات نہ تھی کہ محض میرے آنے سے ایسے قصے مشہور ہونگے - وہ آئے - اور بے تکلف اپنے دوست مسٹر مانسٹن کے یہان

مہمان ہوے - اس سے زیادہ کیا خوشی ہوسکتی تھی - کہ سیتا اپنے اعزا مین خوش خوش مقیم ہی - اور مسٹر سیرل اپنے اجا کے یہان فروکش ہین - اور لطف صحبت حاصل ہی - یہ ضرور تھا - کہ وہ زیادہ دن نورپور مین نہین ٹھہر سکتے تھے - مگر - محض اُنکے آنے سے سب کو بیحد خوشی تھی - اور وہ ایسے عاقل اور فرزانہ تھے اور اُنکی راے صائب پر لوگونکو اس قدر وثوق تھا کہ ابھی اُنکو آئے ایکدن بھی نہین گذرا تھا - اور اُنھون نے دلون سے غبار - انتشار - وتشویش دور کردیا تھا -

تشویش بلا وجہ نہ تھی - اور مسٹر مانسٹن نے اپنی بیوی سے سب حالات کہدیے تھے - بار بار اُنھون نے اصرار کیا تھا - کہ گریس کو لیکر پہاڑ پر چلی جاؤ - وہان زیادہ حفاظت ہی - مگر وہ دونون ایک نہ مانتی تھین - اُنکو کسی طرح مفارقت گوارا نہ تھی - تندرستی ماشاءاللہ دونون کی اچھی تھی - تبدیل آب و ہوا کی اُنکو ضرورت نہ تھی - اگر کوئی اندیشہ تھا - تو پہاڑ پر بیٹھکر رات دن فکر - اور تردد مین کون گذرانے - سب یکجا نہ رہین - تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے - مسٹر مانسٹن کے پاس بہت سے گمنام خطوط آئے تھے - جنکا یہ مضمون تھا کہ "آپ کی اور آپ کی بیوی - اور آپ کی بہن کی توقیر - اور محبت لوگون کے دلون مین بہت ہی - آپ کی خیریت اور حفاظت اسی مین ہی کہ آپ ولایت چلے جایئے" ایک خط مین لکھا تھا کہ معہوا بدلگئی ہی - سنہ ۱۹۱۴ شروع

مسٹر سیرل - تو تمنے بھی یہ افواہ سنی ؟

نراندر - کیسے نہ سنتا - ہر جگہ تو یہی قصہ مشہور تھا - لوگ کہتے تھے کہ سب سے پہلے سپاہیون کا دھرم لیا گیا - وہی لوگ اپنا دھرم - اور سب ہندوؤنکا دھرم بچا دینگے - شیوالے مین جو برہمن بیٹھے تھے - وہ تپرا پڑھ کر سناتے تھے - اور کہتے تھے - کہ سمت ۱۹۱۴ کی دسا بہت بُری ہی - جو آفت نہ آجاے - وہ کم ہی - اور کہتے تھے کہ اس سمت مین یا تو انگریز ہی رہ جائینگے یا دھرم ہی رہ جائیگا - اور اگر انگریز رہ گئے - تو جتنے لوگ ہین - وہ سب عیسائی ہو جاوینگے -

مسٹر سیرل - اور یہ باتین لوگ کھلے کھلے کرتے تھے -

سپاہیون مین بغاوت شروع ہوگئی - بہت سے سپاہیون نے قسم کھالی ہی - کہ جان دینگے - اور دھرم بچا دینگے - اور جو باقی ہین وہ بھی اُنکے شریک ہونگے - مسٹر برنڈن اب آپ یہان سے چلے جایئے - اپنی مان - اور بھائی - کے حال پہ رحم کیجیے - بس خیریت اسی مین ہی - سیتا کو میرے پاس چھوڑے جایئے جب یہ سمت خیریت سے گذر جائیگا - اور ہملوگ زندہ رہے تو پھر ملاقات ہوگی - سیتا ہی کے واسطے سہی - مگر اپنی جان بچایئے -

مسٹر سیرل کے دل پر اس تقریر کا بہت اثر ہوا - نراندر کو وہ بہت معزز اور راستباز سمجھتے تھے - سوچنے لگے - کہ جو کچھ حالات اُنھون نے بیان کیے ہین - اُنکی راستی مین کوئی فرق نہین ہی - لیکن - اگر ہوا بدل گئی ہی - لوگونکے دلون اور خیال مین فتور آگیا ہی تو وہ کسکے روکے رک سکتا ہی - اُسکا انسداد محال ہی کچھ دیر تک صاحب خاموش بیٹھے رہے - اور نراندر نے پھر اصرار کرنا شروع کیا کہ اپنی حفاظت کا بندوبست کیجیے -

مسٹر سیرل - مجھے معلوم ہوتا ہی کہ آپ ابھی مجھ سے واقف نہین ہین - ارے صاحب - چاہے کچھ ہوجائے - مگر مین یہانسے کہین جانے کا نہین - جو کچھ حالات آپ نے مجھ سے بیان کیے - اُنکا مین شکریہ ادا کرتا ہون - مگر خیال رکھیے گا - کہ سیتا یہ باتین نہ سنے - ایلا - تو یہ باتین نہین جانتی ہین ؟ -

نراندر - یہ باتین تو مردون مین ہوتی ہین - ایلا کو شائد اسکی خبر نہو - عورتونکو

اِن باتون سے کیا واسطہ۔

مسٹر سیرل۔ یہان بھی آپ نے کچھ سنا۔؟

ترانداز۔ نہین حضور۔ یہان کچھ نہین سنا۔ مین نے اور وامون بھٹ نے بہت ٹوہ لگائی۔ مگر کچھ خبر یہان کی نہین ملی۔ زہر تو ہوا مین اڑ رہا ہی۔ یہان بھی کوئی نہ کوئی جھونکا آہی جائیگا۔ آج جو خط مرزاپور سے آئے ہین۔ اُن مین بہت خوف ظاہر کیا گیا ہی۔ بہت اندیشہ ہی۔ اگر حضور فرمادین۔ تو وہ خط مین حضور کو دکھلا سکتا ہون۔

آج بیچارے مسٹر سیرل تنہا تھے۔ سیتا کو اُسکے اعزا نے روک لیا تھا۔ مسٹر مانسٹن کا جو خط آیا تھا۔ اُسکا ایک طویل جواب لکھا۔ اور نہایت عجز و الحاح سے حاکم حقیقی کی بارگاہ مین دعا کی۔ "کہ خداوندا۔ خونریزی کی آفت سے بچانا۔ اور ہماری سرکار کی حکومت اور سلطنت کو برقرار رکھنا جس سلطنت کا ایک چھوٹا سا جزو میرے سپرد بھی ہی"

ابھی ایک ہفتہ بھی نہین گذرا تھا۔ کہ مسٹر مانسٹن کا ایک خط اور آیا۔ جسمین پہلے سے زیادہ تردد اور تشویش کا اظہار تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ ایک ہی دن کیواسطے آپ نوربور ضرور چلے آیئے۔ اگر کہیے تو نصف راہ پر کہار اور پالکی آپکے واسطے موجود رہے۔ اب تامل بیموقع تھا۔ صرف ایک خدمتگار ساتھ لیکر خود نوربور گئے۔ خیمے یہین چھوڑ گئے اور سیتا سے کہتے گئے کہ مین بہت جلد واپس آؤنگا

تم بھی یہین رہو۔

باب سی ام

کوشش۔ کامیابی

جس دن مسٹر سیرل نور پور پہونچے۔ اُسکی صبح کو مسز اسمتھ کی آیا۔ اُنسے کہنے لگی۔ آیا کا نام کشنی تھا۔ کچھ ٹوٹی پھوٹی انگریزی بول لیتی تھی۔ بجنسہٖ ترجمہ کرنے مین مطلب خبط ہوگا اسوجہ سے اپنے الفاظ مین مطلب ادا کردیا گیا ہی۔

کشنی۔ میم صاحب۔ آپ جانتی ہین۔ کہ کشنی جھوٹھ نہین بولتی۔ مسٹر برنڈن آئے۔ سیتا نہین آئی۔ مسٹر برنڈن برادری کے جھگڑے سے عاجز ہوگئے جب دیکھو۔ برادری۔ برادری۔ برادری۔ برادری۔ آخر کہانتک برادری۔ بڑی مشکل ہوئی۔ اور ہوتی ہی۔ مین سب جانتی ہون۔ مجھ سے ایک سُنار نی کہتی تھی۔ کہ سیتا کے ساتھ کسی نے کھانا نہین کھایا۔ سیتا بہت خفا ہی۔ اور سب کو گالیان دیتی ہی۔ گروجی کہتے ہین۔ کہ اسکا سر منڈوا ڈالو۔ اور اُسکو بیوہ بناؤ۔ مگر واہ رے مسٹر برنڈن۔ اُنھون نے اپنی کالی بیوی چھوڑدی۔ اور یہان مس ٹاسٹن کے پاس چلے آئے۔

مسز اسمتھ کی آیا مدراسی کرسچین تھی۔ مدراسی کرسچین ہو یا نہ ہو مگر مشہور یہی تھا اور وہ اپنے تئین خود بھی یہی سمجھتی تھی۔ کچھ عجیب لہجے سے عجیب الفاظ مین

انگریزی بولتی تھی - جسکو کوئی سمجھے - یا نہ سمجھے - مگر مسز اسمتھ خوب سمجھ لیتی تھین - جو کچھ قصہ اس عورت نے اپنی میم صاحبہ سے بیان کیا تھا - وہ سراسر اسکی افترا پردازی تھی - سُنار کی عورت نے صرف اس قدر کہا تھا - کہ ابھی اگر کوئی فساد اُٹھانا چاہے تو برادری مین پھر فساد اُٹھ سکتا ہی - ابھی سب جھگڑا مٹ نہین گیا ہی - اس ذراسی بات کو آیا نے حاشیہ چڑھا کر - اسطرح بیان کیا کہ مسز اسمتھ کو سُنکر نہایت مسرت اور تفریح ہوئی -

مسز اسمتھ - خوب ہوا - اُسکی سزا یہی تھی - سر بھی منڈوا ڈالا جاے - تو ٹھیک ہو - ایسی عورتونکو تو گدھے پر سوار کرکے بازار مین دربدر پھراوے - دیکھو - تو کیسے پیارے جوان کو رجھالیا ہی - نہین معلوم - اب مسز مانسٹن اپنی پیاری دوست سے کیا کہینگی - چشمہ سار پر تو بڑی محبت سے اُسکا بوسہ لیا تھا - مین تو ایسی عورت کو (دست پناہ) سے بھی نہ چھوتی - توبہ -

تھوڑی دیر کے بعد اجتماع ثلاثہ (مسز اسمتھ - مسز جونس - مسز ہوم) کی مجلس مشورت منعقد ہوئی - سیتا - اور مسٹر برنڈن کے حالات پر گفت و شنید رہی - اور قرار پایا - اور راے قائم کرلی گئی کہ مسٹر سیرل کی شادی مس مانسٹن کے ساتھ عجب نہین کہ فوراً ہو جاے -

مسٹر سیرل کے خیال مین بھی یہ بات نہ تھی کہ محض میرے آنے سے ایسے قصے مشہور ہونگے - وہ آئے - اور بے تکلف اپنے دوست مسٹر مانسٹن کے یہان

مہمان ہوے۔ اس سے زیادہ کیا خوشی ہوسکتی تھی۔ کہ سیتا اپنے اعزا مین خوش خوش مقیم ہی۔ اور مسٹر سیرل اپنے احباب کے یہان فروکش ہین۔ اور لطف صحبت حاصل ہی۔ یہ ضرور تھا۔ کہ وہ زیادہ دن نورپور مین نہین ٹھہر سکتے تھے۔ مگر۔ محض اُنکے آنے سے سب کو بیحد خوشی تھی۔ اور وہ ایسے عاقل اور فرزانہ تھے اور اُنکی رائے صائب پر لوگونکو اس قدر وثوق تھا کہ ابھی اُنکو آئے ایکدن بھی نہین گذرا تھا۔ اور اُنھون نے دلون سے غبار۔ انتشار۔ وتشویش دور کردیا تھا۔

تشویش بلا وجہ نہ تھی۔ اور مسٹر مانسٹن نے اپنی بیوی سے سب حالات کہدیے تھے۔ بار بار اُنھون نے اصرار کیا تھا۔ کہ گریس کو لیکر پہاڑ پر چلی جاؤ۔ وہان زیادہ حفاظت ہی۔ مگر وہ دونون ایک نہ مانتی تھین۔ اُنکو کسی طرح مفارقت گوارا نہ تھی۔ تندرستی ماشاءاللہ دونون کی اچھی تھی۔ تبدیل آب و ہوا کی اُنکو ضرورت نہ تھی۔ اگر کوئی اندیشہ تھا۔ تو پہاڑ پر بیٹھکر رات دن۔ فکر۔ اور تردد مین کون گذرانے۔ سب یکجا رہین۔ تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے۔ مسٹر مانسٹن کے پاس بہت سے گمنام خطوط آئے تھے۔ جنکا یہ مضمون تھا کہ "آپ کی اور آپ کی بیوی۔ اور آپ کی بہن کی توقیر۔ اور محبت لوگون کے دلون مین بہت ہی۔ آپ کی خیریت اور حفاظت اسی مین ہی کہ آپ ولایت چلے جائیے" ایک خط مین لکھا تھا کہ "ہوا بدلگئی ہی۔ بمبئی ۱۹۱۴ شروع

ہوگیا ہی۔ آپ بمبئی چلے جائیے۔" یہ خطوط کسی ہندوستانی ہی نے بھیجے ہونگے ضلع مین اور لوگون کے پاس بھی اطراف وجوانب سے خطوط آئے تھے۔ اور آتے رہتے تھے۔ ایک خط کسی نے تیر مین باندھ کر باغ مین پھینک دیا تھا۔ کل ہی تو مس گریس۔ اور مسز انسٹن اس خط کو اُٹھا لائی تھین مسٹر انسٹن اور مسٹر سیرل نے ملکر اس خط کو پڑھنا شروع کیا۔ مسٹر سیرل کو یاد پڑا۔ کہ نرائن کے یہان کی ڈکیتی سے پیشتر جو خط اُنکے پاس آیا تھا۔ اُس مین اور اس خط مین زبان رسم خط۔ اور حروف کی کشش مین بہت مشابہت تھی۔ مگر وہ خط تو اسوقت شاہ گنج مین رہ گیا ہی۔ اس خط کا مضمون یہ تھا۔ کہ "سمبت ۱۹۱۴ شروع ہوگیا ہی۔ خبردار رہیئے۔ دیسی فوج سے ہوشیار رہیے۔ جو کچھ مال و اسباب قیمتی ہو وہ قلعہ مین بھیجدیجیے۔ اور جسوقت کچھ بھی اندیشہ ہو۔ فوراً قلعہ مین جاکر قیام کیجیے۔ راقم الحروف بھی بہت حزم واحتیاط سے نگرانی کر رہا ہی۔ اور انگریزون کا سچا خیرطلب ہی۔ موقع پر بہت وفاداری کے ساتھ عمدہ خدمات انجام دیگا۔"

جو حالات انگریزی صدر مقامات سے لکھکر آتے تھے اُن حالات سے اُن واقعات کی تصدیق ہوتی تھی اس سے تو کچھ بحث نہ تھی کہ خطوط کہان سے آتے تھے چاہے بنگال کی آخر حد سے آتے ہون۔ خواہ پنجاب کی آخر حد سے۔ مگر مضمون مین کوئی اختلاف نہین ہوتا تھا۔ نوجوان ان خبرون کو محض مذاق سمجھتے تھے مگر ذی فہم معمر متفکر۔ اور سخت مزاج ہوتے جاتے تھے اپریل شروع ہوگیا تھا۔ اور مہاجنونکے کھاتے مین اور خطوط مین سمبت ۱۹۱۴ لکھنا ۲۵ مارچ سے شروع

کر دیا گیا تھا۔ بے دھرمی۔ اور مذہب کی بربادی کی صدا ہر چہار طرف سے اُسی تیزی کے ساتھ آرہی تھی۔ آگرہ۔ دہلی۔ میرٹھ۔ کانپور۔ انبالہ سب ہی جگہ تو یہ صدا پہونچی تھی۔ اب پنجاب کی طرف بڑھ رہی تھی۔ انبالے کی چھاونی مین کارتوس کے مسئلہ کا نتیجہ فتنہ انگیز ہوا تھا۔ خود حضور کمانڈر انچیف نے سپاہیونکو مخاطب کرکے بہت کچھ ارشاد فرمایا تھا۔ جسکا صحیح ترجمہ اُن لوگونکو سنا دیا گیا تھا۔ مگر مشکل تو یہ تھی۔ کہ سچ کو بہت کم لوگ سچ مانتے تھے۔ اور جھوٹھ کو یقین کرنیوالے ہزارون تھے۔ اور اس خیال کا وثوق یون ہوا۔ کہ بارک پور کی طرح یہان کی چھاونی مین بھی آتش زنی شروع ہوگئی تھی۔

اِسکے بعد چپاتیون کا حیرت انگیز واقعہ شروع ہوا۔ یہ عجیب راز سربستہ تھا اس تیزی سے ملک بھر مین چپاتیان تقسیم ہوئین۔ کہ جیسے ہوا پر ہوائی اُڑتی ہے کوئی خط چپاتیون کے ساتھ نہین ہوتا تھا۔ نہ یہ پتہ تھا۔ کہ کنے۔ کسکو بھیجا ہے۔ کانون کانون ہرکارے چپاتی لیے پھرتے تھے۔ تمام ممالک مغرب و شمال مین اور جنوب مین برار تک یہ چپاتیان تقسیم ہوئین۔ جسکے پاس چپاتی پہونچتی وہ لیتا اور دس اور ملاکر دوسری جگہ بھیج دیتا۔ یہ بھی اُس زمانے کی ایک فال بد تھی۔ جسکا بھید آج تک نہ کھلا نہ کھلا۔ یہ چپاتیان جیسے اور مقامات پر پہونچی تھین۔ ویسے نورپور مین بھی پہونچین۔ جیسے اور ذی اختیار حاکمون نے بھیجنے والون کی تفتیش کی تھی۔ اور کسنے نہین کی تھی۔ ویسے مسٹر سیرل۔ اور مسٹر نیٹن نے

بھی تحقیقات کی - مگر سب لاحاصل - بالکل بے سود - کوئی پتہ نہ چلا -
نور پور کی بازار مین جو افواہین مشہور تھین - اُنکی تفصیل کے واسطے تو یہ
پورا باب بھی کافی نہین - ہندوون کی طفلانہ ضعیف الاعتقادی کا دنیا مین
کوئی قوم مقابلہ نہین کرسکتی - ابتداے عمر سے اُنکو حیرت انگیز - اور خلاف قیاس
معجزات یقین کرنے کی تعلیم دیجاتی ہی - اور آیندہ زندگی مین کوئی غلط - اور بعید
از فہم - واقعہ ہی کیون نہ اُنسے بیان کیا جاے - وہ بلا تکلف اُسکے یقین کرنے
کو تیار ہوجاتے ہین - اور اسی وجہ سے یہ بات بالکل تعجب انگیز نہین ہی کہ جب
سمبت ۱۹۱۴ کا سحر لوگون کے کانون مین پھونکا گیا - تو اُسکی جو کچھ نحوست یا فال
مشہور کیجاتی تھی - لوگ اُسکو اخبار آسمانی کیطرح باور کرتے تھے - اور صدق دل سے اور دین
وایمان سے اُسپر اعتبار کرتے تھے - سب سمجھتے تھے کہ ہوا مین بھی فساد کا اثر بھیل رہا ہی
اور بہت بُرے آثار ہین - کوہ آتش فشان تھا کہ جو پوری طاقت سے ذرا سے اشارہ سے
آتش فشانی کو تیار تھا - بس ایک ہوا کا جھونکا پاکر شریر ہوسکتا تھا - مادہ موجود تھا -
ایک شخص بیس کوس لمبی - اور بیس کوس چوڑی فوج لیے بڑھا آرہا ہی - جو
انگریزونکو دنیا سے نیست ونابود کریگا - فقیر راتون کو میدانون مین گھوڑے دوڑاتے
اور صدا لگاتے پھرتے تھے - کہ "انگریز غارت" - "انگریزون پر نفرین" - جن
بے ایمانون نے ہمارا کھانا تک حرام کردیا - غلہ فروشون کے پاس کا پورہ -
اور دیگر مقامات سے جو لب گنگ آباد تھے - خطوط آئے تھے - کہ زہر ملے ہوے

آٹے سے خبردار رہنا۔ انگریزون نے کل مین گائے کی ہڈیان پیسوا کر آٹے مین ملوا دی ہین۔ یہ آٹا میرٹھ سے آویگا۔ اور نمک اور گھی مین بھی نجاست ہے ہوشیار رہنا۔ نورپور کی دیسی فوج مین کوئی بے دلی نہین پھیلی تھی۔ وہ لوگ اطاعت پر ثابت قدم۔ اور وفادار تھے۔ اُنکو کارتوسون کے جھگڑے سے کوئی واسطہ نہین ہوا تھا۔ جا بجا کے قصے سنکر ہنستے تھے۔ یہ ظاہر تھا کہ ابھی اِن لوگون کے پاس کہین سے قاصد نہین آئے تھے۔ اور ایک رجمنٹ نے اپنی خوشی سے یہ بھی وعدہ کرلیا تھا کہ اگر کہین سے کوئی آیا بھی تو ہم اُسکو سرکار کے حوالے کردینگے۔ رسالے سے ان قصون سے بالکل کوئی مطلب نہ تھا۔ اور زیادہ تر رسالے مین مسلمان تھے۔ وہ سب کچھ سنتے تھے۔ مگر ان باتون سے کوئی سروکار نہین رکھتے تھے۔ اور کپتان ہابسن بالکل مطمئن تھے۔

انتشار کے علامات دیکھکر بریگیڈیر صاحب نے ابتداہی سے اپنی رائے قائم کرلی تھی جس سے سبلوگ واقف ہین۔ اور مسٹر انسٹن کی اعانت سے قلعہ بندی کا انتظام خوب کرلیا تھا۔ اِس خیال سے کہ بدہوائی نہ ہو۔ یا جھوٹے سچے قصے نہ مشہور ہون۔ پہلے یہ کیا گیا کہ اب جیلخانہ قلعہ مین قائم ہوگا۔ پھر یہ مشہور کیا گیا کہ اور مقامات کے جیلخانے بھر گئے ہین۔ اسوجہ سے وہان کے قیدی اِس قلعے مین لاکر مقید ہونگے۔ رفتہ رفتہ رسد کا کافی سامان قلعے مین مہیا اور فراہم کرلیا گیا۔ گولی بارود کا میگزین بھی حکمت عملی کے ساتھ قلعے ہی مین اُٹھا

لیا گیا۔ اور اس بات کا اطمینان کر لیا گیا تھا۔ کہ نور پور مین جتنے عیسائی ہین اُنکے قیام۔ اور بود و باش کا مناسب انتظام۔ اور کافی بندوبست ہو گیا۔ مسٹر ہانسٹن۔ اور۔ اور لوگون کے خیمے استادہ کرنے کی بھی قلعے مین کافی جگہہ تھی۔ سیرل نے اپنے واسطے ایک ہشت پہل کمرہ پسند کیا تھا۔ جسکے نیچے ہی تالاب تھا۔ یہ مقام نہایت پُر فضا تھا۔ بہت ہوادار تھا۔ اُنکو یہ مکان بہت مرغوب تھا یہ اُنکو معلوم تھا۔ کہ اب جبتک طوفان فرو نہ ہو لے سیتا کو اپنے دادا کے یہان شاہ گنج مین رہنا چاہیئے۔ اور یہ بھی مناسب ہی۔ حفاظت کا اطمینان بھی وہان قابل اطمینان رہیگا۔

طوفان اُٹھہ رہا تھا۔ مگر کوئی سمجھ بھی نہین سکتا تھا کہ یہ فرو ہو جائیگا۔ یا اگر برپا ہی ہو گیا۔ تو اسکا دور کرنا محال ہو گا۔ ہندوستان مین بہت کم ایسے بیدار مغز تھے۔ جنکی نظر اصل واقعات تک پہونچتی تھی۔ اور جنکو معاملات کی فکر اور پروا تھی حالانکہ نتیجہ بدمین کسی کو اختلاف نہ تھا۔ کبھی کبھی بدحواسی بھی ضرور پھیل جاتی تھی مگر انگریزون نے کوچ۔ اور سفر نہین اختیار کیا تھا۔ جن لوگون کے عیال و اطفال تھے اُنکو اُنھون نے اپنے ہی پیش نظر رکھا۔ جو کچھ ہونا ہو۔ وہ سب کے ساتھ ایک جگہہ ہو سب شریک مصیبت رہین۔ جب ایسا نازک وقت پیش آجاتا ہی۔ تو لوگ نجام بینی۔ اور عاقبت اندیشی سے کام لیکر معاملات دنیاوی کو معمول سے زیادہ حزم و احتیاط سے سرانجام دیتے ہین۔ اور مسٹر سیرل۔ اور مسٹر نہٹن بھی اس

دستور کے مخالف نہ تھے۔ نہین معلوم کیا اتفاق پڑے۔ کیا اتفاق ناگہانی ہو باہم دونون نے ایکدوسرے کو اپنے اعزا۔ واقارب۔ اور اُنکے فوائد ونقصان سپرد کیا۔ مسٹر سیرل نے زر کثیر پر اپنا جان بیمہ کرادیا تھا۔ اور اُسکو سیتا کے حق مین لکھدیا تھا۔ یہ روپیہ اور گھر کی دولت پاکر سیتا عزت اور آسائش کے ساتھ بسر کرسکتی تھی۔ سیتا کے پاس جو کچھ جائداد تھی۔ اُسکی نسبت مسٹر ہسٹن کو بہت شک تھا کہ شائد اُسکے پاس نہ رہ سکے۔ اور مسٹر سیرل سے اُنھون نے اُسمقدمہ کا ذکر کیا جو رام داس نے حال ہی مین دائر کیا تھا۔

مسٹر ہسٹن۔ یہ مقدمہ بہت پیچیدہ ہی۔ اور نہایت عقلمندی کے ساتھ دائر کیا گیا ہی۔ مگر اسکا فیصلہ تو شاید کہین اُسوقت ہو۔ جب یہ فتنہ فرو ہو جاے۔ تعجب ہی کہ آپ نے ابھی تک اِسکا حال ہی نہین سنا تھا۔

مسٹر سیرل۔ جب مین شاہ گنج سے چلا ہون۔ تب تک وہان اِسکا کوئی تذکرہ نہ تھا۔ یہ مقدمہ چاہے جسطرح چلایا جاے۔ مگر سیتا کے فوائد پر اِسکا کچھ ایسا نقصان نہ ہوگا۔ مجھے خوب معلوم ہی۔ کہ ایکمرتبہ بنارس جاکر اُسکے دادا نے اُسکے نام سے بہت روپئے کے پرامیسری نوٹ خرید کر دیے ہین۔

مسٹر ہسٹن۔ وہ بہت بڑا آدمی ہی۔ یقین ہی کہ ضرورت کے وقت وہ ہمارے ساتھ وفا کرے۔ کیئے۔ آپکے راجگان ماتحت کا کیا حال ہی۔

مسٹر سیرل۔ مجھے دونون سے نفرت ہی۔ نواب صاحب نے مجھے اکثر خطوط لکھے

اور لکھا۔ کہ خوفناک اخبار۔ اور افواہ کی وجہ سے۔ اور اس خیال سے کہ لوگ مجھے سرکار انگریزی کا رفیق سمجھتے ہین۔ مین نے سپاہیون کی تعداد مین اضافہ کر لیا ہی۔ مگر وہ سپاہی کیا ہین محض برائے نام ہین۔ اُنکی وقعت ہی کیا ہی محض ہیچ ہین۔ راجہ ہرپال سنگھ زیادہ تمرد۔ اور سرکشی پر مائل ہی۔ وہ کہتا ہی۔ کہ مین اپنی موروثی جائداد جسطرح بنیگا۔ قبضہ کرونگا۔ بہت سے بدمعاش اُسکے پاس جمع ہین۔ اور کچھ تعجب نہین جو ہمارے مہربان عزرائیل پانڈے بھی وہان رونق افروز ہون۔ وہ بدذات ایسے اوقات کے واسطے بہت ہی موزون ہی۔ یہ حالات موجودہ مین دونون سے بے خبر ہون۔ اسوقت تو اپنے ہی افکار سے اُنھین فرصت نہین۔

مسٹر سیرل کی رائے ٹھیک تھی۔ خبر آئی کہ میرٹھ مین نمبر۔ پلٹن نے بغاوت کی۔ کارتوس لینے سے انکار کیا مگر وہان کے برگیڈیر نے کہدیا کہ ہمارے پاس انگریزی فوج اس قدر کافی موجود ہی۔ کہ ایک ایک آدمی کو کھا جائیگی۔ اور بہت سے باغیونکو قید کر دیا۔ مگر افسوس کہ بُرے نتیجے پر کسی کو نظر نہ ہوتی تھی۔ دیدہ و دانستہ دہلی کے خاندان شاہی کے حرکات و سکنات سے۔ اور ٹھور کے نانا صاحب کی نقل و حرکت سے جنسے مدت سے اپنی ریاست سے قدم باہر نہین نکالا تھا۔ تغافل کیا جاتا تھا۔ نانا صاحب اسوقت کانپور سے دہلی کو سفر کر رہا تھا۔ اور لکھنؤ بھی گیا تھا۔ اور بہت سے لوگ ایسے تھے جنھون نے

نواب۔ اور راجہ ہرپال سنگھ کی طرح۔ اپنی سپاہ بڑھانی شروع کردی تھی۔ ختم اپریل تک ممالک مین فتنہ و فساد کی تاریکی چھا گئی تھی۔ جو ظاہر اور محسوس تھی۔ انگریزون کے رفیق۔ جنکی تعداد کثیر تھی۔ دور و دراز کے اخبار وحشت آثار سنکر متفکر ہو رہے تھے۔ اور آنے والی آفت سے آگاہ تھے۔ سنہ ۱۹۱۴ کی نحوست شروع ہوگئی تھی۔ کہین اطمینان نہ تھا۔ انگریز۔ اور ہندوستانی سب بجاے خود متردد۔ اور منتشر تھے۔ ہر طبقے کے لوگ مضطرب تھے۔

حالانکہ روزانہ افواہ بدسنتے تھے۔ اور روز بد دیکھنے کو مستعد اور تیار رہتے تھے۔ احباب اپنا وقت لطف و اتحاد مین بسر کرتے تھے۔ اسکی تو ضرورت نہین کہ مین معمولی مشاغل کی بار بار تفصیل بیان کرتا رہون۔ مگر یہ تھا۔ کہ مسٹر سیرل سوتے اپنی کوٹھی مین تھے۔ اور دن بھر مسٹر فنسٹن کے یہان رہتے تھے۔ ابتو مس گریس کے ساتھ بیجولی کا پیشتر سے کہین زیادہ موقع ملتا تھا۔ پہلے تو سیتا کو کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ مگر اب تو گھر بھر کی زبان پر اُسکا نام جاری تھا۔ سیتا کے خطوط ہندی مین آتے تھے۔ اور کچھ انگریزی جملے بھی خطوط مین لکھے ہوتے تھے۔ جنکا سنانا دلچسپی سے خالی نہ تھا۔ کوئی نہ کوئی حصہ خط کا مسٹر سیرل ضرور پڑھ کر سنا دیتے تھے۔ سیتا نے لکھا تھا کہ مین یہان آسائش سے ہون۔ اعزا میری دیکھ بھال اور مدارات مین مستعد ہین۔ اگر ضرورت ہو تو آپ چند روز خوشی سے یہان مقیم رہیے۔ مگر بعد کو اُسکے خطوط اندوہناک ہونے لگے۔ آخر اُسنے بھی

افواہ سن ہی لی۔ متردد اور متفکر تھی سخت مصیبت اُسکو بھی تھی۔ جسکا تذکرہ اپنے موقع پر کیا جائیگا۔

کپتان ہابسن روزمرہ صبح کو بعد پریڈ کے یا شام کو آتے تھے۔ جب وہ آتے تھے تو خطوط کھولکر پڑھے جاتے تھے۔ اور روزانہ حالات کے تذکرے اور اُپنرا سے زنی ہوا کرتی تھی۔ مسٹر سیرل پر۔ مس گریس پر کپتان ہابسن کی وارفتگی کا حال ظاہر ہی ہوگیا تھا۔ وہ دیکھتے تھے کہ جدھر گریس جاتی ہی۔ کپتان کی نظر اُسکے ساتھ ہی۔ اور کیسی مردانہ روش سے یہ وارفتگی ہی مگر یہ بھی ظاہر ہوگیا تھا کہ مس گریس کو کوئی توجہ نہین ہی۔ کوئی التفات نہین ہی۔ کپتان ہابسن کی قسمت ؎

لیکے دل دلبر نے پھر مڑکر نہ دیکھا اسطرف
ہم تڑپکر بے دل و بیتاب مضطر تھک رہے

مسٹر سیرل۔ (دل ہی دل مین) آگے چلکر توجہ ہو ہی جائیگی۔ ابھی تو یہ آفت کسی طرح فرو ہوے۔ کپتان ہابسن کی رائے صحیح ہی۔ اس گفتگو اور اظہار مقصد کا ابھی موقع نہین ہی۔ لیکن اگر گریس نے کپتان کی درخواست منظور کرلی تو بہت مزے مین رہیگی۔

مسٹر سیرل یہی سوچا کرتے تھے۔ اسی اُدھیڑبن مین رہتے تھے۔ لیکن مجھ سے اگر صاف پوچھیئے تو سیتا کے لحاظ سے۔ اور سیتا کے متعلق اُنکا موجودہ

قیام زیادہ قابل تشویش تھا۔ نوروز۔ اور بڑے دن کے زمانے کی نسبت اسکی مرتبہ رنگ دوسرا تھا۔ عزم فریقین کے جو کچھ ہون۔ مگر ضرورت سے زیادہ ارتباط باہمی بڑھتا جاتا تھا۔ اکثر دونون مکان مین تنہا بیٹھے رہتے تھے۔ مسز مانسٹن اس بات کی نہ تو نگرانی رکھتی تھین۔ نہ نگرانی رکھنا چاہتی تھین جو کچھ امیدین تھین اُنسے وہ مایوس ہو چکی تھین۔ اور مسٹر مانسٹن اپنے فرائض منصبی کے سرانجام مین مصروف رہتے تھے۔ گوکھ کے مناظر کی تصویر تیار ہو رہی تھی۔ اور مسٹر سیرل۔ اور مس گریس ملکر اس تصویر کو تیار کر رہی تھین۔ کبھی کبھی کشتی کی سواری کا اتفاق ہوتا تھا۔ گاڈی مین جانے سے کشتی کی سیر مین زیادہ تفریح تھی۔ باہر کے افکار سے بحالات موجودہ یہ لوگ بے خبر رہتے تھے۔

ایک دن ولایت کی ڈاک کے خطوط لوگون کے پاس آئے۔ اور اِدھر اُدھر کے خطوط بھی آئے۔ اب یہ دستور ہو گیا تھا کہ لوگ چھوٹی حاضری پر۔ اپنے اپنے خطوط کا کچھ جزو پڑھ کر احباب کو سناتے تھے۔ مضمون سب کا قریب قریب ایک ہوتا تھا۔ مسٹر مانسٹن نے دیکھا کہ ولایت کا ایک خط پڑھ کر مسٹر سیرل کے چہرے پر دفعۃً آثار حزن و ملال ظاہر ہو گئے۔ ایک اور سرکاری خط تھا۔ جسپر سرخ لاکھ کی بڑی مہر لگی تھی۔ اُسکو پڑھ کر وہ اور زیادہ رنجیدہ ہوے۔ خطوط تو اُنھون نے جیب مین رکھ لیے۔ اور گفتگو مین

شریک رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُنھون نے جانے کی اجازت چاہی۔ اور غدر کیا۔ کہ مجھے بہت سے خطوط کا جواب لکھنا ہی۔

مسٹر ہانسٹن۔ حاضری کے وقت تو آجایئے گا نہ۔ دیر نہ لگایئے گا۔

اُنھون نے کہا کہ "ضرور آؤنگا" اور باغ کے راستے اپنی کوٹھی چلے گئے۔ کھانے کا وقت گذر بھی گیا۔ اور مسٹر سیرل نہ آنا تھا نہ آئے۔

مسٹر ہانسٹن۔ ضرور خط کا مضمون کچھ دل آزار تھا۔ مین جاتا ہون دیکھون تو معاملہ کیا ہی۔ اگر مسٹر سیرل حاضری مانگینگے۔ تو وہین منگا لونگا۔

واقعی مسٹر سیرل اُس روز بہت ہی محزون اور ملول تھے۔ میز پر دونون ہاتھون کے بیچ مین سر رکھے جھکے بیٹھے تھے۔ مسٹر ہانسٹن نے اُنکی حالت دیکھی۔ وہ آہستہ آہستہ کمرے کے اندر گئے۔ مسٹر سیرل کو اُنکے آنے کی خبر بھی نہ ہوئی۔

مسٹر ہانسٹن۔ مسٹر سیرل خیریت تو ہی۔ آپ کیون رنجیدہ ہین۔ انگلستان مین۔ اور سب جگہ خیریت ہی نہ۔ کوئی امر تردد کا تو کہین سے نہین سننے مین آیا۔ میرے عزیز دوست! تم کیون ملول ہو۔ مین کچھ شریک غم ہوسکتا ہون۔ رنج و مصیبت کے کم کرنے کی یہ بھی ایک تدبیر ہی کہ دوست کو شریک کرلے۔ مسٹر سیرل نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ اور زور سے کہنے لگے۔

مسٹر سیرل۔ فلپ۔ سامنے جو تحریر رکھی ہی اُس سے میرا دل پاش پاش ہوگیا۔ مجھے ہلٹن سے ایسی سرد مہری۔ اور بے اعتنائی کی امید نہ تھی۔ مین تو

اُنپر یون فدا رہا۔ یون جان دادہ ہون۔ دوسری تحریر اُنکی خط سے بھی زیادہ رنج دہ ہی۔ مگر پہلے لارڈ ہلٹن کا خط تو پڑھو۔ دیکھو تو کسقدر مختصر۔ اور دل شکن تحریر ہی۔

مسٹر ہسٹن نے کچھ جواب نہین دیا۔ اُنکے ذہن مین یہ بات آگئی کہ سیتا کے واقعات سنکر لارڈ ہلٹن نے کیا لکھا ہوگا۔ خط اُٹھا کر مکرر پڑھا۔ کچھ خانگی حالات کے تذکرے کے بعد۔ کچھ تمہید اور عنوان کے بعد۔ اُنکے خط کا مضمون یہ تھا۔

"تمنے جو کچھ حالات اپنی شادی کے متعلق لکھے اُنکو پڑھ کر مجھے ایسا ملال ہوا جو خارج از احاطۂ اظہار ہی۔ مجھے ایسا قلق ہوا کہ بیان نہین ہوسکتا۔ مین نے بہت چاہا کہ اِس واقعے کو مین بھلا دون۔ اور کئی مرتبہ کی ڈاک مین مین نے اِس معاملے کے متعلق کچھ نہین لکھا۔ جس سے شاید تم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہو کہ مین نے اِسکی کچھ پروا نہین کی۔ یا مین نے اِسکو پسند کرلیا ہی۔ مگر مجھے اِسکی پروا ہی اور مین اِسکو کسی طرح پسند نہین کرسکتا۔ اور آپ مہربانی کرکے اِس بات کو خوب ذہن نشین کرلیجیے گا۔ کہ جسکے ساتھ تمنے شادی کی ہی وہ چاہے حسن و جمال مین نورجہان کیون نہ ہو مگر مین یہ ہی خیال کرونگا کہ وہ ایک مکارہ عورت ہی جسنے تمھین رجھا کر تمکو مبتلاے آلام کردیا ہی۔ اور تمھین دام فریب مین پھنسا لیا ہی۔ کاش تمنے اُس عورت کو نہ دیکھا ہوتا۔ وہ تمھاری بیوی کی وقعت سے یہان کسی نظر سے نہین دیکھی جاسکتی۔ تم خود غور کرلو۔ کہ ہمارے قدیم خاندان کی ایک

ممبر سیتا کیسے قرار پا سکتی ہی۔ یہ خیال ہی بالکل مہمل اور فضول ہی۔ سیرل! میرے پیارے بھائی سیرل! مین تمکو جو کچھ لکھ رہا ہون۔ وہ غصے سے نہین لکھ رہا ہون بلکہ رنج اور افسوس سے لکھ رہا ہون۔ تمھاری آنکھین کھول دینا چاہیے۔ اور صرف مین ہی وہ شخص ہون۔ جو اس کام کو سرانجام دون۔ یہ تمنے خوب کیا کہ اس امر کا تذکرہ۔ والدۂ ماجدہ۔ اور ہمشیرۂ عزیزہ اگسٹا سے میری رائے پہ چھوڑ دیا تھا۔ اگر کہین تمنے خود لکھدیا ہوتا تو والدۂ عالیہ کا دل تو تمنے توڑ دیا ہوتا۔ اور اگر مین اُنسے ذکر کرتا۔ تو مین تمھاری حماقت۔ اور نادانی۔ کا موید اور مشتعل ہوتا۔ مین نے وہ خط ہی جلا دیا۔ اور اس بارے مین میری زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکلے گا۔ ایک بات مین اور لکھتا ہون۔ اور وہ یہ ہی۔ کہ اگر اُس عورت سے یا اُسکے اعزا سے کسی کثیر معاوضے پہ بھی رستگاری۔ اور گلو خلاصی ممکن ہو۔ تو تم مجھے بے تکلف لکھ بھیجو۔ کوئی مقدار کیون نہ خرچ ہو جاے۔ کیسا ہی صرف گران کیون نہ گوارا کرنا پڑے۔ مگر تمھاری رہائی کسی قیمت پر کیون نہ ہو۔ مین خرید نے کو تیار رہون۔ اور مدت العمر مین میری یہ بہت مرغوب خرید ہوگی۔"

مسٹر بانسٹن نے مکرر پڑھ کر اور آہ سرد بھر کر خط میز پر رکھدیا۔ مسٹر سیرل کو خبر ہی نہ تھی کہ وہ کاتب خط کے ساتھ اسدرجہ ہمدردی کرینگے ورنہ اُنکو وہ خط کبھی دکھلاتے بھی نہ۔

مسٹر سیرل - یہ دوسرا خط ہی - لیجیے اسکو بھی پڑھیئے -

اِس خط کا عنوان "ڈیمی آفیشل - پریوٹ - کانفیڈنشل" تھا - مسٹر ہنٹن نے جو غور کیا تو دیکھا کہ اسپر اُس حاکم کے دستخط تھے - جسکی کوشش اور مشورت سے مسٹر سیرل مستقل ڈپٹی کمشنر مقرر ہوے تھے - اِسکا مضمون بہت ہی مختصر تھا جو درج ذیل ہی -

۱۵ - اپریل ۱۸۵۷ء

ڈیر مسٹر برنڈن -

مجھے معتبر ذریعہ سے یہ خبر دریافت کرکے بے حد ملال ہوا - کہ آپ نے کوئی ہندوستانی تعلق پیدا کیا ہی - جس سے آپ اپنے ضلع بھر مین مطعون - اور بدنام ہو رہے ہین - ہندوستانیونکی موجودہ برافروختگی مزاج پر لحاظ کرکے ہمکو گونکو بہت ہی محتاط - اور ہوشیار رہنا چاہیئے - اور غیر معمولی حزم اور دوراندیشی سے کام لینا چاہیئے - مگر آپ نے ایک معزز مہاجن کی پوتی کو اغوا کرکے صرف یہ ہی نہین کیا کہ اصول شائستگی و اخلاق سے تجاوز کیا ہو بلکہ آپ نے اُن ہندوستانیون کے دلونکو بھی آزار پہونچایا جو آپ کی تفویض مین ہین -

مین وہ شخص ہون - جس نے آپ کو بہمہ صفات موصوف سمجھکر آپ کے مستقل تقرر کی سفارش کی تھی - اور اپنی اِس کامیابی پر بہت ہی مسرور تھا

مگر اب مین اپنے ذمہ یہ فرض سمجھتا ہون - کہ سلطنت - اور حکام کو مشورت دون - کہ آپ عاملانہ حکومت سے علیحدہ کر دیے جاوین - اور اس علیحدگی کے کافی وجوہ ہین - البتہ مین اتنا انتظار کرونگا - کہ آپ بہت جلد میرا یہ اطمینان کر دین - کہ اب میری ناراضی کی کوئی وجہ باقی نہین رہی"

مسٹر مانسٹن نے یہ خط بھی پڑھ کر میز پر رکھ دیا -

مسٹر سیرل - فلپ - تمھین کہو - کہ ایسی دو تحریرون کا ایک ہی دن آنا کیسی مصیبت کا سامنا ہی - بس خدا ہی میرے حال پر رحم کرے - مین کیا کرون مجھے کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتا -

مسٹر سیرل کو دیکھ کر مسٹر مانسٹن بے اختیار رونے لگے - بہت ہی رحم اور ترس اُنکو آیا - اُنکے اخلاص و محبت مین کچھ شک نہین ہو سکتا تھا - فرط غم سے اُن کی زبان سے بات نکلنی دشوار تھی - آخر کچھ دیر کے بعد وہ کہنے لگے -

مسٹر مانسٹن - پیارے سیرل - اسمین تو شک نہین - کہ تم میرے کہنے سے بہت ہی دلگرفتہ ہوگے - بُرا مانوگے - مگر مجھے تم اپنا دوسرا بھائی سمجھو - اور مین تمھارے بھائی کا ہم خیال ہون - دوسرا جو خط ہی - یہ تو محض کج خلقی ہی - مگر اسمین شک نہین کہ اس شخص کے امکان مین مضرت رسانی ہی - اگر وہ مستعد ہو گیا - تو نقصان پہونچا ویگا - اور نافہم بھی سمجھ سکتا ہی کہ یہ شخص

بہت ضدی آدمی ہی۔ اگر تم ——

مسٹر سیرل۔ (خشمناک استادہ ہوکر) مسٹر فلپ۔ دنیا مین تمھاری زبان سے "اگر"! اگر کیسا؟ تم کچھ سمجھے بھی! کہ تم کیا کہتے جاتے ہو؟ تمھارا کیا مطلب ہی؟

مسٹر مانسٹن۔ مین خوب سمجھتا ہون۔ مگر مین ایک لفظ بھی نہ کہونگا اگر آپ یون ہی کھڑے ہوکر مجھے گھورینگے۔ تو مین ایک حرف بھی نہ کہونگا۔ مین آپ کو اور خطوط کو چھوڑے جاتا ہون۔ جب آپ کی طبیعت ٹھکانے ہوگی۔ اور جی چاہے گا۔ تو مجھے پھر بلوا لیجیے گا۔

مسٹر سیرل۔ (بیٹھکر) فلپ۔ مجھسے غلطی ہوئی۔ مین نے جانا کہ تم یہ کہوگے۔ کہ اُس عورت بیچاری کو چھوڑ دو۔ مگر یہ نہ کہنا۔ خدا کے واسطے یہ نہ کہنا۔ تمکو جو محبت میرے ساتھ ہی۔ اُسکے صدقے مین یہ نہ کہنا۔

مسٹر مانسٹن۔ (ملول ہوکر) پیارے سیرل۔ اگر مجھے تمھارے ساتھ محبت نہ ہوتی۔ تو مین خاموش رہتا۔ اور تمھاری۔ بیعزتی۔ رسوائی۔ اور بربادی۔ دیکھا کرتا۔ خبر بھی نہ ہوتا۔ مگر مین تو چپ نہ رہونگا۔ بھائی کا اطمینان تم کرسکتے ہو۔ مان کی دلجوئی بھی تم کرلوگے۔ مگر اُنکو تو ابھی کچھ معلوم ہی نہین۔ لیکن یہ سب جانتے ہین۔ کہ یہ شخص کیسا بے رحم۔ اور سنگدل ہی۔ کیسا تنگ خیال۔ اور بدگمان ہی۔ اور اُسکے امکان مین کیا کچھ ہی۔ وہ اس تعلق سے خفا ہوگیا ہی۔

اور اُسکا خیال اب کسیطرح بدل ہی نہین سکتا - یہان بہت سے ایسے لوگ موجود ہین - جو اُسکی رائے کی تائید کرینگے - نرائذر کو میرے پاس بلوا دو - تو مین اُس سے کچھ بائین کرلون - میرے خیال مین سیتا کو تمھارے ساتھ ایسا عشق ہی - کہ وہ جان دے دیگی - مگر تمھاری بدنامی - اور تباہی کی روادار نہ ہوگی - اسمین کچھ شک نہین - ہم سب کو اس بات کا یقین ہی - جو سچ تھا - وہ مین نے کہدیا - اور اب کچھ نہ کہونگا - یہ ایک ایسا سوال ہی - اور ایسا مسئلہ ہی جسمین دلیل اور بحث کی گنجائش نہین - اسکا جواب سوائے "ہان" یا "نہین" کے اور کچھ ہو ہی نہین سکتا -

مسٹر سیرل - فلپ - مین تمھین اسوقت کوئی جواب نہین دے سکتا مین اپنے جھگڑے اپنے ہی دل مین طے کرونگا - اگر مین کھانے پر نہ آسکون - تو سمجھ لینا کہ متردد ہون - اسوقت تو مجھے تنہائی پسند ہی - دیکھنا مسز مانسٹن - اور اُنکی بہن سے کچھ ذکر نہ کرنا - اُنکو سنکر بیکار ملال ہی تو ہوگا -

مانسٹن - نہین مین کچھ نہ کہونگا - (چلے گئے)

مسٹر سیرل کو ایسی مصیبت کا سامنا کبھی نہین ہوا تھا - اسمین شک نہین کہ پہلے رجحان خاطر کا ایک سخت موقع اپر گذر چکا تھا - ایکمرتبہ تو عجیب آفت سے دوچار ہوے - مسٹر فلپ کہہ گئے تھے "ہان - یا نہین کے سوائے اور کوئی جواب ہی نہین" ایکطرف - مان - بھائی بہن کی محبت - عزت خاندانی کا لحاظ - بقول

لارڈ ہلٹن کے مخمصے مین جان پڑگئی تھی۔ اپنا ایسا عالی عہدہ اور دیم مین آپھنسا تھا اگر عہدے سے علیحدہ کیے گئے۔ تو تنزل ہوگا۔ مدت تک بہت قلیل معاوضے پر گذر کرکے پھر شاید کچھ عروج کی امید ہوسکے۔ یہ خیالات دماغ مین آئے۔ اور نکلگئے۔ مان۔ بھائی۔ اور بہن کی محبت پر پورا وثوق تھا۔ وہ لوگ ناراض ہونگے۔ مگر۔ پھر خوش ہوجائینگے۔ لارڈ ہلٹن۔ اسوجہ سے خفا ہوگئے ہین۔ کہ اُنھون نے میری شادی ولایت مین تجویز کی ہوگی۔ وہ اب نہ ہوسکے گی۔ کچھ دنون کے بعد اُنکی ناراضی بھی جاتی رہے گی۔ سرکاری دھمکی کا مجھے کچھ خوف نہین۔ منتشر کمرے مین اِدھر اُدھر ٹہلتے جاتے تھے۔ اور سوچتے جاتے تھے۔ "مین بیسون مثالین ایسی دے سکتا ہون۔ جنمین مجھسے اعلیٰ عہدہ دارون نے ہندوستانی عورات سے تعلق کیا ہی۔ مین نے تو قانوناً شادی کرلی ہی۔ اُنکے گون کے تعلقات تو محض ناجائز رہے ہین" ہان ایک طمع تھی۔ جو دل سے دور نہین ہوتی تھی۔ "گریس مانسٹن سے ملنے کے واسطے آزادی ہوجاتی" ہاے یہ خیال تو دل مین بس گیا تھا۔ اور کام کر رہا تھا۔ اپنا اثر دکھلا رہا تھا۔ بیچاری سیتا۔ اور اُسکے حقوق۔ بالکل فراموش ہو رہے تھے۔ کیونکہ اُس عشق اور محبت کا خیال آتا تھا۔ جسمین اُسکی مان بہن بھائی سب ہی ہمدرد ہوتے اور اُسکے لطف مین شریک ہوتے۔ یہ اتحاد۔ اور یگانگت تو ایسی ہوتی۔ کہ وطن مین اور یہان کے ہموطنون کی نظرون مین کسی طرح قابل ملامت ہو ہی نہین سکتی تھی۔

اور اسمین تو شک ہی نہ تھا۔ کہ ذرا سے اشارے پر یہ محبت اپنا رنگ دکھلا جاتی کوئی بھی تو سد راہ نہ ہوتا۔

مسٹر سیرل خوب جانتے تھے۔ کہ اگر مین بیٹھکر سیتا کو صرف اتنا لکھ دون کہ۔ "میری عزت قائم نہین رہ سکتی" اور میرے اعزا تمھارے مخالف ہین" تو کافی ہو جاوے۔ اور مفارقت دایمی فوراً ہو جاوے۔ نہ اسمین مسٹر مانسٹن کی ضرورت ہی۔ نہ نراندر کی جسطرح اور راجپوت عورتون نے اپنے شوہر کے ہاتھ سے اُسکے تحفظ آبرو کے واسطے تلوار کھالی ہی۔ وہ بھی کھالیگی۔ اور اس اطمینان پر کہ شوہر کی آبرو بچ گئی۔ وہ بھی جان دے دیگی۔ مگر۔ کیا مین اُسکو یون قتل کرون؟۔ ہاے نظر کے سامنے اس وقت وہ غمگین چہرہ پھر گیا۔ وہ چہرہ جسکے کس محبت سے بوسے لیئے تھے۔ کیسے پیار کیے تھے۔ بدن مین لرزہ آگیا۔ یہ یاد کرکے کہ خدا کے سامنے عہد کیا تھا۔ کہ مین وفا کرونگا۔ کانپنے لگے۔ اقرار کیا تھا۔ کہ ہمیشہ محبت اور نباہ کرونگا۔ اُسکے اعزا نے بغرض اُسکو میرے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ کچھ طمع نہ تھی۔ کوئی فریب نہ تھا۔ کیا مین ترک ایمان کرون۔ اور بیوفائی کرون۔ یون بدعہدی کرون۔ پاس سخن۔ ایفاے عہد بھی کوئی چیز ہی۔ کہ نہین۔ مین اور بدعہدی۔ مین اور بے وفائی۔ افسوس۔ صد افسوس دن ڈھلگیا۔ اور اُنکو خبر بھی نہ ہوئی۔ خدمتگار نے آکر کھانے کے واسطے پوچھا۔ مگر وہ ڈانٹ پائی۔ کہ اُلٹے پیرون واپس گیا۔ حضور کا مزاج برہم تھا۔

مگر اُنکے مضبوط خیال مین لغزش محال تھی۔ پلنگ کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ اور ایکمرتبہ جیسی اور دعا کی تھی ویسی ہی دعا کرنے لگے "خدایا! مین ڈوب رہا ہون مجھے حرص۔ اور طمع کے راستے سے بچالے" ذرا دیر کے بعد اُنکے دل مین کچھ الہام سا ہوا۔ بشارت ہوئی "مین موجود ہون۔ خوف نہ کرنا"

بہت سے لوگ مسٹر سیرل پر الزام لگا دینگے۔ کہ اُنکی رفتار دنیا کے رواج کے خلاف تھی۔ مگر اُنکے ایمان مین کبھی فرق نہین آیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ کسی وقت وہ خواہشات نفسانی سے مجبور ہوگئے ہون مگر ایمان قائم رہا۔ جب وہ میلان خاطر دور ہوگیا۔ تو اُنکا مزاج اپنے اصلی اعتدال پر آگیا۔ شام کو جج صاحب کے یہان کھانے پر گئے۔ آج معمول سے زیادہ سنجیدہ۔ اور متفکر تھے جب وہان سے رخصت ہوے۔ تو فلپ مانسٹن اُنکے ساتھ باغ تک آکے اور کہنے لگے۔

مسٹر مانسٹن۔ سیرل۔ مین اسوقت تمھارا چہرہ دیکھتا رہا۔ جو کچھ مین نے آج صبح کہا۔ اُسپر مین نادم ہون مجھے معاف کردو۔

مسٹر سیرل (مسٹر مانسٹن سے آنکھین چار کرکے اور اُنکے کاندھون پر ہاتھ رکھ کر) پیارے فلپ۔ معافی کاہے کی۔ بس میرے ساتھ خوشی سے رہیے کہ اُس بیچاری عورت سے مین نے بدعہدی نہین کی۔ جو قول کیا تھا اُس سے کسی طمع پر بھی مین منحرف نہین ہوا۔ اور نہ اب کبھی منحرف ہونگا۔

مسٹر ہاسٹن - مین یہ سنکر بہت خوش ہوا - مین دن بھر آج آپ ہی کے خیال مین رہا - سیرل لوگ چاہین تمسے اختلاف کرین - تمھین بُرا کہین - مگر میری نظر مین تمھاری عزت ہمیشہ سے زیادہ بڑھ گئی ہی - خدا حافظ -

مسٹر سیرل - خدا حافظ -

اُس رات کو مسٹر سیرل خوب آرام سے سوئے صبح کو بیدار ہوے - تو خیالات کو مجتمع اور دماغ کو بجا پایا - اور سرکاری خط کا جواب حسب ذیل لکھا -

"مائی ڈیر سر -

آپ کا گرامی نامہ - مورخہ جو ڈیمی آفیشل تھا موصول ہو کر باعث سرفرازی ہوا - مجھے حیرت ہی کہ جو اخبار آپ کی سماعت تک پہونچے ہین - وہ کس ذریعہ سے پہونچے ہین - جو کچھ آپ کی سماعت مین آیا ہی وہ سراسر لوگونکی افترا پردازی ہی - اور تہمت تراشی ہی -

جس عورت کا ذکر آپ نے فرمایا ہی - وہ میری زوجہ ہی - جو ہندو شاستر کی رو سے میرے عقد مین آئی ہی - جو عقد منسوخ نہین ہو سکتا - اور اُس عقد کی میرے دل مین توقیر اور وقعت ہی -

جہانتک فرائض منصبی کا سرانجام متعلق ہی آپ کے اعتبار کے اتباع مین حتے الامکان مین نے پوری قابلیت اور ہوشیاری سے اُنکو انجام دیا ہی اور مجھے امید ہی کہ میرے فرائض مجھ سے کبھی فروگذاشت نہ ہونگے - میری

ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ جس رعایا کی فلاح اور بہبودگی کوشش مجھ پر عائد کی گئی ہے۔ میں ہمیشہ اُسکی خیر طلبی میں مصروف رہوں۔

آپ کا فرمانبردار

سیرل برنڈن

باب سی ویکم

سُنار کے گھر پر پھر آفت

جب تک مسٹر سیرل برنڈن کا مقام شاہ گنج میں رہا۔ نراندر کے یہاں ہر طرح خیریت رہی۔ بہت اچھے دن بسر ہوتے تھے۔ دن ہولی۔ رات دیوالی۔ دن عید۔ رات شبرات) سیتا کو بہت صدمہ ہوا۔ جب ایلا نے اُس سے رو کر کہا۔

ایلا۔ میں تو اب بھگت ہو گئی۔ اب تو دھرم کے کامون سے مجھے چھٹی ہے۔ میں تمہارے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتی۔ نراندر مہراج بھی بھگت ہو گئے ہیں۔ وہ بھی نہیں کھا سکتے۔ اب تم اُنکے واسطے کھانا نہ پکانا۔ پہلے کی بات اور تھی۔ عورتوں کے ساتھ کھانا تو نراندر پہلے بھی نہیں کھا سکتے تھے۔ کیونکہ ہندوؤں کے دستور کے مطابق اُنکی رسوئیں الگ ہوتی تھی۔ چوکا علیحدہ لگایا جاتا تھا۔ یہ بھی سیتا کے واسطے کچھ کم دل شکن بات نہ تھی۔ کہ اُسکے کھانے پینے کے برتن الگ

کر دیے گئے تھے۔ اگر کہین بھولے سے وہ کوئی اور برتن گھر کا چھو لیتی۔ تو ایلاچی اُسکو آگ مین جلاتی تھی۔ اور اُسکو کچھ پڑھ کر پاک کرتی تھی۔ اِن باتون کی وجہ بھی یہی بیان کیجاتی تھی کہ جاترا کرنے کے بعد طہارت۔ اور پاکیزگی کا خیال زیادہ کرلیا جاتا ہی۔ اور کچھ ایسی ہی باتین کرکے وہ سمجھا لیجاتی تھی۔ خیر۔ کچھ سہی۔ مگر دن اچھے کٹتے تھے۔

گرو جی آکر پھر سنسکرت پڑھانے لگے۔ دقیق مضامین کے حل مطالب پہ باہم خوب بحث ہوتی تھی۔ شطرنج کی بازیان ہوتی تھین۔ دن کے کام کے ختم کرنے کے بعد نراندر حسب معمول شطرنج کھیلنے بیٹھتے تھے۔ سیتا بھی مسند کے کونے پہ آکر بیٹھ جاتی تھی۔ پروہت جی۔ مولوی صاحب۔ سرکاری عملے کے کچھ لوگ دل بہلانے کے واسطے یہان جمع ہوتے تھے۔ بازی لگا کر شطرنج ہوتی تھی ضلع بھر کی خبرین سننے مین آتی تھین۔ اِدھر اُدھر کی باتین رہا کرتی تھین۔

ایک دن سیتا نے اپنی گوڑیان صندوق سے نکالین۔ اور اُنکو نئے کپڑے پہنائے۔ ہندوستان کی عورتون مین گوڑیان کھیلنے کا ایک خاص مذاق ہوتا ہی۔ بوڑھاپے تک مین بھی گوڑیان کھیلتی ہین مجھے یاد ہی۔ کہ ایک مرتبہ ایک ہندو رانی نے جو عمر مین عمر طبعی سے متجاوز ہوگئی تھین۔ گوڑیون کی شادی کی تھی۔ جب مین گیا۔ تو ایک ایک گوڑیہ کی مجھ سے تقریب کی گئی۔ اور ہر ایک کے نام سے میرے واسطے مٹھائی پیش کی گئی۔ رانی نے ہر گوڑیہ کی تواریخ مجھ سے

بیان کی - اور بتلایا کہ کن کن لوگون نے اِن گوڑیونکو کھیلا تھا - جواب باقی تک نہین ہین -

شاید لوگ یہ خیال کرین کہ اب طفلی کا اعادہ پھر ہوگیا - مگر نہین - یہ بات نہ تھی - اُسکی عقل و فہم اپنی اصلی حالت پر تھی - گوڑیونکو دیکھ کر اُسکو اپنا بچپن یاد آیا - وہ اگلے دن یاد پڑے - اور سیتا کی ابھی عمر ہی کیا تھی - اُسکی پہلی مراد تو ضائع ہو چکی تھی - ہاے وہ بچہ بیچارہ تو زیر زمین دفن تھا - اب اُسکی دلچسپی تو محض گوڑیون مین تھی - اُنھین مین اپنا جی بہلاتی تھی - کسی وقت اُسکی آنکھون سے بے اختیار آنسو بھی جاری ہو جاتے تھے - گوڑیان ویسی کی ویسی تھین - وہ ویسی ہی چمکدار - اور قصور معاف - بھدی - اور بدنما تھین جیسی تھین کپڑے البتہ بہت فوق البھڑک پہنائے ہوے تھے -

سیتا سوچنے لگی - کہ تعجب ہی کہ میری ہمجولیان میرے ساتھ گوڑیان کھیلنے نہین آئین - دیکھنے تو سب ضرور آئین - مگر مجھے گھور گھور کر سب چلی گئین کسی نے اتنا بھی نہ پوچھا کہ باغ مین گوڑیون کی دعوت ہوگی یا نہین" شاید وہ لوگ مجھ سے جھجکتی ہون - کہ اب مین کشنر کی بیوی ہو گئی ہون - اور اسوجہ سے تکلف کرتی ہون - مگر مجھسے ملتین تو اُنکو معلوم ہو جاتا کہ نہ مجکو دماغ ہوگیا ہی - نہ مین مغرور ہون - دل مین چاہے مجھے نا رہو" مجبور ہو کر سیتا نے ایک دن ایلا ہی کو گوڑیان کھیلنے کی دعوت دی - پہلے تو ایلا کو اپنے بھگت ہونے کا

خیال ہوا۔ مگر یہ شوق ایسا تھا کہ آخر کار اس عمر میں بھی راضی ہوگئی۔ شش جہت چل دشش۔ نازم باین ہمگنا ئی دفش۔ ایلا بڑے شوق سے بگوڑیون کی دعوت پر آمادہ ہوگئین۔ سب گوڑیون کے کپڑے پہنائے گئے۔ اسمین خرچ ہی کون بڑا تھا۔ دولت کے سامنے ایسے اخراجات کی حقیقت کیا تھی۔ بڑی دھوم سے دعوت کی تیاریان ہونے لگین۔ بہ افراط طرح طرح کی مٹھائیان اور پھل منگوائے گئے۔ بڑے تکلفات ہوے۔

جب سب سامان تیار ہوگیا۔ تو سیتا نے باغ جاکر باغ کی صفائی کا حکم دیا جھولے ڈالے گئے باغ مین جابجا سائبان پڑ گئے۔ کہین باورچیخانہ بنا۔ یہ باغ نورپور کا ایسا باغ نہ تھا۔ اسمین گلاب کی کیاریان تھین۔ کہین پوستہ بویا تھا۔ جسکے سرخ پھول لہلہا رہے تھے۔ عجیب نکہت جان فزا ہوا کو معطر کیے تھی۔ وامون بھٹ بلا آئے۔ تیرا بچار کرانھون نے اچھی ساعت کا بچار کیا۔ سیتا نے اپنے ہاتھ سے سرخ کاغذ پر نیوتے لکھ کر اپنی ہمقوم ہمجولیونکو بھیجے کچھ مسلمان ہمجولیان بھی بلائی گئین۔ برہمن کھانا پکانے پر مقرر تھے۔ اُن کا پکایا ہوا کھانا سب بے تکلف کھا سکتے تھے۔ بظاہر تو سب سامان خوب ہوا تھا مگر افسوس کہ خیریت کوسون دور تھی۔

وہ بدھوائی شاہ گنج تک پہونچ گئی تھی۔ سب تو واقف حال نہین ہوے مگر جاننے والے جانتے ہی تھے۔ اور اسکے اثر سے متاثر ہو رہے تھے۔

رام داس کے بیوپاریون اور کارندون نے اُسکو کلکتہ۔ کانپور۔ مرزاپور۔ اور بنارس سے لکھا تھا۔ کہ مئی کے ختم سے پیشتر ہندوستان مین کوئی انگریز مرد۔ عورت۔ بچہ۔ بوڑھا۔ باقی نہ رہ جائیگا۔ سب کو سپاہی قتل کرڈالینگے لاکھون ہندو۔ اور مسلمان اُنکی مدد کرکے انگریزون کا قلع قمع کردینگے۔ اِسوجہ سے اگر انگریزون سے کچھ معاملات آپ کے ہون۔ تو اُنکو فوراً صاف کرلیجیے گا۔

یہ سب خط رام داس نے شاہ گنج کے مہاجنون کو دکھلاے۔ اور اُن لوگون نے اپنے خطوط رام داس کو دکھلاے مضمون سب کا ایک تھا بعض خطون مین تو یہ لکھا تھا۔ کہ دہلی کے بادشاہ پھر تخت سلطنت پر بیٹھینگے بعضون نے کانپور سے لکھا تھا۔ کہ ڈھونڈو پنت۔ عرف نانا صاحب۔ پھر پیشوا ہونگے مگر مجتمع سب یہی نکالتے تھے کہ انگریزون کا بس اب ہندوستان مین باقی نہ رہیگا۔ اور مذہب کا انتقام لیا جاے گا۔

اب تو کینہ دیرینہ کے نکالنے کا خوب موقع ہی۔ کمشنر صاحب نورپور چلے گئے ہین۔ وہان جاکر اپنی جان بچانے کی بظاہر تدبیر کی ہی۔ جج صاحب کی سالی کے ساتھ شادی کرکے ولایت چلتے ہونگے۔ اور شاہ گنج کے سارون سے اس بات کی خبر نورپور کے سارون نے کہلا بھیجی تھی۔ اور کہلا بھیجا تھا۔ کہ یہ معاملہ صبح ہی شام ہوا چاہتا ہی۔ اور کچھ تعجب نہین کہ جج صاحب بھی

سب کے ساتھ ہی ولایت چلے جائین - اسباب وغیرہ اپنا وہ بھی اُٹھوا رہے ہین اور اگر مسٹر برنڈن ہوتے بھی تو کیا پروا تھی - پہلے اُنھون نے ذات برادری کے جھگڑے مین کب دخل دیا تھا اُنکو سب اختیارات تھے مگر اُنھون نے نراندر کی کوئی طرفداری نہین کی - رام داس نے برادری کے کچھ لوگ جمع کر کے اُنسے یون کہنا شروع کیا -

رام داس - نراندر کو پھر پنچایت کے سامنے بلانا چاہیئے - ہملوگ اُسکو پھر برادری باہر کرتے ہین - بنارس کے برہمنون کے حکم کے خلاف اُسنے پھر ایک نجس اور ناپاک عورت کو لا کر گھر مین رکھا ہی ہمسے اُس سے کچھ واسطہ نہین ہی - ہم اُسکی صورت سے بیزار ہین - اور بھائیو - اگر تم یہ نہین کرتے ہو - تو مین کرونگا - نہ مین اُس بڈھے سے ڈرتا ہون - نہ کمشنر صاحب کا مجھے خوف ہی - مین تم سبکو بیدھرم ہوا دونگا - گروجی تیار بیٹھے ہین - ہمکو اس بیعزتی کی برداشت نہین ہی - اور یہ بھی سُن رکھو کہ نوربور کے سُنار اس بات پر تُلے بیٹھے ہین - کہ وہ آکر گوکھ پرسیتا نے جو کچھ کرم کیے ہین اُنکا پورا حال بیان کردین - اُسنے جج صاحب کی بیوی - اور سالی کے ساتھ کھانا کھایا - شراب پی وہ اسکا کچا چٹھا تمھارے سامنے بیان کرینگے - کمشنر صاحب کے برتے پر نراندر کے مزاج ہی نہین ملتے - آپے سے باہر ہوگئے ہین - دیکھین تو کمشنر صاحب اُسکو کیسے بچا لیتے ہین - کمشنر بڑا گھمنڈی ہی - بڑا غرور ہی - دیکھو تو کیسا سبق دیتا ہون - اُنکے ہوش ٹھکانے کرتا ہون - ابھی کل ایک جوگی بنارس سے آیا تھا -

وہ کہتا تھا کہ انگریز تو ناپید ہو جائینگے - کہین تو انکا پتہ نہ لیگا - اُن کے دیوتا اُنسے ناراض ہو گئے - اُنکے دیس والے اُنکی مدد نہ کرینگے - ایک ایک انگریز کی جان یہان جائیگی - کوئی نہ بچے گا - کوئی بھی نہ بچے گا -

ایک سوداگر - (ناگپور سے آیا تھا) یہ انگریزون کی بے ایمانی کی سزا ہی - ناگپور کا راج چھین لیا - رانیون کو ذلیل کیا - اُنکا گھر بار لوٹ لیا - جو کچھ مال جواہر تھا - اُسکو نیلام کر ڈالا - بُرے کرم کے بُرے پھل - اسمین فرق ہی نہین پڑ سکتا -

دوسرا سُنار - اودھ - اور جھانسی نہین لوٹ لیا - ہزارون گھر لوٹے - برباد کیے - خدا کرے - یہ لوگ یہان سے دور ہون مسلمان اُنسے کہین اچھے

ایک معمر سنار - ہان - انکا حال نہ پوچھو - اب دیکھو ایک انگریز نے ہماری ذات خراب کی - ہماری آبرو لی - اب ہلوگ دنیا مین کسیکو منھ دکھلانے کے قابل رہے - جسکے پاس کھڑے ہون - وہ یہی تو کہے کہ انکے قوم کی عورت گاؤخور فرنگی کے پاس ہی - بھائیو پنچو - تم کیسے سجیا ہو گئے ہو - تمکو اپنی ذات کا مطلق خیال نہین ہی - میری عمر بہتر برس کی ہوئی - مین نے ایسی بات بیشتر کبھی اپنی آنکھون سے نہین دیکھی - بس اب ہماری آبرو اسی مین ہی - کہ اُس بیسوا کا سر منڈوا کر اُسکو بھگت بناؤ - اور اُسکو مزائی پھناؤ - آخر اُسمین کہان کے موتی جڑے ہین کہ اُسکو سزا نہ دیجاے -

برادری کی یہ رائے ہوئی کہ نراندر سے جواب طلب کیا جاے کہ اُنھون نے سیتا کو کیون اپنے گھر مین رہنے دیا۔ اور اُسکے کھانے پینے مین شرکت کی۔ وہ اپنی صفائی دین۔ اور گھر کی صفائی کرین۔

سچ پوچھیے تو سیتا کے ساتھ اُسکی شاہ گنج والی بھجولیون کا برتاؤ اچھا نہین تھا۔ شاہ گنج کے ناردن کی لڑکیان اُس سے اچھی طرح نہین ملتی تھین۔ وہ لوگ تو اُسکو کبھی بھی نہین پسند کرتی تھین۔ وہ خوب پڑھی لکھی حسین و جمیل عالی دماغ تنہائی پسند تھی۔ اور سب سے الگ تھلگ رہتی تھی۔ ساتھ والیان اُسکی نظر مین جچتی ہی نہ تھین۔ جیسی اُسکی عمر بڑھتی تھی۔ اُسکے خیالات عالی ہوتے جاتے تھے۔ اُسکی قابلیت مین روز افزون ترقی تھی۔ ہر یداس کی زندگی ہی مین وہ بلند خیال ہو چلی تھی۔ اور ساتھ والیان پست ہمت اور تنگ خیال تھین۔ اُن سب بھجولیون کا اب بیاہ ہو گیا تھا۔ اور بعضون کی گود مین ایک ایک۔ دو۔ دو۔ لڑکے بھی تھے۔ اُن لوگون کو سیتا کی دوسری شادی سے سخت نفرت تھی۔ اس بارے مین وہ برہمنو کا مقابلہ کرتی تھین۔ اور کہتی تھین۔ کہ اپنے شوہر کی آبرو بچاے رہنا چاہیئے۔ دوسری شادی کبھی نہ کرنا چاہیے۔ تاہم وہ لوگ سیتا کو دیکھنے گئین۔ اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہی اُسکو گھور گھور کر چلی آئین۔

کچھ دنون بعد بہت سی عورتین یکجا ہو کر سیتا کی غیبت مین جی بہلانے لگین

بیچاری سیتا کی عیب جوئیون - اور بدخواہون کی تعداد شاہ گنج مین نور پور سے زیادہ بڑھ گئی تھی - رادھا جو کسی قدر دوہرے بدن کی عورت اور سیتا کی ہمسن تھی - اور بہت حسین خیال کیجاتی تھی - اور اُسکی گود مین ایک لڑکا بھی تھا - یون کہنے لگی -

رادھا - اب تو سیتا کچھ بدشکل ہوگئی ہی - مجھے اچھی نہین معلوم ہوتی - نہین معلوم سر مہ کیون نہین لگاتی - نہ مسی لگاتی ہی - دانت کنواریون کی طرح سفید ہین - وہ تو بیوہ بھی ہوچکی - اور دوسرا مرد بھی کرچکی - مزاج ہی نہین ملتے - رنڈیون کی طرح شلوکہ - یا صدری پہنے رہتی ہی - بالکل بدلگئی ہی - بڑے شرم کی بات ہی -

گنگی - پان بھی تو نہین کھاتی ہی - اُسدن جب مین اُسکو دیکھنے گئی تو مین نے ایک پان مانگا - میرے بٹوے مین پان نہین تھے - مزاج بناکر کہنے لگین - کہ مین نے پان چھوڑ دیا - میرے مرد کو پان سے نفرت ہی - ایلا تو بھگت ہوگئی ہین - اُنکے پاس پان کہان سے آتے - ایک پان کا پتا تک نہ ملا - گرمیون کے دن - دن بھر مُنہ خشک رہا -

چمپا - اور یہ تمنے دیکھا ہی نہین - اُنگلی مین ایک انگریزی انگوٹھی بھی پہنے تھین جسمین ہیرے جڑے تھے - پیرون مین چھلے تک نہ تھے - پیرون - اور ہاتھون مین منہدی تک نہین لگائی تھی - سفید سفید ہاتھ پیر ایسے بُرے

معلوم ہوتے تھے۔ کہ دیکھنے کو جی نہین چاہتا۔ رنگ سرخ و سفید نکل آیا ہی جیسے فرنگن کا۔ جیسے کوئی شراب پیتی ہو۔ مزاج تو اب ملتے ہی نہین۔ پہلے سے زیادہ غرور ہوگیا ہی۔ یاد ہی۔ جب ہم سب پہلے اُسکے ساتھ گوڑیان کھیلنے جاتے تھے۔ تو ہمکو وہ کس نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ مین بہت خوش ہون کہ مین نے پڑھنا لکھنا۔ نہین سیکھا۔ سیتا تو پڑھ لکھکر بالکل کاٹھ کی الو ہوگئی ہی۔

اب مین اِس گفتگو کی زیادہ تفصیل نہین لکھنا چاہتا۔ حسین جیسے جیسے حاضرین کا غصہ بڑھتا تھا ویسے ویسے کریہ الفاظ بھرتے جاتے تھے۔ رادھا نے پوچھا۔ کہ کہو تم لوگ سیتا کے یہان باغ کی دعوت مین چلوگی؟ جسکے جواب مین سب ہنس پڑین۔ اور نفرت سے انکار کرنے لگین۔

رادھا۔ اچھی بات ہی۔ کوئی نہ جاے۔ جو باتین مین جانتی ہون۔ وہ کوئی کیا جانے۔ تم سب میرے بچہ کی سر کی قسم کھالو۔ کہ تم کسی سے ذکر نکروگی نہین تو مین ماری جاؤنگی۔ میرے شوہر نے مجھ سے کہا کہ گو مکھ پر وہ میو افرنگنون کے ساتھ اِسقدر شراب پی گئی تھی۔ کہ پالکی مین ڈالکر اُسکو لوگ لے گئے۔ اُنکے ساتھ کھانا بھی کھایا۔ اب تو تم سب قسم کھا چکی ہو۔ مین نے سب حال تمکو بتلادیا۔ سب نے ملکر کہا۔ اسکا تو سر منڈوا ڈالے۔

رادھا۔ (آنکھین مٹکا کر) سر بھی مونڈا جاے گا۔ گھر اؤ نہین دیکھتی جاؤ۔ ہم سب انھین آنکھون سے دیکھینگی کہ سیتا سر منڈے۔ ننگے پانون ننگے سر

ہاتھ مین سونٹا لیے شیوالے جائینگی۔ تبلاؤ۔ اب پھر گوڑیون کی دعوت مین جاؤگی
کرشن جی کی کرپا سے۔ ہم سنارون کا دھرم تو برقرار ہی۔ اور برہمن۔ چھتری چاہے
بے دھرم ہون۔ چاہے کچھ کرین۔ ہمسے کیا مطلب۔

آج کا دن عجیب لطف کا دن تھا۔ رات کو خفیف ترشح بھی ہوئی تھی۔ ہوا مین
خنکی تھی۔ سیتا نے سفید ساری زیب تن کی تھی۔ جب اپنے دادا کے قدم چھونے
گئی تو اُسکے حسن کا عالم دیکھ کر وہ بھی عش عش کر گئے۔

نراندر۔ ایک وہ تھی جسنے گلبرگے کے بادشاہ کے ساتھ شادی کی تھی جسکے
لڑکون نے سلطنت کی تھی۔ مگر حسن مین وہ بھی تمھارے مقابل نہ تھی۔ جاؤ اور
اپنی ہمجولیون کے ساتھ خوشی مناؤ۔

سیتا پالکی مین سوار ہوئی۔ کہارون نے ایلا سے کہا کہ تم بھی بیٹھ لو۔ کچھ ایسا بوجھ
نہ ہوگا۔ مگر اُسنے کہا۔

ایلا۔ یہ پالکی انگریزی ہی۔ اور مین بھگت ہون۔ مین اسمین نہ بیٹھونگی۔ ایلا
نے ساری چڑھالی۔ اور پالکی کے ساتھ سونٹا ہاتھ مین لیے چل کھڑی ہوئی۔

سیتا نے باغ پہونچکر سب سامان ٹھیک پایا۔ برہمن کھانے کے اہتمام مین ادھر
اُدھر پھر رہے تھے۔ کنوین سے پانی بھر رہے تھے۔ دھوین سے بھی لطیف کھانونکی
خوشبو آرہی تھی۔

طرح طرح کے کھانے درختون کے سایے مین پک رہے تھے۔ مہمان آنا شروع ہوگئے

تھے ۔اعلیٰ قوم کی ہندو عورتیں ۔اور بہت سی نقاب پوش مسلمان عورتیں آتی تھیں ۔جو علیحدہ جاکر نقاب اُتار ڈالتی تھیں ۔بہتوں کے ساتھ لڑکے بھی تھے ۔ سب مل جُلکر بہت خوش تھیں ۔لڑکے باغ میں اِدھر اُدھر کھیلتے پھرتے تھے جھولا جھولتے تھے ۔باغ سے پھول توڑتے تھے ۔اور بڈھے باغبان کے سر پر چپت رسید کرتے تھے ۔درختو پر چڑھتے تھے ۔غل مچاتے تھے ۔گوڑیان ۔عمدہ سے عمدہ پوشاک پہنا کر پلنگ پر بٹھالی گئی تھیں جسقدر بھدی اور بےڈنگم ۔گوڑیان بنی تھیں وہ تو ظاہر تھا ۔مگر بڑے چھوٹے سب ہی آکر گوڑیو نکو سہلاتے تھے ۔جب شام ہوئی تو سب نے سیتا سے اصرار کیا ۔کہ کچھ گاؤ ۔وہ تو طنبورہ ساتھ لیتی گئی تھی ۔ کھماچ کی ایک چیز اُسنے گائی ۔

اے ری گوئیان ۔کیسے بھیجون پاتی کدر کو مین ۔کیسے بھیجون پاتی
ایک تو سونی سیج ناگن ۔دوجے کاری رین پاپن تیجے میرا بالا
جیا ڈس ڈس جاتی ۔
کدر کو مین ۔اے ری گوئیان کیسے بھیجون
ایک تو آدھی رین اندھیری ۔دوجے موہے برہانے گھیری تیجے پپیہا کی دُھن سن نیند نہیں آتی
کدر کو مین ۔اے ری گوئیان ۔کیسے بھیجون پاتی ۔

اِس خوش آوازی سے اور اِس دردناک آواز مین سیتا نے یہ چیز گائی ۔کہ سننے والون کے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے ۔سیتا بہت دل شکستہ تھی برادری والون

مین سے کوئی نہین آیا - برادری والونکو دیکھو - کہ چھوٹے بڑے کوئی بھی تو نہ آئے مجھ سے کوئی چاہے جو کچھ لے لیتا - مگر مسٹر سیرل کو اتنی خبر ہو جاتی - گھر پہونچکر اپنے دادا کے قدمون پر گر پڑی - اور زار زار رونے لگی - یہ تو کچھ کہہ نہ سکی کہ کس بات کا رنج تھا - گر انکو پیشتر ہی خبر مل چکی تھی -

نرائندر - بچہ مین جانتا ہون - کہ تو کیون روتی ہی - کچھ ہرج نہین ہی - کل پھر پنچایت ہی - مین سب باتین ٹھیک کرلونگا - تم خوش ہو - اس خفگی سے تمھارا کچھ نہین بگڑ سکتا -

سیتا کے دل کو دادا کی باتون سے بہت ڈھارس ہوئی - مگر کچھ نہ کچھ رنج ضرور رہا اور ابھی رات بھر اداس رہی -

صبح کو نرائندر پنچایت کے سامنے حاضر ہوے - اور دامون بھٹ کو ساتھ لیتے گئے - جیسا پیشتر سے خیال تھا - اُنپر برادری والون نے یہی اعتراض کیا کہ سیتا کو اپنے گھر مین کیون بُلایا - اور ٹھہرایا - مگر - وہ تو بنارس سے ایک سند لکھاتے لائے تھے - اعتراض کے جواب مین اُنھون نے سند پیش کی - جسکو برادری والون نے آنکھون سے لگایا - اور اس حکم کے سب پابند ہو گئے -

رام داس نے جب دیکھا کہ رنگ دوسرا ہو گیا - اور برادری کے سب لوگ اُٹھ اُٹھ کر اپنے گھرون کو جانے لگے - تو وہ چلا اُٹھا - اور کہنے لگا -

رام داس - جب یہ سند لکھی گئی ہی - تو لکھنے والونکو سیتا بائی - اور نرائندر کی

طہارت پر اعتبار تھا۔ اُنھوں نے یہ نہیں سنا تھا۔ کہ سیتا نے گوکھ پر انگریزوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور میرے واسطے پر وکھ پڑھوایا۔ خیر۔ پر وکھ پڑھوایا۔ تو کچھ ہرج نہیں۔ میں اُس بیوا سے بالکل نہیں ڈرتا ہوں۔ مگر اپنی ذات کا مجھے بڑا خیال ہے۔ ذات پر دھبہ نہیں لگایا جا سکتا۔ کل اُسنے دعوت کے بہانے ہماری عورتوں۔ ماں بہنوں۔ کا دھرم۔ لینا چاہا تھا۔ مگر میں نے پہلے ہی سے سب کو منع کر دیا تھا۔ کہ خبردار وہاں کوئی نہ جائے۔ نوربور کے نندا سنا رہے ہیں۔ اُنکی زبان سے گوکھ کا حال سنو۔

نندا۔ میری بیوی مجھ سے کہتی تھی۔ کہ مجھ سے ایک میم صاحب کی آیا کہتی تھی۔ کہ میں نے اپنی آنکھوں سے سیتا کو انگریزوں کے ساتھ کھاتے پیتے دیکھا ہے۔ اور سیتا شراب کے نشے میں اس قدر چور ہو گئی تھی۔ کہ پالکی میں اُٹھا کر خیمے کو بھیجی گئی تھی۔

برادری کے سب لوگ شور مچا کر کہنے لگے۔ جنکو کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ کہ "ایسی عورت کو مار ڈالو۔ اُسکا سر منڈوا ڈالو۔ گنگا ماتا میں بہانے بھیجو"۔

رام داس۔ لے اب دیکھ لیجیے۔ اب تو اندر کی زبان نہیں کھلتی ہے۔ اب اپنی پوتی کو بچا لیں۔ اب تو مارے شرم کے سر اوپر نہیں اُٹھتا۔ جاؤ۔ چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔ آبرو تو گئی۔ اب جاؤ۔ اپنے انگریز داماد کو بلا لاؤ۔ تمھاری حمایت کریں۔ جاؤ۔ اپنے دوستوں کو بلاؤ۔ دیکھیں تو تمکو کیسے بچا لیتے ہیں گھبراؤ

نہین - دیکھے جاؤ - کہ سپاہی انگریزون کا سر کاٹے ڈالتے ہین - کہ نہین
دیس بھر مین یہی چرچا ہی - کہ انگریزون کا بنس نہ رہیگا - ہمارے دیوتا کیا ہماری
نہ سنتے - کب تک نہ سنینگے - دیکھو اُن ظالمون کے ظلم سے اب ہمکو بچاے لیتے ہین
دامون بھٹ - کیا بکتے ہو - چپ رہو - جو تمھاری بات سنینگے وہ بے ایمان ہین
رام داس - چپ رہو - کیون چپ رہین - جب تک اُس بیوفا کا منہ
نہ دیکھ لون - اور انگریزون کو دیس باہر نہ دیکھ لون - مین چپ نہ ہونگا -
دامون بھٹ - نراندر مہراج - لے اب چلے جاؤ - بہت رات گئی - تمکو
سفری بنانے ہی - تم چلے آؤ - بس - بہتر یہی ہی کہ اٹھ آؤ -
جب تک اُسکے دادا پنچایت مین تھے - سیتا کی جان پر بنی ہوئی تھی -
نہین معلوم بیچاری پر اب میری بدولت کیا مصیبت آوے - کیا ذلت ہو اُسکو
کچھ معلوم نہ تھا - مگر وہ پنچایت کے نام سے گھبراتی تھی - اور رام داس کی بدذاتی سے
واقف تھی - اور جانتی تھی - کہ یہ سارا فساد اُسی سفاک نے برپا کیا ہی ایلا بھی
ملول تھی - اور روتی تھی - وہ سارا الزام سیتا کے سر منڈھنے کو تیار تھی - سیتا
نے دیکھا کہ نراندر جریب ٹیکتے دامون بھٹ کے سہارے گھر آئے - چلنے مین قدم
کہین کا کہین پڑتا تھا - وہ زینے پر دوڑکر اپنے ہاتھ کا سہارا اُنکو دینے لگی - مگر
نراندر نے سیتا کی طرف سے مُنھ پھیر لیا اور اپنا ہاتھ ہٹا لیا - مسند پر جا کر بیٹھے
اور جب سیتا اُنکے پاس جا کر بیٹھی - تو اُنھون نے اپنا مُنھ پھر اُسکی طرف سے پھیر لیا

دونون ہاتھون سے اپنی آنکھین بند کرلین - جب وہ دادا کی طرف ہاتھ بڑھاتی تو وہ اُسکا ہاتھ جھٹک دیتے تھے - آخر کو نراندر نے بہت خستہ آواز مین سیتا سے پوچھا -

نراندر - کہو - کیا ہوا تھا - تم گوکھ پر - اپنے شوہر اور جج صاحب کے ساتھ گئی تھین -

سیتا - ہان مین گئی تھی - پھر اسمین کیا ہرج تھا -

نراندر - تم اُنکے خیمے مین گئی تھین - اور پالکی مین سوار ہوکر گئی تھین -

سیتا - (آبدیدہ ہوکر) ہان - مین خیمے مین جج صاحب کی بیوی - اور سالی کے ساتھ تھی - وہ دونون مجھ سے بہت محبت کرتی ہین - مین دورے پر پالکی مین جاتی ہون - گھوڑے پر سوار ہونے کی مجھے اجازت نہین ہی - مین ہمیشہ پالکی مین سوار ہوتی ہون -

نراندر - بس - سُن لیا - وامون بھٹ - لے اب انکو لے جاؤ - اور مجھے تنہا چھوڑ دو -

سیتا - (ہاتھ جوڑکر) دادا جی - مین کبھی نہ جاؤنگی - مجھے بتلایئے تو کہ میرے سراب کیا الزام لگایا گیا ہی - مین بھی سنون - وامون بھٹ وہ نہ بتاوین - تو تمھین بتاؤ - مین الزام سے ڈرتی نہین - مین مقابلے کے واسطے تیار ہون - بتلاؤ - بتلاؤ -

وامون

وامون بھٹ نے جو کچھ جنسے کہا تھا - من وعن بیان کر دیا -

سیتا - یہ سراسر بہتان ہی - بالکل جھوٹھ ہی - محض تہمت ہی - میری اور اُنکی رسوائی کے واسطے یہ قصہ بنایا گیا ہی - مگر انصاف ضرور ہوگا - جیسے ہریداس کا انصاف ہوا - (دوزانو ہوکر دادا کے قدمون کو بوسہ دیا) دادا جی دادا جی - آپ گھبرائیے نہین - رنج نہ کیجیے - سیتا نے انگریزون کے ساتھ کبھی کچھ کھایا پیا نہین - تم میری بات کا یقین مانو - تو میری تسکین ہو - جب سے آپ نے مجھے مسٹر سیبرل کے حوالے کیا ہی - اُنھون نے کسی لفظ سے کسی فعل سے کسی خیال سے - وہم وگمان مین بھی میرے مذہب مین دخل نہین دیا ہی - یہ بات مین آپ کے قدم پکڑ کر خدا کے سامنے کہہ رہی ہون - اپنی لونڈی سے خفا نہ ہوجیے -

سیتا نے دیکھا کہ نراندر کی جان سخت مخمصے مین تھی - اُنکا دل اُلٹا جاتا تھا جب سیتا اُنکے پاس جاتی تھی - تو وہ اُسکو ہٹا دیتے تھے - مگر فطری محبت بھی تو کوئی چیز تھی - وہ کسکے روکے رُک سکتی تھی - ایک نہ پیش گئی - آخر اُنھون نے اپنا ہاتھ سیتا کی طرف بڑھا ہی دیا -

نراندر - بچہ - اگر تو بے دھرم بھی ہوگئی ہی - تو مین اسمین بھی تیرا شریک ہون - مگر - میرا دل کہتا ہی کہ تو پاک ہی - اور مجھ سے زیادہ پاک ہی - بچہ - لے اب مجھے سور ہنے دے - مین بہت تھک گیا ہون - بہت تھک گیا ہون -

دوسرے دن پنچایت کا تحریری فیصلہ آیا۔ کہ سیتا کے رہنے کی وجہ سے نراندر کو اپنے گھر کی صفائی کرانا چاہیئے۔ اور سیتا کو بنارس جاکر بیوہ کا بھیس اختیار کرنا چاہیئے۔ جب تک یہ نہ ہو جائے اُسپر برادری کی بددعا ہی اور وہ برادری باہر رہی۔ یہ سب باتین ہو جائین۔ تب البتہ برادری مین شامل ہو سکتی ہی۔

دوپہر بھی نہین گذرے تھے۔ کہ رام داس پولیس کی حراست مین اس جرم مین کر لیا گیا تھا۔ کہ اُسنے عام مجمع مین باغیانہ کلمات سرکار کی شان مین زبان سے نکالے تھے۔ اور اس جرم کی کافی شہادت موجود تھی۔ ضمانت اور بھاری ضمانت۔ حاضر ضامنی کے واسطے پیش کی گئی۔ مگر افسر کا مزاج بہت سخت تھا۔ اُنھون نے کچھ نہ مانا۔ اُنھون نے کہدیا۔ کہ روز لوگون کی زبانی ایسی باغیانہ افواہ سننے مین آتی ہی۔ جہانتک ممکن ہی۔ اِسکا انسداد کیا جائیگا۔

نراندر۔ وامون بھٹ! مسٹر سیرل کو اس بات کی اطلاع کر دینا چاہیئے اس فیصلے مین سیتا کا نام بھی آیا ہی۔ اور اُسپر الزام لگایا گیا ہی۔ یہ بات میری اور اُنکی دونون کی شان اور عزت کے خلاف ہی۔ مین فوراً لکھے بھیجتا ہون۔

وامون بھٹ۔ لکھنے کی ضرورت نہین۔ اپنا ٹانگن مجھے منگوا دیجیے

مین خود چلا جاؤنگا - پرسون پہونچ جاؤنگا - مین واپس آلون - تو مکان کی صفائی ہو جائیگی - تب تک خوش خوش بیٹھے رہیئے - سیتا سے بھی مین اپنے جانے کا حال کہے دیتا ہون - وہ بھی سنکر خوش ہو جائیگی - وہ بدزبان تو حوالات مین کر ہی لیا گیا ہی - اب اُسکی بدزبانی کی روک بھی ہو گئی ہی -

باب سی و دوم

عزرائیل پانڈے کی پیغام رسانی

ادھر تو یہ سب واقعات درپیش تھے - اُدھر عزرائیل پانڈے اپنی فتنہ پردازی کے مشغلے مین کامیابی کے ساتھ مصروف تھے - کانپور پہونچنے کے بعد وہ جا بجا پھرتا تھا - اور لوگون کے جوش مذہبی کو اشتعال دیتا تھا - بیدھرمی لامذہبی - پکارتا تھا - اور بہت خوش تھا - کہ اس فتنہ انگیزی مین کامیابی کی ہر طرح امید تھی - افغانستان کی لڑائی مین جو بدسلوکی ہوئی ہو - المضاعف تنخواہ دینے سے انکار کیا گیا ہو - قواعد کی فرد گذاشت مین جو چشم نمائی کی گئی ہو اُس سے سپاہی بالکل بیدل نہین ہوتے تھے - جو کچھ ہوا اچھا ہوا کچھ ہرج نہین کوئی شکایت نہین - مگر یہ خوف کہ مذہب مین فرق آنے والا ہی - اور اس مذہب مین فرق آنیوالا ہے جسکو ذی اقتدار سلاطین مغلیہ بھی کسی کوشش سے مٹا نہ سکے ایک ایسا خوف تھا

جو علی العموم طبائع کو برافروختہ۔ اور مزاجون کو مشتعل کر رہا تھا۔ جب عزیز ایل پانڈے کسی رجمنٹ مین پہونچتا تھا تو لوگونسے کہتا تھا۔ کہ بس میرے خیال مین تو ایک بات بسی ہوئی ہے۔ سنہ ۱۹۱۴ کا بچا رپورا ہونا چاہیئے۔ اور اس سال مین انگریز و نکو نیست و نابود کر دینا چاہیئے۔

جب اُس فتنہ پرداز دغاباز نے۔ اپنے بھتیجے اور بھائی جمعدار کی بغاوت اور قتل کا واقعہ انبالہ۔ اور میرٹھ مین سنا۔ تو اُسکے غصہ و غضب کی کوئی انتہا نہین رہ گئی تھی۔ مقاومت کے واسطے وہ دیوانہ ہو رہا تھا۔

اگر کبھی بھولے سے اُسکو کوئی پس و پیش اپنے باغیانہ حرکات مین شائد ہو جاتا تھا۔ وہ بھی ان تازہ واقعات سے بالکل دفع ہو گیا تھا۔ شروع اپریل مین۔ انبالہ۔ دہلی۔ اور میرٹھ مین تو وہ سپاہیون کو یہ بھی اشتعال دینے لگا کہ فوراً بغاوت کر دو۔ مگر ابھی وہ لوگ اس بات پر آمادہ نہ تھے۔ یہانسے وہ پنجاب گیا۔ سخت منزلین طے کرتا تھا۔ مگر انتقام کا ایسا پیاسا تھا کہ مصائب سفر کو خیال مین بھی نہ لاتا تھا۔ جان جائے تو جائے۔ مگر کسی طرح بدلہ ملجائے۔ آخر دور و دراز سفر کے بعد ایکدن کسی جگہ خستہ۔ اور درماندہ ہو ہی گیا۔ مگر بیحیا کی بلا دور پھر وہی کا وہی سا۔ ایک متعصب زمیندار نے ایک ہاتھی برہمن سمجھکر خیرات مین دیدیا۔ اب تو فیل نشین بھی ہو گئے۔ جب نمبر ۳ پلٹن نے میرٹھ مین بغاوت کی۔ تو آپ اُسموقع پر رونق افروز تھے۔ مگر مفسدہ پردازی کی عقب مین وہان حضرت کی گردن ناپی گئی

اور شہر بدر کیے گئے۔ جو ہمراہی تھے اُنکا بھی یہی حشر ہوا یہانسے جھانسی کی طرف قدم رنجہ فرمایا۔ اور نمبر ۱۲ پلٹن سے فہمایش کی کہ خبردار اشارہ پاتے ہی بغاوت کر دینا۔ اور موذیون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا۔ یہان آپکے مشغلے کا کافی مصالحہ آپ کو موجود ملا۔ توپ خانے والونکو بھی اغوا کرتے رہے۔ بڑی مسرت آپ کو یہ تھی۔ کہ صرف ہندو ہی نہین آمادہ پیکار ہین۔ بلکہ مذہب کی خرابی کے اندیشے سے مسلمان بھی برافروختہ ہو رہے ہین۔ اُنکو یہ اُمید دلاتے تھے کہ بغاوت کے بعد ہی سلطنت اسلام پھر بدستور قائم ہو جائیگی۔ دین اسلام نصرانیون پر غالب ہو جائیگا۔ پھر وہی رونق ہوگی۔ وہی عروج ہوگا۔ مگر خود۔ عزرائیل کو اِسکی کوئی پروانہ تھی۔ بس اُسکا تو منشا دلی یہ تھا۔ کہ انگریز برباد ہون یہی خیال اُسکے دماغ مین بسا تھا۔ یہی اُسکی صدا تھی۔ اِسی پر جان دینے کو تیار تھا۔ جہان جاتا تھا۔ یہی وعظ کہتا تھا۔ یہی بکتا تھا۔ یہی یاوہ سرائی کرتا تھا۔

زندگی کا کوئی سہارا نہین تھا۔ اگر کہین گرفتار ہو گئے۔ اور انگریزون کے ہاتھ پڑے تو جلاد کے ہاتھون پھانسی پا ہی جاتے۔ اسمین کوئی شک ہی نہ تھا۔ یہی ناپاک۔ اور پلید موت منگل پانڈے اور جمعدار کو بارکپور مین نصیب ہوئی۔ عزرائیل پانڈے اپنے کام مین مستعدی کے ساتھ مصروف تھا حریص "کالی مائی" کو خون چٹاتا تھا۔ اِس خدمت سے اُسکو سرخروئی ہو جاتی

تو وہ بیخوف - اور نڈر ہو جاتا - پھر چاہے امکار منڈت کے پہاڑون پر سے جا کر پھٹ پڑتا - چاہے الہ آباد جا کر پراگ نہاتا - چاہے لڑائی مین دشمنون کے مقابلے مین جان گنواتا - سب سے پہلے کہین ایک بات ہو جاتی - تو خوب ہوتا - یہ آرزو دل سے ایک لمحے کیواسطے بھی نہین دور ہوتی تھی - سیرل برنڈن - اور سیتا سے بدلے لیتا اور انگریز غارت ہوے - اُدھر وہ بے یار و مددگار ہوے اُسکے دادا نے جو کچھ خزانہ جمع کر رکھا ہی - وہ تو اپنا ہو ہی جائیگا - وہ عورت لونڈی بنا لیجائیگی - لیجیے تسکین ہو گئی - بدلہ ملگیا - کبھی خیال مین بھی اسکے ملامت نہین آتی تھی - وحشی سے وحشی دل مین کسی وقت رحم آجاتا ہی - مگر اُس سفاک کے دل مین بھولے سے بھی ترس نہین آتا تھا - ہر وقت موقع کا منتظر رہتا تھا - کسدن موقع ملے کہ اُس حسین مہ جبین عورت کو ذلیل کرے - ہر وقت اُس کی آبروریزی کے درپے رہتا تھا - اُسنے تو مجھے موت سے ملوا دیا تھا - آج تک تو کوئی میرے پنجے سے چھوٹا نہین - یہ بھی اگر ہاتھ آجاتی تو لونڈی بناتا ذلت دیتا - اور رسوائی کے بعد اسکی جان لے لیتا - ایڑیان رگڑ رگڑ کر وہ جان دیتی جھانسی سے عزرائیل پانڈے فتحپور پہونچا جس روز یہ وہان داخل ہوا اُسدن کے واقعات جہانتک اس تواریخ سے متعلق ہین - مین موقع پر بیان کرونگا فتحپور مین پہونچکر اپنے ساتھیون اور ہاتھی کو شیوالے پر چھوڑ کر خود نوابصاحب کے باغ مین تہ خانے مین جا کر چھپ رہا - اور ایک درخت پر زرد جھنڈی

باندھ دی - یہ جھنڈی تشریف آوری کی علامت تھی - زرد رو کی آمد کی علامت زرد جھنڈی بھی کیا خوب تھی - رونق افروزی کے اعلان کا یہی قدیم دستور تھا - نوابصاحب کسی نہ کسی وقت جھنڈی دیکھ ہی لیتے تھے اور آگاہ ہو جاتے تھے - تہ خانے کی ایک کوٹھری مین غلے - اور مصالح - اور گھی کی کافی مقدار موجود رہا کرتی تھی - اور ظروف بھی رکھے رہتے تھے - یہ سب سامان مہیا دیکھ کر پانڈے جی بہت مطمئن اور خوشنود ہوے - مگر اظہار مسرت مین بھی خلقی زشت روئی - اور سرکہ جبینی دور نہین ہوئی تھی - جس طرح سیرت زشت تھی - ویسی ہی صورت بھی تھی - صورت سوال تھی - خوش یہ ہوے تھے کہ نوابصاحب مجھے کبھی بھولتے نہین - واقعی نواب صاحب نہین بھولتے تھے - فتحپور مین بھی افواہ اڑ چکی تھی اور نواب دل خان بہادر عزرائیل پانڈے کے اس مقولے کا مطلب سمجھنے لگے تھے - کہ "انگریز نیست و نابود ہو جائینگے" - نوابصاحب نوربور جا کر مسٹر ہاسٹن اور برگیڈیر صاحب سے ملے - اور اس خبر کی انکو تصدیق ہو گئی - کہ قلعے کی مرمت اور آراستگی ہوئی ہے -

ان لوگون سے ملاقات کے وقت نوابصاحب کو انکی درشت مزاجی ضرور معلوم ہو گئی تھی - تاہم برتاؤ مین - اور اخلاق مین کوئی فرق نہین پایا جاتا تھا برے وقت کے واسطے یہ لوگ تیار تھے - برگیڈیر صاحب سے نواب صاحب کہنے لگے -

نوابصاحب۔ فنجور کا قلعہ جو اسلحہ اور میگزین سے مکمل مرتب ہی حضور کے مصرف کے واسطے حاضر ہی۔ نور پور کا قلعہ تو بالکل ہی بیکار ہی۔ اور ان سپاہیون پر ہرگز اعتبار نہ کیجیے گا۔ یہ لوگ محض موقع کے انتظار مین دن کاٹ رہے ہین گورون کی فوج اگر مناسب سمجھیے تو علٰحدہ ٹھہرا دیجیے۔

برگیڈیر صاحب نے نواب صاحب کی اس گفتگو پر مطلق اعتنا نہ کی۔ اور فرمانے لگے۔

برگیڈیر صاحب۔ مین آپ کی اس عنایت کا شکرگذار ہون۔ اور امید کرتا ہون۔ کہ آپ ان عنایات کو یون ہی مبذول رکھینگے۔ مگر نور پور کا قلعہ مستحکم اور استوار ہی۔ مقابلہ کرنے والونکو وقت پر حقیقت معلوم ہو جائیگی۔

یہان سے اُٹھکر نوابصاحب مسٹر انسٹن کے یہان گئے۔ اور جو کچھ گفتگو برگیڈیر صاحب سے درمیان آئی تھی۔ اسکا تذکرہ کرتے رہے۔ مگر جج صاحب نے بھی ان باتون مین کچھ زیادہ دلچسپی نہین ظاہر کی۔ خزانہ اُٹھاکر قلعے مین رکھدیا گیا تھا۔ اور گورون کا پہرہ رہتا تھا۔ میمون کے واسطے نواب صاحب نے بجال خلوص اپنا زنانہ مکان نذر کرنا چاہا تھا۔ اس عنایت کا حال سُنکر وہ سب ہنستی تھین۔ مگر وہ ضلع ہی مین رہنا پسند کرتی تھین۔ اور وہین رہنے مین خوش تھین۔ البتہ اُن لوگونکو یہ معلوم ہوگیا کہ کچھ اندیشہ ہی۔ کوئی آفت آنے والی ہی۔ جسکی اب تک اُنکو خبر نہین ہوئی تھی۔ مگر جبکا اب

اُنکو یقین ہو گیا۔

سچ پوچھیے تو ایسے نازک وقت مین نواب صاحب کے حواس بجا نہین تھے کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتا تھا۔ سوچنے لگے " اگر انگریز نہ رہے۔ تو اُنکی جگہ کوئی اور ضرور ہوگا۔ میرا حریف ہرپال سنگھ۔ مجھسے زور اور شد مین کہین زیادہ ہی۔ قدیم الایام مین میرے مورثون نے یہ ریاست ہرپال سنگھ کے مورثون سے چھین لی تھی۔ اور قبضہ کیا تھا۔ کشت وخون۔ اور لڑائی باہم رہا کرتی تھی۔ مگر میرے مورث غالب رہتے تھے۔" دل خان کے مزاج مین سپہگری کی بُو تک نہ تھی۔ زنانخانے مین ناز ونعم مین پرورش پائی تھی۔ اور عیش پسند غفلت شعار ہو گئے تھے۔ کہان انکی مورثون کی مردانگی اور شجاعت۔ کہان انکی کاہلی اور شامت۔ زمین وآسمان کا تفاوت تھا۔ اُن لوگون نے تو اپنی عمرین جنگ وجدال مین بسر کردی تھین۔ کسی وقت تیغ وسپر اُنھون نے ہاتھ سے نہین رکھی۔ واقعی ان دونون والیان ریاست مین ہرپال سنگھ بہت خوفناک۔ اور جنگجو تھا۔ مگر نواب صاحب جبتک انگریزون کی حمایت مین تھے۔ تب تک اُسکے جور وظلم سے محفوظ تھے۔ اور اُنکی خیریت اسی مین تھی نواب صاحب اپنی مخدوش حالت سے بخوبی واقف تھے۔ اب تو اُنکی یہ حالت ہو گئی تھی۔ اور اس نوبت کو پہونچ گئے تھے۔ کہ دو باتون مین سے صرف ایک اختیار کرین۔ یا انگریزون کا ساتھ دین۔ یا وقت پر رجہ

ہرپال سنگھ کے شریک ہوں۔ حالانکہ برگیڈیر صاحب نے اور جج صاحب نے میری نذر نہیں قبول کی تھی۔ مگر اُن کی عنایت میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور ہرپال سنگھ کی یہ مجال نہیں ہوسکتی کہ مجھ سے برسرِ مقابلہ آوے۔" نواب صاحب کی بڑی بیوی۔ جنکا نام کریم خانم تھا۔ مگر نجم النسا کے نام سے مشہور تھیں۔ انکے مزاج میں انگریزیت زیادہ تھی۔ اور انگریزوں کی توقیر اور عظمت اِنکے دل میں تھی یہ اُنھیں کا اصرار تھا۔ کہ نوابصاحب نورپور جاکر برگیڈیر صاحب۔ اور جج صاحب سے۔ اخلاص و نیاز۔ ظاہر کریں۔ اور وہ بدل مشتاق تھیں۔ کہ اگر میم صاحبہ فتحپور میں آکر زنانخانے میں قیام کریں۔ تو بسر و چشم اُنکی خدمت۔ و مدارات کریں جب اُنھوں نے اُڑتی سی خبر۔ کچھ شر اور فساد کی پائی۔ تو نہایت تاکید سے نوابصاحب کو فوراً نورپور روانہ کیا۔ دوسری بیوی نواب صاحب کی زینت بی بی تھیں۔ جو دہلی کے ایک معزز پٹھان خاندان سے تھیں۔ اور اُنکے دماغ میں کچھ شاہی کی بُو بھی تھی۔ دونوں بی بیوں میں رشک و حسد کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ان نیک بخت نے جب کچھ افواہ سنی۔ تو اُنھوں نے نوابصاحب کو سلطنت مغلیہ کی حالت کے عروج کی طمع دلائی۔ اور سبز باغ دکھلائے اور سمجھایا کہ نوابصاحب اگر شاہی پھر ہوگئی۔ تو آپکے مراتب۔ اور مدارج کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ نواب صاحب کی مخلوط مزاجی سے دونوں فائدہ اُٹھاتی تھیں۔ اور نواب صاحب ہتھائی کے بیگن ہو رہے تھے۔

عزرائیل پانڈے کی تشریف آوری سے ایک دن پیشتر نواب صاحب کو سویرے ہی سے دربار دہلی سے ایک مولوی صاحب کی آمد کا مژدہ دیا گیا تھا۔ اور نواب صاحب فتحپور کے پھاٹک تک اُنکے استقبال کو گئے تھے۔ اور دیکھا کہ ایک خوش پوشاک۔ وجیہ شخص ایک کابلی گھوڑے پر سوار۔ ایک سوار ملازم ہمراہ تشریف لا رہے ہین۔ اور ساتھ مین کچھ اسباب بھی تھا۔ نواب صاحب کسی قدر مایوس ہو گئے۔ زینت بی بی کے پاس چلے آئے مین اُنکے بھائی کا دہلی سے خط آیا تھا۔ کہ ایک بڑے جلیل القدر مولوی صاحب تشریف لا رہے ہین۔ جو بادشاہ کے بہت مقرب ہین۔ اور جہان پناہ کی طرف سے ضروری پیغام لیکر کئی جگہ جائینگے۔ ظل اللہ کے حضور سے اس گرامی خدمت پر مامور ہوے ہین۔ اثناے سفر مین فتحپور مین بھی وارد ہونگے۔ نواب صاحب بیچارے اس اشتیاق اور امید مین تھے۔ کہ مولوی صاحب فیل شاہی پر ہودج طلائی مین سوار ہونگے۔ ہمراہ لشکر سلطانی ہوگا۔ بہت تزک و احتشام سے جلوہ افروز ہونگے۔ یہان جو دیکھا۔ تو کانا ٹٹو۔ بدھو نفر۔ واہ رے قاصد شاہی۔ خیر بہت ذوق و شوق سے صاحب سلامت ہوئی۔ مصافحہ ہوا معانقہ ہوا۔ دونون آدمی مکان کیطرف ساتھ چلے۔ نواب صاحب کے سامنے نقیب اُنکا خطاب اور القاب پکارتا جاتا تھا۔ چوبدار بھی ساتھ تھے فصل کٹنے سے ایسا کچھ انتظام ہو گیا تھا۔ کہ چوبدارون کے عصے رہن سے

واگذاشت ہو گئے تھے۔ صحن مکان مین پہونچے۔ پھر ایک پھاٹک ملا۔ وہان دونو صاحب پشت سمند آہو خرام سے اُتر کر پاپیادہ ہو گئے۔ نقیب صدا لگاتا چلا جا رہا ہی۔

مہمان گرامی شان نے پہلے تو یہ تاکید کی۔ کہ ٹٹو کو خوب ملوا دیجیے گا اور تھوڑا مالیدہ کھلوا دیجیے گا۔ اور پھر فرمانے لگے۔

مولوی صاحب۔ نواب صاحب ایسے حقیر خطابات آپکی عزت و شان کے خلاف ہین مین البتہ آپ کے واسطے خطابات لایا ہون۔ جنکو سُنکر آپ خوش ہو جائینگے مگر ذرا تامل کیجیے۔ مین ایسا کسلمند ہو گیا ہون۔ تین شبانہ روز مجھے چلتے گذرے ہین۔ ذرا آرام لے لون کسی سے کہیے کہ میرا زین اور اسباب اُٹھا کر میرے فرودگاہ پر رکھدے۔ مین غسل کر لون۔ دم لے لون۔ تو شام کو حاضر خدمت ہونگا۔

خیر یہ سب انتظام بھی ہو گیا۔ نواب صاحب کی امید و بیم کی حالت قابل بیان نہ تھی۔ دیکھئے کیا منشور سلطانی اور فرمان شاہی آیا ہو۔ زینت بی بی تا لیان بجا رہی تھین۔ خوشی سے جامے مین پھولے نہین سماتی تھین۔ کہتی تھین کہ اب میری سوتی ہوئی قسمت جاگی۔ کیا طالع بیدار ملے۔ آخر تقدیر نے یاوری کی مگر بیچاری کریم خانم از بس مضطرب تھین۔ کہ دیکھیے کیا تازہ شگوفہ کھلے۔ کیا آفت آوے۔ خدا خیر کرے دہلی ہی سے یہ قاصد فرخندہ فرجام آیا ہی۔ اور وہین سے آفت برپا ہو رہی ہی۔ مہمان عالیشان کے بیدار ہونے کے قبل۔

نواب صاحب - نماز عصر پڑھ کر کوٹھے پر برآمدے مین بیٹھے سوچ رہے تھے - کہ دیکھئے کیا نوشتہ تقدیر ہی - کیا پیش آنی ہی - ابھی دن کی کچھ روشنی باقی تھی - کہ دفعتہً نواب صاحب کی نظر کنوئین کیطرف پڑی - دیکھا - کہ کنوئین سے دھوان اُٹھ رہا ہی گھبراکر آنکھین ملنے لگے - اور بہت گھبرائے - پھر غور سے دیکھا تو زردجھنڈی بھی لہلہا رہی تھی - بیچے - حضرت کی تشریف آوری کا یقین کامل ہوگیا - اُدھر قاصد شاہی کی آمد - ادھر جناب کی کرم گستری - قدم رنجہ فرمائی - یہ تو نواب صاحب کی کیا مجال تھی - کہ علامت جلوہ افروزی دیکھکر حاضری مین ایک لمحہ تامل کرتے - فوراً اُٹھے - تپنچہ کمر سے لگایا - اور بادل نالان - سلام کو روانہ ہوگئے - تہ خانے کے قریب کچھ اشارے سے حاضری کی اطلاع دی - اور پانڈے صاحب کے حضور مین جاکر حاضر ہوے -

عزرائیل پانڈے چوکا لگائے روٹی پکا رہے تھے - نواب صاحب کی نہ اُنھون نے تعظیم کی - نہ اپنی جگہ سے اُٹھے - چراغ - یا لمپ تو وہان کچھ جلتا نہ تھا - توے کے نیچے دھیمی آنچ کی کچھ روشنی تھی - جسکی وجہ سے بالکل تاریکی بھی نہین چھائی ہوئی تھی -

نواب صاحب - پانڈے جی - بندگی - مزاج اچھا رہا -

عزرائیل پانڈے - دعا کرتے ہین - نواب صاحب کہیئے آپ تو اچھے ہین - میری تو جوگت بنگئی ہی - وہ دیکھ لیجئے - آپ ہی دیکھیئے کہ مین موٹا

ہون - یا سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہون - دیس بہ دیس پھرتا رہا - کیا جب آپ کے یہانسے گیا ہون - تو میری یہی حالت تھی - (عزرائیل پانڈے ایستادہ ہو گئے لاغری مین بھی کس قدر مہیب اور خوفناک شکل اس شخص کی ہو گئی تھی -) مگر مین اچھا ہون - اچھا ہون - یا جیسا ہون - مگر مائی جی کے کام - اور خدمت کے واسطے تیار ہون - کام اب ہونے والا ہی - آج نہین کل - کل نہین پرسون کیئے - آپ بھی تیار رہین -

نوابصاحب - تیار اکاہے کے واسطے تیار!

عزرائیل پانڈے - مین نے آپ سے ایک مرتبہ کہا نہین تھا - کہ انگریزنا پید ہو جاوینگے - بنس ناس ہو جائینگے - آپ میرا مطلب کیا نہین سمجھے تھے ؟ اب سمجھے کہ اب بھی نہین سمجھے ؟ سمبت ۱۹۱۴ کی ہوا آپ تک پہونچی کہ نہین - یا آپ گونگے - بہرے بنے بیٹھے ہین - اندھے ہو گئے ہین - کہیئے نورپور کی کیا خبر ہی - آپنے وہان کیا کام کیا -

نوابصاحب - مین - ! مین کیا کرتا ! - باباصاحب ! - مین تو -

عزرائیل پانڈے - نوابصاحب - مہربانی کر کے مجھے بابا صاحب تو کہیئے نہین - میرا تو سیدھا سادہ نام عزرائیل پانڈے ہی - کیا آپ مجھے بھول گئے -

نوابصاحب - نہین بھلا - مین آپ کو بھول سکتا ہون - آپ کا نام ایسا ہی

کہ انسان کو تو یہ نام کبھی بھولنا ہی نہ چاہیئے - ہمارا تو یہ اعتقاد ہی - کہ اگر آپکے نام نامی کا پہلا لفظ کوئی اپنی عمر مین بیس مرتبہ روز ورد زبان رکھے - تو درجہ شہادت پاوے - اور - دو آدمی جو آپ چھوڑ گئے تھے - اُنکو مین نے اب تک چھپا رکھا ہی - سمجھیئے تو - کہ اگر انگریز ونکو کہین اسکی خبر ہو جاے - تو میرا کیا حشر کرین - وہ تو ہر وقت میرے واسطے عذاب جان ہین - وہ کب رہا ہونگے مجھے تو بار خاطر ہین - اور کھانے والے تو اتنے ہین ـــــــ

عزرائیل پانڈے - جب انگریز نیست و نابود ہو جائینگے - تب وہ چھوڑے جائینگے - اسکے پہلے نہین سنو تو - کہ مین کرتا کیا رہا - گھاس تھوڑا ہی کھودتا رہا - سنو -

عزرائیل پانڈے نے اپنے حرکات بتفصیل نواب صاحب سے بیان کیے - اپنے بھتیجے کا واقعہ بھی سلسلہ گفتگو مین کہہ گئے - نواب صاحب نے دیکھا کہ اُس سفاک کی آنکھین دھکدھکا رہی ہین - گال خشک ہو گئے ہین - تاہم باتین کرتے وقت اُسکے مُنھ سے پھین اُڑتا تھا - چہرہ سُرخ ہو رہا تھا - اور ماتھے کی رگین پھولگئی تھین - فرط غضب سے وہ ظالم چلا کر کہنے لگا -

عزرائیل پانڈے - جب انگریزون کا بیس ناس ہو جائیگا - اور اُس جڑ پیل بیسوا - سیتا کو یہان لاکر لونڈی بناؤنگا - اور اُسکا سر اپنے پیرون سے کچلونگا - اور ان ہاتھون کو کمشنر صاحب کے خون مین نہلالونگا - تب مجھے چین آویگا -

تب میرا دل ٹھنڈا ہوگا - اس سے پہلے نہین - نواب - کہو تو میرا شریک ہی
نوابصاحب - (بیدل ہوکر) مین بھلا کیا کرسکتا ہون - بھلا میرے
ٹوٹے پھوٹے سپاہیون سے یہ ممکن ہی کہ نوربور پر قبضہ کرلین - اب تو قلعہ بندی
بھی ہوگئی ہی - انگریز میم لڑکے - بالے - خزانہ - گولی - باروت - مصالحہ -
سب کچھ تو قلعہ مین مہیا ہی - سرکاری پہرے ہین مضبوط قلعبندی ہی - فوج
اب تک وفاداری پر مستعد ہی - عزرائیل پانڈے بعض وقت تو تم بچون کی سی
باتین کرتے ہو - تمھاری تو ایسی باتین کبھی نہ تھین -
عزرائیل پانڈے - (چشمک مارکر) اگر آپ نہ میرے شریک ہون گے
تو ہرپال سنگھ شریک ہونگے - جب انگریز نہ ہونگے - تو وہ اپنا موقع دیکھ لیگا
سنو - مین نے سُنا ہی - کہ برنڈن داؤدپور مین ہی - بس اب ایک سو آدمی مجھے
دیجیے - تو مین جاکر اُسکا پڑاو لوٹ لون - یہ تو آپ کے امکان مین بخوبی ہی
اور آپ کی مجھے ضرورت نہین ہی - آپ نہ تکلیف کرین -
نوابصاحب - میری یہ مجال نہین ہی - اور یہ بھی مین آپسے کہے دیتا ہون
کہ جبتک نوربور کی فوج بغاوت نہ کرے - اُسوقت تک کوئی آدمی بھی یہانکا
اِس کام پر نہین جاسکتا - نہ انگریزون سے مقابلہ کرسکتا ہی - مجھے اپنے
نوکرون پر بھی اعتبار نہین ہی -
عزرائیل پانڈے - تو مین ہرپال سنگھ کے پاس جاتا ہون - جو کچھ مجھے

کرنا ہی۔ وہ کرونگا۔ اور ضرور کرونگا۔ ۱۶ مئی کو مجھے میرٹھ پہونچکر کچھ نتیجہ دیکھنا ہی۔

نواب صاحب۔ (چشمک کے جواب مین چشمک مارکر) اور آپ ہی نورپور کیون نہین چلے جاتے۔

عزرائیل پانڈے۔ بھلا مین اُدھر قدم اُٹھا سکتا ہون۔ میرا چہرہ ایسا پاجی بنا ہی۔ کہ سب ہی تو مجھے پہچانتے ہین۔ چھپ ہی نہین سکتا۔ مجھے اور لوگ بھول جائین ممکن ہی نہین۔

نواب صاحب۔ (قطع کلام کرکے۔ قہقہہ لگاکر) ہا ہا ہا۔ لیجیے۔ ابتک آپ انگریزون سے ڈرتے ہین۔ پھر جب انگریز نہ ہونگے۔ تو نہ آپ اُنسے ڈریگے نہ مین ڈرونگا۔ ہی نہ یہی بات۔ پانڈے جی۔

عزرائیل پانڈے۔ (بات بدلکر) کہیئے۔ نوابصاحب۔ محل مین کسکو اُتار رکھا ہی۔ آج تو سنا کوئی بڑے مہمان آئے ہین۔

نوابصاحب۔ ایک مولوی صاحب دہلی سے تشریف لائے ہین اُنکا نام مولوی ضیاء اللہ صاحب ہی۔ بس ابھی تو مجھے اتنا حال معلوم ہی۔

عزرائیل پانڈے۔ ضیاء اللہ۔ اُنکو تو مین جانتا ہون۔ اور دیکھا بھی ہی وہ بھی مجھے نہ بھولے ہونگے اُنکا اور میرا کام تو ایک ہی۔ بالکل ایک۔ دیکھون آپ سے وہ کیا کہتے ہین زنیے کے دروازے کے پاس آکر مین بھی سن نہ لون۔

کہ کیا باتین ہوتی ہین۔

نوابصاحب۔ یار تم نہ آنا۔ مولوی صاحب بڑے پرہیزگار آدمی ہین۔ اور وہ کسی ـــــ کسی ـــــ غیر مذہب والے آدمی کا آنا پسند نہین کرینگے۔

عزرائیل۔ (دبے دانتون) صاف صاف۔ کافر۔ کیون نہین کہتے۔

نواب۔ خیر۔ مین تو تمھارے ساتھ اُسوقت بھی ہونگا۔ جب ہرپال سنگھ تمھارا محل لوٹے گا۔ (زور سے) مین ضرور آؤنگا۔ اچھا۔ لے اب آپ جائیے۔ ذرا میرے ہاتھی کو راتب۔ اور چارہ دلوا دیجیے گا۔ اور میرے آدمیون کے کھانے پینے کی خبر رکھیے گا۔

یہان سے اُٹھکر نواب صاحب دیوانخانے پہونچے۔ اور دیکھا۔ کہ مہمان گرامی شان مسند پر متمکن۔ پیچوان پی رہے ہین۔

نوابصاحب۔ حضرت معاف فرمائیے گا۔ میری حاضری مین دیر ہوئی میری عادت ہی کہ شام کو ٹھنڈے مین ذرا باغ مین ٹہل لیا کرتا ہون۔ کچھ تفریح ہوجاتی ہی۔ کل انشاء اللہ آپ بھی باغ کی سیر فرمائیے گا۔

مولوی صاحب۔ (آنکھین اُٹھاکر) الحمدللہ۔ کہ اتنے مصائب سفر۔ اور زحمت کے بعد مین نواب دل خان بہادر کے ایسے عالی حوصلہ۔ اور ذی مرتبت میزبان کے آستانہ عالی تک پہونچا۔ زہے طالع۔ زہے نصیب دین اسلام

اور جہان پناہ کی خدمت مین - بہت رنجور - ہوا - الحمد للہ علی احسانہ العظیم - وصلی اللہ علی رسولہ الکریم - کہ چشمان منتظر کو حضرت کی زیارت سے تازہ نور نصیب ہوا - کیسا محل معلے - کیسا حصن حصین - کیسی فوج ظفر موج - کہ سبحان اللہ دین متین کا تحفظ - اخوان الشیاطین سے کرنے کا اسباب کافی موجود ہی - خدا اُن شیاطین کو واصل جہنم کرے - حضرت - کھانے مین تو وہ اطعمہ لذیذہ اور انعمہ نفیسہ آتے ہین کہ انگلیون کو بھی مزہ آجاتا ہی - کیا تمیز دار رکابدار ہی - پلاؤ - قورمہ - کباب - کیسا خوش ذائقہ پکاتا ہی - کہ صل وجل -

نواب صاحب - مین بھی دل سے دعا کرتا ہون - کہ خدا ان کفار کو واصل جہنم کرے - آمین - کیون جناب مولوی صاحب - یہ روسی کون ہین - سنتا ہون یہ بھی نصرانی ہین - یہ کمبخت بھی انگریزون ہی کی طرح ظالم ہونگے - اور ایرانی تو روافض ہوتے ہی ہین - اور -

مولوی صاحب - روسی ! روسی کیسے ؟ حضرت - لوگ آپ سے کیا غلط - سلط - آکر کہہ جاتے ہین - مین کابل بھی تو ہو آیا ہون نہ - ظل اللہ کا فرمان واجب الاذعان لیکر وہانتک گیا ہون - اور کیا مجھے معلوم نہین ہی کہ روسی - اور ایرانی - ہمارے دوست راسخ دم ہین - انھین فرنگیون کے اخراج کے واسطے وہ بھی ہمارے شریک ہین - مدت ہوئی کہ باہم یہ مراحل طی ہو چکے - اپنے ممالک سے تو اُن لوگون نے ان کفار کو نکالدیا ہی - اب

ہماری اعانت پر تیز قدم آرہے ہین۔

نواب صاحب۔ یہ روسی تو انگریزون سے ضرور اچھے ہونگے۔

مولویصاحب۔ ایک اچھے۔ ایک بہت اچھے۔ ہزار غنیمت۔ وہ تو ہمارے تابع فرمان ہونگے۔ یہ انگریز تو ہمارے ولی نعمت بنے بیٹھے ہین۔ مگر الحمد للہ کہ بہت جلد یہ لوگ صفحہ ہستی سے معدوم ہوے جاتے ہین۔ تھوڑے ہی دن مین سب داخل جہنم ہونگے۔

نواب صاحب۔ تو یہ نہ کہیئے۔ واقعی مین جو اخبارات ادھر اُدھر سے سننے مین آتے ہین۔ انکی کچھ اصلیت ہو۔ مگر یہان تو ابھی اسکے کچھ آثار نہین پائے جاتے۔

مولوی صاحب۔ اور جب تک وقت معہود آویگا۔ کچھ آثار پدیدار ہونگے مگر وہ وقت اب بہت قریب ہی۔ فوج خود انکو چن چن کر قتل کرے گی ہم تو بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہین۔ جب وقت دیکھینگے۔ ہم بھی اٹھ کھڑے ہونگے۔

مولوی صاحب نے دیکھا کہ نواب بہت متلون مزاج ہو رہے ہین۔ انکی رائے کسی بات پر مستقل نہین جمتی۔ انھون نے یہی مناسب سمجھا کہ بلا تامل حرف مطلب درمیان لاوین۔

مولوی صاحب۔ سنیئے۔ اب اسوقت ہم اور آپ تنہا بیٹھے ہین۔ سنیئے

جہان پناہ کا ارشاد واجب الانقیاد سنیئے۔ آپ کے آبا و اجداد تخت سلطنت کے ہمیشہ مطیع و منقاد رہے۔ جان نثار اور فرمان بردار رہ کر مراتب جلیلہ اور مناصب عالی پر فائز ہوئے۔ حضرت سلطانی سے مجھ بندہ ناچیز کو ارشاد ہوا۔ کہ فتحپور جاکر نواب دل خان بہادر کو خلعت فاخرہ پہنچاؤ۔ اور سند خطاب لیجاکر۔ انکو دے کر۔ اطلاع دو۔ کہ اپنے مورثون کی طرح روش وفاداری۔ و جان نثاری اختیار کرین۔ اور شریعت حقہ پہ فدا ہون آپکو اور آپ کی اولاد کو جب تک شمس و قمر برقرار ہین۔ دائماً ابداً بارگاہ سلطانی سے خلعت پنجہزاری مرحمت ہوا ہی۔ اور صوبہ نورپور آپ کی جاگیر مین عطا ہوا ہی۔ مین منشور سلطانی پڑھکر آپ کو سناتا ہون۔ اور آپ کے ساتھہ تہنیت و تبریک مین شریک ہون۔ دیکھیے یہ تو شہنشاہی ہی۔ جسکے گرد وزرائے سلطنت۔ اور اعیان مملکت کے مواہیر چون نجوم گرد قمر ثبت ہین پہلے تو اس فرمان کے حصول مین لاکھون روپئے صرف ہوتے۔ مگر آپ کو بخت ہمایون و طالع میمون کی بیداری سے یہ سند جلیلہ مفت حاصل ہوتی ہی

اسکے بعد مولوی صاحب نے فرمان سلطانی کھولکر نواب صاحب کے پیش نظر رکھا۔ جسکو نواب صاحب حیرت اور تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے۔ سرخ اطلس پہ طلائی حرفون مین بہت خوشخط کچھ عبارت تحریر تھی۔ نواب صاحب سرو قد تعظیم کو کھڑے ہو گئے۔ سات تسلیمات بجا لائے۔ مہر مقدس کو آنکھون سے

لگایا۔ سینے پر رکھا۔ آداب شاہی ادا کیئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ظل اللہ کی حضوری کا شرف اسوقت انکو حاصل ہی۔

مولوی صاحب۔ اخاہ۔ تو آپ کو اپنے اعزاز کی قدر ہوئی۔ کیون نہوتی اچھا تو اب مضمون عطوفت مشحون بھی سن لیجیے۔

واقعی مضمون بہت ہی عطوفت مشحون تھا۔ خوب لکھا تھا۔ نوابصاحب کے باپ دادا۔ جان دیکر مرگئے۔ مگر انکو صرف "بہادر" کا لقب سلطنت سے عطا ہوا تھا۔ نوابصاحب کو یادری بخت سے۔ ممتاز الامرا۔ منیر الملک آفتاب الدولہ۔ نواب محمد دل خان بہادر۔ فتح جنگ کا خطاب گھر بیٹھے ملگیا۔ جان نثار لوگ جان سے گذر گئے۔ اور شاہی سے برائے نام "بہادر" کا خطاب حاصل کرسکے۔ نواب صاحب کو دیکھیے۔ کہ ابتداے ولادت باسعادت سے سوائے تضییع اوقات کے گھر سے باہر بھی نہین نکلے مگر خطاب ایسا لمبا چوڑا ملا کہ اگر انکے باپ زندہ ہوتے تو انکو بھی حسد ہوتا۔ کیا کہنا۔ شاہون کے بڑے کارخانے عجیب کرشمے ہوتے ہین۔ گاہے بدشمنامے خلعت دہند۔ مگر حیرت تو یہ تھی۔ کہ نواب صاحب کو دشنام کیواسطے بھی زبان ہلانے کی نوبت نہین آئی۔ اور یہ نوازش۔ یہ کرم۔ اگرچہ پرورش کیسا۔ خطاب جسکو سنکر باچھین کھلجائین۔ سر افتخار آسمان تک پہونچ جاوے جی خوش ہوگیا۔ اُسکے بعد ممالک نورپور کی تفصیل درج تھی۔ جو کچھ دیوان

ٹوڈرمل - فہرست پرگنات - اور مواضعات لکھ گئے تھے - وہ عینہ نقل تھی - شاہی بحر سخاوت جوش زن تھا - ہرپال سنگھ کے مقبوضات بھی نوابصاحب کو عطا ہو گئے تھے - مگر شرط یہ تھی کہ اگر نواب صاحب شیوۂ جان نثاری اختیار کرین -

نوابصاحب - یا اللہ - مین خواب دیکھ رہا ہون - یا یہ سب سچ ہی -

مولویصاحب دو منٹ کے واسطے اپنے کمرے مین گئے - اور وہان سے واپس آکر کہنے لگے -

مولوی صاحب - لیجیے - اگر اب بھی آپ کا اطمینان نہین ہوتا - آپ مجھے لغو سمجھتے ہین - تو لیجیے خلعت عطیہ سرکار شاہی بھی آپ کو پہنائے دیتا ہون جسکو کل دربار مین لوگ دیکھ کر متحیر ہونگے -

خلعت مین صرف ایک عبا - یا چغہ - پھولدار زرد اطلس کا تھا - نوابصاحب سلطانی رنگ - اور تراش سے واقف تھے - پہچانتے تھے - گریبان مطلا پر کار بنا تھا - مولوی صاحب نے یہ عبا نوابصاحب کو پہنائی - نواب صاحب نے اُسکے دامن کو آنکھون سے لگایا - جامہ مین پھولے نہین سماتے تھے -

نواب صاحب - بھلا - مین اور یہ خلعت فاخرہ - میرے ایسے نصیب کہان تھے مین تو جہان پناہ کا ایک ناچیز غلام ہون - ذرۂ بمقدار ہون -

عزرائیل پانڈے - نوابصاحب مبارکباد - غریب چوگی کا بھی [illegible]

لے لیجیے۔ دانا آپکو بنائے رکھے۔ مجھ پردیسی کی بھی آشرباد قبول کیجیے۔

عزرائیل پانڈے زینے کے قریب بیٹھے سب باتین سن رہے تھے رسوئین سے اُٹھ کر سیدھے یہین چلے آئے تھے۔ ننگے سر۔ ننگے پیر۔ ایک مرزائی پہنے ہاتھ پر رُخ۔ اور سینے پر صندل کا قشقہ کھینچے۔ بے تکلف نوابصاحب کی فرودگاہ کی راہ لی تھی۔ مولوی صاحب کی زبان آوری پر دل ہی دل مین ہنستے تھے۔ اور دل مین کہتے جاتے تھے۔ کہ نوابصاحب نے تو خوب۔ آخر بیچارے سے نہ رہا گیا۔ جی نے نہ مانا۔ اور بے تکلف کمرے کے اندر داخل شمع کے سامنے۔ عزرائیل کی ہیئت موجودہ بہت مہیب نظر آتی تھی صورت سے نفرت ہوتی تھی۔ جب نواب صاحب اِنسے تہ خانے مین ملنے گئے تھے اُس سے کہین زیادہ اُسوقت اِس ستم پیشہ کی قطع خوفناک تھی۔

مولوی صاحب۔ (متعجب ہوکر) لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ استغفراللہ ارے تو کافر کافر۔ یہان مسلمانون کے بیچ مین کہان گھس آیا۔ دور ہو کمبخت ارے کچھ بتلاؤ تو۔ تو کون ہی۔

عزرائیل پانڈے۔ (دانت پیسکر) کہے دیتا ہون کہ زبان سنبھالکر باتین کرنا۔ نہین تو ابھی تیرا گلا گھونٹ دونگا۔ اور تیری بوٹیان چیلون اور سیارونکو کھلا دونگا۔ مین کون ہون۔ مجھے نہین جانتا۔ اُنسے پوچھ لے۔ وہ مجھے خوب جانتے ہین۔

نوابصاحب۔جناب مولوی صاحب قبلہ۔آپ خاموش رہین۔آپ انکو نہین جانتے ہین۔یہ عزرائیل پانڈے ہین۔بیچارے کا دم۔انگریزون کے ہاتھ۔ناک مین ہی۔لوگ انکے تعاقب مین ہین۔مین ان کی حمایت کرتا ہون

مولوی صاحب۔(کچھ دور ہٹ کر) عزرائیل پانڈے۔اخاہ۔مین نے تو اسکو دیکھا ہی۔یہ وہی عزرائیل پانڈے تو نہین ہی۔جو کچھ دن ہوے دہلی مین تھا۔اور تھوڑے دنون میرٹھ مین بھی رہا ہی۔

عزرائیل پانڈے۔ہان مین میرٹھ مین تھا۔مین ہاتھی پر سوار جارہا تھا۔اور تمکو راستے مین دیکھا تھا۔

مولوی صاحب۔اخاہ۔اب یاد پڑا۔تم وہی سڑی جوگی ہو۔جو صدا لگاتے پھرتے تھے۔کہ انگریز غائب۔انگریزون پر نفرین۔

عزرائیل پانڈے۔ہان۔ہان۔یہی صدا تو مین اب بھی پکارتا ہون انگریزون پر نفرین۔انگریز غارت۔مگر یہ تو بتاؤ کہ تمنے یہ کیا جال پھیلا رکھا ہی۔(نواب صاحب کی عبا کا دامن گھسیٹ کر) دل خان تم تو بالکل بچے ہی ہوگئے۔کھلونے مین بہلتے ہو۔واہ۔

نوابصاحب۔(ترش رو ہوکر) یہ کھلونا نہین ہی۔جی۔کیسے دل خان دل خان کہین اور رہتے ہونگے۔میرا خطاب ممتاز الامرا ہی۔سند شاہی موجود ہی۔دیکھ نہ لو۔

عزرائیل پانڈے۔ نوابصاحب۔ ہاہا اب تم بالکل ہاتھ سے گئے۔ کچھ رہے ہو مگر اچھے آدمی تھے۔ ارے نادان۔ بالکل احمق بنتا ہے۔ (فرمان شاہی اُٹھا کر) اب آمین شکر لگا کر چاٹ ڈالو۔ لوگون نے تمکو کھلونے تو بھیجے ہی ہین۔

مولوی صاحب۔ (غل مچا کر) ارے سند شاہی کو ہاتھ نہ لگانا۔ نہ خلعت چھونا۔ یہ عطیۂ شاہی ہے۔ توبہ توبہ اس کافر نے تو ناک مین دم کر رکھا ہے۔

عزرائیل پانڈے۔ نوابصاحب۔ یہ مولوی صاحب اب جینے کے مان کے نہین ہین۔ مارے پرہیزگاری کے مرے جاتے ہین۔ لاؤ پھر انکا گھلا گھونٹ ہی نوش جان۔

کمر سے عزرائیل پانڈے نے ایک رومال نکالکر لپیٹنا شروع کیا۔ اور تلوار نکال لیے۔

مولوی صاحب۔ (استقلال کے ساتھ) اچھا تو۔ مجھے نماز پڑھ لینے دے۔ پھر مجھے مار ڈالنا۔ مین نماز استغفار تو پڑھ لون۔

واقعی مولوی صاحب تو پکے مسلمان نکلے۔ اور عزرائیل پانڈے بھی دھمکی ہی نہین دیتے تھے۔ بلکہ اُنکے چشم و ابرو سے ظاہر تھا۔ کہ جو کچھ وہ کہہ رہے تھے۔ اُسکے کرنے پر آمادہ تھے۔

عزرائیل پانڈے۔ خیر اب آپ کو چھوڑے دیتا ہون۔ لے آیئے۔ مل لیجیے۔ آپ تو بدزبانی کرتے ہین۔ آدمیت سیکھیئے۔ تھوڑی دیر کیواسطے

آدمی بن جائیے۔ مین بھی برہمن ہون۔ کوئی چمار نہین ہون۔ آپسے زیادہ پاک اور صاف ہون۔ آپ تو نرے ملار ہے۔ مٹیا پھوس۔ جہان پناہ کے آپ مصاحب ٹھہرے۔ تم بھولگئے۔ جب دہلی مین رات کو ایک جوگی نکلا تھا اور سب سے کہتا پھرتا تھا۔ کہ تیار رہنا۔ اب وقت قریب آگیا ہی۔ اب ہم اور آپ دونون آدمی یہان یکجا ہین۔ ہمارا اور آپ کا کام ایک ہی۔ اور مجھی سے آپ لڑتے ہین۔ یہ دیکھیے۔ یہ آپ کے سامنے جو نواب صاحب بیٹھے ہین انکی بے پروائی کا آج تک وہی حال ہی۔ اتنی بڑی بات مین شرکت کے واسطے انکے قدم ہی نہین اُٹھتے۔ اگر آپ نے ان کھلونوسے انکو بہلا لیا ہی تو آپ نے بڑا کام کیا۔

نواب صاحب۔ (دونون کے ہاتھ جوڑکر۔ اور روکر) صاحبو۔ لڑو نہین مجھے جسطرح چاہو۔ بہلاؤ۔ جیسا مقدر ہی۔ ویسے انگریزون کو نیست و نابود ہوجانے دو۔ دین اسلام۔ اور شہنشاہ عالم پناہ کی ترقی ہو۔ دین پر تو جان فدا ہی۔ مجھے تو اگر ابھی۔ اسی دم موت آجاتی۔ تو مین خوش ہوتا۔

خیر۔ اس گفتگو کے بعد ان احباب صافی مذاق مین صلاح و مشورت کی محفل گرم رہی۔ جسکی زیادہ تفصیل کی ضرورت نہین ہی۔ مگر بہت سے امور مین اتفاق رائے ہوگیا۔ پہلے تو یہ رائے قرار پائی۔ کہ ۱۶۔ مئی کو جو بغاوت ہونے والی ہی۔ اُسکا انتظار کرنا چاہیئے۔ مولوی صاحب تو کہتے ہی تھے کہ

کہ اُس تاریخ کو دہلی - میرٹھ - اور جہان کہین جو انگریز ہین - وہ فنا ہو جاوینگے
قتل کیئے جاوینگے - اِسکے بعد فرمان شاہی کی جو مولوی صاحب لائے ہین
منادی کر دیجاوے - اگر نورپور کی متعینہ فوج نے بغاوت کی - تو اِس سے
کیا بہتر - نہین تو - عزرائیل پانڈے بھیس بدلکر فوج مین جائینگے - اور سب کو
فہمائش کر کے آمادۂ فساد کرینگے اور اِسی موقع پر نوابصاحب اپنا رایت
پنجہزاری بلند کرینگے - بڑے غور و فکر کے ساتھ امور پر مشورت اور رائے زنی
ہوا کی - رات بڑھے تک سلسلۂ گفتگو ختم نہین ہوا - جب عزرائیل پانڈے
زینہ اُترنے لگے - تو نوابصاحب اُنکو روشنی دکھلانے گئے -

عزرائیل پانڈے - مین آج سویرے - ہرپال سنگھ کے یہان چلا جاؤنگا
مجھے جو کام کرنا ہی اُسمین دیر کرنے سے کیا فائدہ - اگر مسٹر برنڈن مار ڈالے
جائین - تو ایک ہی دشمن کم ہو اسی - مین آپ سے بہت خوش اور
راضی جاتا ہون -

یہان سے واپس ہو کر نواب صاحب خلعت فاخرہ - اور سند خطاب
اور طوق مرصع لیکر زینت بی بی کے یہان پہونچے - طوق تو بیوی صاحب کے
گلے مین پہنا دیا - مگر نجم النسا خانم کی طرف حضرت کے قدم نہین اُٹھتے تھے
وہ خاتون باصفات ان اخبار وحشت آثار کو سُنکر بہت گھبرائی ہوئی تھین
اب تو گھر بھر مین سب ہی زبان پہ اسکا چرچا تھا -

باب سی وسوم

ملاقات

شاہ گنج سے چلکر تیسرے دن وامون بھٹ نورپور پہونچے۔ مہاجن کا یا بوبہت تیز رفتار تھا۔ جب یہ پہونچے ہین۔ تو باجنا سررشتہ دار مسٹر برنڈن کی پیشی مین کاغذات پیش کررہے تھے۔ وامون بھٹ سفر سے خستہ تو بہت ہوگئے تھے۔ مگر بلا خیال تن آسانی۔ سیدھے مسٹر برنڈن کے بنگلے پر پہونچے۔ خط دیا۔ اور چشمدید واقعات بیان کیے۔ جو حالات سُنے گئے۔ اُنپر سررشتہ دار اور نیز صاحب کو بہت ملال ہوا۔ اِن واقعات کی کسی کو اُمید نہ تھی جب سب سُن چکے تو یہ رائے قرار پائی۔ کہ شاہ گنج واپس چلنا چاہیئے۔ اور جلد واپس چلنا چاہیئے تاہم ایک دن کا وقفہ تو ضرور ہی تھا۔ صاحب کے گھوڑے۔ اور آدمی پیشتر سے روانہ کرنا چاہیئے تھا۔ راستے مین کہارون کی ڈاک بٹھالنا تھا۔ وامون بھٹ سے تو سررشتہ دار صاحب نے کہا کہ "اب تم آرام کرو۔ اور تم میرے ساتھ نرم منزلین چلنا"

نورپور سے روانگی سے پیشتر مسٹر برنڈن نے بہت تفتیش کی۔ کہ سیتا کے ذمے یہ تہمت بیجا کسنے قائم کی۔ نندا سنار کو سررشتہ دار صاحب اور اُنکی بیوی

خوب جانتی تھین۔ اور یہ بھی معلوم تھا۔ کہ یہ شخص بہت مشہور بیوہ گوہی سرشتہ دار صاحب نے یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ کہ اس معاملے کی تہ تک کی خبر مین رات ہی بھر مین لگا لونگا۔ کھانے پر مسٹر سیرل نے میم صاحبان کو اطلاع دی کہ۔ میرا شاہ گنج جانا بہت ضروری ہی۔ تھوڑے دن کے واسطے مجھے آپ لوگون سے مفارقت گوارا کرنی پڑیگی۔ ضلع مین جو کچھ کام تھا۔ وہ قریب الاختتام ہی۔ اور امید ہی کہ بہت جلد واپس آجاؤن" اُن لوگونکو یہ خبر سنکر دلی صدمہ ہوا۔ نہایت قلق ہوا۔ اِس انتشار کے زمانے مین مسٹر سیرل کی موجودگی ہزار غنیمت تھی اُنسے بہت تقویت تھی۔ اُنکے برتاؤ کو دیکھ کر رنج و فکر دل سے کوسون دور ہوجاتی تھی۔ حالانکہ ابھی تک واقعی کوئی امر قابل تردد نہین پیدا ہوا تھا۔ مسٹر سیرل سے ابھی یہ لوگ رخصت نہین ہوے کیونکہ مسٹر سیرل نے وعدہ کیا تھا۔ کہ ابھی کل شام تک مین آپ لوگون کے ہمراہ ہون۔

کھانے کے بعد گانے کا آج شغل نہین ہوا۔ میم صاحبات دوسرے کمرے مین چلی گئین۔ اور مسٹر سیرل اور مسٹر مانسٹن تنہا رہ گئے۔ دونون آدمی چرٹ پیتے جاتے تھے۔ اور باتین کرتے جاتے تھے۔ مسٹر سیرل نے اپنے دوست سے مفصل واقعات بیان کیے۔ اور اُنسے مشورت چاہی۔ پہلے تو مسٹر سیرل کو ایسا غصہ آیا تھا کہ اُنھون نے ارادہ کرلیا تھا۔ کہ رام داس کو سزا دے دین مگر بعد کو کچھ غور کرکے سمجھے کہ یہ ذات۔ برادری کا معاملہ ہی۔ اسمین حاکمانہ

دست اندازی نامناسب - اور خلاف مصلحت ہی - ان باتون کو نرائندر اور رام داس جنلج چاہین طے کرلین - اور مسٹر ہانسٹن بھی اس رائے سے متفق تھے مسٹر ہانسٹن - ذات اور برادری کے جھگڑون مین حکام دیوانی کے اختیارات بالکل محدود ہین - البتہ اگر بصیغۂ اپیل زیر بحث آوین - تب بھی کوئی دست اندازی بہت کچھ قابل اعتراض ہوتی ہی - ممکن ہی کہ نرائندر نے اپنی پوتی کو اپنے گھر بلانے مین مذہبی قیود سے تجاوز - اور انحراف کیا ہو - مگر اسکا تصفیہ وہ لوگ باہم ہی کچھ خوب کرسکتے ہین - جو نہ مین کرسکتا ہون - اور نہ آپ - رام داس کے ذمے تو صریحی الزام بغاوت قائم ہی - اور تحصیلدار - اور داروغہ پولیس نے بہت عاقلانہ کارروائی کی کہ اسکو زیر حراست کرلیا - بس وقت صرف اتنی ہی - کہ بیچاری سیتا بھی ان معاملات مین شامل ہی - اور اسوجہ سے آپ کے ہاتھ بھی بندھے ہوے ہین - مگر آپ عالی حوصلگی - اور بلند خیالی سے کام لیجیے - پہلا جرم ہی - برائے نام کچھ جرمانہ کردیجیے - اور آیندہ نیک چلنی - اور حفظ امن کے واسطے مچلکہ اور ضمانت لے لیجیے - یہ ضرور ہی کہ باین ہمہ وہ بدذات بدزبانی سے باز نہ آویگا - تاہم اسکے ایسے اور بہت سے آدمی ہین جنکی خبر تک ہم نہین لیتے - کیا کہین - وقت گذاری ہی - اور موقع یہی ہی - مگر یہ تو بتلایئے - مسٹر سیرل - آپ کا دور مقامات پر ایسے خطرناک موقعون پر یکہ و تنہا جانا کسی طرح مصلحت ہی ؟ - اگر یہان کوئی فساد ہوجاے - تو آپ کس پر

اطمینان کر سکتے ہین؟ تم بیچارے کہین تیغ نہ ہو جاؤ۔ اور ہم سب یہان بیٹھے ہی رہ جائین۔ کوئی مدد بھی نہ کر سکین۔ میری تو یہ راے تھی کہ اپنے سررشتہ دار کو آپ شاہ گنج بھیج دیتے۔ کہ وہ سب معاملات صاف کر دیتے۔ سیتا کو لکھ بھیجو۔ کہ تمھارے ہمراہ کا سب سامان اور اسباب لیکر چلی آوے۔ آپ یہین مقیم رہیے۔

اسمین قوت کسنین کہ صلاح بہت معقول تھی۔ جو کچھ راے دی گئی تھی وہ سچے اخلاص اور نیک نیتی سے دیگئی تھی۔ اور جہان مقیم تھے۔ وہان کا قیام لطف سے خالی نہ تھا۔ مگر مسٹر سیرل کو اس راے سے اتفاق نہین تھا انکو یہ راے پسند نہین ہوئی۔

مسٹر سیرل۔ مین تو باہر ہی رہونگا۔ چاہے میری جان جاے مجھے کچھ پروا نہین ہی۔ جہانتک ممکن ہی۔ اور مجھ مین سفر کی طاقت ہی۔ مین رعایا کی فہمائش پر مستعد رہونگا۔ اور اُنکی وفاداری مین کوشش اور پیروی کرونگا یہان گوشۂ تنہائی مین بیٹھ رہنا۔ مفسدونکو خالی میدان دینا ہی۔ جو اُٹھیگا۔ وہی فتنہ پردازی پر آمادہ ہو جائیگا۔ اور لوگونکو بہکانے۔ اور ورغلانے پر تیار ہو جائیگا۔ نہین مسٹر فلپ۔ میرا وہان جانا ضروری ہی۔ اور مین جاؤنگا۔ آپ کے پاس میرے سب کاغذات موجود ہین۔ اگر کوئی صورت دگرگون ہو۔ تو آپ معتمد اور ذمہ دار ہین۔

مسٹر مانسٹن سچ تو یہ ہی کہ اگر مین آپ کی جگہ ہوتا۔ تو مین بھی یہی کرتا۔ مگر مسٹر سیرل۔ مہربانی کرکے ہوشیار اور خبردار رہنا۔ اور اپنی پیاری۔ بھولی بھالی بیوی سے کہدینا۔ کہ وہ اخبارات کی متجسس ہے۔ اُن لوگون کے کانون تک زیادہ اخبارات پہونچتے ہین۔

مسٹر سیرل۔ مسٹر فلپ۔ مین اپنے واسطے۔ اور تمھاری خاطر سے حتیاط اور حزم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگا۔ بڑی تشویش تو مجھے یہ رہا کرتی ہی کہ ہربال سنگھ کا رنگ اچھا نہین ہی۔ اگر کہین اُسنے جنگلی اقوام کو برافروختہ کردیا۔ تو بہت تکلیف ہوگی۔ اور بہت نقصان ہوگا۔ تاہم مین نے کچھ شکاری دوست بنا رکھے ہین جسپر میرا بہت اثر ہی۔

مسٹر سیرل یہان سے اُٹھ کر اپنے مکان پر آئے۔ صبح سویرے بابا صاحب سررشتہ دار نند انار کی بیوی کو لیکر بنگلے پر آئے۔ یہ عورت ساری سے مُنھ چھپائے زاروزار رو رہی تھی۔

سررشتہ دار۔ (خوش ہوکر) دیکھیے حضور۔ مین نے سب پتہ لگا لیا نہ۔ مگر حضور بڑے تعجب کی بات ہی۔ کہ ایسے جھوٹے قصے حضور کے ہم قوم لوگون مین سے مشہور ہونا شروع ہون۔ یہ بہین کی کسی میم صاحب کی کارستانی ہی

سررشتہ دار نے بیان کرنا شروع کیا۔ کہ مسز اسمتھ کی عیسائی آیا نے کسطرح سنار کی عورت کو فریب دیا۔ اور کس طرح اور کس ترکیب سے وہ سیتا تک پہونچی

اور اُسکو خوف دلاکر بے دل کیا۔ مسٹر سیرل کی مس لانسٹن سے شادی کی افواہ اوڑائی۔ اور سُنا رن سے یہ بیان کرکے کہ سیتا واقعی انگریزون اور میمون کے ساتھ کھانا کھاتی ہی۔ اُسکی زبان سے کہلوا دیا۔ کہ ابھی برادری کا جھگڑا باقی ہی۔

سر رشتہ دار۔ حضور خود نہ دریافت کرلین۔ سب حالات تو وہ بیان کردیگی۔ یہ اور بات ہی کہ وہ ڈر جاے۔ اور حضور کے سامنے اُسکے مُنھ سے بات ہی نہ نکلے۔

مسٹر سیرل نے اُس عورت کو بہت دلاسا دیا۔ اور اُسنے بیخوف زیادہ تفصیل کے ساتھ کیفیت کہنا شروع کی۔ وہ خوش تھی کہ اپنے سر کی ذمہ داری اُٹھا کر دوسرے کے سر منڈھ دے۔ اُسنے سب واقعات کہدیے اور قصے کو یون ختم کیا۔ کہ آیا گوکھ تک کرایہ کے ٹٹو پر سب کے ساتھ گئی تھی۔ اور خود بھی منت اُتارنے کا بہانہ کرکے شیولے پر موجود رہی۔ اور سیتا کے سب حالات بچشم خود دیکھتی رہی۔ مسز لانسٹن کو سیتا کا مُنھ چومتے اُسنے خود دیکھا تھا۔ شام کو وہ خیمے کے آس پاس پھرتی رہی۔ اور اندر گانا ہو رہا تھا۔ سنتی رہی۔ ٹٹو والے نے جلدی کی۔ نہین وہ دیر تک وہان ٹھہرتی۔ مجبور ہو کر نور پور لوٹ آئی۔

لیجیے اب تو ایسی باتین معلوم ہوئین جو خواب وخیال مین بھی نہین آئی تھین۔ مسٹر سیرل کو یاد پڑا کہ اُنھون نے چشمہ سار کے قریب ایک عورت

دیکھی تھی۔ مگر اُنھون نے اُسوقت یہی خیال کیا تھا کہ یہ دیہات سے کوئی عورت آئی ہی۔ شیوالے مین کچھ مذہبی مراسم ادا کرنے آئی ہوگی۔ کیونکہ وہ تو برہمنون کے ساتھ پھرتی تھی۔ مسٹر سیرل سوچنے لگے۔ کہ مجھے سرکاری طور پر اس معاملہ کی خبر لینا اور بانی فساد سے مواخذہ کرنا چاہیے کہ نہین؟ غور کرنے کے بعد اُنکو معلوم ہوا کہ اس کارروائی سے پیچیدگی بڑھ جائیگی۔ مزید برآن کنٹونمنٹ اُنکے اختیارات سے باہر ہی۔ وہان کی پولیس اور مجسٹریٹ علیحدہ ہین۔ نیز یہ بذات خود مرتکب جرم نہین ہوئی تھی۔ وہ مسز اسمتھ کے مذاق طبیعت سے بخوبی آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ تفتیش حالات کا اُنکو خاص اشتیاق رہتا ہی۔ مگر اُنکی سمجھ مین یہ نہین آتا تھا۔ کہ آخر سیتا بیچاری نے اُنکا کیا بگاڑا تھا کہ کسکے پیچھے پڑگئین اور اُس بیگناہ پر بہتان لگایا۔ آیندہ سے ان حرکات سے میم صاحبہ کو باز رکھنا چاہیئے۔ اور گذشتہ حرکات کی کوئی تلافی مناسب نہین معلوم ہوتی۔ چھوٹی حاضری کے بعد مسٹر سیرل نے سب حالات اپنے دوست سے بیان کیے۔ وہ بھی اُنکی راے سے متفق تھے۔

مسٹر ہسٹن۔ یہ کیا بات ہی کہ جہان دیکھا۔ ایک نہ ایک عورت اس مذاق کی موجود پائی۔ جنکا سوائے مفسدہ پردازی کے اور کوئی شغل ہی نہین ہوتا

مسٹر سیرل۔ کیا کہون دنیا کا یہی حال ہی۔ بعض وقت تو یہ حرکات مردون مین بھی پائے گئے ہین۔ یہ بھی تو کہیئے۔

مسٹر ہاسٹن ۔نہین یہ تومین نہ کہونگا ۔اور اگر کوئی بدمعاش ایسا ہو بھی تو وہ خاموش کیا جا سکتا ہی ۔لیکن اس قسم کی عورت کا کیا تدارک ہو سکتا ہی مشکل تو یہ ہی ۔

مسٹر سیرل ۔مین تو اس معاملہ کی جستجو کرونگا ۔مسٹر فلپ ۔مجھے یہ کسی طرح گوارا نہین ۔کہ مسز اسمتھ کی ایسی بیہودہ عورتین بیچاری سیتا کو توڑ ملامت بنا دین ۔مین ابھی اُنکو خط لکھے بھیجتا ہون کہ آپ کے حرکات مجھے معلوم ہو چکے ۔اور براہ عنایت اس قسم کے حرکات سے آیندہ باز رہیئے ۔یہ خط وہ اپنے شوہر کو تو دکھلاوینگی نہین ۔اور اگر دکھلاوین بھی ۔تو مسٹر اسمتھ ایسے نیک نفس آدمی ہین کہ اُسکے اُنھین پہ خفا ہونگے ۔

مسٹر سیرل نے مسز اسمتھ کو خط لکھا ۔اور مسز اسمتھ نے اپنے شوہر کو وہ خط نہین دکھلایا ۔مگر شرانگیزی پہ زیادہ مستعد ہو گئین ۔اور موقع پہ اُن کی مزید فتنہ پردازی کا تذکرہ آویگا ۔

اس درمیان مین بیچاری سیتا سخت مصائب مین مبتلا تھی ۔گو مکھ کے جو غلط قصے مشہور ہوے تھے ۔اُنکو تو نر اندر یقین نہین کرتے تھے اتنا تو اطمینان ہو گیا تھا ۔مگر بود و باش ۔اور خورد و نوش مین اب سختی کے ساتھ علیحدگی کا اظہار تھا ۔سوئی خانہ ۔ظروف ۔سب الگ پانی تک علیحدہ کنوین سے آتا تھا ۔اگر دھوبن کپڑے لاتی تھی ۔تو ۔دھلے ہوے کپڑے بھی سیتا کے الگ

رکھے جاتے تھے - یہ تاکید رہتی تھی - کہ ایلایا نراندر کو نشست و برخاست مین ستیا ہاتھ سے بھی نہ چھوڑے - بیچاری کا ناک مین دم تھا سخت زحمت سے دوچار ہونا پڑا تھا - نراندر کو مکان کی صفائی مین بھی عذر نہ تھا - اگر کسی اور کا معاملہ ہوتا - تو وہ خود ایسا ہی حکم دیتا - صرف یہ انتظار تھا کہ وامون بھٹ کوئی مبارک تاریخ تجویز کردین - وہ یہانتک راضی تھے - کہ اگر برادری والے نہ مانینگے تو سیتا کو وامون بھٹ کے یہان ٹھہرا دینگے - مگر رام داس کے حراست مین ہو جانے سے لوگ مخوف ہو گئے تھے - زیادہ شر انگیزی سے باز رہے اور خبر نہین ہوئے -

سب سے زیادہ تو ایلا کا برتاو سیتا کو دل شکن محسوس ہوتا تھا - اب تو کبھی وہ سیتا کو ہاتھ بھی نہین لگاتی تھی - نہ پہلے کی طرح - یہ پیرزال اُس بیچاری کو گلے لگاتی تھی - نہ پیار کرتی تھی - نہ اُسکے بالون مین کنگھی کرتی تھی - نہ کبھی یہ کہتی تھی - کہ یہ کپڑے نہ پہنو - وہ پہن لو - وہ کمو زیادہ زیب دیتے ہین - نہ صبح - شام - اُسکے ساتھ ٹھاکر دوارے مین گانے - اور پوجے - مین شریک ہوتی تھی - اگر سیتا کہین آس پاس ہو کر نکلجاتی - تو ایلا ہٹ کر کنارے کھڑی ہو جاتی تھی - ایسا نہ ہو کہ چھوت پڑ جاے -

چاول اور کھانے پینے کی چیزین سیتا کو الگ پتری مین رکھکر اسطرح دیتی تھی - جیسے کسی نیچی ذات والے کو دیتے ہین - ہاتھ سے کبھی نہین دیتی تھی - چاندی

اور تانبے کے برتن تو بغیر جلائے اور آنچ دیے ایلا ہاتھ سے بھی نہیں چھوتی تھی
اب تو ایک خاص آدمی اس کام پر مقرر رہتا تھا۔ اب تو ایلا استقدر بھگاتی
بگھارتی تھی۔ اس قدر اُسکا تعصب بڑھ گیا تھا کہ جو اُسکو شمار یا عیش فتخار
ہو۔ مگر سیتا۔ تو ابھی سے بہ تنگ آگئی تھی۔ جان عذاب میں تھی نہیں معلوم
کتنے سویرے اُٹھکر ایلا۔ ٹھنڈے سے زیادہ ٹھنڈے پانی سے نہاتی تھی
پوجا کرتی تھی۔ اور ایک کونے میں بیٹھکر۔ جوگیون۔ بیراگیون کی طرح "رام"
"رام"، جپنا شروع کرتی تھی بعض وقت "رام رام" کہتے کہتے "سیتا رام"
"سیتا رام" بھی کہنے لگتی تھی۔ مگر سیتا کا لفظ صاف زبان سے ادا نہیں کرتی
تھی۔ اس نام سے اس قدر نفرت تھی۔ کہ دو چار مرتبہ کے بعد پھر صرف
"رام رام"، پڑھا کرتی تھی۔ ہزار دو ہزار مرتبہ یہ نام لیکر وظیفہ ختم کرتی
وہ خود کوئی بڑی محاسب نہ تھی تسبیح کا کچھ شمار تھا۔ جس سے یہ تعداد
وظیفے کی پوری ہوجاتی تھی۔ دن بھر اور کچھ رات گئے تک ہر وقت
اُسکی زبان سے "رام رام"، کا نام جاری تھا۔ یہ اور بات تھی۔ کہ کسی وقت
کام کاج میں زبان تالو سے ملجاتی ہو۔ اس متعصب عورت کو یقین ہوگیا
تھا۔ کہ اب جوگیون کی طرح میں بھی اپنی آنکھون سے اپنی ناک دیکھ سکونگی
حالانکہ یہ بات قدرتی طور پر غیر ممکن واقع ہوئی ہے۔ وہ ناک بنائی ہی
اس طرح گئی ہے کہ آنکھون سے دکھلائی نہیں پڑتی۔ آنکھون کے بیچ میں

ناک سوجھے کیا خاک۔ مگر ایلا کے حق مین کچھ انصاف بھی کرنا چاہیئے۔ وہ
اِس قدر بدمزاج نہین تھی۔ جیسی ظاہر مین تھی۔ نہ اس تعصب سے اُسکی خلقی
نیک دلی مین کوئی فرق آیا تھا۔ شیوالہ ہی تو وہ جگہ تھی۔ جہان اُسنے اپنی
پیاری سیتا کو مسٹر برنڈن کے حوالے کیا تھا۔ اور دعا دی تھی۔ ویسے ہی
اسکے قریب سفید خیمے نصب تھے۔ جیسے اُس دن۔ اُس دن۔ جو دن کبھی
بھول ہی نہین سکتا۔ اب اُسکی نظر اُن مناظر پر پڑتی تھی۔ اور سیتا کا شیوالے
سے آکر مسٹر برنڈن کے قدمون پر گر پڑنا یاد آتا تھا۔ دل بھر آتا تھا۔ اور
آنکھون سے پرانی آنکھون سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ سیتا پر تو دل
سے نثار تھی۔ چاہے اُسنے خودرائی کی ہو۔ مگر اسکا تو یقین کامل تھا۔ کہ اُسنے
کوئی بات خلاف عصمت نہین کی تھی۔ ان محبت آمیز خیالات کی خبر بھی سیتا
کو نہ تھی۔ وہ بیچاری تو ظاہر مین جو برتاو دیکھتی تھی۔ اُسپر دلگرفتہ رہا کرتی
تھی۔ جب دیکھو۔ ایلا رام رام کی رٹ لگائے سیتا سے الگ تھلگ رہتی تھی۔
بارہا ایسا ہوتا کہ جب سیتا۔ ایلا کی تاریک کوٹھری کے سامنے ہو کر گذرتی تھی
تو اُسکا بے اختیار جی چاہتا تھا۔ کہ سیتا کو گلے لگالے۔ اور اگر کہین سیتا
جا کر اُسکے قدمون پر گر پڑتی۔ تو ایلا کی محبت کے جوش کے سامنے شاید تعصب
مذہبی غالب نہ آتا۔ مگر وہ بیچاری تو خود خائف رہتی تھی۔ دو ایک مرتبہ ایسا
بھی اتفاق ہوا کہ اُسنے کوئی بات کہہ کر۔ نادانستگی مین ایلا کو وظیفے کا شمار

بھلا دیا۔ مگر ایسا ترش جواب پایا۔ کہ رو دی۔ آخر پھر کیا کیا جاے۔ اپنے ہی عزیز۔ اپنی ہی برادری والے سیتا سے ایسا پرہیز کرتے تھے۔ کہ بیچاری جانسے عاجز تھی۔ کبھی کھڑکی مین جا کر بیٹھتی تھی۔ سامنے انگریزی کتابین اور ڈکشنری رکھ لیتی تھی۔ اور باغ مین خیمے دیکھا کرتی تھی۔ خیمے بدستور نصب تھے۔ مگر خالی۔ مکان بے مکین۔ زینت کہان تھی۔ کبھی اپنے دادا کی پالکی مین سوار ہو کر باغ چلی جاتی تھی۔ وہان انگریزی پڑھا کرتی تھی۔ آمون کے درخت آمون سے لدے ہوے تھے۔ طوطے ایک درخت سے اُڑ کر جھنڈ کے جھنڈ دوسرے درخت پر جا کر بیٹھتے تھے۔ کوئلی کوک لگا رہی تھی۔ باغبان پو لگائے آبپاشی کرتا تھا۔ اُسکا گانا۔ دہقانی گانا بھی دلچسپ تھا۔ پانی پور سے نکلکر کسی دریمن نالی سے ہو کر کیاریون مین پہونچتا تھا۔ بس اسی قدر تفریح کبھی کبھی سیتا کو نصیب ہوتی تھی۔ اِدھر گھر مین قدم رکھا نہین کہ وہی رام رام کی بیجل صدا کانون مین آئی نہین ذات شریف کالی کوٹھری مین بیٹھی وظیفے مین مصروف تھین۔ سامنے سے نکلنا دشوار آمد رفت مین پاس ادب اور اُدھر سے بے اعتنائی۔ بیچاری کو کس قدر مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ شب و روز اپنے شوہر کی واپسی کی منتظر اور مشتاق تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اب اُنکی واپسی مین دیر نہین ہی۔ یہ اشتیاق تھا۔ کہ وہ پاس ہوتے اور روز کوچ۔ اور مقام کا پھر لطف پاتی۔ وہی دورہ۔ وہی سیر۔ اگر دادا

اور پھوپھی نے اخلاق اور محبت کا برتاؤ کیا ہوتا۔ تو تسکین رہتی۔ مگر نبارس جا کر تو وہ تعصب اُن لوگوں میں آگیا تھا۔ کہ بالکل قلب ماہیت ہو گئی تھی مزاج ہی بدل گئے تھے۔ وہ بات ہی جاتی رہی تھی۔ اُسکی طرف سے تو بالکل سنگدل ہو رہے تھے۔

مسٹر سیرل کو اثنائے سفر میں زیادہ تاخیر نہیں ہوئی۔ وقت مقررہ پر شاہ گنج پہونچ گئے۔ داروغہ پولیس ایکدن پیشتر سے مہاجن کے یہاں کہہ گئے تھے کہ صاحب بہادر کل آجائینگے۔ سیتا کے حسب حال یہ شعر ہو گیا۔

برین مژدہ گر جان فشانم رواست	
کہ این مژدہ آسائش جان ماست	

خوشی سے پھولے نہیں سماتی تھی۔ کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا تھا۔ سیتا سویرے ہی کوٹھے پر جا کر خیمے کی طرف دیکھنے لگی۔ صاحب کے خیر مقدم میں سویرے ہی انگریزی نشان بلند کر دیا گیا تھا۔ جسکی بیرق ہوا میں لہرا رہی تھی آتے ہی صاحب کے واسطے دو کشتیوں میں بھی کے ہاتھ کچھ کھانا بھیجا۔ خود ہی رات رہے اُٹھی تھی۔ اور جو کھانے صاحب کو پسند تھے۔ وہ پکا رکھے تھے۔ ایک اشتیاق نامہ بھی لکھا۔ جسمیں اجازت چاہی تھی۔ کہ میں کب حاضر ہوں مجھے تو ایک افسانۂ غم کہنا ہے۔

مسٹر سیرل کے گھوڑے سے اُتر کر پیر بندھ گئے تھے۔ ٹہلتے ہوئے شوق تک

چلے گئے۔ اور سمجھتے تھے کہ سیتا کوٹھے پر سے مجھے دیکھ ہی لے گی۔ اتنے مین ایلا منیوالے سے "رام رام" کہتی ہوئی نکلی۔ ننگے سر منڈا سر دھوپ مین چمک رہا تھا۔ ساری سمیٹ کر گھٹنون کے اوپر بندھی ہوئی۔ ایک ہاتھ مین پیتل کا لوٹہ جسمین بیل کی پتیان بھری ہوئی۔ دوسرے ہاتھ مین بانس کا سونٹا۔ اِس قطع مقطع سے آپ برآمد ہوئین۔ اُسکو خبر بھی نہین ہوئی۔ کہ مسٹر سیرل کھڑے ہین۔ مگر صاحب پہچان گئے۔ کہ یہ ایلا ہی۔

مسٹر سیرل۔ ایلا پھوا۔ ادھر آؤ۔ تمسے باتین کرین۔ کہو سیتا کیسی ہی ہمارے بیچاری ایلا۔ اسوقت تو اُسکو بہت ہی صدمہ ہوا۔ کلیجہ مُنھ کو آنے لگا اتنی بات کے واسطے کہ وہ جاکر اپنے بیٹے کی بلائین لے لیتی۔ وہ کیا کچھ نہ دے دیتی۔ جیسے پہلے بلائین لیکر اُنگلیان چٹخایا کرتی تھی۔ مسٹر سیرل نے مسکراکر ایلا کی طرف دونون ہاتھ پھیلا دیے۔ ایلا اِس مسرت کے صلے مین کہ جاکر اُنکے گلے ملتی۔ اور اُنسے اپنا درد دل بیان کرتی۔ جو کچھ اُسکے پاس ہوتا نثار کر دیتی۔ مگر کیا کرتی۔ مجبور تھی۔ سیتا ہی سے بیگانگی۔ اور بیروتی عذاب تھی۔ نہ کہ مسٹر سیرل سے۔ جنکا اُسکے دل پہ عجیب وقار تھا۔ اور جنپر وہ بدل جان نثار تھی۔ لیجیے اس گھبراہٹ مین تسبیح کے دانونکا حساب بھی بھول گئی۔ اور مندر کے گرد طواف کا بھی خیال نہ رہا۔ یہ سب کچھ مکر کرنا پڑا۔ بڑی بڑی آنکھون سے ایک نگاہ ڈالکر۔ رام رام کہتی چلدی۔

مسٹر سیرل۔ (دل مین) سیتا کی نسبت ایک حرف بھی تو نہین کہا۔ آخر اس ضعیفہ کو ہو کیا گیا ہی۔ خیر۔ اب شام کو دیکھونگا۔ اور سنونگا کہ معاملہ کیا ہی۔ کچہری کے وقت حسب معمول لوگون کا مجمع رہا۔ اور بہت کام تھا۔ کھانے کے بعد مسٹر سیرل خیمے کے باہر بیٹھے تھے۔ اور سیتا کے واسطے اُسکی کرسی بچھوا رکھی تھی۔ دیکھا کہ سامنے سے پالکی آرہی ہی۔ کچھ دور استقبال کو چلے گئے۔ کس ذوق و اشتیاق سے دونون باہم ملے۔ محتاج بیان نہین۔ مگر سیتا نے گذشتہ چند روز کے واقعات کچھ نہین کہے۔

سیتا۔ ان باتون کا ذکر کسی وقت پھر ہوگا۔ دامون بھٹ کو آنے دیجیے۔ ابھی نہین۔ گذری ہوئی باتون پر ملال کرنے سے حاصل ہی کیا۔ جہان تک ممکن تھا۔ میرے اعزا نے میری خاطر۔ اور دلجوئی کی۔

سیرل۔ کہو تم خوش رہین؟

سیتا۔ (مسٹر سیرل کے سینے پر سر رکھکر) خوش تو مین اب ہوئی۔ جب تمکو دیکھا۔ نہین تو مین خوش نہ تھی۔ مسٹر سیرل۔ تمھارا مجھے کیسا اشتیاق تھا۔ شب و روز تو مجھے تمھارا انتظار رہتا۔ پہلے سے زیادہ انتظار تھا۔ جب یہ خیمے بھی تمھارے ساتھ چلے جاتے تھے۔

تیسرے دن بابا صاحب سررشتہ دار۔ دامون بھٹ اور سارن سب وارد ہوے۔ رام داس کے مقدمہ مین کارروائی شروع ہوئی۔ جسمین

وامون بھٹ خاص گواہ تھے۔ اور اور شہادت بھی کافی موجود تھی۔ جو ملزم کے خلاف تھی۔ بہت سے لوگون نے اُسکی زبان سے یہ الفاظ سُنے تھے کہ "انگریز معدوم۔ اور نیست و نابود ہو جائینگے" جتنے اور لوگ تھے وہ اس الزام سے اپنی صفائی چاہتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس الزام سے جو رام داس کے ذمہ عائد کیا گیا تھا۔ شاہ گنج کے لوگون مین اطاعت اور وفاداری کا بظاہر ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا تھا۔ کمشنر صاحب کے حضور مین میوہ جات۔ اور قند۔ اور مصری کی کشتیان۔ اور ڈالیان معمول سے زیادہ بہ افراط پیش ہوئین۔ رام داس مجرم قرار پایا۔ مگر چونکہ پہلا جرم تھا۔ اسوجہ سے مسٹر برنڈن نے برائے نام کچھ جرمانہ کر دیا اور حاضرین اجلاس متنبہ کر دیے گئے۔ کہ اس قسم کے غلط اخبارات اور لغو افواہ کو ہرگز یقین نہ کرین۔ نہ اُنپر اعتبار کرین۔ رام داس کو یہ بھی حکم ہوا۔ کہ آیندہ نیک چلنی کے واسطے رقم کثیر کی دو ضمانتین داخل کرے۔ مچلکہ لکھے۔ اور حاضر ضامنی بھی پیش کرے۔ رام داس ان احکام کی تعمیل کے انتظام مین عدالت سے باہر گیا۔ مسٹر برنڈن سوچنے لگے کہ سوائے عزرائیل پانڈے کے۔ رام داس کا ایسا شریر اور قابل نفرت قیافہ اور کسی کا کبھی نگاہ سے بھی نہین گذرا تھا۔

وامون بھٹ بہت خوش تھے۔ کہ پنچایت والے سیتا کی نسبت اپنی

کارروائی اور فیصلے پر بہت ہی شرمندہ ہین۔ جب نورپور کی سارن اور وامون بھٹ نے اُس فتنہ پردازی کی تفصیل لوگون سے بیان کی جو سیتا کے متعلق کی گئی تھی جسکو لوگون نے یقین کرلیا تھا۔ یا یقین کرنے پر تیار تھے۔ تو سامعین یہانتک راضی ہوگئے۔ کہ اب نراندر کو گھر کی صفائی اور طہارت کی بھی ضرورت نہین ہی۔ مگر نراندر نے ایک سماعت نہ کی اور اسکا انتظام شروع کردیا۔

وامون بھٹ۔ سیتا۔ اگر کچھ ہرج نہ ہو۔ تو تم دن کو میرے گھر مین۔ یا شیوالے کی کوٹھری مین رہا کرو۔ یہان سب کھانے۔ پکانے۔ نہانے کا انتظام ٹھیک رہیگا۔ ایلا پھوا تمھاری تمھارے پاس موجود رہینگی صاحب سے بھی قریب رہوگی۔

سیتا۔ کچھ ہرج نہین ہی۔ مین مندر مین رہونگی۔ اور ایلا پھوا کا جی چاہے تو وہ بھی میرے پاس رہین۔

ایلا تو ان واقعات کی اصلاح سے بہت ہی خوش تھی۔ یہ تو مین کہہ نہین سکتا۔ کہ اُسکے خیالات بھی اسکے ساتھ ہی بدل گئے تھے۔ کیونکہ اُسکے مزاج مین تعصب اسقدر بڑھ گیا تھا۔ کہ خاصہ طبیعت ہوگیا تھا۔ البتہ سیتا کی بیگناہی سنکر اُس کا دل کچھ نرم ضرور ہوا۔

وہ برادری کے الزام سے بری کی گئی۔ قصبے کے برہمنون نے اُسکو

پاک سمجھا۔ واقعی۔ ہم قوم عورتین سیتا کے ساتھ کھانے پر کسی طرح راضی نہین ہوتی تھین۔ لیکن پھر راضی ہوگئین۔ اور عورتین اپنے لڑکون کو گود مین لیے۔ سیتا کے پاس شیوالے پہونچین۔ اور اُنھون نے کہدیا۔ کہ انھین جھگڑون کے خیال سے ہم سب گوڑیون کی دعوت مین شریک نہین ہوسکے اگلے وقت کو یاد کرکے سب ہنستی تھین۔ کم سے کم اتنا تو ضرور ہوا۔ کہ اُنکے شوہر اُنکے آنے مین مانع نہین ہوے۔ سیتا شیوالے کی کوٹھری مین رہتی تھی وہ مکان چاہے کیسا ہی تنگ و تاریک ہو۔ لیکن اگر اُسنے گائے کا گوشت کھایا ہوتا۔ برہمن اُسکو وہان کبھی نہ رہنے دیتے۔ اُسنے گو کھی پر ہرگز شراب نہین پی۔

کچھ دنون شاد گنج مین سمت ۱۹۱۴ کی ہوا فرو رہی۔ مگر قرب و جوار سے خبار وحشت آثار سننے مین آتے تھے۔ مسٹر سیرل اُن مقامات پر جانے۔ اور آتش فساد و اشتعال فرو کرنے کے واسطے تیار ہوگئے۔ نراندر کے مکانکی طہارت کی رسم ادا ہو چکی تھی۔ اور برادری والون نے اُسکے ساتھ کھانا کھالیا تھا۔ اور غربا کو باغ مین کھانا تقسیم کردیا گیا تھا۔ برہمن بھی اس دعوت مین شریک تھے۔ مسٹر سیرل کو اطمینان ہوگیا۔ کہ نراندر کے معاملات سُلجھ گئے اور خاطر خواہ طے ہوگئے ——— اب اُنھون نے اپنی روانگی کی تاریخ مقرر کردی۔ ہر شخص تو صاحب کو سلام کے واسطے حاضر ہوتا تھا۔ لوگ

بہ اظہار اخلاص تحائف بھی لاتے تھے۔ جنکو صاحب بہادر بہ مقتضاے اخلاق واپس نہین کر سکتے تھے۔

سیتا کی اپنے اعزا سے مفارقت۔ اور اُن لوگون کا رنج و ملال قابل بیان نہین۔ ایلا۔ وظیفہ اور جاپ سب بھول بھالکر شیوالے کی کوٹھری مین بیٹھی رہی۔ نہ کھانا کھایا۔ نہ پانی پیا۔ دل مین اپنی پیاری کی صحت اور تندرستی کی دعا کرتی رہی۔ اُسکو ذرا بھی شک نہ رہ گیا تھا۔ کہ مسٹر برنڈن کو سیتا کے ساتھ سچی محبت ہی۔ جسکا اظہار ہر فعل۔ اور ہر لفظ سے ہوتا ہی۔ اُنکے برتاؤ سے ثابت تھا۔ مگر مصیبت تو یہ تھی۔ کہ اُس بیچاری کو واللہ اعلم کن زحمتون اور نازک وقتون مین اِنکا ساتھ دینا پڑے۔ سیتا نے بہت چاہا کہ اُسکو بہلا دے۔ اور اسکا غم غلط کرے۔ مگر دل مضطر کو تسکین کہان تھی۔

سیتا۔ (ایلا کے سینے سے لپٹ کر) پھوا تم رنج نہ کرو۔ مین تو ساوتری کیطرح کی عورت ہون اور دیکھو۔ کہ جو کچھ رنج۔ اور مصیبت اُسنے اُٹھائی۔ اُسکا پھل اُسکو دیوتاؤن نے کیسا دیا۔

شام کو نراندر مسٹر برنڈن کے پاس حاضر ہوے۔ اور دیر تک موجودہ صورت معاملات۔ اور آیندہ نتائج پر گفتگو ہوتی رہی۔ مسٹر سیرل نے ایک کاغذ انگریزی اور ہندی مین مرتب کر رکھا تھا۔ وہ نراندر کے حوالے کیا۔

مسٹر سیرل۔ نہین معلوم کیا ہو۔ کیا نہ ہو۔ اگر مین زندہ نہ رہون تو

سیتا کے گذارے کے واسطے مین نے ایسا انتظام کردیا ہی۔ اِس کاغذ کو آپ اپنے پاس رکھیئے۔

اور خیمے تو روانہ کردیے گئے تھے۔ صرف ایک خیمہ باقی رہ گیا تھا۔ یہانسے اُٹھکر یہ دونون آدمی سیتا کی روانگی کے انتظام مین شیوالے تک گئے۔ نراندر کے غم اور اندوہ کی پایان کیا بیان ہو۔ سیتا کو گلے لگاکر عورتون کی طرح زار زار روتے تھے۔ ایلا دیوارون سے سر ٹکراتی تھی۔ اور کہتی تھی کہ۔

ایلا۔ اب مین اُسکو کاہے کو دیکھونگی۔ مگر وہ تو اب آپ کی ہوچکی ہمسے کیا واسطہ رہا۔ وہ ہمارے یہان کیون رہنے لگی۔

مسٹر سیرل لاکھ سمجھاتے تھے۔ اچھے دنون کی امید دلاتے تھے۔ مگر کچھ اثر نہین۔ اُس سے ضبط گریہ محال تھا۔ نراندر نے سیتا کا ہاتھ مسٹر سیرل کے ہاتھ مین دیکر کہا۔

نراندر۔ لے اب اسکو لیجایئے۔ جیسے پہلے آپ اسکو لے گئے تھے۔ ویسے ہی پھیر لیجایئے۔ تب ہم آپ کو ایسا نہین جانتے تھے۔ جیسا اب جانتے ہین اب وہ تا زیست آپ کے سپرد ہی۔ اگر ستمبر ۱۹۱۴ خیریت سے ختم ہوگیا۔ اور فساد جو برپا ہورہا ہی۔ فرو ہوگیا۔ اور خدا کو منظور ہی۔ تو آپ کو ہم سب پھر خوش خوش دیکھینگے۔ اب آپ دونون خدا کے سپرد۔ پہلے بھی آپنے میری دعا لی تھی۔ اور اب پھر مین آپ کو دعاے خیر دیتا ہون (ہاتھ

اُٹھا کر دعائین دینے لگے) ایلا لے اب آؤ چلو۔ (دونون چلے گئے)۔
سیرل اور سیتا شیوالے کے صحن تک اُنکو دیکھنے چلے گئے۔ دیکھا کہ ایلا چلتے چلتے راستے مین بیٹھ گئی۔ یہانتک اُسکے نالہ وشیون کی آواز آتی تھی۔ بھائی نے ہاتھ پکڑ کر اُسکو پھر اُٹھایا۔ اور تھوڑی دیر مین دونون نظر سے اوجھل ہو گئے۔

سیتا۔ (خیمے مین پہونچکر) میرے آقا۔ میرے سرکار۔ میرے شوہر تم میرے ہمیشہ کے واسطے مالک ہو۔ تا دم مرگ تمھاری فرمانبردار رہون۔

باب سی وچہارم

تسکین۔ قبل طوفان

شاہ گنج سے روانہ ہو کر مسٹر سیرل مختلف مقامات پر گئے۔ جن مقامات پر اپنی موجودگی ضروری سمجھے وہان فوراً پہونچے۔ جو لوگ پست ہمت ہو رہے تھے اُنکو جرأت دلاتے تھے۔ جو لوگ برخاستہ خاطر ہو رہے تھے اُنکی یا تو تالیف یا تنبیہ کرتے تھے۔ بدل وجان۔ اصلاح حالات مین مصروف تھے۔ کوئی دقیقہ کوشش کا اُٹھا نہین رکھتے تھے۔ بہت سے ذی اثر۔ اور متمول زمیندار سرکار انگریزی کے خیر طلب تھے اور ہمہ تن شرکت اور اعانت پر مستعد تھے بعض

ایسے بھی تھے۔ جو سرکار انگریزی سے بے دل ہو رہے تھے اور اس انتظار مین تھے کہ اگر کہین غدر ہو جاے۔ تو اپنے ہمسایہ زمینداروں کے مقبوضات پر دست تظلم دراز کرین جھین لین۔ اب تک تو اُن لوگون کا کوئی قابو چلتا نہین تھا۔ ہر جگہ بدامنی تھی۔ مگر مسٹر برنڈن کو یہ اطمینان تھا کہ جنگلی اقوام یشیوہ۔ اطاعت۔ اور فرمانبرداری پر ثابت قدم ہین۔ اور اپنے دیس کے لوگون کی حکومت اور فرمان روائی سے جسکے مصائب وہ اُٹھا چکے تھے متنفر ہین۔

راجہ ہرپال سنگھ کی طرف سے اہل خبر مطمئن نہین تھے۔ یہ شخص بہت ہی شورہ پشت۔ ظالم۔ اور بدکردار تھا۔ اپنے توالعین۔ اور ماتحتون کے ساتھ اسکا برتاؤ جابرانہ۔ اور غاصبانہ تھا۔ اور اسکے اِن حرکات کی روک تھام بہت مشکل سے ہوا کرتی تھی ——— اب تو ضلع بھر کے بدمعاش اسکے پاس آکر جمع ہوے تھے۔ اسنے اپنے قلعے اور گڈھی کی مرمت کرالی تھی۔ اور اپنے دست تظلم دراز کرنے مین صرف موقع کا منتظر تھا۔ یہ شخص مسٹر برنڈن سے ملنے بھی نہ آیا۔ اور لکھا کہ "آج کل ایسی تشویش کا زمانہ ہے کہ میرا ایک دن کے واسطے بھی اپنی جگہ سے ہٹنا کسیطرح مناسب نہین ہے لیکن مین وقت پر بشرط موقع ہر طرح بجاآوری احکام اور خدمت کیواسطے تیار ہون"۔ عزرائیل پانڈے کا یہان آنا بالکل فضول ہی نہین ہوا تھا۔

راجہ نے اُنسے اپنے مصائب کا جو انگریزون کے ہاتھون برداشت کرنا پڑے تھے قصہ بیان کیا۔

بہرپال سنگھ۔ پانڈے جی۔ اِن انگریزون کی زیادتی جو اُنھون نے میرے ساتھ کی ہے آپ سے کیا بیان کرون۔ میری موروثی جائداد مجھے نہ دی۔ نواب دل خان کے بزرگون نے میرے باپ دادا کی جائداد شاہی مین زبردستی چھین لی۔ وہ مجھے نہ دلوائی گئی۔ اور نواب کی بے ایمانی مین شریک رہے ضلع بھر مین میری چوتھ اور چنگی کے حقوق مسدود کر دیے گئے۔ صدر تک درخواستین دین۔ فریاد کی۔ مگر کوئی شنوائی نہین ہوئی۔ سب خارج میرا تو ناک مین دم ہے۔ دیکھیے کب مین اپنا حق پاؤن۔ اور اِن ظالمون اور بے ایمانون سے مجھے چھٹکارا ملے۔

یہ باتین سنکر عزرائیل پانڈے دل مین بہت خوش ہوے سمجھے کہ یہان فتنہ پردازی رنگ لاوے گی۔ راجہ سے کہنے لگے۔

عزرائیل پانڈے۔ راجہ صاحب سچ تو یہ ہے۔ کہ آپکے نقصانات دیکھکر دل بے قرار ہوتا ہے۔ مگر کیا کیا جاے۔ بس ایک یہی تدبیر ہے کہ جسطرح بن پڑے۔ یہ انگریز اس دیس سے دور۔ دفع کیے جائین۔ تب شائد آپ کے درد کی دوا ہو۔

نوابصاحب کی ہمدردی سے عزرائیل پانڈے بالکل برخاستہ خاطر

نہین ہوے تھے - تاہم راجہ ہرپال سنگھ اور اُنکے یہان کی صحبت کو وہ زیادہ پسند کرتے تھے - دہلی سے جو متعصب مولوی صاحب آئے تھے - اُنکی باتون اور صورت سے اُنکو نفرت ہوگئی تھی - اسکی ابھی تک کچھ خبر نہ تھی - کہ ضلع کی دیسی فوج کیا رنگ لاتی ہی - کیا اطوار اختیار کرتی ہی - البتہ خود بدولت جہان پہونچتے تھے - وہان یہی کتھا کہتے تھے - یہی وعظ و نصیحت کرتے تھے - کہ یہ کافر کسی طرح دیس سے نکالے جائین - اور ہندو راج قائم ہو - عزرائیل پانڈے کی طرح راجہ صاحب بھی گانجے کے دم لگاتے تھے - اگر تفصیل کے ساتھ اُنکے حرکات بیان ہون - تو کتاب کے چند صفحے بیکار خراب ہونگے - مگر یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاتی ہی - کہ یہان بھی بغاوت اور فتنہ انگیزی پر پوری آمادگی تھی -

مسٹر برنڈن کیا کرتے - جو کچھ امکان مین تھا - وہ فروگذاشت نہین کرتے تھے - ایک تدبیر یہ تھی کہ کچھ فوج جی نگر بھیجکر راجہ کو پکڑوا بلواتے - مگر اسکی کوئی امید نہ تھی - نورپور سے فوج طلب نہین ہوسکتی تھی - ہر وقت تو غدر اور بغاوت کا اندیشہ تھا - وہان سے کیسے فوج کہین اور بھیجی جاسکتی تھی - اور سیکڑون کوس کے رقبے مین جتنی چھاؤنیان تھین - وہان کا بھی یہی حال تھا - بس سکوت - اور موقع مناسب کا انتظار - بابا صاحب سررشتہ دار زیادہ مضطرب تھے - کمشنر صاحب سے بہتر اُنکے پاس ذرائع خبر گیری اور تجسس

حالات کے موجود تھے۔

انکی سمجھ مین کوئی تدبیر آیندہ آفات سے رستگاری کی نہین آتی تھی۔ جو لوگ اہل زر۔ اور متمول تھے۔ وہ اپنے مال و متاع۔ اپنے سے زیادہ قوی اور معتبر لوگون کے یہان امانتاً بھیج رہے تھے۔ چھوٹے زمیندار اپنی گڑھیان درست کرتے تھے۔ آدمی جمع کرتے تھے۔ کچھ ایسی بدہوائی پھیل گئی تھی۔ کہ لوگون کا بیشتر کا اطمینان۔ اور وثوق بالکل مفقود ہو رہا تھا۔ شمال۔ اور مشرق سے جو اخبار وحشت آثار آتے تھے۔ وہ کسی کو شش۔ اور کسی انتظام سے روکے نہین رکتے تھے۔ اُنکا انسداد بالکل غیر ممکن ہو رہا تھا۔ لوگ اِن خبرون کو سنکر متوحش ہوتے تھے۔ اور بہت ایسے تھے جو خوش ہوتے تھے۔

سررشتہ دار نے صاحب سے دست بستہ التماس کیا کہ اب آپ نورپور تشریف لے چلین۔

سررشتہ دار۔ ایسے شورش اور فساد کے زمانے مین حضور کیون جان بہ کف۔ دیس پردیس پھر رہے ہین۔ کون حضور کا یہان محافظ اور پرسان حال ہوگا۔ ہر وقت کُشت وخون کا اندیشہ ہی۔ ابھی کل کی بات ہی کہ پولیس کے بہت سے سپاہیون نے نوکری چھوڑ کر ہرپال سنگھ کی رفاقت اختیار کی ہی۔ اِس زمانے مین کسی پر اعتبار نہین ہو سکتا۔ کسی کا بھروسہ نہین۔ اب زیادہ کوشش سے حضور کو کیا حاصل۔ لوگون کے جی مین جو آوے۔

وہ کرین۔ اس آفت کو جو دبا۔ اور چیچک کی طرح آئی ہی۔ کوئی نہین روک سکتا جسپر جاہیگی آہی جائیگی۔ اگر حضور نہ چلین۔ تو مجھے یہی حکم دیجیے کہ علے وانکو نورپور بھیجدون۔ وہ تو سب سے زیادہ مخوف۔ اور لرزان و ترسان ہوے ہین۔ وہ لوگ بڑے خیمے۔ اور دفتر لیکر صدر چلے جائین مختصر سامان حضور کے ساتھ رہجاے اور مین حاضر رہون۔

مسٹر سیرل۔ سررشتۂ دار صاحب۔ آپ کی راے ٹھیک ہی۔ آپ چلے جائیے۔ ضرور چلے جائیے۔

سررشتہ دار۔ (آبدیدہ ہوکر) نہین حضور۔ مین حضور کے قدمون کو چھوڑکر کہان جاسکتا ہون۔ البتہ سیتا کو چاہے حضور بھیجدین۔

مسٹر سیرل نے سیتا سے کہا۔ کہ تم بھی چلی جاؤ" مگر وہ کسی طرح مفارقت پہ راضی نہ ہوئی۔ بلکہ اس بات سے رنجیدہ ہوئی۔ صاحب بھی بدرجۂ مجبوری خاموش ہورہے۔ اور سمجھ گئے۔ کہ وہ ایسے نازک وقت مین جدائی گوارا نہ کرے گی" یہی تو حالت مسٹر مانسٹن کی تھی جب میرے سامنے اُس دن مسٹر مانسٹن نے اُنسے اور گریس سے پہاڑ پہ چلے جانے کو کہا تھا" واقعی تو یہ تھا۔ کہ سیتا مسٹر سیرل کے وہم و گمان کے بالکل برعکس۔ اِس مانے کی تشویش ناک حالت مین عجیب ہمت اور استقلال دکھلارہی تھی مسٹر مانسٹن اور گریس پریشان خاطر ہورہی تھین۔ اور کیا کرتین۔ جو پریشان خاطر نہ ہوتین۔

مگر سیتا کا دل ہاتھون بڑھتا تھا۔ انگریزون کے خلاف۔ اور اپنے شوہر کیواسطے کسی اندیشے کے خیال پہ اُسکو طیش آتا تھا۔ اُسکے سپاہی۔ جو اُسکو کسی دیوتا کا اوتار سمجھتے تھے۔ اور اُسکو بچپن سے جانتے تھے۔ وفادار۔ اور جانباز تھے۔ اور اُسکو بھی یقین تھا۔ کہ وقت پر یہ لوگ جان دیدینگے۔ چھ راٹھور راجپوت زاندر نے اصرار سے سیتا کے ساتھ کر دیے تھے۔ بڑے مضبوط۔ اور نمک حلال سپاہی تھے۔ جو خزانے اِدھر سے اُدھر لیجاتے تھے۔ اور اکثر موقعون پر کارنمایان کر چکے تھے۔ لچھمن سنگھ جو بہت ہی جری اور بہادر آدمی تھا۔ سب کا جمعدار تھا رات دن سیتا کے گرد پھرے پر مستعد رہتے تھے۔ اور ذرا سے اشارے پر دشمن کے مقابلے پر تیار ہونے کو مستعد تھے۔ سیتا بھی بہت بیخوف۔ اور مستقل مزاج تھی۔ اُسنے اسکی ضرورت ہی نہین سمجھی کہ مسٹر سیرل بلا ضرورت نورپور چلے جائین۔ اُسکو اِس تشویش مین لطف آتا تھا۔ وہ بدستور دورے۔ اور تبدیل مقامات کی شائق تھی۔ اُسکے دلیرانہ خیالات۔ اور حرکات دیکھ کر خود مسٹر سیرل حیران ہوجاتے تھے۔ مختلف افواہین سننے مین آتی تھین۔ گمنام خطوط آتے تھے۔ مگر وہ مطلق پروا نہین کرتی تھی۔

اب اُنکا مقام داؤدپور مین تھا۔ گرمیون مین یہ مقام مسٹر سیرل بہت پسند کرتے تھے۔ خیمے آم کے باغ مین نصب تھے۔ پُرانے درخت آسمان سے باتین کرتے تھے۔ اور اِس قدر گھنے تھے۔ کہ دھوپ کا گذر نہین ہوتا تھا۔

پاس ہی گانون تھا۔ وہان سے رسد کا ضروری سامان مہیا تھا۔ اب ساتھ مین آدمی ہی کون زیادہ تھے۔ جو دقت ہوتی۔

اس موضع کے زمیندار بلرام سنگھ راجپوت تھے۔ جو مسٹر سیرل برنڈن کے بڑے رفیق تھے اور شکار مین صاحب کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ بہت ذی حیثیت زمیندار تھے۔ اور اُنھون نے اپنے موضع مین بہت مضبوط گڑھی بنا رکھی تھی جسکے گرد خندق تھی۔ اور ہر چہار طرف برج تھے۔ اور بیچ مین عمارت بنی تھی۔ داؤدپور مین حفاظت کا وقت پر پورا انتظام تھا۔ بلرام سنگھ کے اعزا قرب وجوار کے حالات اور اخبارات سے اُنکو روزانہ اطلاع دیا کرتے تھے۔

کیسے عمدہ باغ تھے۔ کیسے گھنے گھنے درخت۔ سایہ دار۔ اور بلند۔ تنہائی۔ اور خاموشی کا عالم۔ البتہ چڑیان درختون پر ہر وقت خوش الحانی۔ اور نغمہ سرائی کرتی تھین۔ یا الو کی مہیب آواز کسی وقت کانون مین آتی تھی۔ دوپہر کو گرگٹ دھوپ مین آفتاب کے سامنے الوان مختلف اپنی گردن پہ بدلتا تھا۔ کچھ رات گئے ساتھ کے سپاہی کچھ ڈھول بجا کر آلہا گاتے تھے دور سے اونٹون کے گلے کی گھنٹیان بجتی سن پڑتی تھین۔ جو لطف اور اطمینان مسٹر سیرل۔ اور سیتا کو اس زمانۂ انتشار مین آتا تھا۔ ایسا تو پہلے امن کے زمانے مین بھی کبھی نصیب نہین ہوا تھا۔ کام بھی کچھ ایسا زیادہ نہ تھا۔

صبح کو باباصاحب سررشتہ دار۔ کچھ رپورٹین۔ اور کچھ متفرق معاملات پیش کرتے تھے۔ جنپر مناسب احکام۔ اور تجویزات فوراً ہی لکدی جاتی تھین۔ سیتا کو اپنی انگریزی استعداد اور قابلیت بڑھانے کا خوب موقع ملا۔ شاہ گنج مین رہ کر تو اُسنے بہت کچھ پڑھ لیا تھا۔ مسٹر سیرل کو اُسکی قابلیت دیکھکر حیرت ہوتی تھی۔ کہدیا تھا۔ کہ تم باتین انگریزی ہی مین کیا کرو۔ اگر کچھ غلط ہوتی تھین تو بتادیتے تھے۔

مسٹر سیرل۔ اب تو تم بیخوف مس گریس۔ اور مسز بانسٹن سے باتین کرسکتی ہو۔ اور تمھاری لیاقت دیکھ کر اُنکو تعجب ہوگا۔

اس قدر عجلت انگریزی پڑھنے مین سیتا کو اسوجہ سے تھی کہ اُسکو خود اِن لوگون سے انگریزی مین باتین کرنے کا اشتیاق تھا۔

ایک دن شام کو مسٹر سیرل خیمے کے دروازے پہ بیٹھے تھے۔ اور سیتا بھی پاس ہی بیٹھی تھی۔ دن بھر کی سخت گرمی سے گھبرا گئی تھی۔ اور اُسوقت کی ٹھنڈی ہوا لطف دے رہی تھی۔ سیتا کے چہرے پہ مسٹر سیرل نے کچھ حزن وملال کے آثار دیکھے۔ اُس چہرہ کو محزون۔ اور اندوہناک دیکھنے کی اُن کو تاب کہان۔

سیرل۔ پیاری سیتا۔ تم کیا سوچ رہی ہو۔ خیریت تو ہے۔ آج تو کہین سے کوئی خبر بھی نہین آئی۔

سیتا۔ نہین یہ بات نہین ہی۔ مین یہ سوچ رہی تھی۔ مگر ایسا نہ ہو تم خفا ہو جاؤ۔ ایکی مرتبہ جب مین شادی گنج مین تھی۔ تو مجھے بہت رنج رہا کرتا تھا۔ مین جانتی تھی۔ کہ اب یہ لوگ مجھ سے ہمیشہ کے واسطے جدا ہو جائینگے۔ اور مجھ سے کوئی واسطہ نہ رکھینگے۔ تمنے جو کتابین مجھے دی تھین۔ اُن مین سے ایک کتاب مین یہ جملہ میری نظر سے گذرا۔ "جو لوگ تھک گئے ہون اور بوجھ سے لدے ہون وہ میرے پاس آوین۔ مین اُنکو آرام دونگا۔"

مجھے خوب معلوم ہی کہ یہ الفاظ خدا کے الفاظ ہین۔ انکو پڑھ کر مجھے بہت تسکین ہوئی۔ جیسی بھگوت گیتا کے پڑھنے سے کبھی نہین ہوئی تھی۔ مین کتاب لیکر باغ چلی جایا کرتی تھی۔ اور وہان یہ جملہ پڑھا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ "خدایا مین عاجز۔ اور درماندہ ہون۔ مجھے آرام دے۔" مین نہین جانتی تھی کہ مین کس سے دعا کرتی تھی۔ مگر تم آئے۔ اور مجھے آرام ہو گیا۔ اُسنے میری دعا قبول کر لی۔ مین کیا کہون۔ اُس زمانے مین مجھے کیسا رنج رہتا تھا۔ مگر کس سے کہتی۔ بھلا تمھارے خدا سے مین نے دعا کی۔ کچھ بُرا تو نہین کیا۔ کیا وہ میری بھی دُعا قبول کرلے گا۔

اس عورت کی یہ باتین سنکر مسٹر سیرل کا دل اوچھل پڑا۔ کیا اسکے دل مین نوریزدانی کا ظہور کچھ شروع ہو گیا۔ مین تو یہی دعا کرتا تھا کہ خدا اُسکو راہ نیک دکھلا دے۔ شاید میری دعا قبول ہو گئی ہو۔

مسٹر سیرل - میری پیاری - وہی خدا تمھارا بھی خدا ہی - اور میرا بھی - جو لوگ اُس سے صدق دل سے دعا کرتے ہین - وہ اُنکی سُن لیتا ہی اور اُنکی حاجت روا کرتا ہی -

سیتا - ہان یہی مضمون تو گیتا مین بھی ہی - مگر تمھاری کتاب بہت آسان ہی ایک بچہ بھی اُسکو سمجھ سکتا ہی - مگر گیتا کو سوائے برہمنون کے اور کوئی مشکل سے سمجھ سکتا ہی - وہی لوگ اُسکے مضامین اور اُسکے اسرار سمجھ سکتے ہین - وہ لوگ بھلا ہم شودر لوگونکو اُسکے مطالب کیون بتا دینگے - اور جس خدا کے وہ الفاظ ہین - جو تمھاری کتاب مین لکھے تھے - اُسنے تو سب کو بلایا ہی کہ "میرے پاس بچون کیطرح چلے آو کچھ خوف نہ کرو" گیتا کا یہ مضمون نہین ہی - جسکا جی چاہے - وہی چلا جاے - جی چاہے مین ہی جا کر اُسکے قدمون پر گر پڑون جیسے کوئی اپنے باپ کے قدمو پر گر پڑے -

مسٹر سیرل - بیشک - جسکا جی چاہے - کوئی شخص جسکو کوئی مصیبت پیش آوے - اُسکے سامنے خالص نیت سے - اور سچے دل سے اپنی حاجت پیش کرے - اُسکی حاجت روا ہوگی - اُسکی مدد چاہے مدد پاوے - جو خدا کے قائل ہین - اور اُسکے فرمانبردار بندے ہین - اُنکو کسی کا خوف نہین - وہ اُسپر عاشق - اور اُسکے فرمانبردار رہین -

سیتا - یہ باتین تمنے کب سوچی تھین -

سیتا - یہ تو مین ٹھیک نہین کہہ سکتی - اکثر جب مین نے تمھین دوزانو ہو کر دعا کرتے دیکھا - تو مجھے اشتیاق ہوا - کہ مین سنون کہ تم کیا کہتے ہو - اور کس سے دعا کرتے ہو - مین نے تو یہ سن رکھا تھا نہ کہ انگریزون کا کوئی مذہب ہی نہین ہوتا مگر یہ بالکل جھوٹھ تھا - دیکھو تم نورپور مین گرجا جاتے تھے صبح شام عبادت کرتے تھے - اور اتوار کے دن انگریزی مین خوب کتاب پڑھتے تھے - جب مین کچھ انگریزی پڑھ گئی - تو مین تمھاری کتاب پڑھا کرتی تھی - مگر خوب سمجھ نہین سکتی تھی جب مین شاہ گنج گئی - تو دامون بھٹ نے مجھے وہی کتاب ہندی مین دی - بنارس مین کسی پادری نے اُنکو وہ کتاب عنایت کی تھی - وہ اُسکو کیون پڑھتے مگر مین انگریزی کتاب کا ترجمہ اُسمین پڑھا کرتی تھی - کبھی روتی تھی - اور کبھی مجھے غصہ بھی آتا تھا - اُسکی بہت سی باتین تو اب تک میری سمجھ مین نہین آتین تاہم (مسٹر سیرل کی بات کاٹ کر) مین بہت کچھ سمجھ گئی ہون - اور اگر خدا کو منظور رہی تو اور سمجھ جاؤنگی -

ایک سکھ اردلی پہرے پر ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا - دفعتہً پکار اُٹھا -

اردلی - کون جاتا ہی - بولو نہین بندوق فیر کرتا ہون -

جانے والے نے ایک سخت آواز مین کہا - اور اس آواز کو مسٹر سیرل اور سیتا فوراً پہچان گئے -

بلدیو - مین ہون بلدیو - صاحب بہادر - اور بائی جی کہان ہین - مجھے

اُنکے پاس لے چلیئے۔ مجھے اُنسے بہت ضروری خبر کہنا ہی۔

مسٹر سیرل۔ اس آدمی کو یہان لے آؤ۔

بلدیو۔ (سکھ سے) آپ کچھ خوف نہ کیجیے۔ میرے پاس کوئی ہتھیار نہین ہی۔ بانس کا ڈنڈا ہی۔ وہ بھی مین باہر چھوڑے جاتا ہون۔

اس پکار اور جواب سے لوگ چونک پڑے تھے۔ لچھمن سنگھ جمعدار نے کچھ آدمی ساتھ لیکر ہر چہار طرف گشت لگائی۔ دو آدمی بلدیو کو لیکر صاحب کے پاس خیمے مین گئے۔ مسٹر سیرل تپنچہ سنبھالے کھڑے تھے۔ بلدیو اُنکے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ میری عرض سُن لیجیے۔

بلدیو۔ (اردلیون سے) تم سرکار کے پاس مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ اگر مین دھوکا دون۔ تو صاحب مجھے تپنچہ مار دینگے۔ مجھے صاحب سے کچھ باتین کہنا ہین۔ جو اُنکے سوائے اور کوئی نہ سُنے۔

سیتا۔ سیرل کیا مین بھی چلی جاؤن۔

بلدیو۔ نہین مہارانی۔ آپ ٹھہرین۔ آپ کہان جائینگی۔ نہ آپ کبھی ڈری ہین۔ نہ اب ڈرینگی۔ لے سرکار اب بیٹھ جایئے۔ مجھے بیٹھنے دیجیے۔ آپ کا غلام بڑی دور سے آتا ہی۔

سیتا۔ کہان سے آتے ہو۔

بلدیو۔ جی نگر سے آتا ہون۔ یہان سے بیس کوس ہی۔ چلتے چلتے پیر

تھک گئے - راستہ خراب - مگر گرتا پڑتا یہان تک پہونچ ہی گیا - اب آپ میری بات سن لین - مین کل ہربال سنگھ کے یہان تھا - آنکے یہان دو ہزار آدمی اسوقت جمع ہین - اور جمع ہوتے جاتے ہین - سب خوراکین پاتے ہین - اور تھوڑے دن مین تنخواہ بھی پا دینگے - سب منتظر ہین - سب کہتے تھے کہ دس ہزار آدمی اکٹھا کیے جائینگے - سپاہی بھی نوکری چھوڑ کر وہین آوینگے - مگر اس سے کچھ مطلب نہین - بڑی مشکل یہ ہی کہ عزرائیل پانڈے وہین موجود ہی - یہی کہنے مین یہان دوڑا آیا ہون - مین نے اُسکو خود دیکھا ہی - اور مین جانتا ہون - کہ وہ کیا کرنے والا ہی - مین آپ سے اطلاع کرنے آیا ہون -

سیرل - اور وہ کیا کرنے والا ہی - تمکو کیسے معلوم ہوا - تم تو اُسکے سامنے بھی نہ جاتے ہوگے - وہ کہین تمکو دیکھ پاوے تو مار ہی ڈالے -

بلدیو - ہان صاحب - یہ تو سچ ہی - وہ اگر مجھے پاوے - تو ضرور مار ڈالے - مگر مجھے کالی ماتا بچائے ہین - اُنکی کرپا ہی - میرا اکلوتا بھائی - فرصت اُسکے ساتھ ہی - مجھے یقین ہی - کہ موقع پڑے وہ جب چاہے اُسکا ملا گھونٹ دے - عزرائیل پانڈے تو بڑا دشمن فرنگیون کا ہی سلیمن صاحب اُسکی ناک مین رہے - چمار کے ہاتھ یہ برہمن پھانسی پاتا - تو اپنی سزا کو پہونچتا - آپ یہ سمجھ لیجیے - کہ جہان جہان یہ گیا - مین اسکے ساتھ رہا کلکتہ تک

گیا۔ نمبر ۳۴ پلٹن کو اسنے بھڑکایا۔ اور اسکے کنبے سمیت پانڈے کو چمار نے پھانسی پر چڑھایا۔ وہان سپاہیون نے اسکو کچھ روپیہ دیا۔ اور وہ تیزی کے ساتھ سفر کرتا رہا۔ مگر مین بھی اُن مقامات پر پہونچا گیا۔ اور سنتا رہا کہ ایک جوگی آیا تھا۔ جو دھرم کی تباہی کی پکار لگاتا پھرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ گھی اور آٹے مین گائے کی ہڈی پیسکر ملائی جاتی ہی۔ لوگ اسکی بات کان لگا کر سنتے تھے۔ کچھ اکیلا ہی نہ تھا۔ سیکڑون جوگی۔ بیراگی۔ اور مسلمان مولوی بھی کہتے پھرتے ہین۔ کہ مذہب اور دھرم اب بچائے نہین بچتا۔ کسی طرح انگریزون کو قتل کرو۔ تو بچے۔ میرٹھ مین مین نے عزرائیل پانڈے کو پھر ڈھونڈھ پایا کسی نے اُسکو ہاتھی دیا تھا۔ اُسپر سوار پھرتا تھا۔ کچھ آدمیون کی مدد چاہتا تھا۔ پُرانے ساتھیون مین سے فرصت۔ اور دو آدمی اور اسکے ساتھ ہوئے مین نے مجسٹریٹ صاحب سے جاکر اطلاع کی۔ مگر میری کچھ ساعت نہ ہوئی مجکو جج صاحب نے سند لکھ دی تھی۔ وہ میرے پاس نہ تھی۔ لوگ مجھے جانتے ہی نہ تھے۔ کہ مین بلدیو ہون۔ عزرائیل پانڈے بڑے زورون پر تھا۔ اور بہت شور مچاتا تھا۔ انگریزون نے اُسکو شہر بدر کیا۔ مگر مجکو معلوم ہوگیا۔ کہ سب سپاہیون نے اقرار کیا۔ کہ مئی مہینے کی ۱۵ تاریخ انگریزون کو قتل کرینگے۔ پھر جاکر وہان کے صاحب سے کہا۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے میری بات کچھ نہ مانی۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہمارے پاس دو ہزار گورے ہین۔

ہمکو دس ہزار سپاہیون کا خوف نہین - پھر - بتلائے اور مین کیا کرتا - آپ
اور سنیے - عزرائیل پانڈے کے ساتھ مین فتحپور آیا - وہان دہلی سے مولوی صاحب
کے آنے کی بڑی دھوم تھی - بڑی خوشی تھی - مگر نواب صاحب نور پور پر چڑھائی
کرنے پر تیار نہین ہوے - اُنکی کیا مجال تھی - عزرائیل پانڈے نے نواب صاحب
سے کہا کہ مجکو دو سو آدمی دو - کہ مین کمشنر صاحب کو لوٹ لون - اور سیتا کو
بھگا لے جاؤن - اسپر بھی نواب راضی نہین ہوے - وہان سے عزرائیل
پانڈے جی نگر گیا ہی - راجہ ہرپال سنگھ نے اُسکی بڑی خاطر کی - اور پانسو
سپاہیون کا جمعدار کر دیا ہی - پرسون رات کو میرا بھائی مجھ سے آکر کہ گیا کہ
وہ صاحب اور سیتا کے جان کی خیریت نہین ہی - وہ داؤدپور مین ہین انسے
جا کر کہدو - کہ عزرائیل پانڈے دو سو آدمی چُنے ہوے لیکر اُنپر چڑھائی
کریگا - مسٹر برنڈن کو قتل کر ڈالیگا - اور بائی جی کو گرفتار کر لاویگا - اُنسے
بہت جلتا ہی - اور کہتا ہی - کہ وہ تو جادوگرنی ہی - رات دن اُنکی فکر مین
رہتا ہی - تم سویرے اُٹھ کر چلے جاؤ - اور صاحب سے جا کر کہدو کہ نور پور
چلے جائین - وہین جانے مین جان بچتی ہی - اور کسی طرح نہین بچ سکتی"
مین نے اُس سے پھر پوچھا - کہ تو بین اور بندوقین قلعے سے کیون داغی
جاتی ہین - اُسنے جواب دیا کہ "میرٹھ مین انگریز مار ڈالے گیے - اور سپاہی
اور فوج دہلی مین بادشاہ کے پاس جا کر حاضر ہو گئی - راجہ کے یہان ہرکارہ

آیا ہی۔ اور جے نگر کے مہاجن کے یہان بھی خبر آئی ہی۔ اور جو کچھ مین کہتا ہون یہ رتی رتی سچ ہی۔ اسمین ذرا فرق نہین ہی۔

مسٹر سیرل۔ ایسا ہو ہی نہین سکتا۔ میرٹھ مین دو ہزار گورے ہین اور سپاہی اس سے کچھ زیادہ نہین ہین۔ یہ خبر غلط ہی۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ تمنے جو کچھ سُنا وہ جھوٹھ نہین ہی۔

بلدیو۔ نہین ہرگز جھوٹھ نہین ہی۔ رات دن تو اس خبر کا انتظار تھا۔ مگر ادھر ایک ہفتہ سے کوئی خبر نہین آئی تھی۔ جب عزرائیل اور مہاجن نے میرٹھ کی یہ خبر سن لی۔ تب تو عزرائیل نے آپ کے اوپر چڑھائی کی تیاری کی۔ دوپہر کو وہ بیسونا پہونچ جائیگا۔ بیسونا جنگل مین ایک چھوٹا سا موضع ہی۔ وہ سب لگی۔ کوچے ادھر اُدھر کے راستے میری طرح جانتا ہی۔ بیسونا مین کچھ دیر دم لیگا۔ وہان سے اُٹھکر تین پہر رات گئے۔ یہان پہونچ جائیگا۔ اُسنے بھی منصوبہ کیا ہی۔ کہ یہان ایسے وقت پہونچے۔ جب آپ اور بائی جی سو رہے ہون۔ (چونک کر) یہ کیا ہی۔ کچھ گھنٹی کی آواز کان مین آتی ہی۔ مگر ہان سُن نہ لیجیے۔ گھنٹی کی آواز تو نہیں ہی۔ نور پور کی سڑک کی طرف سے آواز آتی ہی۔ انگریزی ڈاک آپ کے پاس آتی ہوگی۔

یہ بات تو سچ تھی پہلے سٹر سیرل۔ یا سیتا نے گھنٹی کی آواز نہین سُنی تھی مگر جب ہرکارہ تیز قدم آگے بڑھ آیا۔ تو اُنکے کانون تک بھی آواز پہونچی

اور ہرکارے ہاتھ مین مشعل بھی لیے تھے - جو لوگ اُس خوفناک زمانے مین مسٹر سیرل کی حالت مین ہندوستان مین رہ چکے ہین - وہ خوب سمجھ سکتے ہین - اور اُسکو پڑھکر یاد کرلین - کہ ایسے قاصدون کے آنے کے وقت اُنکے دلون پر کیسا اضطراب طاری ہوجاتا تھا - اور کیسے کیسے لوگون کے پاس ایسے ہی قاصد قتل - اور قتل عام - اور خبرداری کی خبرلے کر جایا کرتے تھے - ہرکارے خطوط کا لفافہ لاکر صاحب کے سامنے پھینک گئے - اور گھاس پر جاکر بے دم گر پڑے - مسٹر مانسٹن نے خطوط بھیجے تھے - لفافہ مین ایک پرچہ لگا ہوا تھا - اور "نہایت ضروری" ہندی اور انگریزی مین لکھا تھا - مسٹر سیرل نے مہر کھولی خط کا مضمون درج ذیل ہے

نورپور

۱۳ - مئی - ۹ بجے صبح -

مائی ڈیر سیرل -

مجھے چند سطور لکھنے کا موقع ہے - کیونکہ یہ خط بعجلت روانہ کیا گیا ہے اور تم تک جلد پہونچا چاہیے - میرٹھ کی دیسی فوج نے ۱۰ - مئی کو جمعہ کے دن بغاوت کی - اور دہلی چلی گئی - ہمارے بہت سے آدمیونکو اُن لوگون نے قتل کیا - جنکی صحیح تعداد - اور نام ابھی تک معلوم نہین ہوئے - آج مفصلیٹ کا زائد پرچہ جو ہمارے پاس پہونچا - وہ تمکو بھیجتا ہون - یہان کے

سپاہیون نے بھی بظاہر کچھ خبر سنی ہو جس سے برافروختہ ہو رہے ہین۔ مگر یہ نہین معلوم کہ کیا خبر سنی ہو۔ دیکھیے کل تک کیا ہو۔ میں تمکو ہر خبر سے بھیجے دیتا ہون۔ ہر شخص تمھارے واسطے متردد ہی۔ اور میری بیوی اور سالی۔ تو تمھارے اور سیتا کے واسطے بے قرار ہو رہی ہین۔ فوراً چلے آؤ۔ اگر تمھاری رسائی چھاؤنی تک نہ ہو سکے۔ تو کہین قریب ہی ٹھہر جانا اور ہمارے پاس کہلا بھیجنا۔

ہمیشہ تمھارا سچا دوست

فلپ ہانسٹن

مفصلیٹ کے زائد پرچے کا مضمون یہ تھا

آگرہ

دوشنبہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء

دو تار مین خبر آئی کہ میرٹھ مین نمبر ۳ رسالے کے سوارون نے بغاوت کی اپنی لین کے مکانات اور افسرون کے بنگلون مین آگ لگا دی۔ اور لین کے قریب جو انگریز افسر اور سپاہی ملے انکو قتل کر ڈالا۔

میرٹھ مین نمبر ۶ ڈراگون۔ نمبر ۶۰ رفیل اور انگریزی توپخانہ موجود ہی۔ خیال کیا جاتا ہی کہ باغیون کی بغاوت بہت جلد فرو ہو گئی ہو گی۔ مزید حالات دریافت کیے جا رہے ہین۔

گورنمنٹ گزٹ کلکتہ مین نمبر ۳۴ ہندوستانی پلٹن کی سات کمپنیون کی موقوفی کا اعلان شائع ہوا ہی۔

میرٹھ سے خطوط آئے نمبر ۳ رسالے کے ۸۵ سوارون پر مقدمہ قائم ہوا جسکے جرائم سنگین تھے اُنکو دس سال کی قید سخت کی سزا دیگئی۔ بالقی کو پانچ سال کی قید کی سزا دیگئی۔

ہندوستان مین جو غدر ہوا تھا۔ اُسکا پہلا اعلان ان الفاظ مین ہوا تھا۔ اور یون مشتہر ہوا تھا۔

سیرل۔ سیتا۔ پیاری سیتا۔ اب ہمکو نورپور چلنا چاہیئے۔ بلدیو نے جو نگر مین بغاوت کی خبر سنی۔ وہ تو سچ نکلی۔ دیسی سپاہیون نے میرٹھ مین بغاوت کردی۔ جو کچھ اور وہ کہتا ہی۔ وہ بھی سچ ہی۔ مسٹر مانسٹن نے لکھا ہی کہ یہان سے بھی سپاہی بدمزاج ہورہے ہین۔ اور شاید ہم ضلع تک نہ پہونچ سکین۔

بلدیو۔ (ہاتھ جوڑکر) جو حضور وہانتک نہ پہونچ سکین۔ تو مین سرکار کو اور بائی جی کو ایسی جگہہ لے چلون۔ جہان کبھی کوئی پتہ نہ پاوے۔ عزرائیل پانڈے بھی پتہ نہ پاوے۔ بائی جی! بتلائیے۔ مین رفاقت کرتا ہون۔ کہ نہین؟ مین بھولا نہین ہون۔ کہ آپ نے ایک مرتبہ میری جان بچائی ہی۔ (اور سیرل کی طرف اشارہ کرکے) اور انھون نے میری جان مجھے بخشی ہی۔ آپ اور صاحب سلامت رہین۔ مجھے اپنی جان کی کچھ پروا نہین ہی۔ (مسٹر سیرل سے) سرکار اب مجھے گھوڑا دلوا دیجیے۔ میرے پیرون مین چھالے

پڑ گئے ہین۔ مجھسے چلا نہین جاتا۔

فوراً خیمے توڑکر لدوا دیے گئے۔ دس ہی تو بجے تھے۔ سب آدمیونکو ساتھ لیکر سیتا اور مسٹر سیرل قریب والے موضع مین چلے گئے۔ تھوڑے دنون سے یہ انتظام کرلیا تھا۔ کہ جسوقت ضرورت پڑے۔ فوراً سب تیار ہو جائین اور روانہ ہو جائین۔ سیتا کے واسطے مردانی پوشاک بنوالی گئی تھی۔ اور ایک سرخ لانبا۔ بوٹ بھی گھوڑے پر سواری کے واسطے تیار کرالیا گیا تھا سیرل نے امتحان کیا۔ تو اُسکو شہسوار پایا تھا۔ وہ ایک چھوٹے سے گھوڑے پر سوار ہوکر اُسکو خوب کدُاتی۔ پھندا تی تھی۔ مسٹر سیرل کو اطمینان ہوگیا۔ کہ وقت پہ حریف ہماری گرد تک نہ پا وینگے۔ لوگون نے بلرام سنگھ کو جگایا۔ وہ بدحواس سررشتہ دار صاحب کو ساتھ لیے حاضر ہوے۔

بلرام سنگھ۔ خداوند نعمت۔ خیر تو ہی۔ کیا معاملہ ہی۔ ایسی جلدی تیاری ہوگئی۔ (سب حالات بیان کردیے گئے)۔

سررشتہ دار صاحب۔ حضور۔ مین بھی جاتا ہون۔ سب سامان لیس کرون

مسٹر سیرل۔ سررشتہ دار صاحب۔ ضرور۔ جاکر سامان لیس کر لیجیے۔

سررشتہ دار صاحب تو اپنا رخت سفر باندھنے گئے۔ مسٹر سیرل کھڑے بلرام سنگھ سے باتین کرنے لگے۔ گرد اُسکے برادری کے اور لوگ جمع ہوگئے۔ عجیب منظر تھا مشعلین روشن۔ سپاہیون کے چہرونسے شجاعت ٹپکتی تھی۔

کرچون - اور سنگینون کی چمک - تلوارون کے قبضون کی جگمگاہٹ - لوگ سرتاپا مسلح - ڈھال تلوار لگائے - جان نثاری کے واسطے اشارے کے منتظر تھے -

مسٹر سیرل - بلرام سنگھ مین یہانسے تمکو چھوڑکر نہ جاتا - مگر مین نہین چاہتا کہ تمسے اور تمھاری برادری والون سے ہرپال سنگھ عداوت کرے - اور ہملوگونکو آزار پہونچاوے -

بلرام سنگھ - سرکار میرے واسطے آپ ذرا خوف نہ کرین - جب تک میرے دوسو بھائی بند میرے ساتھ زندہ موجود ہین - مجکو ہرپال سنگھ کا ذرا بھرم نہین ہی - نہ حضور خوف کرین حضور گڈھی مین آکر بیٹھ جائین مین دیکھ لون - کہ ہرپال سنگھ کیا بنا لیتے ہین - یہ اور بات ہی کہ حضور کو یہی پسند ہو - کہ اپنے برادری والون مین رہین - حضور کے ساتھ کون جائیگا -

بلدیو - مین جاتا ہون - کیا مہراج - آپ مجکو بھول گئے -

بلرام سنگھ - اخاہ - اب مجھے یاد پڑے - بھلا مین تمکو بھول سکتا ہون مگر نہ ہو - دو آدمی میرے بھی ساتھ لیتے جاؤ - شائد تم کہین راستہ بھولو بس اُس ——— طرف ہوکر جانا - راستہ صاف اور بخطر ہی (مسٹر سیرل سے) تھوڑی دیر مین چاندنی کھیت کرے گی - اُجیالا ہوجائے گا لے - اب سرکار دیر نہ کیجیے - خدا آپ کو اور بائی جی کو سلامت اور تندرست رکھے -

لوگ روانہ ہوئے۔ اور بلرام سنگھ۔ اور اُنکے ساتھیون نے نعرہ خوشی مارا کمپنی بہادر کی جے! ۔ برنڈن صاحب بہادر کی جے!۔

رات بھر لوگ چلتے رہے۔ جہان کانون۔ یا آبادی دیکھتے تھے۔ کنارے ہو جاتے تھے۔ ایسے راستے ملتے تھے۔ جنکی خبر مسٹر سیرل کو شاید کبھی ہو ہی نہین سکتی تھی۔ صبح کو جب دھوپ تیز ہوئی۔ تو سب ایک مہوے کے درخت کے سائے مین ٹھہر گئے۔

پاس ہی ایک نالہ بھی تھا۔ جب دن ڈھلگیا۔ پھر روانہ ہوگئے۔ مگر اُن لوگون کو بالکل تردد نہین تھا۔ کہ دیکھین صدر پہونچکر کیا پیش آوے۔ آدھی رات کو وہ لوگ بخیریت تمام اپنے مکان پر پہونچ گئے۔ راستے مین صرف پہرے کے سپاہی نے ٹوکا تھا۔ گھر پہونچے۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔

دوسرے دن کچھ دن چڑھے بلرام سنگھ کا آدمی ایک خط لایا۔ جسکا مضمون یہ تھا۔

"بلدیو نے سچ کہا تھا۔ تین پہر رات گئے۔ لوگ آئے تھے۔ اور باغ مین آپ کے خیمے ڈھونڈھتے پھرے۔ کچھ آدمی پھاٹک تک آئے اور کلہاڑی سے پھاٹک توڑے ڈالتے تھے۔ مین موجود تھا۔ ہم لوگون نے بندوقین چلائین۔ دو آدمی جان سے مرگئے۔ اور کچھ زخمی ہوے۔ زخمیون کو وہ لوگ اُٹھائے لیتے گئے۔ پیچھا کیا گیا۔ مگر کوئی نہ ملا۔ جیسے آئے تھے ویسے ہی

لوٹ گئے۔ اطلاعاً آپ کو۔ اور بائی جی کو لکھ بھیجا۔ اِس آدمی کے ہاتھ اپنی خیریت لکھ بھیجیے۔"

واقعی بلدیو نے سچ کہا تھا۔ خدا نے اُن لوگون کی جان بچائی۔

باب سی و پنجم

جہان تم — وہان مین

ساتھ چھوڑینگے نہ سائے کی طرح	ہم بھی جائینگے جدھر جائیے گا

دونون دوست باہم کس ذوق وشوق سے ملے۔

خوشا وقتے وخرم روزگارے	کہ یارے برخوردار وصل یارے

سویرے ہی مسٹر مانسٹن آن موجود ہوے۔ اور پکار کر کہنے لگے۔

مسٹر مانسٹن۔ اب اُٹھیے یہان آیئے۔ کچھ باتین کرنا ہین۔

مسٹر سیرل جلد جلد کپڑے پہنتے جاتے تھے۔ اور سوچتے جاتے تھے کہ سب خیریت ہی۔ مسٹر مانسٹن کی آواز مین کوئی اضطراب نہین ہی۔ ابھی تک تو واقعی سب خیریت تھی۔ ضلع مین بالکل امن تھا اور جہان تک اندازہ ہو سکتا تھا دیسی سپاہی اور اُنکے افسر وفادار۔ اور مطیع تھے۔

مسٹر مانسٹن۔ جس دن میرٹھ کی خبر آئی ہی۔ اور مین نے تمھارے پاس آدمی بھیجا ہی۔ اُس دن تو بہت برہمی تھی۔ مگر ہندوستانی افسر کمانیر صاحب کے پاس گئے۔ اور دریافت کیا کہ سچی خبر کیا ہی۔ جو کچھ معلوم ہوا تھا۔ وہ اُنسے بتلا دیا گیا۔ اُسکے ایک دن بعد۔ برگیڈیر صاحب نے سب کو یکجا مجتمع کیا اور اُنسے یہ ملاطفت پیش آئے۔ فہمائش کی۔ "کہ تم گھبراؤ نہین۔ تمکو کارتوسونکے جھگڑے سے کوئی واسطہ نہین۔ اور جب تم غور کروگے۔ تو تمکو معلوم ہوگا کہ آٹے۔ اور گھی۔ اور مذہب کی خرابی۔ اور تباہی کی جو افواہ اُڑائی گئی ہی وہ بالکل غلط ہی۔ سرتاپا بہتان ہی۔ اور سپاہیون کے واسطے بڑے شرم کی بات ہی کہ بغاوت کرین۔ اور اپنے افسرونکو قتل کرین۔ افسر بھی کیسے جو باپ کے سے مہربان ہون" اور کہنے لگے۔ "کہ تم لوگ کرنل جگسن کو جانتے ہوگے یا اُنکا نام سنا ہوگا۔ دیکھو اُنکا برتاؤ۔ اپنے ساتھ کے سپاہیون کے ساتھ کیسا رہا۔ وہ سپاہیونکو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ اور ہر موقع پر اُنکے شریک ہوتے تھے" اور جو کچھ زبان پر آیا وہ کہتے رہے۔ مگر مسٹر سیرل یہ سب کام بہت بیڈا ہی۔ ڈاک لوٹ لیجاتی ہی اور ہمارے پاس صحیح اخبارات نہین آتے۔ مگر یہ سنا ہی کہ دہلی ہاتھ سے نکلگئی۔ اور ہمارے بہت سے آدمیون کی جان وہان بہت سخت مصیبت مین گئی اور اندیشہ ہی کہ ہر جگہہ غدر ہوگا۔ اور بڑی تباہی ہوگی۔

مسٹر سیرل۔ اور میرٹھ مین گورون کے بنائے کچھ نہ بنی۔

مسٹر مانسٹن۔ کچھ بنائے نہ بنی۔ اگر چاہتے تو فوراً ہی بلوے کو فرو کر دیتے مگر کچھ نہ کر سکے۔ رات کو باغیون کا تعاقب کیا۔ مگر اُنکا کچھ نہ بنا سکے۔ نہ اُنکو کوئی ایسا نقصان پہونچا سکے۔ وہ لوگ صاف نکل گئے۔ مگر سوچو تو اُنکی تعداد۔ اُس تعداد سے سہ گونہ تھی جس سے کلائیو نے پلاسی فتح کیا۔ یا منرو نے بکسر فتح کیا۔ وہ لوگ تو تھوڑی سی جمعیت سے پچاس گونہ زائد تعداد کے مقابل آئے۔ اور فتحیاب ہوئے۔ بڑے افسوس کی بات ہی۔ کہ شروع ہی سے لوگون کے حواس بجا نہین ہین۔ چہرون پہ ہوائیان اُڑتی ہین۔ دماغ ٹھکانے نہین۔ دیکھو تو اُس دن بریگیڈیر صاحب نے۔ ہنری لارنس کی جو پیشین گوئی پڑھ کر سُنائی تھی۔ وہ کیسی پوری ہوئی ہی کچھ بہت دن بھی نہیں گذرے! کہیئے آپ کیا خبر کہتے ہین۔ ہرپال سنگھ کا کیا رنگ ہی۔

مسٹر سیرل۔ ہرپال سنگھ کا رنگ بہت بُرا ہی۔ عزرائیل پانڈے اُسی کے ساتھ ہی۔ کل رات تو اُس سفاک نے مجھے قتل ہی کر ڈالا ہوتا۔ اسمین فرق ہی نہ پڑتا۔ مگر۔ خیریت گذری۔ مین اور سیتا خیمے کے باہر بیٹھا تھا۔ رات کے نو بجے تھے۔ کہ عین وقت پہ اطلاع ملگئی۔ اُس جان نثار بلدیو نے جو نگر سے آکر سب کو خبردار۔ اور ہوشیار کر دیا۔ نہین تو ابھی میرا آنا بھی نہ ہوتا۔ اور سب قتل ہو جاتے۔ مجھے تو بلرام سنگھ پہ پورا اطمینان تھا۔

مسٹر مانسٹن - بس انھین باتون کا تو مجھے اندیشہ رہتا تھا - مگر خیر خدا کا شکر ہی - کہ تم اور سیتا صحیح و سلامت یہان آ گئے -

اسکے بعد بلدیو سے جو کیفیت عزرائیل پانڈے کی حرکات کی سُنی تھی مسٹر سیرل نے - مسٹر فلپ مانسٹن سے بیان کی - شروع سال مین شہر بشہر پانڈے جی کا دورہ - بلدیو کی میرٹھ مین احکام سے خبر رسانی - اور حکام کی عدم التفاتی پانڈے جی کا نواب صاحب - اور ہرپال سنگھ کے یہان خیر مقدم - من عن مشرح بیان کر دیا -

مسٹر سیرل - مجھے یقین ہی کہ ہرپال سنگھ اُس حصہ ضلع پر تاخت و تاراج کریگا - اور بہت نقصان پہونچا دیگا - مگر سر دست تو ہم مجبور ہو رہے ہین اور فرمائیے - نواب صاحب کے کیا حالات ہین -

مسٹر مانسٹن - اخاہ - یہ نہ پوچھیے - اُنکے اخلاق - اور محبت کی وہی سابقہ حالت ہی - اشتیاق نامے آتے ہین - ہمیشہ سے زیادہ مجھے اصرار ہی - کہ وقت نازک ہی - آپ میم صاحبون کو لیکر فتح پور چلے آئے -

رواق منظر چشم من آشیانہ تست قدم نما - و فرود آ - کہ خانہ خانہ تست	

مگر آپ جانتے ہین - کہ قابو پرستی بھی کوئی چیز ہی - یہ سب زبانی جمع خرچ ہی - ہلوگ قلعے مین بخوبی محفوظ ہین آپ کو خبر ہی نہین - کہ یہ قدیم عمارت

کیسی آسائش کی جگہ ہی۔

مسٹر سیرل۔ میم صاحبان کیا وہین ہین۔

مسٹر فلپ پانسٹن۔ نہین۔ پہلے خطرے کی رات کو تو وہ لوگ وہین رہی تھین۔ مگر جب دیکھا کہ سب طرح امن وامان ہی۔ تو وہان قیام بالکل فضول سمجھا گیا۔ سویرے ہی چلی آئین تب سے سب یہین رہتی ہین۔ آپ سے حاضری پر ملکر وہ لوگ بہت ہی خوش ہونگی۔ سیتا سے ملنے کی بھی اُنکو مسرت ہوگی وہ کب چلینگی۔ خیریت سے تو ہی؟۔

مسٹر سیرل۔ بخیریت ہی۔ وہ تو بڑی دلیر ہی۔ یہانتک میرے ساتھ اپنی گھوڑی پر سوار آئی ہی۔ کبھی تو وہ گھبراتی۔ یا مجھے اُسکی طرف سے کچھ تشویش ہوتی ہین اُسکو دیکھتا ہون۔ اور اُسکی جرأت پر آفرین کہتا ہون۔ اور خدا پر بھروسا کرتا ہون۔ وہ میم صاحب سے ملنے ضرور آویگی۔ مگر سو کر کسل تو رفع کرلے۔ ابھی تو وہ بیدار ہی نہین ہوئی۔

سیتا گھوڑے سے اُتر کر سیدھی ٹھاکر دوارے گئی۔ دیکھا کہ برہمن اور اُسکی بیوی نے بنگلے کو صاف ستھرا رکھا ہی۔ آگ روشن ہی۔ پہونچکر سجدے مین گر پڑی سلامتی کا شکریہ ادا کیا۔

آکر سو رہی۔ آنکھ جو کھلی تو سنا کہ مسٹر سیرل اور مانسٹن باتین کر رہے ہین۔ جب مسٹر مانسٹن چلے گئے۔ تو اپنے شوہر کے پاس آئی۔ اُسکے ساتھ باغ

مین ٹہلتی رہی - شاہد زیبا تھی - نسیم سحر کے مزے لوٹتی رہی - پھولون کی خوشبو سے دماغ معطر ہو رہا تھا - کچھ تو تغیر نہین ہوا تھا - دھوپ مین گھاس تو ضرور خشک ہوگئی تھی - مگر پھول بہ افراط تھے - تالاب کے کنارے جاکر قلعے پر نظر ڈالی - جہان فصیل پر - اور دھسون پر لوگ چلتے پھرتے تھے -

مسٹر سیرل - دیکھو - وہ سامنے والا کمرہ مین نے اپنے رہنے کیواسطے پسند کرلیا ہی - جب تم شاہ گنج مین تھین تو مین نے خود اپنی نگاہ کے سامنے اسکی مرمت کرائی تھی - عجیب فضا کی جگہ ہی خوب موقع پایا ہی - ہوا سے تالاب مین لہرین اٹھ رہی تھین -

مسٹر سیرل - لے اب تم جاکر کھانا کھالو - تمکو مسز ہانسٹن اور گریس سے ملنے بھی تو جانا ہی - وہ تمھاری منتظر اور مشتاق ہین -

مسز ہانسٹن نے مسٹر سیرل کے بال بال بچنے کی کیفیت سُنی - خدا کا شکر بجا لائین - اللہ نے بڑا فضل کیا - گریس بھی شکر کرتی تھین - کہ خیریت ہوئی -

مسز ہانسٹن - مین چاہتی ہون کہ مین جاکر سیتا کو لے ہی آؤن مسٹر برنڈن یاد ہی - جب تک تمنے اُسکا ہاتھ میرے ہاتھ مین نہین دے دیا تھا - وہ مجھے گویا پہچانتی ہی نہ تھی - مجھے ضرور جانا چاہیے - آپ مجھے لے چلینگے نہ -

مسٹر سیرل - یہ آپ کا بہت عنایت کا خیال ہی مسز مانسٹن - یہ آپکی بڑی مہربانی اور بلند خیالی ہی - مجھے خوب معلوم ہی - کہ وہ آپ کے ساتھ روز بروز زیادہ محبت کرے گی - جب مین نے اُس سے کہا تھا - کہ مین تمکو آکر لے جاؤنگا - تو اُسکو کچھ پس و پیش نہین ہوا تھا - نہ تامل پایا گیا تھا - اور اگر اُسکا منشا مین نے صحیح دریافت کیا ہو - تو شائد وہ اسی کی منتظر تھی - جو آپنے مناسب خیال کیا ہی -

مسز مانسٹن - (خوش ہوکر) تو مسٹر برنڈن - ہم دونون جاتے ہین - گریس جاؤ - ٹوپی پہن لو - اور میرے ساتھ آؤ - سایہ تو ہی - کہین دھوپ ہی چلو نبگلہ بھی دیکھ لینگے -

دونون بہنین چلین - باغ حسن و خوبی کی دونون دوشگفتہ پھول تھین - سادی ململ کی سفید پوشاک - مگر اس سادگی مین بھی دونون پر نور کا عالم تھا - ماشاء اللہ - کیا حسن تھا - جس حسن پر حسن فدا تھا - اور کس التفات اور توجہ پہ دونون نے قدم اُٹھایا تھا - مسٹر سیرل پہلے ہی سے اپنے کوٹھے پر پہونچ گئے تھے -

مسٹر سیرل - سیتا ! - تمھارے دوست آرہے ہین - تا درخانہ تمکو پیشوائی کو جانا چاہیئے - اتنے مین وہ دونون نا ظورہ ملائک فریب سامنے آگئین - اور ہاتھ پھیلا کر سیتا کی طرف بڑھین -

سیتا کو اِس کرم فرمائی کی امید نہ تھی۔ فرط مسرت سے آبدیدہ ہوگئی مارے خوشی کے مُنھ سے بات نہین نکلتی تھی۔ اپنے یہان کے دستور کے موافق۔ دونون کے قدم چھوئے۔ دونون کے چہرون کی بلائین لین مسز مانسٹن تو مجسم اخلاق تھین۔ اُنھون نے سیتا کے چہرے کا بوسہ لیا۔ گریس بھی بہت محبت سے پیش آئین۔ آپس کا تکلف اور حجاب فوراً دور ہوگیا۔ اِسکے بعد سب کی سب سیتا کا بنگلہ دیکھنے گئین۔ ٹھاکر دوارہ دیکھا۔ جہان آگ سُلگ رہی تھی۔ سیتا کی انگریزی کتابین دیکھین۔ کاپیان دیکھین۔ حیرت تھی۔ کہ ایسی تھوڑی مدت مین سیتا ایسی خوشخط ہوگئی ہی۔ واقعی۔ خوشخطی مین تو اُسنے کمال ہی پہنچایا تھا۔ سرکاری عملے مین ایک برہمن منشی تھا۔ جو انگریزی بہت ہی خوشخط لکھتا تھا۔ وہی سیتا کے واسطے کاپیان لکھدیا کرتا تھا۔ پھر دونون بہنین سیتا کے جانور دیکھنے لگین۔ مینا نے عربی جملے پڑھنا شروع کیے۔ اور بالکل قدرتی کھانسی کھانسنے لگی۔ دونون بہنین بے اختیار ہنس پڑین۔ ہنستے ہنستے لوٹ گئین مسز مانسٹن اور گریس نے سیتا کے ہاتھ پکڑے۔ اور باغ کے راستے اسکو اپنے گھر لیگئین سیتا کو وہ رات یاد پڑی۔ جب وہ بیقراری کی حالت مین اس کوٹھی کے قریب ایک جھاڑی مین چھپی بیٹھی تھی۔ مگر اُس آمد مین۔ اور اِس آمد مین زمین۔ آسمان کا فرق تھا۔ کہان وہ بزدلانہ تجسس۔ کہان موجودہ مہمانی

ڈرائینگ روم کو آراستہ اور پیراستہ دیکھکر سیتا بہت خوش ہوئی۔ کمرے مین قدم رکھ کر کہنے لگی۔

سیتا۔ اب آپ دونون صاحب مجھے اپنا گانا سنائیے۔ مجھے بڑا اشتیاق ہی۔

مسٹر ہاسٹن۔ مین گانا۔ سناؤنگی۔ اب تم انگریزی ہی بولتی ہو۔ تو بولنا شروع کردو۔

سیتا۔ (جھیپ کر) بہت اچھا۔ کوشش کرونگی۔ مگر بہت سہل الفاظ مین۔ (گریس سے) جب وہ چلے جائینگے۔ تو مین اور زیادہ محنت سے انگریزی پڑھونگی۔ تب آپ مجھے انگریزی پڑھایا کیجیے گا۔ پڑھائیے گا نہ۔ مجھے بھی پڑھ لینے کا شوق ہی۔ آپ دونون سیتا کو چاہا کیجیے۔ اُسپر نظر مہربانی رکھیے۔ سوائے آپ کے اب اُسکا کوئی دوست نہین ہی۔

مسٹر سیرل کے بہت سے خطوط رکھے تھے۔ جب سہ پہر کو سیتا کوٹھی واپس آئی۔ تو دیکھا کہ مسٹر سیرل خطوط مین مصروف ہین۔ اُنکو مغموم دیکھکر سیتا نے اُنکے گلے مین باہین ڈال دین۔ اور پوچھنے لگی۔

سیتا۔ تم اُداس کیون ہو۔ بات کیا ہی۔

مسٹر سیرل۔ یہ خط جو رکھا ہی۔ اسکو پڑھ کر مجھے کچھ دیر غصہ رہا۔ تمسے مین چھپانا نہین چاہتا۔ ایک شخص ہی جسکو ان معاملات سے کوئی

سروکار نہین۔ مگر وہ مجھے لکھتا ہی۔ کہ مین تمکو جدا کردون۔ اور خود تنہا رہون" اِس بات پر تم کیا کہتی ہو۔

سیتا۔ تو تمھاری بھی برادری ہوتی ہی۔ اور برادری باہر بھی کر دیے جاتے ہو۔ مین نے تو برادری والون کے کہنے سے تمھین نہین چھوڑا۔ لوگ ہمارا تمھارا حال کیا جانین۔ روز۔ اور گریس۔ تو مجھ سے تمھین کبھی نہ چھوڑاوینگی۔

سیرل۔ کبھی نہین۔ ہرگز نہین۔ اِس لکھنے والے کو۔ اگر اس آفت سے بچ رہا۔ تو مین وقت پر سمجھا دونگا۔ اِس خط سے مجھے کوئی تردد نہین ہوا۔ زیادہ تشویش تو مجھے یہ ہی۔ کہ میری والدہ ماجدہ نے لکھا ہی۔ کہ میرے بھائی کی علالت بڑھتی جاتی ہی۔

سیتا۔ (مضطرب ہوکر) اور اُنھون نے تمھین بلایا ہوگا۔ کہو نہ ضرور بلایا ہوگا۔ سچ بتاؤ۔ تمھارا جانا ضروری ہی۔

سیرل۔ مین نہین جا سکتا۔ اگر میرا جانا ممکن بھی ہوتا۔ تو مین نہ جاتا اس زمانے مین مین اپنی جگہ نہین چھوڑ سکتا۔ مگر تم تردد نہ کرو۔ میری پیاری کوئی ایسی علالت نہین۔ نہ کوئی بات خوف کی ہی۔ انشاء اللہ۔ آیندہ ڈاک مین خیریت لکھ آویگی۔

سیتا۔ اگر وہ لوگ تمھین بلا دین۔ تو مین تمکو ضرور بھیجدون۔ ضرور بھیجدون۔ مین یہان اطمینان سے روز۔ اور گریس کے ساتھ رہونگی۔

شاہ گنج تو جبتک برادری والے مجھے بلا کر۔ میرے عزیزون کے ساتھ رہنے کی مجھے اجازت نہ دین۔ مین کبھی جاؤنگی نہین۔ مین گریس کے ساتھ بہت خوش رہونگی۔ وہ مجھے پڑھاوینگی۔ اور تم لکھنا کہ ——

سیرل۔ لے اب شیخ چلی کے ایسے منصوبے نہ کرو۔ نہ حماقت کی باتین کرو۔ یہ ہوگا۔ یہ نہ ہوگا۔ وقت پر جو کچھ ہونا ہی وہ ہو رہیگا۔ آؤ چلو کشتی پر سوار ہون۔

سیتا۔ (اُٹھ کر) نہین۔ تم جب کوئی خط آیا کرے۔ مجھ سے سچا حال کہدیا کرو۔ مین تمکو وہان بھیجدونگی۔ ضرور بھیجدونگی۔ اگر ضرورت ہو۔ تو مین تمھین وہان ضرور بھیجون۔

سیرل۔ مین جانتا ہون۔ میری پیاری۔ کہ تم مجھے بھیجدوگی۔ مگر ایسی ہی کوئی ضرورت پڑے تو شاید ایک دن کے واسطے مین تم سے جُدا ہون۔ مگر والدہ کا تو یہ حال ہی۔ کہ اگر بھائی صاحب کو کھانسی بھی آجاے۔ یا چھینک بھی آجاے۔ تو وہ سمجھتی ہین۔ کہ نصیب دشمنان طبیعت ناساز ہی۔ ایسے ہی ایک اُنکا مصیبت نامہ آج بھی آیا ہی مجھے انتظار ہی۔ اور امید ہی کہ بھائی صاحب خیریت سے ہونگے۔

جن خواتین صلاحیت شعار سے ہم واقف ہین۔ اُنکو تو سیتا کی واپسی کا جو لطف آیا ہوگا۔ وہ ظاہر ہی۔ اور سیتا سے مسز مانسٹن اور مس گریس کا

اخلاق و محبت دیکھ کر تو وہ بہت ہی خوش ہوئی ہونگی۔ اب بعجلت اُسکی مخالفت مین علانیہ کارروائی نامناسب معلوم ہوئی۔ مسز اسمتھ تو اپنے دست و قلم کے نتائج کی منتظر تھین۔ آیا بھی اپنے حرکات پہ کچھ ایسی شرمندہ ہوئی تھی۔ کہ اب اُسکو مخبری کی جرأت نہین پڑتی تھی۔

سُنار۔ اور سارن کو نورپور تک کے سفر کے مصائب شاہ گنج مین برادری اور پنچایت کے سامنے گواہی دینا۔ مواجہہ کرنا۔ صاحب کمشنر بہادر کی بیوی کے خلاف تہمت لگانا۔ کچھ بہت پسند نہین پڑا تھا۔ بیچارہ پنیر سخت الزام تھا۔ سنار نے۔ آیا سے۔ صاف صاف کہدیا تھا۔ کہ اب اگر تم میری بیوی کے پاس آمد و رفت رکھوگی۔ تو جو کچھ بن پڑیگا۔ مین اپنے ہاتھون تمھاری خدمت کرونگا۔ اور تمکو تھانے بھی لے چلونگا۔

منہارن بھی آیا سے بہت بُری طرح پیش آئی تھی۔ اب تو آیا۔ اور میم صاحب دونون بیچاری گڑبہت سے کام لیتی تھین۔ گھر ہی مین کچھ بٹ لیا کرتی تھین۔ خیر۔ انہم غنیمت ہست۔

اس بات کو تو مین بالکل ہی بیموقع سمجھتا ہون۔ کہ مین مسز اسمتھ کی اُس پرجوش و خروش تحریر کی نقل اس کتاب مین لکھون۔ جو اُنھون نے حاکم بالادست کو مسٹر برنڈن کے متعلق لکھی تھی۔ کن الفاظ مین بیچاری کی نکتہ چینی۔ اور عیب جوئی کی گئی تھی۔ لکھا تھا۔ کہ ایسی نامعقول حرکت

صفحۂ ہستی مین کسی سے سرزد ہی نہین ہوئی۔ سیتا کی واپسی پر ایک دوسرا خط لکھ بیٹھین۔ یہ تو یقین تھا۔ کہ پہلی تحریر کے ملاحظہ کے بعد مسٹر برنڈن کو اعتراض ہوا ہی ہوگا۔ اب لکھتی ہین "کہ آپ کی چشم نمائی۔ اور تنبیہ سب بیکار ہوئی۔ سیتا۔ نور پور مین پھر داخل ہوئی۔ آپ کے لکھنے۔ اور آپ کی ہدایت کی ذرا بھی تو پروا نہ کی گئی۔ بڑے افسوس کی بات ہی۔ کہ ماتحت اپنے افسرون کی تحریرات کی یون تحقیر کرین۔ اور ہیچ سمجھین۔ صاف تو یہ ہی کہ آپ کی حکومت ہی کمزور ہی۔ ورنہ مجال تھی۔ کہ ایک حرف سے اُنکے کان نہ کھلجاتے" خط مین آپ نے اپنے نام کی جگہہ "ہوشیار" کی لفظ لکھدی تھی۔ ایک اخبار مین بھی ایک گمنام مضمون لکھ بھیجا تھا۔ مگر ایڈیٹر نے دور اندیشی کو دخل دیکر۔ اس مضمون کو شائع نہین کیا۔ اب تازہ فتنہ پردازی یہ سوچین کہ ایک خط لیڈی ہلٹن یعنی مسٹر سیرل کی والدہ ماجدہ۔ کو بھی لکھ بھیجا۔

شائد مسز اسمتھ کو بجاے خود یہ خیال تھا۔ کہ اُن خاتون عالی مرتبت نے ایک دور دراز ملک مین۔ اپنے نور نظر کو انھین کی سرپرستی مین دیدیا تھا سواے ان ذات شریف کے۔ اُس غریب الوطن کا اس بیگانہ سرزمین مین کون پرسان حال تھا۔ جب کوئی بیجا بات لڑکے کے اطوار مین نظر پڑے۔ ذمہ داری تو اُنکے سر تھی۔ مگر انکے بناے کچھ بنی نہین حاکم بالادست کے

لکھا۔ کہ آپ ہی کچھ تنبیہ کیجیے۔ مگر وہ بھی لاحاصل۔ لڑکے کی مطلق العنانی بڑھتی جاتی تھی۔ اُسکے حرکات کی اصلاح ہوتی ہی نہ تھی۔ ناچار۔ ایک تحریر لیڈی صاحبہ کو لکھ ڈالی۔ یہان کے محکمۂ ڈاک پر میم صاحبہ کو بالکل اعتبار نہ تھا۔ خط ایک لفافے مین رکھ کر۔ ایک دوست کے پاس کلکتے بھیجدیا۔ کہ وہان کے ڈاک خانے مین چھوڑ دیا جاے۔ مارچ مین یہ خط روانہ کیا گیا تھا اور جون۔ یا جولائی مین اسکے جواب کا انتظار تھا۔ مگر سوچتی تھین کہ تب تک تو سیتا کا کہین پتہ بھی نہ ہوگا۔ اس کارروائی کے بعد مسز اسمتھ نے کسی جدید زیادتی سے پرہیز کیا۔ اور مشاغل تھے جنمین دل بہلاتی تھین۔ غیبت اور تہمت تراشی ہی مین تو دلچسپی تھی۔ یون ہی دن گذرتے تھے۔ جو اور میمین مسز مانسٹن کے پاس دوستانہ آتی تھین۔ اُنسے بھی سیتا سے ملاقات ہوئی اتحاد بڑھا۔ مسز ہل۔ اپنے بچہ کو مسز مانسٹن کو دکھلانے لائین۔ وہ بھی سیتا سے بہ ملاطفت پیش آئین۔ نیک مزاج۔ مسز پراٹ۔ پادری صاحب کی زوجہ شریفہ۔ اپنے شوہر سے کچھ گفتگو کے بعد مسز مانسٹن کے یہان گئین اور فرمائش کی کہ سیتا کو بلوا دیجیے۔ روز نے نہایت خوشی سے اس فرمائش کی تعمیل کی۔

مسز پراٹ۔ شادی سے پیشتر مین اشاعت دین کے کام پر مامور تھی۔ اور مجھے ہندوستانی عورات سے گفتگو کی مہارت ہے۔ مجھسے بات

چیت۔ مین سیتا کو بالکل تکلف نہ ہوگا۔

واقعی۔ اور ہمیون کے مقابلے مین مسز پراٹ کو بہت آسانی تھی۔ وہ ہندی بھی پڑھی تھین۔ اور زبادان تھین۔ وہ جانتی تھین کہ شاید سیتا راہ راست پر آجاوے۔ اور دین حقیقی کو قبول کرے۔ مگر یہ بھی سمجھتی تھین کہ حزم اور احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

زمانے کا رنگ جو کچھ ہو رہا ہو۔ اور جو طوفان اُٹھ رہا۔ مگر نورپور مین لوگ مطمئن۔ اور فرحناک تھے۔ چاہے آیندہ کچھ ہو۔ اور آیندہ طمانیت کی امید بھی کم تھی۔

عزرائیل پانڈے نورپور کی فوج کے تساہل پر سر دھنتے تھے۔ جا بجا۔ تو فوجون نے آفت مچادی۔ انگریزون کو قتل کیا۔ دہلی پہونچکر محل سلطانی پر رایت شاہی۔ اور علم جہان پناہی نصب کردیا۔ یہان کے لوگ کیچڑ کی اینٹ بنے بیٹھے ہین۔

مسٹر برنڈن کو نورپور آئے ہوے پندرہ دن ہو چکے تھے۔ ایک دن شام کو بلدیو کہین چلا گیا۔ اور کئی دن واپس نہین آیا۔ آخر دفعتًا سیتا کے بنگلے پر پہونچا۔ اور کچھ اخبارات متوحش بیان کیے۔

بلدیو۔ عزرائیل پانڈے تو فتحپور پھر آئے ہین۔ بہت سے سپاہی اُنسے جاکر ملے۔ اور بلوہ کرنے کی فکر مین ہین۔ مگر میرا بھائی کہتا تھا کہ سب کی

راے ایک نہین ہی۔ بہت ایسے ہین۔ جو آفت مین پھنسنا نہین چاہتے۔ یہ صلاح ہوئی ہی۔ کہ عزرائیل پانڈے آج رات کو یہان آوین۔ اور سب رجمنٹون کے کھبا لوگون کو بلا کر سمجھا وین۔ پڑھا دین۔ کیا آپ یہ باتین سننے چلیگا۔ جہان صلاح ہو گی۔ اُس جگہ کو مین خوب جانتا ہون۔ ایک بوڑھا کا مندر ہی۔ جو پیدل فوج کی لین سے ملا ہوا ہی۔ یہانسے بہت قریب ہی اُس پاس بڑا جنگل ہی۔ سب جانتے ہین۔ کہ وہان بہت بھوت پریت رہتے ہین۔ (چشمک مار کر) مگر یہ باتین تو مین خوب سمجھتا ہون۔ وہان کے بھوتون کو مین جانتا ہون۔ ایک زمانے مین ہم سب یہان آکر بیٹھا کرتے تھے۔ دیوار مین ایک سوراخ ہی۔ جسکے راستے آپ سب کچھ دیکھ سکتے ہین۔ اور آپ کو کوئی دیکھ نہ سکیگا۔ کچھ خوف نہین ہی۔ کوئی اندیشہ نہین۔ راٹھورون کو ساتھ لیتے چلیے گا۔ وہ لوگ ہمارا کچھ بھی تو نہ بنا سکینگے۔ موقع پر ہم ہی اُن نامردونکو بھگا دینگے۔

بلدیو باتین ہی کرتا رہا۔ اور مسٹر سیرل نے اپنا ارادہ جو کچھ قائم کرنا تھا قائم کر لیا۔

سیرل۔ مین چلونگا۔

سیتا۔ مین بھی چلونگی۔ مین اگر نہ گئی۔ تو مین مارے خوف کے یہان مرجاؤنگی۔ تمھارے ساتھ البتہ مجھے کوئی خوف نہین۔ مین چلونگی اور

تمھارے ساتھ رہونگی۔ مجھے بھی لیتے چلو۔

بلدیو۔ ہان۔ انکو بھی لیتے چلیے۔ وہ کچھ کج دی تو ہین نہین۔ اُن کو ساتھ ہی رکھیے۔ تنہا نہ چھوڑا کیجیے۔ نہ راٹھورون کے پہرے سے الگ کیا کیجیے۔

مسٹر سیرل۔ (انگریزی مین) میری پیاری۔ تم نہ چلو۔ تمھارا چلنا مجھے پسند نہین۔ تم یہین رہو۔ خوف کا ہے کا۔ نہین معلوم وہان کیا پیش آوے۔

سیتا۔ جو کچھ پیش آوے۔ مجھے اُسکا کوئی خوف نہین۔ مین تو ہر حالت مین تمھاری شریک ہون۔ اگر نہ ہوتی۔ تو تمھاری بیوی بننے کے قابل نہ ہوتی۔ مجھے چلنے دیجیے۔ مین مردانی پوشاک پہن لونگی۔ کوئی مجھے پہچانے گا بھی نہین۔

سیرل۔ بلدیو! کس وقت سب اکٹھا ہونگے۔

بلدیو۔ سرکار۔ آدھی رات کو۔ مگر ہم سب پہلے سے چل رہین۔ ہمکو بھی تو اپنا ٹھکانا کرنا ہی۔ واہ۔ واہ۔ سرکار بڑے سردار ہین۔ اور بڑے نڈر ہین۔ ایسے سردار پر تو جان نثار ہی۔ حضور اُن لوگونکو دیکھ نہ سکینگے۔ باتین سُن لیجیگا۔

جو جگہ بلدیو نے بتائی تھی۔ وہ مسٹر سیرل خوب جانتے تھے۔ ایک بوڑھ

مذہب والون کا شیوالہ تھا۔ جو اب سنسان پڑا رہتا تھا۔ کوٹھی سے چار فرلانگ پر ایک باغ کے قریب ایک ویرانے مین یہ مندر بنا تھا۔ اسجگہ کی اکثر مسٹر سیرل نے تصویر لی تھی۔ اور چپے چپے سے واقف تھے دس بجے بلدیو پھر آیا۔ دیکھا کہ مسٹر سیرل۔ اور۔ سیتا۔ تیار بیٹھے ہین مسٹر سیرل نے پنجے کی جوڑی کمر سے لگا لی تھی۔ ریوالور تھے۔ جنکی سب نالین بھری تھین ہاتھ مین ایک مضبوط چھڑی۔ جو تلوار سے زیادہ کارگر تھی۔ سیتا اُنکے پاس مردانی پوشاک پہنے بیٹھی تھی۔ اور ایک چھوٹا سا ریوالور کمر سے لگائے تھی۔ چھ راٹھور۔ اور۔ سکھ اردلی بھی ہمراہی کے واسطے مستعد۔ بلدیو کے ہاتھ مین ایک برچھی۔ یا بھالا۔ اُسکا قدیم سلاح تھا۔ مسٹر سیرل نے لوگونکو کچھ سمجھا دیا۔ بلدیو آگے۔ آگے۔ اور سب پیچھے پیچھے۔ خبرداری سے منزل مقصود کو روانہ ہو گئے۔

جب شیوالے کے پاس پہونچے۔ تو بلدیو کے اشارے پر سب خاموش بیٹھ گئے۔ وہ خود گشت لگا کر واپس آیا۔

بلدیو۔ ابھی تک کوئی نہین آیا۔ مگر چلیے۔ ہم سب ٹھکانے سے بیٹھ رہین۔

شریفے کے جنگل۔ اور جھاڑیون سے گذر کر سب اونچے پر مندر کی دیوار کے قریب پہونچے۔ دیوار مین ایک سوراخ تھا۔ جسکے راستے اندر کا حال

دیکھ سکتے تھے۔ سب خاموش منتظر بیٹھے۔ یہ لوگ ایسی آڑ مین تھے۔ کہ ان کو کوئی نہین دیکھ سکتا تھا۔ تیز ہوا چلتی تھی۔ پتون کی کھڑکھڑاہٹ۔ اور ہوا کی سنسناہٹ ایسی تھی۔ کہ انکی آہستہ آواز بھی کسی کان تک نہین پہونچ سکتی تھی

اتنے مین دیکھا کہ دو آدمی سامنے سے آکر مندر کے زینے پر چپ چاپ بیٹھ گئے رفتہ رفتہ بہت سے آدمی یکجا ہو گئے۔ کسی کے منہ سے بات نہین نکلتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ مردون کی محفل ہی۔ جو آتا تھا۔ وہ ساکت۔ اور خاموش آئے۔ اور بیٹھ گئے۔ چھاؤنی کے گھڑیالون سے بارہ کی گجر بج رہی تھی۔ کہ لوگونکو کچھ جنبش ہوئی۔ تین آدمی دروازے کی طرف سے آئے۔ دو تو زینون پر بیٹھ گئے۔ اور ایک قریب ہی کھڑا رہا۔ رات کی تاریکی۔ اور درختون کی آڑ ایسی تھی۔ کہ اس شخص کا پہچاننا دشوار تھا۔ ایک ایسی آواز مین جسکو مسٹر سیرل۔ اور سیتا خوب پہچانتے تھے۔ کسی نے کہا۔

آواز۔ کہو سب آدمی آگئے نہ۔

جواب۔ سب آگئے۔ اب بیٹھیے۔ اور جو کچھ کہنا ہی۔ کہیے۔

وہ شخص جو کھڑا تھا۔ بیٹھ گیا۔

عزرائیل پانڈے کے نصائح مکرر تحریر کرنا غیر ضروری سمجھتا ہون ناظرین اُنکی پہلی تقریر بھولے نہ ہونگے۔ مذہب کی تباہی کی تائید مین کوئی نئی بات نہین کہی۔

موجودہ زیادتیان انگریزون کے مظالم۔ بہت زور وشور سے بیان کیے اثنائے تقریر مین اشتعال طبع ہوتا جاتا تھا۔ اپنے بھتیجے اور بھائی کے قتل کا واقعہ بیان کیا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ یہ لوگ مذہب پر شہید ہوگئے۔ اُنکا انتقام اور خونبہالینا تو ضرور تھا۔

عزرائیل پانڈے۔ میرٹھ۔ اور دہلی والون نے تو اپنا زور دکھلادیا اور دکھلا دینگے۔ دہلی کے قلعہ پر شاہی پھریرا اُڑ رہا ہی۔ ہزارون آدمی اُسکے سایہ مین ہین۔ انگریز عورتون کی طرح چھپتے پھرتے ہین۔ دو ہزار گورے میرٹھ مین تھے۔ مگر کیا ہمارے بہادر اُنسے ڈر گئے۔ جب وہ سور ماڈھول بجاتے۔ نشان اُڑاتے۔ میرٹھ سے چل کھڑے ہوے تو کسی کی اتنی مجال نہ ہوئی۔ کہ اُنکا پیچھا کرتا۔ بچہ تم بیٹھے کیا کرتے ہو۔ اپاہج بنے بیٹھے ہو آبرو اور دھرم گنوا رہے ہو۔ اُنکو دھرم کی لڑائی مین اکیلا چھوڑ دیا ہی۔ کل جب وہ انگریزون کو نکال باہر کرینگے۔ تو وہ تمھاری بات بھی پوچھینگے مگر تب تم ہاے۔ ہاے۔ کرکے کیا بنالوگے۔ موقع تو اب ہی۔ اُٹھ کھڑے ہو۔ اور وار کرو۔ جب دھرم۔ اور آبرو نہین۔ تو زندگی بیکار ہی۔ جنم اکارت ہی۔ یہی تو ان لوگون نے سمجھ لیا ہی۔ کہ جان دیے دیتے ہین۔ اور انگریزون کو صاف کیے ڈالتے ہین۔ ابھی موقع ہی۔ جاکر اُن کے شریک ہو۔ اور اپنی آبرو رکھ لو۔ بات رکھ لو۔ اُٹھ کھڑے ہو۔ اور کسی گورے

مرد۔ اور عورت کو زندہ نہ چھوڑو۔ وہ چڑیل۔ بیسوا۔ جو تمھارے کمشنر صاحب کے پاس ہی۔ اُسکو لاکر میرے حوالے کرو۔ مین بنارس لیجا کر اُسکا سر مُنڈوا دون اور اُسکو سزا دیدون ایک ہندو اہل بیسوا کے ہاتھ ذلیل ہوا شرمندہ ہوا کیا تم لوگ اس رسوائی کو جائز رکھ سکتے ہو۔ دیس بھر کو اس عورت کے حرکات سے نفرت ہی سنو۔ مین راجہ ہرپال سنگھ کے یہان سے آرہا ہون۔ جسکے پاس اسوقت بیس ہزار چُنا ہوا جوان موجود ہی۔ کیسا نریش مہاراجہ ہی۔

مین نواب لل خان بہادر کے پاس سے آتا ہون۔ جنکے پاس دس ہزار سپاہی ہین۔ توپخانہ ہی۔ بڑے سردار ہین۔ یہان والون کا ستیاناس کرکے چلے آؤ۔ تمھارے واسطے چین ہی۔ سر آنکھون پر بیٹھو۔

مجمع سے ایک نوجوان سپاہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔

سپاہی۔ لے آؤ۔ اب چلین۔ جو کچھ کرنا ہی۔ ابھی کرڈالو۔ دیر کاہے کی عزرائیل۔ بچہ۔ ابھی وقت نہین ہی منگل پانڈے کی طرح سڑی نہ بنو۔ بس سب اشارے کے منتظر رہو۔ تیار رہو۔ اب کچھ دیر نہین ہی۔ دیکھو انگریزون کو شک نہ ہونے پاوے۔ چوکنے نہ ہونے پاوین۔ پہرہ دو۔ قواعد کرو۔ مگر دل مین وہی بات جمی رہے۔ اپنی جمع جمتھا۔ اپنی کمر مین کھو جب اشارہ پاؤ۔ شہر پھونک دو۔ قتل کرڈالو۔ لوٹ لو۔ گورے بھی نہین ہین۔ جنکا کچھ خوف ہو۔ جو انگریز ہین بھی۔ وہ قلعے مین جاکر چھپے رہین

مُنھ نہین دکھلاتے - باہر نہین نکل سکتے - اور اگر نکلین بھی - تو کیا تم اُنکو ڈر جاؤگے - اگر تم ڈرو - تو تم نامرد ہو - چمار ہو - مین عزرائیل پانڈے دیس دیس تمکو بدنام کرونگا - رجمنٹ - رجمنٹ تمھارا قصہ کہتا پھرونگا - اودھ اور بہار کے ہر گانوں مین تمھاری بے آبروئی کرونگا - اور تمھارے بھائی بند تمکو - توپ پر اُڑا دینگے - اب بتاؤ - تمنے میری بات سُنی - کہ نہین -

جواب - ہلوگون نے سب سُن لیا -

عزرائیل پانڈے - اور موقع پر تم تیار رہوگے -

جواب - تیار رہینگے -

عزرائیل - بس یہی چاہیے - اب تمھارے اوپر مجکو بھروسا ہی مجھے سویرے نہین معلوم کہان سے کہان پہونچنا ہی - جو کچھ مین نے کہدیا ہی اُسکو یاد رکھنا - بھولنا نہین - کالی ماتا - کا پوجا کرتے رہنا - دیکھو صبر کے ساتھ انتظار کرنا - جلدی کا کام بُرا ہی - وہ بہادر جو ابھی بول اُٹھا تھا - اُسکو سمجھا دو - کہ منگل پانڈے کی طرح جلدی نہ کر بیٹھے - مگر تم لوگ بہادر ہو تم لوگ اُنکی جان کا بدلہ لے لوگے - اور اُسکے خون کے بدلے انگریزون کا خون کالی ماتا کو بھینٹ چڑھاؤگے -

جواب - ضرور چڑھا دینگے - ضرور چڑھا دینگے - تم ڈرو نہین -

اور جاؤ۔

اتنے مین پانڈے جی کھڑے ہوگئے۔ لوگون نے ہر طرف سے اُنکو گھیر لیا اور اُنکے قدم پکڑتے تھے۔ بعضے بچون کی طرح روتے تھے۔ بعضے سسکیان بھرتے تھے۔

اَب تو مسٹر سیرل کو تاب نہ رہی۔ اُنھون نے بہت کوشش کی کہ عزرائیل پانڈے کو زینے پر پہچان لین۔ مگر تاریکی کی وجہ سے نہین پہچان سکے۔ اندھیرے مین کسی کو پہچاننا دشوار تھا۔ جب باتین ہوچکین۔ اور عزرائیل پانڈے اُٹھ کھڑے ہوے۔ تو مسٹر سیرل نے نشانہ باندھ کر اُسپر ریوالور فیر کیا۔ کھلبلی مچ گئی۔ اور صاحب نے انبوہ پر اور نالین بھی خالی کردین۔ اُنھون نے دیکھا۔ کہ تین آدمی زمین پر گرے۔ سیتا نے بھی تپنچہ چلایا تھا مسٹر سیرل۔ (انگریزی مین) دوڑو۔ لوگو۔ دوڑو۔ ایک بھی نہ بچنے پاوے۔

اتنے مین لچھمن سنگھ۔ اور راٹھور۔ اور اردلی کے لوگ اور بلدیو سب اُٹھ دوڑے۔ بھاگتون کو گھیر لیا۔ ایک انبوہ ہوگیا۔ سب نے تلوارین سوت لین۔ اور وار کرنا شروع کیا۔ اور نعرہ جنگ لگاتے جاتے تھے۔ "ہری بول"۔ "ہاری بول"۔ "جے کمپنی بہادر کی"۔ تند ہوا۔ اور درختون کی کھڑکھڑاہٹ مین آواز دور تک جاتی تھی۔

کوئی مقابلے پر کھڑا نہین ہوا۔ ایک آدمی نے ایک راٹھور پر وار کیا تھا۔ اور ایک ہلکا زخم بھی لگایا تھا۔ مگر اُسکو بلدیو نے۔ برچھی سے گرا دیا۔ باقی اندھیرے مین سب بھاگ گئے۔ کسی کا پتہ نہ چلا۔ نہ کسی نے خبر لی۔ کہ وہ لوگ کہان گئے۔ ایک لمحہ مین میدان صاف ہوگیا۔

بلدیو۔ (ہنسکر) لے سرکار۔ اب دیر نہ کیجیے۔ چلیے کون کہہ سکتا ہو کہ ہماری دوڑ اچھی نہین ہوئی۔ ذرا مین دیکھ لون۔ کہ کون کون لوگ مرگروجی بھی اگر مرگئے ہونگے تو مجکو بڑا رنج ہوگا۔ پھر چار کیا بناویگا۔

مسٹر سیرل بھی مقتولین کو دیکھنے گئے۔ سب صحن مین پڑے تھے۔ تین آدمی زمین پر ملے۔ دو تو مرگئے تھے اور ایک سسک رہا تھا مگر پانی مانگتا جاتا تھا۔ باہر چار اور مقتول پڑے تھے۔ جنکے ہلکے زخم لگے تھے۔ وہ بھاگ گئے تھے۔ عزرائیل پانڈے پھر بچ نکلا تھا۔ بچیا کی بلا دور۔

بلدیو۔ لے آیئے سرکار۔ اب چلے آیئے۔ ایک رات مین اتنا کام بہت ہی۔ صاحب بہادر۔ اب گھر چلیے۔ ایسا نہ ہو۔ وہ لوگ پھر حملہ کرین۔ مردونکو وہین پڑا رہنے دیجیے۔ صبح آکر پہچان لینگے۔ بائی جی کو سنبھالے رہیئے گا۔ نہین حکم ہو تو ہم لوگ اُنکو کاندھے پر اُٹھالے چلین۔

سیرل۔ وہ ہمارے ساتھ دوڑ سکتی ہین۔ ہم دونون۔ اور جتنے انگریز ہین۔ سب تمھارے بہت احسانمند ہین۔ تمھاری رفاقت۔ اور ہمت کے احسان سے

ہم کبھی ادا نہین ہو سکتے۔

بلدیو۔(روکر) نہین حضور۔ مجھے روپیہ نہ چاہیئے۔ مجھے روپیہ نہ چاہیے بس مجھ غلام کے واسطے اتنا بہت ہے کہ آپ اپنے دونون ہاتھ میرے سر پر رکھدیجیے۔(سیرل اور سیتا نے اپنے ہاتھ اُسکے سر پر رکھدیے) اچھا۔ اب چلیئے۔ اور دوڑ چلیے۔

مسٹر سیرل۔(رفتار آہستہ کرکے) میری پیاری۔ تیری ہمت کے صدقے تو۔ ذرا بھی نہین گھبرائی۔ مجھے تیری جرات پر ناز ہے۔ جب مین تیرے دوستون سے تیرا حال کہونگا۔ تو وہ متحیر ہو جائینگے۔ عزرائیل پانڈے کی باتون پر تو کچھ تو نہین ڈری۔

سیتا۔(سیرل سے چار آنکھین کرکے) نہین۔ مین ڈری نہین۔ ڈر کاہے کا تھا۔ مین باغیون کا بس اتنا خوف کرتی ہون۔ کہ ایسا نہ ہو میرے سرکار پر کوئی آنچ آجاے یا میری پیاریونکو کوئی آزار پہونچے۔

سیرل۔ اب تم خوف نہ کرو۔ اب تو سپاہیون کے ارادے سے ہلوگ واقف ہو گئے۔ ہم مقابلے کے واسطے تیار ہین۔ آؤ چلو۔ جج صاحب کے یہان چلین۔ شاید سب جاگتے ہون۔ اور ہمارے منتظر ہون۔

دونون پھر تیز قدم چلے۔ جب گھر پہونچے۔ تو چھاؤنی کے گھنٹے مین ایک بجا

قاسم خانسامان حضور۔ جج صاحب۔ اور میم صاحب حضور کے واسطے

بہت پریشان ہین - ہلوگ اُنسے کیا تبلاتے - کہ سرکار کہان گئے ہین - ابھی ابھی تو جج صاحب بہادر یہان سے گئے ہین -

سیرل - آؤ - اب سیدھے وہین چلے چلین - (ایک منٹ مین جج صاحب کے ڈرائنگ روم پر پہونچکر دروازہ کھٹکھٹایا) فلپ! ہم لوگ بخیریت موجود ہین - دروازہ کھولدیجیے -

جب یہ لوگ پہونچے ہین - تو مسز مانسٹن - اور مس گریس میز کے سامنے بیٹھی تھین - دونون کی روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین -

دونون نے ہم آواز ہوکر کہا - بڑی خیریت ہوئی - خدا کا شکر ہے - تم دونون صحیح وسلامت آئے -

مسز مانسٹن - سیتا کی جان بھی بچ گئی - پیاری سیتا - تم ایسی جگہ نہ جایا کرو - مسٹر برنڈن - دیکھیے تو اسپر مردانہ لباس کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے - بندوقون کی آوازین آئین - سب نوکر دوڑپڑے کہ سپاہیون نے بغاوت کردی - ہل چل مچ گئی - ہم لوگ تمھارے واسطے بہت گھبرائے - تمھارا کہین پتہ نہین - کسی کو معلوم ہی نہ تھا کہ تم گئے کہان -

سیتا - مین تو اپنے شوہر اپنے سرکار کے ساتھ تھی - وہی آپ سے تبلا دینگے کہ ہم لوگ کہان گئے تھے - ہم ہندوستان کی عورتین - آپ لوگون سے زیادہ نازک موقع دیکھنے کی عادی ہین - اگر کہین اُنکی جان پر

بن آئی ہوتی۔ تو مجھے بھی آپ لوگ زندہ نہ دیکھتیں۔

میمون نے فرط محبت سے سیتا کے صدہا بوسے لیے۔

سیرل۔ مسز مانسٹن۔ ایک پیالی چا، پلوایئے۔ تو ذرا زبان کھلے ابھی تو زبان خشک ہو رہی ہے۔ سیتا کی نہ کیئے۔ اُسکو تو پیاس معلوم ہی نہیں ہوتی۔ مجھے یقین ہے کہ آج کی کارگزاری کا اُسکو بڑا لطف آیا۔

سیتا کی تاڑے خوشی کے باچھیں کھلی جاتی تھیں۔ عارض تابان سرخ ہو رہے تھے۔ طبیعت جوش پر تھی۔ ایسا حسن تو اُسپر کبھی دیکھا ہی نہ تھا

سیتا۔ سب حال کہدو۔

مسٹر سیرل نے جو کچھ آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا تھا سب بیان کردیا۔ کچھ رات رہے اپنے گھر آئے۔

باب سی و ششم

تیاری

صبح ہوئی۔ نور پور میں معمول سے زیادہ کھلبلی تھی۔ تمام ضلع میں طرح طرح کی افواہ اُڑی ہوئی تھی۔ سب متفکر اور متوحش تھے۔ پریڈ پر سب سپاہی جمع کیے گئے۔ مگر سب غیر مسلح۔ سب سپاہی اپنے افسروں سے

رات کا واقعہ پوچھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کل رات کو کئی آدمی تلوار سے مجروح۔ لوگ اُٹھا کر شفا خانے لے گئے۔ مگر وہ لوگ اپنا کچھ حال نہیں بتلاتے تھے۔ بہت ایسے تھے کہ جو کچا چٹھا جانتے تھے۔ مگر زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ عزرائیل پانڈے کی نصیحت سننے غیر متعہد۔ فوجی عہدہ دار بھی تو علاوہ سپاہیوں کے گئے تھے۔ جو لوگ وفادار۔ اور اطاعت شعار تھے۔ وہ سمجھ نہیں سکتے تھے۔ کہ کیا واقعہ پیش آیا۔ کہیں یہ سپاہی آپسمیں تو نہیں لڑ مرے۔ تھوڑی دیر میں مجمع منتشر کر دیا گیا۔ مگر سب کو خیال تھا۔ کہ ایک نہ ایک دن سب حال معلوم ہی ہو جائیگا۔

سویرے ہی مسٹر نوبل سے پولیس نے رپورٹ کی۔ کہ ویرانہ مندر کے قریب رات کو کوئی واقعہ ہوا۔ صاحب بہادر کچھ آدمی ساتھ لیکر موقع واردات پر پہونچے۔ وہاں کچھ آدمی پیشتر سے جمع تھے۔ جنمیں کچھ سپاہی بھی تھے۔ جو وردی نہیں پہنے تھے۔ لاشیں جہاں پڑی تھیں۔ وہیں پڑی ملیں۔ اور مقتولین کی شناخت بخوبی ہو سکتی تھی۔ مندر کے اندر تین لاشیں ملیں۔ جنپر گولی کے زخم تھے۔ باہر چار لاشیں ملیں۔ جنپر برچھی۔ اور تلوار کے زخم تھے۔ تین تو سپاہی تھے۔ جنکے نام اُسی جگہ دریافت ہو گئے۔ مقتولین میں ایک بہت شریف خاندان شخص تھا۔ جو رجمنٹ نمبر۔ کی گرینڈیر کمپنی کے متعلق تھا۔ جسکا نام ایشوری تیواری تھا۔ ایک سپاہی کہنے لگا۔

سپاہی - اخاہ - یہ تو ہمیشہ دھمکایا کرتا تھا - اور کہا کرتا تھا کہ انگریزونکی ناس ہوجائیگی - مگر وہ گانجا اتنا پیتا تھا - کہ سبلوگ جانتے تھے کہ سڑی ہی بکتا ہی - خوب ہوا کہ اپنی سزا کو پہونچ گئے -

دو پولیس کے سپاہی بھی مردہ ملے - اُن مین سے ایک تو کمشنر صاحب کے محکمہ کا اہلمد تھا - جو مسلمان تھا - تلاشی لی گئی - تو اُسکے پاس بہت سے فارسی خطوط برآمد ہوے - جنکے عنوان پر "اخبار نوابصاحب" لکھا تھا ایک آدمی ڈھال - تلوار لگائے مردہ پڑا تھا - جسکو کوئی نہین پہچانتا تھا مگر - خیال یہی ہوا - کہ یا تو نواب صاحب کا ملازم ہی - یا اُنکے کسی موضع کا باشندہ ہی - مسٹر نوبل نے موقع پر پنچایت جمع کی - پنچایت نامہ لکھا گیا - "کہ سات آدمی بلوے اور فساد مین جان سے مرگئے - جنکی وجہ وفات معلوم نہین ہوتی" - یہان سے مسٹر نوبل سیدھے پولیس کے سپاہی - اور اہلمد کے مکان پر پہونچے - اور اُنکے یہان خانہ تلاشی لی - اہلمد کے یہان خطوط اور اخبارات کا ایک بستہ برآمد ہوا - جسمین بہت سے خطوط نوابصاحب کے تھے - اور بہت سے مسودے اُن خطوط کے تھے - جو اہلمد نے نوابصاحب کو لکھے تھے - جنسے بہت کچھ بغاوت - اور فتنہ پردازی کا ثبوت ملا - سیتا کے بارے مین جو خط لکھا گیا تھا - اُسکا بھی مسودہ موجود تھا - جو بہت کٹا کٹا تھا - اور ظاہر تھا - کہ اس خط کی تحریر مین منشی صاحب مرحوم نے

بہت کچھ صرف قابلیت فرمایا تھا۔ دم غنیمت تھا۔ مگر موت کسی کو نہین چھوڑتی۔

صبح کو مسٹر مانسٹن کے یہان چاے نوشی ہوئی۔ برگیڈیر صاحب اور مسٹر ہل۔ مندر کا واقعہ دیکھ گئے تھے۔ وہ آکر بھی شریک بزم ہوے۔ ضلع کے تمام حکام۔ اور افسران اعلی اسوقت موجود تھے۔ رات کے سانحہ کا تذکرہ تھا۔

مسٹر نوبل۔ (خوش مزاجی سے) مسٹر سیرل۔ مجھے شکایت ہے کہ آپنے ویسے موقع پر مجھے یاد نہ فرمایا۔ مین تو ایسے واقعات کی نگرانی کا ذمہ دار ہون۔

مسٹر برنڈن۔ آپ کو ناگوار نہ ہو۔ مین مجبور تھا۔ وقت ایسا تنگ تھا۔ کہ مجھے ضروری انتظام کے لیے ایک لمحے کی بھی فرصت نہ ملی۔ اور اگر پولیس سے ذرا بھی اعانت لیجاتی تو سب تدبیر بے کار ہو جاتی۔ تمام انتظام درہم و برہم ہو جاتا۔ اور اس خفیہ بغاوت کا ذرا پتہ نہ چلتا۔ کل کارروائی مین نے محض اپنی تجویز سے کی۔

برگیڈیر۔ مگر آپ نے خوب کارروائی کی۔ مین نے ایسی معقول کارروائی پیشتر کبھی نہین سنی۔ شاہ گنج کے واقعات کے بعد تو مسٹر برنڈن آپ بڑے تجربہ کار۔ اور جنگ آزما ہو گئے ہین۔ مگر سنا وہ بدذات عزرائیل پانڈے

پھر بھاگ بچا۔

مسٹر سیرل۔ ضرور بچگیا۔ میرا بھی یہی خیال ہی۔ اگر کبھی میرا نشانہ خطا کیا ہی۔ تو اُسکے سر کا نشانہ خطا کیا ہی۔ مین جانتا ہون۔ کہ وہ مجھ سے دس قدم کے فاصلے پر تھا۔ اُسکے ساتھ والے اُسکو اُٹھالے گئے مگر اُسکا حال جلد معلوم ہوجاے گا۔ مین نواب صاحب کو لکھتا ہون۔ کہ آپ اسکو عدالت کے سپرد کردیجیے۔ لیکن امید نہین کہ وہ ایسا کرین۔

برگیڈیر۔ مجھے بھی امید نہین ہی۔ مجھے بہت خوشی ہوتی۔ کہ کچھ فوج لیکر فتحپور جاتا۔ اور نواب صاحب سے مواخذہ کرتا۔ مگر سپاہیون پر مجھے بالکل اطمینان نہین ہی۔ مجبوری یہ ہی۔

مسٹر مانسٹن۔ کیا۔ آپ کو معمول سے زیادہ کچھ شکوک پیدا ہوگئے ہین۔

برگیڈیر۔ جج صاحب۔ مجھے شک ہی بھی۔ اور نہین بھی ہی۔ ابتک مجھے سپاہیون پر کوئی اعتراض نہین ہی۔ مگر کل سنا ہی۔ کہ لوگ رات کو مشورت کیا کرتے ہین۔ مگر اُسکا صحیح پتہ مجھے یا کمانیر صاحب کو معلوم نہین ہوا ہی۔ ایک بات کا مسٹر برنڈن۔ مین نے مضبوط ارادہ کرلیا ہی۔ جیسا کہ بار بار مین پہلے کہہ چکا ہون۔ اور وہ یہ ہی۔ کہ مین کسی خطرے مین پڑنا نہین چاہتا۔ آج شام کو سب گورے سپاہی مین قلعے مین بھیجدونگا۔ بالفعل وہان

صرف ایک گارڈ- اور ایک سارجنٹ ہی- اور اُن لوگون کو جب تک بغاوت فرو نہ ہوگی- وہین تعینات رکھونگا- میری یہ راے ہی- کہ اب بھی جو کچھ خزانہ موجود ہی- وہین بھیجدینا چاہیے- بالفعل یہی وہان خزانہ ہی- مگر شاید اسطرف اور زیادہ روپیہ داخل ہوا ہی- اور اسوقت روپیہ وافی موجود ہی- غور تو کیجیے کہ بعض سپاہیون کے پہرے مین اسکو چھوڑ دینا- اُنکی وفاداری کی مشکوک حالت مین اُنکو کیسی طمع دینا ہی-

سیرل- آپ کی راے بہت صحیح ہی- بہتر ہی- بابا صاحب سررشتہ دار اسکا فوراً انتظام کرینگے-

سررشتہ دار- حضور کی راے بہت مناسب ہی- جب کرنیل صاحب گورون کی فوج قلعے کو بھیجین- تو وہ خزانہ بھی ساتھ لیتے جائین- خزانہ گاڑیون مین جائیگا-

برگیڈیر- کوئی مضائقہ نہین ہی- سررشتہ دار صاحب- کپتان پل آکر سب انتظام کر لینگے- اچھا حضرات- اب شب گذشتہ کے واقعات کا تذکرہ ہونا چاہیے- مقتولین- اور مجروحین کے حالات اور جرائم کی تفتیش اور تحقیقات مین نے شروع کردی ہی- مگر چونکہ مندر- چھاونی باہر ہی- بقیہ کارروائی سیول حکام کے ذمے ہی- مسٹر برنڈن آپ کی گواہی کی ضرورت ہوگی- آپ گیارہ بجے مسکوٹ مین تشریف لائیے گا- مین خود وہان موجود ہونگا-

مسٹر سیرل - مین ضرور آونگا -

برگیڈیر - میم صاحبات کے متعلق مین کوئی راے ظاہر کرنا نہین چاہتا اگر ہم سب لوگ ہوشیار - اور خبردار رہتے ہین جیسا کہ واقعی ہم ہین - اور افسر روزگشت اور گردآوری رات کو کرتے رہین - تو میری راے مین اُن لوگون کے واسطے کوئی محل انتشار نہین - شاید اُن لوگون کو اس موسم مین اپنی آسائش کے مکانات چھوڑکر قلعے مین جانا تکلیف سے خالی نہ ہوگا - مگر اس بات کی مین سب کو اطلاع دیتا ہون کہ قلعے مین سب کے واسطے مکانات نامزد ہین - جہان وہ لوگ جسوقت چاہین جاکر قیام کرسکتے ہین - مین یہ نہین کہتا کہ لوگ خواہ مخواہ جاکر وہان قیام ہی کرین - مگر - یہ سبکو معلوم رہنا چاہیئے - کہ ایسا انتظام ہے -

شام کو کپتان ہل - ایک کمپنی گورے کی فوج لے کر خزانے پر پہونچے - جہان سے روپیون کی تھیلیان نکالکر چھکڑون مین لادی گئین - اور قلعے مین پہونچادی گئین - تھوڑا روپیہ خزانے مین مصارف روزمرہ کے واسطے چھوڑدیا گیا - جو دیسی افسر - اور سپاہی خزانے کے پہرے پر تعینات تھے - اُن لوگون نے بہت عذر کیا - کہ خزانے کے اُٹھ جانے مین ہماری بڑی آبروریزی اور بے اعتباری ہوتی ہی - مگر کچھ سماعت نہ ہوئی -

کپتان ہل - مین کیا کرسکتا ہون - کمشنر صاحب کا حکم یہی ہی - اُنکے

حکم کی تعمیل فرض ہی۔

غروب آفتاب کے وقت افغانی قلعے کی بلندی پر سے رسالے نے خوشی کا بگل بجایا۔

بہت سی میمین بھی انگریزی فوج کے ساتھ قلعے مین چلی گئین تھین۔ جنمین مسز اسمتھ۔ اور مسز جونس بھی تھین۔ اور بہت اپنے مکانون مین بھی رہ گئین تھین۔ اُنکو اب تک خوف نے نہین گھیرا تھا۔ نازک اندام مس لیوسی ہوم کا بھی کچھ رنگ تھا۔ عالم جوانی ہاست مسٹر نہسن! اور مسٹر سیرل برنڈن کا مکان تو قلعے کے زیر دامن تھا۔ اُنکے مکانات کے سامنے قلعے پر توپین لگی تھین۔ قلعے سے جو کھڑکی تالاب کو تھی اُسکا راستہ باغ سے تھا جسوقت چاہتے چلے جاتے۔ اگر کسیوقت شہر مین۔ یا چھاونی مین کوئی فساد اُٹھتا۔ تو۔ اُنکو قلعے تک پہونچنے مین ذرا بھی دشواری نہ ہوتی۔

یہ بات کچھ کم حیرت کی نہ تھی۔ کہ برگیڈیر صاحب نے۔ اور حکام نے قلعے کو کیسا آراستہ کر دیا تھا۔ بہت سی توپین جو جنگ مرہٹہ کے وقت سے فصیل پر پڑی تھین۔ اُنکا امتحان کیا گیا۔ صاف کی گئین۔ اور چڑھا دی گئین۔ قلعے کے برجون۔ اور کنگرون۔ اور دھسون۔ اور قناتی دیوار کی مرمت ہوئی جسمین بندوقون کے واسطے خندانے کھلے تھے۔ سڑک کی مرمت ہوئی اندر کے گڑھے۔ پاٹ دیے گئے۔ صحن صاف کر دیا گیا۔ ہر مکان مین سفیدی کر دیگئی

اور چبوترے پختہ بنا دیے گئے۔ اندر قلعے کے ہزار آدمیوں کی آسائش کی جگہ تھی۔ جو بہمہ طور مکمل اور آراستہ تھی۔

قلعہ ایک بلندی پر تعمیر تھا۔ جو بلندی تالاب کی طرف ڈھالو تھی قلعے کی عمارت بہت ہی مستحکم اور عالیشان تھی۔ ہر چہار طرف دُھس بندی تھی۔ دامن قلعہ مین گہری خندقین چار و نطرف بنی تھین۔ قناتی دیوار بہت استوار اور مستحکم فصیل کے گرد تعمیر تھی جسمین بندوقون کے واسطے جھانکیان کٹی ہوئی تھین۔ اندر جو عمارتین تھین وہ عظیم الشان۔ اور معماری کے صنائع اور بدائع سے بنائی گئی تھین۔

قلعے کی بلندی پر سے کوسون تک نظر جاتی تھی۔ بلندی پر کی آب وہوا چھاؤنی سے زیادہ خوشگوار تھی اور لوگون کو بہت مرغوب تھی۔ ایک خالی مکان مین۔ گرجا۔ اور شفاخانہ بھی قرار دے دیا گیا تھا۔ اور سب مکمل اور تیار تھا۔

سیرل اور سیتا۔ جب چلپتے کشتی سے اُتر کر کھڑکی کے راستے قلعے مین داخل ہو جاتے۔ کھڑکی سے ایک سیدھا راستہ اُس برج کو گیا تھا۔ جو مسٹر سیرل نے اپنے قیام کے واسطے پسند کیا تھا۔ اس برج کے پاس ہی۔ قناتی دیوار مین بہت سی محراب دار کوٹھریان بنی تھین جنمین سے کئی ایک مسٹر سیرل نے کچھ کچھ بنوا دی تھین۔ ایک مین بٹھا کر دوارہ۔ ایک مین باورچیخانہ۔

ایک مین غسلخانہ بنایا گیا۔ دو کوٹھریان اُس برہمن اور اُسکی بیوی کو دیگئین جو ٹھاکر دوارے مین ملازم تھے۔ اور جنھون نے سیتا کی رفاقت چھوڑنا گوارا نہین کیا تھا۔ جنس بہت سی رکھ لی گئی تھی۔ اور مختصر سامان۔ میز۔ کرسی۔ اور پلنگ وغیرہ کا فراہم کرلیا گیا تھا۔ ہشت پہل کمرے مین ایک سفری پلنگ دو تین آرام کرسیان ایک میز۔ اور کئی الماریان لاکر رکھ دی گئی تھین۔ جب یہ مرتب اور درست ہوا۔ اور تصویرین ہر چہار طرف لگا دی گیئن۔ تو بہت خوشنما اور آراستہ ہوگیا۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہی۔ یہ کمرہ ہشت پہل تھا۔ ایک برج کی قطع تھی۔ بیچ مین برآمدہ تھا۔ دو طرف بڑے بڑے طاق تھے۔ جنمین شیشے لگا دیے گئے تھے۔ طرز عمارت قدیم تھا۔ در محراب دار تھے۔ چھتین بھی ہشت پہل بنائی گئی تھین۔ اس عمارت مین معمارون نے اپنی صنعت اور دستکاری دکھلائی تھی۔ کھڑکیون سے عجیب بہار نظر آتی تھی۔ نیچے تالاب۔ جسکے اُس سرے پر میل بھر کی مسافت پر۔ بانڈھ بندھا تھا۔ جا بجا تالاب کے کنارے گھاٹ بنے تھے۔ جنکے زینے پانی تک بنے تھے۔ اور جہان نہانے والون۔ اور پانی بھرنے والون کا دن بھر ہجوم رہتا تھا۔ ایک طرف شہر کی آبادی نظر آتی تھی۔ ایک طرف انگریزون کی کوٹھیان۔ اور بنگلے۔ اور اُنکے گرد کے باغات بہت بھلا دکھلائی دیتے تھے۔ برگیڈیر صاحب کی کوٹھی زیادہ بلندی پر تھی۔ اُسپر

انگریزی نشان لہلہا رہا تھا۔ برج کی چھت پر ایک توپ رکھی ہوئی تھی۔ چھت سے پریڈ۔ اور سپاہیوں کی لینین۔ اور کوسون تک میدان بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ اندر اس کمرے کے مقابل ایک اور بلند برج ایسا حاجب تھا۔ کہ دوسرے اطراف کے مناظر کے سد راہ تھا۔ مسٹر سیرل نے ویسی ہی کوٹھریون مین اپنے واسطے بھی باورچیخانہ اور غسل خانہ بنوایا تھا۔ جو سیتا کے نامزد مکانات سے بالکل علیحدہ تھے۔ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ مکانات بہت تخلیے اور آسائش کے تھے۔ سیتا اور مسٹر سیرل۔ اکثر یہان آیا کرتے تھے۔ اور سوچا کرتے تھے۔ کہ دیکھین۔ یہان بود و باش کی بھی کبھی نوبت آتی ہے کہ نہین۔ شام کو اکثر یہان تالاب کی سیر دیکھتے تھے۔ شفق کی رنگ کا تالاب مین عجیب لطف ہوتا تھا۔

سب لوگ بہت خوش تھے۔ سیتا۔ اور گریس مین تپاک اور اتحاد بڑھتا جاتا تھا۔ روزمرہ گفتگو اب سیتا انگریزی مین بے تکلف کر سکتی تھی۔ روز قابلیت بڑھتی جاتی تھی۔ گریس سے اب انگریزی تعلیم لیتی تھی۔ شام کو گانے سے دل بہلتا تھا۔ کپتان ہابسن کو موسیقی سے بدستور دلچسپی تھی۔ طالین غزلین گایا کرتے تھے۔ مسٹر سیرل بھی کبھی کبھی شریک ہوتے تھے۔ بہت سے اور احباب بھی جمع ہوتے تھے۔ کبھی کبھی مسز براٹ بھی تشریف لاتی تھین اور اپنے تقدس کا رنگ دکھا جاتی تھین۔ خدا کے فضل و کرم پر اطمینان اور

وثوق کا سبق سب کو دیجاتی تھین۔ بعض اوقات سیتا سے کچھ مذہبی بحث چھڑ جاتی تھی۔ مگر مسز پراٹ اس بحث مین بہت احتیاط کے ساتھ گفتگو کرتی تھین۔ اُنکو معلوم تھا۔ کہ سیتا کے عقائد و دیدک مذہب کے متعلق بہت پختہ اور راسخ ہین۔ ہندو بت پرستی کی وہ سخت مخالف تھی۔ وامو بھٹ سے مذہبی تعلیم پائی تھی۔ وحدانیت کی وہ قائل تھی۔ اور پُران کے مضامین پر بھی اُسکو عبور تھا۔ مسز پراٹ کو اُسکے عقائد کی لغزش سے مایوسی ہو چلی تھی ایک دن گریس سے کہنے لگین۔

مسز پراٹ۔ میری پیاری۔ اچھا بیج بو دیا گیا ہی۔ جو کبھی پھلے پھولیگا تعجب ہی اگر ایسا نہ ہو۔ پُران کے علوم مین مین اُسکا مقابلہ نہین کر سکتی۔ نورپور مین روزمرہ کے کاروبار مین کوئی فرق نہ تھا۔ جج صاحب اور مسٹر سیرل بدستور اپنی کچہری کرتے تھے۔ مقدمات ہوتے تھے فیصلے ہوتے تھے۔ سپاہی ہر وقت مستعد۔ اور فرمانبردار رہتے تھے۔ مندر والے واقعے کو لوگ بھول چلے تھے۔ ممکن ہی کہ مفسد اب بھی اپنی مفسدہ پردازی۔ اور فتنہ انگیزی کے شغل مین مصروف ہون۔ مگر وہ لوگ اب بہت خبردار رہتے تھے۔ کبھی کبھی دہلی سے کوئی نامہ یا پیام آجاتا تھا۔ جس سے وہان کی شورش۔ اور فساد کا حال معلوم ہوتا تھا۔ جو اخبارات موصول ہوتے تھے۔ وہ بہت متوحش ہوتے تھے۔ مئی کے مہینے کے اختتام پر یہ بات قطعی

طور پر یقین کیجا سکتی تھی - کہ بغاوت اور بلوہ ہر جگہہ ہر وقت - کامیابی کے ساتھ ہو جانا ممکن ہی -

مسٹر برنڈن نے نہایت شائستہ الفاظ مین نواب صاحب کو تحریر بھیجی تھی - کہ "ایک سزا یافتہ مجرم عزرائیل پانڈے جسکو موت کی سزا دیگئی ہی - اور جو ہر جگہہ لوگون کو بغاوت پر مشتعل اور آمادہ کرتا پھرتا ہی - اور جسکو مین نے ضلع کے قریب ایک مندر مین مخالف تقریر کرتے خود سنا ہی - آپ اُسکو یہان پہونچوا دیجیے - اور اعدالت کے ہاتھ مین سپرد کر دیجیے - درصورت تاخیر خود آپ کے اطوار پر اعتراض - اور الزام کا احتمال ہی - اگر آپ سماعت نہ کرینگے تو نتیجہ خراب ہوگا"

نواب صاحب نے اس خط کا جواب فوراً انہین لکھا - منشی کی زبانی ایک بہت اخلاص و نیاز آمیز پیغام کہلا بھیجا - اور یہ بھی کہلا بھیجا - کہ سرکار انگریزی کا مین ہر طرح رفیق - اور - فرمان بردار ہون - اُنکی حفاظت اور سرپرستی مین اپنی بہبود سمجھتا ہون - اور اُنکی عنایات پہ ہر طرح مطمئن ہون جواب عنایت نامہ بہت جلد عرض کرونگا" مگر اصل وجہ جواب مین تاخیر کی یہ تھی - کہ اپنے مشیر مولویصاحب کو نواب صاحب نے ہربال سنگھ کے پاس کچھ نام و پیغام لیکر بھیجا تھا - پیغام یہی تھا - کہ ہلو گونکو چاہیے کہ گذشتہ مخاصمت - اور مخالفت کو دل سے دور کرین - اور متفق ہو کر انگریزون کا

مقابلہ کرین" مگر مولویصاحب بہت بے دل واپس آئے - راجہ کو بہت سخت وسست کہتے تھے -

نوابصاحب - جناب مولوی صاحب قبلہ - یہ خط ملاحظہ فرمائیے کمشنر صاحب کا عنایت نامہ ہی - آپ کی راے مین اسکا کیا جواب لکھنا چاہیئے تحریر جواب مین مجھے حضرت کا انتظار تھا -

مولویصاحب - جناب نوابصاحب - زمانہ بہت نازک ہی - اور ہماری مجبوری ظاہر ہی - کچھ آشتی آمیز جواب لکھدینا چاہیئے - ابھی تک نوربور کی فوج ہماری رفاقت اور شرکت پر آمادہ نہین ہی - نہین معلوم انکی عقل و ادراک نے انکو کیون جواب دیدیا ہی - خیر - مین ایک مسودہ لکھے دیتا ہون بالفعل تو اُس انگریز کو یہی جواب لکھ دیجیے -

مولویصاحب نے فارسی مین کچھ مضمون لکھدیا - جسکا ترجمہ درج ذیل ہی

خط

بگرامی خدمت عالی مرتبت والا منزلت - مہربان دوستان - عادل دوران غریب پرور - مسٹر سیرل برنڈن صاحب بہادر کمشنر نوربور زاد اللہ مراتبکم -

بعد تحیہ وافیہ - وادعیہ متکاثرہ - عرض پرداز ہون - بورود گرامی نامہ موعظت ختامہ سرفراز ہوا - اور بہزار زبان شکر گذاری فرمائی ہون - نیازمند کے آبا واجداد مرد کارزار - نبرد آزما جنگجو تھے - جو ہمیشہ سرکار

کمپنی بہادر کی رفاقت - اور اطاعت مین بہ دل و جان مصروف رہ کر کارہاے نمایان کرتے رہے - نازک وقتون - اور اندیشہ ناک لڑائیون مین سرکار کے جان نثار - اور فرمان بردار رہے - نیازمند ہمہ تن صلح جو - اور آشتی کوش ہی - مگر اُن مورثون کی کارگزاریون کے صلے مین زیر سایہ سرکار دولت مدار - شکرگذار رہ کر اُنکے مکسوبات سے متمتع اور مستفیض ہی اب تک اُسکے چہرے پر صدق و اخلاص کا نور رہا ہی - اور انشاءاللہ تعالےٰ یہ نور کبھی زائل نہ ہوگا - معاندین - اور مخالفین کی تہمت تراشی - اور فتنہ پردازی - سے نیازمند ہمیشہ محفوظ اور مصئون رہیگا -

اس اطاعت کیش کو نہایت رنج و ملال ہی کہ اُسکے ذمے عزرائیل پانڈے کی پناہ دہی کا شک کیا جاتا ہی - وہ شخص ڈاکوؤنکا سرغنہ - اور بہت ہی بدکردار تھا - تعجب ہی کہ اس خیراندیش کی وفاداری اور جان سپاری مین ایک لمحہ بھی شک کو دخل دیا جاے - مگر - خیر - جو مرضی خدا کی ہو -

ہرچہ ہست از شامت اعمال ماست ورنہ تشریف تو بر بالاے کس کوتاہ نیست	

جب مندر کا واقعہ عبرت افزا - اور سانحہ جانگزا پیش آیا ہی - تو اس حقیر نے سُنا تھا - کہ ایک جوگی بندوق کی گولی سے قتل ہوا ہی - جسکو اُس کے

محمد یونس

حواریون نے لیجا کر پھونکدیا ہی۔ اسکے بعد سے پھر اُس بداطوار کی کوئی خبر مسموع نہین ہوئی۔ اگر یہ شخص عزرائیل پانڈے تھا۔ تو بندہ درگاہ کو اُسکی وفات پر ازبس مسرت اور فرحت ہی۔ زیادہ کیا عرض کرون۔

الٰہی آفتاب دولت و اقبال دائما بان و درخشان باد۔ فقط۔

مولویصا حب۔ لیجیے جناب یہ مسودہ ہی۔ اسکو صاف کرواکر بھیجدیجیے (مسٹر سیرل کی شان مین کچھ بیہودہ الفاظ بھی کہے)۔

مترجم۔ اُن الفاظ کا ترجمہ جو وقتاً فوقتاً غدر کے زمانے مین لوگونکی زبان سے حکام انگریزی۔ اور علی العموم انگریزون کی شان کے خلاف نکلتے تھے۔ ارادتاً ترک کردیا گیا ہی۔ وہ بالکل ہی خلاف تہذیب الفاظ تھے۔ جنکے فروگذاشت سے کتاب کے مضامین کو کوئی نقصان نہین پہونچتا تھا۔ اور نہ اُنکے ترجمے سے کوئی لطف ناظرین کو ہوسکتا تھا۔

نوابصا حب۔ جناب مولوی صاحب۔ ماشاء اللہ کیا خوب مضمون آفرینی ہی۔ حضرت آپ کے علم و فضل کی کس زبان سے تعریف ہوسکے سبحان اللہ۔

منشی صاحب نے مسودے کو ایک چمکدار کاغذ پر صاف کیا۔ اور ایک سوار کے ہاتھ خط روانہ کیا گیا۔

مسٹر سیرل نے اور جج صاحب نے ملکر خط پڑھا۔ مسٹر مانسٹن بڑے

فارسی دان تھے۔

مانسٹن۔ تعجب ہی کہ عزرائیل پانڈے مرگیا۔ تم تو کہتے تھے کہ نشانہ خطا کرگیا تھا۔

سیرل۔ وہ ایسا ہی مردہ ہی۔ جیسے ہم یا آپ۔ اگر مرگیا ہوتا۔ تو بلدیو کو پتہ مل جاتا۔ ممکن ہی کہ زخمی ہوگیا ہو۔ مگر تھوڑے دن ہوے کہ میرا جاسوس سراغ رسانی کے واسطے گیا ہی۔ جب تک وہ واپس نہ آوے کچھ صحیح حال معلوم نہین ہوسکتا۔ مسٹر فلپ۔ مین جانتا ہون کہ اُسکے زخم ضرور لگا۔ اور اگر زخم لگا ہی۔ تو زخم کاری ہوگا۔

باب سی و ہفتم

زخمی۔ مگر۔ بقید حیات

نواب صاحب کی ریاست کا ایک موضع تھا۔ جسکا نام رینا تھا اس موضع مین عزرائیل پانڈے مجروح۔ قریب مرگ پڑے تھے۔ چہرے پر زخم کاری لگا تھا۔ ایک چارپائی پر اُنکا تن لاغر دراز تھا۔ اور ایک گاڑھے کی میلی چادر جسپر خشک خون کے سیاہ دھبے پڑے تھے۔ اُڑھائی ہوئی تھی۔ جسم زار کی چاہتے تو ہڈیان گن لیتے۔ یہ مکان نواب صاحب کے

ایک ملازم کا تھا۔ جو ڈکیتی مین عزرائیل پانڈے کا ساتھی تھا۔ مندر سے جب پانڈے جی آئے۔ تو وہین بھیجدیے گئے تھے مخفی کردیے گئے تھے میسٹر سیرل کا یہ خیال غلط نہین تھا۔ کہ عزرائیل پانڈے مجروح ہوا۔ واقعی اسکے داہنے گال کے نیچے جبڑے مین زخم شدید آگیا تھا۔ ہڈیان پاش پاش ہوگئی تھین۔ اگر لوگ اُسکو اُٹھا نہ لیجاتے۔ تو صبح کو اور مقتولین کے ساتھ یہ بھی مُردہ ملتا۔ مگر۔ نوابصاحب کے کچھ ملازم ہوشیاری سے اُسکو راٹھوردن کے حملے سے بچالے گئے تھے۔ کسی کے پاس ایک کمل تھا۔ جسمین اُس مجروح کو لپیٹ کر جلد فتحپور پہونچا دیا۔ اب فتحپور لاکر اُسکو کیا کرین ؟ کسی کی سمجھ مین نہین آتا تھا۔ تہ خانے سے وہ لوگ واقف نہ تھے۔ ایک آدمی نے چپکے سے جاکر نوابصاحب سے اطلاع کی۔

نوابصاحب۔ نہ مرگیا کمبخت! مین اُسکو اپنے یہان کیسے رکھ سکتا ہون اسکو رتیا لے جاکر اُس مکان مین چھپا رکھو۔

جو شخص نواب صاحب کے پاس اطلاع کو آیا تھا۔ اُسکو نوابصاحب اپنا ملازم سمجھے تھے۔ مگر وہ فرصت تھا۔

عزرائیل پانڈے بڑی مصیبت مین اس موضع کو لایا گیا تعجب تو یہ تھا کہ اس تکلیف سے وہ کیسے جانبر ہوا۔ برہمن تھا۔ کسی اور کے ہاتھ سے پانی پی نہین سکتا تھا۔ راستے مین جو موضع ملتے تھے۔ وہان برہمن تلاش کرکے۔ اُنکے

ہاتھون اُسکو پانی پلوایا جاتا تھا۔ زخم مین بہت آماس ہوگیا۔ جب چہرے سے رومال ہٹایا جاتا تھا۔ تو لوگ اُسکی صورت سے خوف کھا کر بھاگتے تھے۔ موضع تک وہ زندہ پہونچا۔ فرصت جاکر ایک جراح کو بُلا لایا۔ اُسنے کہا کہ یہ مرجائیگا۔ مین اسکے علاج مین ہاتھ نہ ڈالونگا۔ شام کو نوابصاحب کے مرسلہ ایک مسلمان طبیب آئے۔ اُنھون نے گولی کے ریزے زخم سے نکلوائے۔ ہڈیون اور دانتون کی چور سے زخم کو صاف کروایا۔ دوا لگائی۔ بندش کی۔ مگر اُنکو یقین تھا۔ کہ جب ورم کم ہوگا۔ تو مجروح ہلاک ہوگا۔ واپس آکر نوابصاحب سے عرض حال کیا۔ مگر نوابصاحب کو سچ پوچھیئے۔ تو یہ سنکر۔ کہین زیادہ خوشی ہوتی۔ کہ پانڈے جی رخصت ہوگئے۔

مگر نہین عزرائیل پانڈے زندہ تھے۔ جیتے جاگتے تھے۔ اُنکی عمر کیون نہ ذرا زہوتی۔ اُنکی بلا کیون نہ دور ہوتی۔ وہ بہت ہی سخت جان تھا۔ کھانے پینے کی مصیبت کو وہ برداشت کرنے کا عادی تھا۔ البتہ زخم مین درد شدید تھا۔ ایسا درد تھا۔ کہ ایسے مضبوط آدمی سے اُسکی برداشت نہین ہوسکتی تھی۔ پہلے اُسکو غش آگیا تھا۔ بہت خون بہ گیا تھا۔ دن بھر اُسکو صرف یہ معلوم تھا۔ کہ لوگ مجھے کہین سے کہین لیے جارہے ہین فجتہ مین اُسکو ذرا ہوش آیا تھا۔ اور وہان اُسنے اشارے سے کہا تھا

کہ مجھے یہین رہنے دو۔ مگر نواب صاحب کا حکم تاکیدی تھا۔ ڈاک بٹھالدی گئی۔ اور ہاتھون ہاتھ اس موضع تک پہونچا دیا گیا۔ معذور محض۔ مگر کبھی کبھی شاید ہوش آجاتا ہو۔

کچھ دنون بعد جراح نے ایک دوسرے موضع کے جراح کی مشورت سے پٹی کھولی۔ زخم دھویا۔ اور مرہم لگایا۔ جس سے کچھ فائدہ ہوا۔ رات کو اسکو ہذیان کے دورے ہوتے تھے۔ اسکی باتین سنکر سننے والون کے رونگٹے کھڑے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ اسنے سب کپڑے نوچکر پھینک دیئے۔ اپنے ہاتھون اپنا زخم تازہ کرلیا۔ لوگ سمجھے کہ مرجائے گا۔ مگر موت نے اس موذی کو ان تکالیف سے رستگاری نہ دی۔

بلدیو تمام قدیم کمین گاہون مین بیکار اپنے بھائی کی تلاش مین پھرتا رہا۔ کہین پتہ نہ چلا۔ کچھ دنون بعد اُسنے عزرائیل پانڈے کا مقام اس موضع مین ڈھونڈھ ہی نکالا۔ جوینده۔ یابنده۔ بھائی سے ملا۔ اور ڈاکو کی زار حالت سنکر متعجب ہوا۔

فرصت۔ وہ تو بالکل بیہوش پڑا رہتا ہی۔ کبھی کبھی آنکھین کھولدیتا ہی۔ ایک برہمنی آتی ہی۔ جو اُسکو بچون کی طرح کھانا کھلا جاتی ہی۔ کبھی باتین کرتا ہی۔ مگر رات کو جو باتین کرتا ہی۔ اُنکو سنکر ڈر معلوم ہوتا ہی۔ جب اُن بھوتون کو پکارتا ہی جو اُسکے پاس آتے ہین۔ تو وہ غُل مچاتا ہی۔ چلّاتا ہی

کانپنے لگتا ہی۔ رو کے نہین رُکتا۔ آج رات کو تم بھی آکر دیکھ لینا۔ میرے پاس بیٹھے رہنا۔

بلدیو۔ اور وہ مجھے پہچان نہ لے۔

فرصت پہچان بھی لیگا۔ تو کیا کریگا۔ وہ تو سڑی ہو رہا ہی۔ کسی کو پہچانتا بھی ہی۔ مجکو البتہ پہچانتا ہی۔ بس ہر وقت گانجا مانگا کرتا ہی۔ اور کسی حکمت سے گانجا پی بھی لیتا ہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ مردے کے ہاتھ مین حقہ ہی۔ مین اکیلا ڈرا کرتا ہون۔

بلدیو۔ مین بھیا اُسکو نہین ڈرتا۔ ہمنے تمنے کتنے مُردے دیکھ ڈالے ہین۔ یہ تو پھر زندہ ہی۔ اور کوئی ساتھی بھی یہان نہین ہین۔ مین ضرور آونگا۔

فرصت۔ یہ گھر بسنت کا ہی۔ وہ آج فچھور گیا ہی۔ اُسکی جورو اُسیدم ایک دوسرے گانُون چلی گئی۔ وہ برہمنی آجاے تو آجاے نہین۔ مین تو اکیلا ہئی ہون۔ آنا ضرور۔ بھولنا نہین۔

بلدیو نے اپنے بھائی سے اپنا وعدہ پورا کیا۔ رات بھیگے۔ وہ کوٹھری مین آکر اندھیرے مین بیٹھ رہا۔ چارپائی کے سرہانے دیوار مین ایک طاق بنا تھا۔ جسپر چراغ جل رہا تھا۔ جسمین دو بتیان جل رہی تھین۔ چراغ کے قریب پیتل کی کپّی مین جلانے کا تیل رکھا تھا۔ روشنی مین عزرائیل پانڈے کا

چہرہ بخوبی دکھلائی پڑتا تھا۔ جو بہت خوفناک تھا۔ پٹی جو زخم پر بندھی تھی وہ بہت کثیف تھی۔ جسپر جا بجا خون کے دھبے پڑے تھے۔ جسطرف زخم تھا۔ اُس طرف کا گال خالی ہوگیا تھا۔ سفید بھوین آنکھون کی خبر لیتی تھین آنکھون مین حلقے پڑ گئے تھے۔ بائین طرف گال کی ہڈی اونچی ہوگئی تھی۔ اور ناک زیادہ اُبھر آئی تھی۔ چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا تھا۔ گہرا خاکی رنگ تھا۔ گلے کی ہڈیان صاف نظر آتی تھین۔ سینہ برہنہ تھا۔ سینہ پر کینہ۔ ایک ہاتھ سینے پر رکھے تھا۔ دوسرے ہاتھ سے درد کے وقت زخم سہلاتا تھا۔ اور کراہتا تھا۔

دیر تک دونون منتظر بیٹھے رہے۔ مگر عزرائیل پانڈے کچھ نہین بولا۔ کسی وقت اُسکے مُنھ سے آہ نکل جاتی تھی۔ بظاہر وہ بے خبر سو رہا تھا۔ یا بیہوش ہی پڑا رہا ہو۔ بلدیو اُسکو اس تکلیف مین دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔ جس خوشی کو وہ چھپا نہین سکتا تھا۔ اپنے بھائی سے بلدیو نے کہا۔

بلدیو۔ لاؤ اُسکا گلا گھونٹ نہ دون۔ اِسکا سر کاٹ کر مسٹر برنڈن کے سامنے لے چلون۔

فرصت۔ مین بھی یہی سوچا کرتا ہون۔ مگر میرے پاس تمھاری طرح جج صاحب کی سند نہین ہے۔ اگر کہین پکڑا جاؤن۔ تو پھانسی پاؤن۔ یا کالے پانی بھیجا جاؤن۔ یا جیلپور کے جیلخانے مین جاکر قالین بنون

یہ تو اپنی تقدیر سے جی رہا ہی۔ اور ایک بات اور ہی۔ یہ گرو راپُران پڑھا کرتا ہی۔ شکتی کرتا ہی جسکو سوچکر کلیجہ ہل اُٹھتا ہی۔ یہ کالی ماتا کا پوجاری ہی۔ ہملوگ اُسکو چھو تک نہین سکتے۔ اور کوئی چھوتا تو مرجاتا۔ مگر اِسکو دیکھو۔ زندہ موجود ہی۔

بلدیو۔ (مایوس ہوکر) ساری بات اتنی ہی۔ کہ ماتا جی کی اِسپر دیا ہی اب تو جو خوشی اُنکی ہو۔ مگر دیکھو تو۔ جاگ رہا ہی کیا؟۔

فرصت صحن مین گیا دیکھا کہ ابر گھرا ہوا ہی۔ اور بجلی چمک رہی ہی۔

فرصت۔ ہان اب جاگ اُٹھیگا۔ اب آدھی رات ہونے آئی۔ اور عزرائیل بے چین ہو رہا ہی۔ جو اُٹھ بیٹھے تو تم ڈرنا نہین۔ ہان اگر زور کرے تو میرا ساتھ دینا۔

اتنے مین وہ زشت رو پلنگ پر اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور ڈھکڈھکاتی ہوئی آنکھون سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ مگر کچھ نظر نہین پڑتا تھا۔ لہو لوکو جنبش تھی۔ اور درد سے بیتاب ہو رہا تھا۔ اتنے مین چہرے پر کچھ ملال کے آثار ظاہر ہوے آبدیدہ ہوگیا۔ اور دُبلے ہاتھ پھیلا دیے۔

عزرائیل پانڈے۔ سیتا سیتا سیتا۔ سیتا۔ پیاری میرے پاس آؤ۔ مین تجھ پر جان دیتا ہون۔ تو مجھپر جان دے۔ او کنول کی پھول۔ تیری پازیب کی جھنکار میرے کانون تک آتی ہی۔ ارے تو

کیسی لچکتی بل کھاتی آرہی ہی۔ چلی آؤ۔ اور مجھ سے گلے مل جا۔ چنپے کی کلی۔ تیری مہک سونگھ کر مین جیتا ہون۔ سیتا مین مر رہا ہون۔ مجھے آکر چھولے۔ مین مرجاؤن۔ ارے سیتا۔ سُن تو لے۔ تجھے ایک برہمن پکار رہا ہی۔ آؤ۔ چلی آؤ۔ ارے آؤ۔ تیرے واسطے مین نے اندر کا اکھاڑا بنایا ہی۔ آؤ۔ پری چلی آؤ۔ (چلاکر) ارے نہین سنتی ہی۔ بیسوا۔ بیدرم چلی آؤ۔ سیتا دیکھ تو نہین سنتی ہی۔ مکارہ۔ تجھے مین ٹھیک کرونگا۔ مروڑ ڈالونگا۔ لونڈی بناؤنگا۔ دیکھون۔ تیرے آشنا برنڈن صاحب تجکو عزرائیل پانڈے کے ہاتھ سے کیسے بچا لیتے ہین۔ سیتا۔ اچھا چلی آؤ مین سب بھولا جاتا ہون۔ ہاے۔ تو پھر بھاگی جاتی ہی۔ اچھا۔ ٹھہر تو جا مین تجھے پکڑے لاتا ہون۔

فرصت۔ بھیا۔ لے اب اسکو پکڑ کر بٹھال دو۔ ایک مرتبہ سیتا کے پیچھے دوڑنے کے خیال مین میرا گلا ہی گھونٹے ڈالتا تھا۔ جب اُسکو خواب مین دیکھتا ہی۔ تو۔ بدحواس ہو جاتا ہی۔

بلدیو یہ ہریان سنکر بہت گھبرایا۔ "تو یہ بدذات میری سرکار پر جان دیتا ہی۔ مین تو اسکو مار ہی ڈالونگا۔ اور اُسکی جان بچاؤنگا" کیا کہون" کالی مائی کو ڈرتا ہون۔ نہین تو گلا گھونٹ دیتا" بلدیو اپنے بھائی کی مدد کو دوڑا۔ دونون نے ملکر اُس سفاک کو پکڑ کر بٹھالا۔ چپ بڑا رہا پھر

ہوشیار ہوا۔

عزرائیل پانڈے۔ فرصت!۔

فرصت۔ ہاں مہراج۔ لیجیے اپنا حقہ لیجیے۔ دو چار دم لگائیے نیند آجائیگی۔ گانجا تو آپ کو فائدہ کرتا ہی۔

بلدیو عزرائیل کو سہارا دیے بیٹھا تھا۔ اور وہ موذی گانجے کے دم لگا رہا تھا۔ کچھ دھوان گھونٹ لیتا تھا۔ کچھ ناک کے راستے باہر نکالتا تھا۔ تھوڑی دیر میں حقہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گرا۔ اور وہ بیدم خراٹے لینے لگا۔

فرصت۔ بھیا۔ دیکھنا۔ اب اسکے پاس بھوت آوینگے تم نہ ڈرنا وہ کسی کو چھیڑتے نہیں۔ مگر اس سے خون مانگتے ہیں۔ یہی حال رات دن رہتا ہی۔ میرا ناک میں دم رہتا ہی۔ جو لوگ میری مدد پر رہتے ہیں وہ ڈر کر بھاگ۔ بھاگ جاتے ہیں۔ لو۔ اب سنو۔ اب یہ بھوتوں کو پکارنے چاہتا ہی۔

عزرائیل پانڈے۔ آم۔ آم۔ آم

صفت تیری۔

کالی۔ بھاگوتی۔

دیبی چمنڈا۔

مرگھٹ والی۔

کلّے والی۔

رکھ پر جاتی۔

بھوتون ہنکاتی۔

کالا۔ راتری۔

اندھیرے کی مائی۔

مُنھ پھیلائے۔

ہاتھ ہزارون۔

گھنٹی بجاتی۔

ڈھول پٹواتی۔

رکت کی پیاسی۔

کِٹکِٹاتی کھاتی۔

چرسے پہنے۔

رکتون نہائے۔

چاٹ جاتی۔

چاٹ جاتی۔

جیبھ نکالے۔

واہ ری کالی

واہ ری مائی

واہ ری مائی۔

تھوڑی دیر دم لینے لگا۔ بہت کراہنے لگا۔ مگر منتر آہستہ آہستہ پڑھتا جاتا تھا۔

داس رکت کی پیاسی

مان لے مائی۔

مان جا۔ مائی۔

پوری کر دے

ہماری آس۔

ہماری آس۔

دوڑ کے آجا

دوڑ کے آجا۔

چال چلی آ۔

ناچ چلی آ۔

دیر ہی کاہے

دیر لگائے۔

آؤ چلی آؤ۔
باندھے کنٹھی۔
رکت کی پیاسی۔
چیسر۔ پھاڑ
مار ڈال۔
جے کالی۔
مہرجن ہاری۔
ہررام۔ ہررام
بھونک ترسول۔
رکت بہادے۔
جاہنین لے لے۔
مار کلھاڑی۔
دوڑ ہتیاری۔

مترجم۔ اِس نظم مین نیاز مند نے منشی مراد علی صاحب مراد کے طرز کی تقلید کی ہی۔ منشی صاحب بڑے شاعر تھے ہین۔ جن حضرات نے بمبئی کا الفرڈ تھیٹر دیکھا ہی وہ حضرت مراد سے ضرور واقف ہونگے۔
اسکے بعد الفاظ صاف نہین سن پڑتے تھے۔ ایک طرف بادل کی

گرج - دوسری طرف اس بدکار کی برابر ہمٹ - ہیبت ناک آواز تھی -
گرمی تھی - بجلی چمک رہی تھی - معلوم ہوتا تھا کہ اب گری - اب گری -
دم اُلجھتا تھا -

بلدیو - مجکو تو اس سے نفرت ہی - یہ تو پریت ہی - برہم راکس - یہ
آدمی کب تھا - مین نے پہلے بھی - جب یہ پوجا کرتا تھا - اسکو یہی پڑھتے
سُنا ہی - ہررام - ہررام - ہررام - ڈر معلوم ہوتا ہی - جب سنو - ہررام
ہررام - ہررام - جب کانون مین آواز آتی ہی - تو معلوم ہوتا ہی - جیسے
ہزارون - بھوت - پریت - بڑھے چلے آتے ہین - مین تو بھیا جاتا ہون
کڑک - چمک - گرج - لپک - اِس ہررام - ہررام سے اچھی کہین
اچھی -

فرصت - (ہاتھ جوڑکر) مائی کے ہاچھو - آج نہ جاؤ - کل بنت آجائیگا
پھر کچھ ڈر نہین - سنو - پھر - کچھ بکتا ہی - جو مانگتا ہی - وہ پھر دے دیتا ہون
(گانجے کا حقہ عزرائیل پانڈے کے ہونٹھون سے لگا دیا گیا -

گانجا پینے سے اُس بدکیش کی آواز صاف ہوگئی - پھر کچھ پڑھنے لگا -

فرصت - سنو - کالی مائی سے کچھ کہہ رہا ہی - مائی جی آئی ہین -
اتنے مین بالکل سناٹا ہوگیا - بادل زور سے گرجنے لگا - اور بڑے
بڑے بوند پڑنے لگے - عزرائیل پانڈے پھر پڑھنے لگا -

مترجم - عزرائیل پانڈے نے ایسے مضامین کے اشعار پڑھے جنکا ترجمہ فروگذاشت کیا جاتا ہی - وہ کچھ کالی کی شان مین اور اُسکی خون کی پیاس بجھانے کے مضامین سے متضمن ہین -

عزرائیل پانڈے - مائی - مائی - (ہاتھ پھیلا کر - اور ٹکٹکی باندھکر) تم آئی ہو - تمھاری پالا گی - ہماری بندگی - اپنے دشمنون کو لے جا - اور اُنکا خون پی لے - کوئی نہ بچے - اُس جادوگرنی سیتا کو لے جا کر نرکھ مین ڈال دے - سیتا - سیتا - ملجائی تو تجکو مائی کی بھینٹ چڑھاتا - (آواز نرم کرکے) مجکو چاہو - تو رانی بنا کر رکھون - (سفاک ہاتھ پیر ڈھیلے کرکے پھر لیٹ گیا)

فرصت - بس اب چپ پڑا رہے گا - اور اب گانجا نہ پیئے گا - مگر - دیکھو پھر اُٹھ بیٹھا - اب تمکو گھور رہا ہی - چلے جاؤ -

عزرائیل پانڈے - دغاباز - کمینہ - پاپی - تو مجکو بنانے - اور پھنسنے آیا ہی -

بلدیو دروازے کے باہر چلا گیا - مگر سنتا رہا - کہ اُسکا بھائی عزرائیل پانڈے کو سمجھا رہا تھا -

فرصت - بلدیو - یہان کہان - وہ تو انگریزون کے ساتھ ہی - تم خواب دیکھ رہے ہوگے - مہراج -

عزرائیل - چپ ہو رہا - پھر غافل ہو گیا - طوفان اُٹھا تھا - زور و شور سے پانی برس رہا تھا - بجلی چمکتی تھی - بادل گرجتا تھا - مگر اُسکو ہوش نہین آتا تھا -

باب سی و ہشتم

شکست و فتح نصیبون سے ہی ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

ابھی پانی برس ہی رہا تھا - برسات شروع ہو گئی تھی - کچھ اوجالا ہو چلا تھا جس سے راستہ سوجھ پڑتا تھا - بلدیو نے اپنے بھائی سے رخصت ہو کر نور پور کا راستہ لیا - سوچتا جاتا تھا کہ "ابکی مرتبہ اگر یہ ڈاکو اچھا ہو گیا - تو آفت ہی کر دیگا - ابکی مرتبہ بڑی ہوشیاری سے اسکی خبر رکھنا چاہیئے - اگر برنڈن صاحب - ایسی حالت مین اُسکو گرفتار کرا کے اسکو پھانسی دلوا دین تو بہت اچھا ہو" یہی سوچتا بلدیو قدم بڑھائے جا رہا تھا - نور پور پہونچکر صاحب کے سامنے حاضر ہوا - اپنی گشت کا حال کہہ سنایا - اور یہ بھی کہا کہ کل کی رات کیسی مصیبت سے کٹی -

بلدیو - جب اور بھوت پریت - اُس راکس کے پاس آئے اور اُسنے

ہررام - ہررام - کی رٹ لگائی - اُسکی وہ آواز میرے کانون مین اب تک آتی ہی - بجلی گری پڑتی تھی - گندھک کی بو - اُس کوٹھری مین پھیلی ہوئی تھی - اُسوقت تو اُسکے پاس ضرور بھوت کھڑے تھے - اور وہ ہررام - ہررام بکتے جاتا تھا - (اور آہستہ سے) بڑی بُرائی تو یہ ہی - کہ وہ بائی جی کو بھی پکارتا تھا - مین اُسیوقت اُسکا گلا گھونٹ دیتا - مگر کیا کرون - وہ کالی مائی کا پوجاری ہی - سبلوگ اُسکو ہاتھ تک نہین لگا سکتے - مگر آپ جو چاہین کرین - پھانسی دلوا دیجیے - کل رات کو تھوڑے سوار ساتھ لیکر گانون گھیر لیجیے - اور اُسکی چارپائی اُٹھوا لائیے - بہت آدمی ایسے ملجائینگے - جو اُسکی کھٹیا اُٹھا لا دینگے -

مسٹر برنڈن کی مسرت کا اندازہ اِس خبر کو سنکر کیا ہوسکتا ہی - مگر - اُنھون نے اپنے اسسٹنٹ مسٹر نوبل سے وعدہ کرلیا تھا - کہ آیندہ موقع پر اُنکو شریک کرینگے - اور اُنکو کارگزاری کا موقع دینگے - اُنھون نے مناسب نہین سمجھا - کہ اُنکو اس ڈاکو کی گرفتاری کے کارنمایان کی نیکنامی سے محروم رکھین - ایک ڈاکو کا گرفتار کرلینا ایک معمولی بات تھی - مگر عزیز پانڈے کی گرفتاری بحالات موجودہ ایک مہم ہوگئی تھی - اُسکی بغاوت اور اُسکی فتنہ پردازی کا اثر ممکن تھا - کہ کسی وقت نورپور کی فوج مین سرایت کرجاتا - حالانکہ اسمین شک نہین تھا - کہ گورون کی فوج قلعے مین بیقدر

کافی موجود تھی۔ کہ انگریزون کا کوئی کچھ بگاڑ نہین سکتا تھا۔ تاہم۔ بلوے۔ اور فساد کا ہو جانا نہایت ہی نا مناسب۔ اور قابل اعتراض ہوگا۔ نقصان ہوتا۔ اور جوار مین بدامنی۔ اور۔ بدرعبی پھیل جاتی۔ ضلع بھر مین فساد ہو جانا ممکن تھا۔ مسٹر سیرل کو مسٹر نوبل کی ہوشیاری۔ اور ذہانت پر پورا وثوق تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ کوئی دقیقہ امکانی کوشش کا اُنسے فروگذاشت نہ ہوگا۔

مسٹر نوبل اس خدمت پر مامور ہو کر بہت خوش ہوے۔ کپتان ہالسن بھی تیار ہو گئے۔ کہ اگر برگیڈیر صاحب اجازت دین۔ تو کچھ سپاہی لیکر مین بھی پولیس اور مسٹر نوبل کے ساتھ اس کام پر جاؤن۔ برگیڈیر صاحب خوشی سے سیول حکام کی شرکت اور اعانت پر مستعد ہو گئے۔ سب بہہ وجوہ آمادہ اور مسلح تھے۔ کہ شب رینا ہونچکر اُس موضع کا محاصرہ کر لین۔ رینا نور پور سے بارہ کوس تھا۔ بلدیو کو ایک تیز رفتار یابو دیا گیا۔ اور مسٹر مانسٹن نے حکم دیا کہ۔

مسٹر مانسٹن۔ بلدیو۔ تم اپنے بھائی کی طرف سے کچھ خوف نہ کرو۔ اسنے نہایت وفاداری کے ساتھ مخبری کی ہے۔ اُسکی رفاقت کے صلے مین اُسکو بھی مین معافی کی سند دیتا ہون۔ ابھی مین اپنے اختیارات سے چند روزہ سند لکھے دیتا ہون۔ مگر صدر سے اُسکی منظوری اور تصدیق بہت جلد

منگا دونگا۔ تم اطمینان رکھو۔

بلدیو نے اُس سند کو آنکھون سے اور سینہ سے لگا کر اپنی پگڑی مین باندھ لیا جو حکام اِس خدمت پر مامور تھے۔ اُنکا کھانا مسٹر مانسٹن کے یہان ہوا۔ سب کہتے تھے کہ دیکھین اِس تگ و دو کا کیا نتیجہ ہوتا ہی۔

اتنے مین کچھ چیدہ سوار۔ اور افسر مسٹر مانسٹن کے بنگلے کے قریب سڑک پر دو رویہ قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ جج صاحب نے۔ اور میم صاحبون نے سب کو کامیابی کی دعا دی۔ مسٹر سیرل اپنے کوٹھے پر واپس آکر سیتا سے کہنے لگے۔

سیرل۔ یقین ہی کہ ابکی مرتبہ یہ ڈاکو ضرور گرفتار ہو جاے۔ وہ زخمی اور معذور پڑا ہی۔ بلدیو رہبری پر تعینات ہی۔ امید ہی۔ کہ لوگ کامیاب واپس آوین۔ خدا کرے کامیاب ہون۔ دو مرتبہ میرے ہاتھون سے بچ نکلا ہی۔ اسکی بڑی زندگی ہی۔

سیتا۔ نہین معلوم کیا بات ہی۔ کہ جب اُسکا خیال مجھے آجاتا ہی۔ تو مارے ڈر کے مجھے لرزہ سا آجاتا ہی۔ بڑا موذی ہی۔ اب تو بڑے بڑے لوگ اُسکی حمایت پر ہین۔

سیرل۔ مگر اس موقع پر وہ اُسکو کسی طرح نہین بچا سکتے۔ اور وہ بھاگ کر جا کہان سکتا ہی۔ وہ تو چارپائی پر پڑا ہی۔ پر سون حال معلوم ہی ہو جائیگا

اب تم خوش ہو۔ وہ ایسا موذی تھا۔ کہ موقع پاکر تمکو آزار پہونچانے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر اب وہ خود بے دست و پا پڑا ہوا ہی۔

سیتا کو عزرائیل پانڈے کا شاہ گنج والا حملہ یاد پڑا۔ آبدیدہ ہوکر کہنے لگی۔

سیتا۔ تم ہی نے تو میری جان بچائی تھی۔ خدا کرے تم ہمیشہ مجھے یونہی بچاتے رہو۔ میری خوشی تو یہ تھی۔ کہ تم چلتے۔ اور مین تمھارے ساتھ ہوتی

سیرل۔ اِس کیچڑ پانی مین تمکو تکلیف ہوتی۔ مسٹر نوبل۔ اور کپتا نصاحب ویسا ہی کام کرینگے۔ جیسا مین کرتا۔ وہ لوگ بڑے مستعد اور کارگزار ہین مگر افسوس کہ تیسری شام کو لوگ محروم و ناکام واپس آئے۔ کپڑے سب خراب۔ کیچڑ اور پانی مین شرابور تھے۔

مسٹر نوبل۔ ہم رات بھر چلتے رہے۔ بلدیو یا بو پر سوار بہت خوبی سے رہبری کرتا تھا۔ کہین بھی راستہ نہین بھولا۔ راستے مین جو آبادی ملتی تھی اُسکو چھوڑتا جاتا تھا۔ اور اوسرا در کھیتون مین ہو رہتا تھا۔ اور پھر عجیب واقفکاری سے سڑک پالیتا تھا۔ صبح ہوتے ہم سب رینا پہونچے۔ کپتان ہابسن نے اُس گھر کا محاصرہ کرلیا۔ جسمین عزرائیل پانڈے تھا۔ اور مین دو تین آدمی ساتھ لیکر بلدیو کے ہمراہ اندر گیا۔ دیکھا۔ تو گھر خالی پڑا تھا۔ میلی چادر پڑی تھی۔ جسپر خون کے دھبے تھے۔ اور خون آلود کثیف پٹیان بھی

اِدھر اُدھر پڑی تھین - وہ چارپائی بھی تھی جسپر وہ سوتا تھا - اور اسمین کوئی شک نہین کہ عزرائیل پانڈے وہان رہتا تھا - مگر چلدیا تھا - آدھے دن تک ہم لوگ - جتنے گھر - جتنے کھلیان تھے - اور تمام مقامات جہان پہ خیال ہوسکتا تھا کہ وہ چھپا ہوگا - تلاش کرتے پھرے - مگر کہین کوئی پتہ نہین - پہلے تو گانون کے باشندے خوف زدہ ہوکر کھیتون کو بھاگ گئے تھے - مگر پھر واپس آئے - اور کہا - کہ پرسون کچھ لوگ آئے - جو صورت سے ڈاکو معلوم ہوتے تھے - اور اُس برہمن کو ڈولی مین اُٹھا کرلے گئے - یہ کچھ نہین معلوم ہوا - کہ وہ لوگ کون تھے - کہان سے آئے تھے - کہان گئے گانون والون کو کیا پڑی تھی - کہ اُنکا پیچھا کرتے - بس صرف اتنا معلوم ہوا کہ وہ لوگ پورب کی طرف گئے - کپتان ہابسن - اور مین نے کچھ سوار ساتھ لیکر آس پاس کے مواضعات کی تلاشی لی - جو لوگ راہ مین ملتے تھے اُن مین بہت تو آدمیت سے پیش آتے تھے - اور بہت بڑے اور گستاخ بھی تھے - مگر ڈاکو کی ڈولی کا پتہ کسی سے نہ ملا - کیا معلوم - کہ ڈاکو تھے - یا کون تھے مجھے اِس ناکامی پر نہایت افسوس ہی - مگر مین نے حتے الامکان پوری کوشش کی - دیکھیے - آیندہ پھر تقدیر آزمائی کرونگا - وہ چادر اور پٹیان مین لیتا آیا ہون جنکے تعفن سے دماغ پریشان ہوتا ہی - اور جنکو دیکھ کر غصہ آتا ہی مگر بلدیو - بہ قسم تصدیق کرتا ہی - کہ یہ وہی چادر - اور پٹیان ہین جنس وغیرہ

جو کچھ صرف ہوئی - اُسکی قیمت دیکر مین نے یا بندگان سے رسید لے لی - شاید پولیس کے تجربہ مین اس سے زیادہ کوئی بات اشتعال دہندہ - اور تکلیف دہ نہ ہوگی - کہ جب ہندوستان مین کسی موضع کے باشندے کسی جرم - یا کسی مجرم کے اخفا پر آمادہ ہو کر سکوت اختیار کر لیتے ہین - اور پھر کسی طرح راہ راست پر نہین آتے - اگر کوئی دیسی ریاست ہوتی - تو پانچ چھ آدمیون کو گرفتار کر کے جلتی ہوئی بالو - پر لٹا کر - اور اُنکے سینے پر بھاری پتھر - یا جلتی ہوئی راکھ - رکھکر - اور اُنکے مُنھ پر تھیلی چڑھا کر - تفتیش حال کر لینا آسان تھا - سب کچھ معلوم ہو جاتا - رینا پہونچکر جب سوارون کو کچھ علامات عزرائیل پانڈے کی موجودگی کے معلوم ہوے تو اُن لوگون نے یہی تدبیر تبلائی تھی - مگر مسٹر نوبل اور کپتان ہابسن - اِس تشدد کے ارتکاب پر کسی طرح راضی نہ ہوے اور اسی سے اُنکو سچا حال نہ معلوم ہو سکا - سچا حال تو یہ تھا - کہ ایک دن پیشتر - ایک خالی پالکی - ایک مسلمان حکیم - بیس سوار نواب صاحب کے یہان سے آئے - کہارون نے کچھ دیر دم لیا - اُسکے بعد عزرائیل پانڈے پالکی مین اُٹھا کر سوار کیے گئے - فرصت کے واسطے ایک ٹٹو پکڑ آیا - سہ پہر کو سب روانہ ہوے اور بخیریت تمام فتحپور پہونچ گئے - ڈاکوتہ خانے پہونچا دیا گیا - اور معمول سے زیادہ اُسکے علاج مین مستعدی تھی -

کپتان ہابسن - جاتے وقت تو خیر - مگر واپسی مین عجیب رنگ دیکھا

جس گانوں مین پہونچتے تھے۔ وہان لوگ اپنے گھرون کے دروازے بند کر لیتے تھے۔ اور دیوارون پر۔ اور دھسون پر ہتھیار بند لوگ ٹہلتے ملتے تھے۔ ایک جگہ ایک پہاڑی پر کچھ لوگ ایک نشان بلند کیے زور زور ڈھول بجاتے تھے۔ اور قرنا پھونکتے تھے۔ ایک جگہ نواب صاحب کے پچاس سوار۔ جنکے ساتھ دو تین سو آدمی توڑے دار بندوقین لیے تھے۔ ایک نشان لیے۔ ڈھول۔ دامہ ساتھ ملے۔ ہم لوگونکو دیکھ کر ہوا مین بندوقین داغنے لگے مین جانتا ہون۔ کہ اگر وہ لوگ ہمکو کمزور دیکھتے تو ضرور حملہ کرتے۔ مین ذرا اُنکی طرف کترایا۔ تو سب بدحواس ہوکر بھاگ گئے۔ اُنکی گرد تک نہ ملی میرے ساتھ کے سوار۔ اور پولیس والے بہت مصر تھے۔ کہ اجازت ملے۔ تو ہم اُنکو تماشہ دکھلاوین۔ اور سچ تو یہ ہی۔ کہ اگر اُن لوگون نے پیشقدمی کی ہوتی۔ تو مین آناً فاناً سب کا کام تمام کر دیتا۔

مسٹر نوبل۔ (ہنسکر) نواب صاحب ہمارے عنایت فرما۔ آجکل بڑی ہمت پر آمادہ ہین۔ کہین کسی دن پیغام جنگ نہ بھیجدین۔

کپتان۔ خدا کرتا۔ کہ مسٹر برنڈن وہ پیغام جنگ بھیجدیتے ہماری دیسی فوج کے واسطے۔ یہ بات بہت مناسب اور مصلحت وقت ہی۔ کہ وہ کسی کام مین مصروف رہے۔ اس سے کہین اچھا۔ کہ خالی بیٹھے بیٹھے افواہین سنتے رہین۔ مین تو چاہتا ہون۔ کہ اس بدمعاش نواب کے ہوش ٹھکانے کر دون۔ اور ہرپال سنگھ کی

بھی گوشمالی کردون۔ اُنکو شرارت کا موقع ہی نہ ملے۔

مسٹر سیرل برنڈن۔ کپتان ہالسن۔ مجھے افسوس ہی کہ ابھی تک کسی کے مخالف بنانے مخاصمت پیدا نہین ہی۔ عزرائیل پانڈے کا معاملہ بھی تو ناصاف اور مشکوک ہی۔ مگر مجھے یقین ہی کہ وہ اسوقت فتحپور مین موجود ہی اگر لڑائی ہونا ہی۔ تو ہو۔ مجھے مطلق پروا نہ ہوگی۔

لڑائی تو خیر۔ مگر دوسرے دن نوابصاحب کا نیا زنامہ پھر موجود۔ وہی تملق آمیز مضمون جسکے اندراج کی ضرورت نہین۔ شکایت لکھی تھی۔ کہ "کچھ سوار۔ بلا اجازت میرے ایک موضع مین جسکا نام رینا ہی چلے گئے۔ عزرائیل پانڈے کی تلاش کے بہانے۔ تمام مکانات مین گھستے پھرے۔ جبرستانی کی۔ بہت سا غلہ۔ اور اجناس اُٹھا لے گئے۔ عورتون کی آبروریزی کی۔ اور آزار پہونچایا۔ معاذاللہ۔ میرا یہ خیال کبھی نہین ہوسکتا۔ کہ اس زیادتی کا انصاف نہ ہوگا۔ اور قصوروار پاداش کردار کو نہ پہونچینگے۔ مگر۔ مین صاف صاف عرض کرتا ہون۔ کہ میری عزت پر۔ اور یہ وہ عزت ہی۔ کہ جسپر کبھی بدنامی کا داغ نہین لگا۔ عزرائیل پانڈے کی بدولت روز حرف آتا ہی۔ اگر یون ہی مجھپر بورشین رہینگی۔ اور یون ہی میرے مواضعات پامال کیے جائینگے۔ تو میری بیدلی متصور ہی۔ اور مجھے حکام بالادست سے شکایت کرنی پڑے گی۔ جو اُن مہربانی کی نیکنامی کا سبب نہ ہوگا۔ آپ شاید

ابھی نوجوان ہین - ناتجربہ کار ہین - اِسوجہ سے آپکے افعال سے چشم پوشی کرتا ہون ؎

لاکھ تم ہوشیار ہو صاحب	ابھی ناکردہ کار ہو صاحب

مسٹر ہاسٹن - (خط پڑھکر) یہ پیغام جنگ تو نہین ہی - جسکے کپتان ہالبن مشتاق تھے - البتہ یہ صریحی گستاخی ہی - مسٹر سیرل - جو کارروائی آپ نے کی وہ بالکل باقاعدہ تھی - قانون ڈکیتی ۱۸۴۳ء کی دفعہ ۸ کا منشا یہی تھا کہ جاتے وقت جب مسٹر سیرل جج صاحب کے یہان گئے - تو اتنی ہی باتین ہوئین - کچھ اور باتین بھی ہوئی ہون - مگر اُسکا تذکرہ غیر ضروری سمجھتا ہون - مگر اُنکو یہ خبر نہ تھی - کہ ابھی نواب صاحب کے حرکات اِس سے کہین زیادہ اشتعال دہ پیش نظر ہونگے - جنسے اندازہ ہوسکتا تھا کہ وہ شخص ہر طرح شر انگیزی پر آمادہ ہی -

نواب صاحب نے مسٹر سیرل کو یہ خط اپنی ایک ماما کے ہاتھ بھیجا تھا خط بھیجنے کا تو ایک حیلہ تھا - مگر ماما کے بھیجنے کا مطلب کچھ اور تھا - ماما کو مخصوص سیتا کے پاس بھیجا تھا - خط تو سویرے ہی مسٹر برنڈن کو دے گئی اور نوکرون سے کہہ گئی - کہ کچھ دیر مین مین جواب لینے آؤنگی - شاید صاحب خط کا کچھ جواب دین - جب اِدھر اُدھر اُسنے پتہ لگا لیا کہ مسٹر سیرل برنڈن پہ گھری گئے - اور اب کہین سہ پہر تک واپس آوینگے - تو پھر کوٹھی پہ واپس آئی

لوگون سے اجازت چاہی - کہ اگر کچھ ہرج نہ ہو تو جوابکے انتظار مین مین باغ مین ٹہلتی رہون - یہ بات سیتا سے کہی گئی - اور اُسکو اس خادمہ کی طرف سے کوئی بدگمانی تو تھی نہین - نیک دلی سے اجازت دے دی کہ کوئی مضائقہ نہین - ماما جمیلہ ایک خوش پوشاک - اور بھاری بھرکم جسیم عورت تھی - خادمہ تھی - پردے کی پابند نہ تھی - ہاتھ مین چاندی کی گڑگڑی لیے پیتی جاتی تھی - اور باغ مین ٹہلتی جاتی تھی - ایک خادمہ اُسکے ساتھ اور تھی - اُس سے زور زور باتین کرتی جاتی تھی - باغبان نے خوشامد سے ایک گلدستہ بھی بناکر اُسکو دیا - دھوپ بہت سخت تھی - سیتا اپنے بنگلے کے دروازے تک آئی - اور جب جمیلہ اُس طرف ہوکر نکلی - تو کہا -

سیتا - دھوپ بہت سخت ہی - جی چاہے سائے مین آکر بیٹھ جایئے کچھ دیر آرام کیجیے -

جمیلہ - ہان - مین ضرور آؤنگی - میری دُلاری - اخاہ تم یہین رہتی ہو اکیلی پڑی رہتی ہو - مگر تمھاری خوبصورتی کی تعریف تو دنیا مین ہو رہی ہی - ماشاءاللہ - کیا صورت پائی ہی جیسی سُنی تھی - ویسی آنکھون دیکھی - تم چاہے مجھے بھول گئی ہو - مگر مجھے ایک دفعہ نوابصاحب نے تمھارے دادا کے پاس شاہ گنج موتی خریدنے کو بھیجا تھا - تب تم بیوہ تھین - اور

تمھاری گود مین ایک لڑکا تھا۔ کیا پیارا لڑکا ہی۔ یہان ہی نہ۔

سیتا۔ نہین۔ وہ تو جاتا رہا۔

سیتا کو اس عورت سے نفرت سی ہوگئی۔ اور اُسکی باتون۔ اور اُس کی بے ساختگی پر وہ بہت منغص ہوئی۔ ماما جمیلہ کی صورت دیکھنے کے قابل تھی بھی نہین۔ بھدی موٹی تازی۔ کشیدہ قامت عورت۔ موٹاپے سے گالون کا گوشت لٹکتا تھا۔ کوتاہ گردن۔ دونون گالون پر مسے جنپر بال جمے تھے۔ اور لبون پر مونچھین بھی تھین۔ ہونٹھ۔ اور دانت مسی اور پان سے سیاہ ہوگئے تھے۔ صورت سے آوارگی برستی تھی۔ ماما صاحبہ بہت زیور۔ سونے کا زیور پہنے تھین۔ گلے مین طوق۔ بازوون پر جوشن اور نوتگے۔ کلائی مین چوڑیان۔ کانون مین بالیان۔ اور بجلیان۔ جو بناگوش کو کاندھے تک کھینچے لاتی تھین۔ پوشاک۔ ایک گلنار مشروع کا شلوکہ۔ جسپر بھاری مصالحہ ٹکا ہوا۔ اُسپر سے زرد۔ دھاریدار۔ ریشمی صدری۔ اُسپر ہلکے ململ کا اونچا کرتہ۔ کامدانی کا بوٹے دار دوپٹہ جسکے گرد سُنہری بیل۔ اور ہر چہار طرف سُنہرے ترنج بنے تھے۔ دوپٹہ پُرانا تھا۔ میلا ہوگیا تھا۔ تاہم کچھ چمک دمک باقی تھی۔ دن بھر ماما جمیلہ پالکی مین بیٹھی۔ اور اُسکے پٹ کھولے۔ پیر پر پیر رکھے۔ ہاتھ مین گڑگڑی جسکو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دوسری خادمہ بھر دیا کرتی تھی۔ نورپور کے بازار

مین اپنا جلوہ دکھاتی پھرین - جس طرف سے سواری نکلتی تھی - اکثر لوگ اسکو سلام کرتے تھے - سیتا کی نظر مین بھلا اس لباس کی کیا وقعت ہوسکتی تھی - اُسکو اس نمایشی پوشاک سے سخت نفرت - اُسکے قدرزیبا پر تو سادی ہی پوشاک ہزار عالم دکھاتی تھی -

ماما جمیلہ ایک کوچ پر بے تکلف بیٹھ گئین - اور ہر چہار طرف نظر حقارت سے دیکھنے لگین - کوچ کا غلاف ہاتھ سے چھو کر کہنے لگین -

ماما جمیلہ - یہ تو کوئی سستی سی چھینٹ ہی - ایسی پری کے بیٹھنے اور سونے کے واسطے تو زربفت اور کمخواب کا بچھونا ہوتا - جگہ بھی میلی کچیلی ہی توبہ توبہ - لوگ تو کہتے تھے - کہ تم محل میں رہتی ہو - شکر ہی کہ فرنگیونکو محل نصیب نہین محل تو نوابون کے واسطے ہین - (اُٹھکر) اور یہ اندر کیا ہی

سیتا اُٹھکر دروازے مین کھڑی ہوگئی - اور اُسنے ارادہ کرلیا تھا - کہ اُسکو مکان کے اندر نہ جانے دے -

سیتا - تم وہان نہین جاسکتی ہو - یہ مکان اچھوتا ہی -

جمیلہ - (سرہلاکر) اچھوتا - اچھوتا کیسا - یہ نئی بات سننے مین آئی - کہ سنارنون - اور فرنگنون کے گھر اچھوتے ہوتے ہین - توبہ تو ایسی چڑیا ہی جسکے واسطے اچھا پنجرہ چاہیئے - وہان چلکر اچھوتے گھر مین بیٹھو - جواہرات سے لدی ہوئی - سیکڑون پر حکومت کرو - روپیہ پیسہ - مال دولت سونا

چاندی - نوکر جاکر سب کچھ تو حاضر ہوگا - (آہستہ سے) نواب تم پر جان دیتا ہی - تمھارا نام سُنے جیتا ہی - ارے مینا تو وہانتک چل تو - دیکھو تمھارے واسطے یہ موتیون اور ہیرے کا جڑاؤ طوق بھیجا ہی - (طوق پیش کیا)

سیتا کی آنکھین اور چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہوگیا - زور سے ماما کا مُنھ اپنی طرف سے پھیر دیا - سانس لینا دشوار تھا - شور مچاتے بھی نہین بنتا تھا -

جمیلہ - ارے اسکا مین بُرا نہین مانتی - تم لوگون کو پہلے وحشت ہوتی ہی ہی - مٹتے مٹتے بھڑک مٹ جائیگی - راہ پر آجاؤگی - لو بسم اللہ کرکے یہ طوق پہن تو لو - شاباش - شاباش - ابھی یہ طوق پہن لو - کل ہی تو نواب صاحب فوج بھیجینگے - تمکو پالکی مین بٹھا کر رانی بنا کر لے جائینگے نواب تو تجھ پر فدا ہی -

سیتا ہاتھ چھوڑا کر دروازے تک بھاگی اور لوگونکو پکارا - راکھوڑ - اور اردلی والے دوڑ پڑے -

سیتا - (ماما کی طرف اشارہ کرکے) اسکو یہان سے لے جاؤ - کہین صاحب دیکھ پاوینگے - تو اسکو مار ہی ڈالینگے -

وقتًا مسٹر سیرل جج صاحب کے باغ سے کھڑکی کے راستے آپہونچے -

سیرل - سیتا کیا بات ہی - خیریت تو ہی - مین نے تو تمھاری آواز

جج صاحب کے یہان سنی۔ اور دوڑتا ہوا آیا ہون۔ کس نے میری پیاری کو ڈرا دیا۔

سیتا۔ دیکھو نہ۔ وہ سامنے تو وہ عورت آرہی ہی۔ مین تمسے کیا کہون کہ اسنے مجھ سے کیا کہا۔ مین تو مارے شرم کے مری جاتی ہون (زار زار رونے لگی)۔

سیرل صاحب نے اس عورت کو دیکھا بھی تھا۔ اور اُسکا نام بھی سُنا تھا اسکو نواب صاحب کے یہان دعوت مین بھی دیکھا تھا۔ سمجھ گئے کہ اس علامے سیتا سے کیا کہا ہوگا۔

مسٹر سیرل۔ باہر چلی آ۔ تم عورت ہو نہین تمکو سزا دیجاتی۔ آخر تیرا یہان کیا کام تھا۔ تجکو یہان کسنے بھیجا تھا۔

جمیلہ۔ مجھے نوابصاحب نے بھیجا ہی۔ جنکے سب فرنگی تابعدار ہین اور رہینگے۔ تم مجھے مارو۔ مارلو۔ نوابصاحب فوج لیکر پہونچینگے۔ اور سب کو سزا دینگے۔ سب سے سمجھ لینگے۔ اور اسکو لیجا ئینگے۔ بھلا یہ کسی انگریز کے پاس رہ سکتی ہی۔ (سیتا سے) بیٹی تم ڈرنا نہین۔ انکا جو جی چاہے کہ لینے دو۔ دو ہی چار دن کا معاملہ اور ہی۔ اتنے دن اور مصیبت اُٹھاؤ۔ مین۔ مین جمیلہ آکر تجھے لے جاؤنگی۔ گھبرانا نہین۔ مین۔

مگر سیتا دوڑی ہوئی ٹھاکر دوارے مین پہونچی۔ اور سجدے مین گر پڑی۔

آنسو ونکا تار بندھا تھا۔

سیتا۔ میری بدولت اُنکو ایسی سخت باتین سننا پڑین۔ مین پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔

مسٹر سیرل۔ اب تم چلی جاؤ۔ نہ مین تمھین مارونگا۔ نہ تمھین ہاتھ سے چھوؤنگا۔ مگر یہ سن رکھو۔ کہ اگر تمھاری صورت پھر نورپور مین دکھلائی دی تو تم پولیس کے سپرد کیجاؤگی۔ اور تمھارا سر منڈوا کر تمھارے چہرے پر سیاہی لگا کر۔ گدھے کی سواری پر تمکو نوابصاحب کے پاس بھیجونگا۔ بس۔ خیریت اِسی مین ہی کہ تم چلی جاؤ۔

جمیلہ۔ (قہقہہ لگا کر)۔ ہا ہا ہا۔ واہ۔ برنڈن صاحب۔ کیا مین ڈر گئی۔ جو زندہ رہنا۔ تو میرا سر منڈوالینا۔ تمنے جھانسی کے انگریزون کا حال نہین سنا۔ اچھا۔ بندی رخصت ہوتی ہی۔ سلام۔

ماما جمیلہ پالکی کی طرف بڑھی۔

بہت سے راٹھور۔ اور چپراسی ۔ سرکار۔ خداوندنعمت۔ بس سرکار ہمکو اتنی اجازت دین کہ ہم جمیلہ کے منھ پر سیاہی لگا دین۔ وہی چہرہ لے جا کر نوابصاحب کو دکھلائے۔

سیرل۔ نہین اُسکو جانے دو خبردار۔ کوئی اُسکو ہاتھ نہ لگاوے۔ مین تمکو حکم دیتا ہون۔ کہ تم کوئی اُس سے خبر نہ ہو۔ اگر اُسکو خیریت ہوگی۔ تو خود

شرمندہ ہوگی۔ اگر پھر آوے۔ تو وہی کرنا۔ جو مین نے کہدیا ہی۔ اب اسوقت کوئی اُس سے کچھ نہ بولے۔

مسٹر سیرل۔ سیتا کے پاس گئے۔

ماما جمیلہ کا راستہ اُنکی اُمید کے خلاف اچھا نہین کٹا۔ نوکرون نے اُسکی پالکی پر خاک پھینکی۔ دور تک پالکی کے ساتھ گئے۔ راستے مین بہت شریر لڑکے فوج ابلیس بھی پالکی کے ہمراہ ہوگئے جو شہر کے اُس پار تک جہان اُسکے ہمراہ کے اور آدمی اُسکے منتظر تھے۔ اُسکو پہونچا آئے۔ لڑکون نے تالیان بجائین۔ اور ہزارہا مغلظات سنائین۔

ماما جمیلہ کو بڑا غصہ تو یہی تھا۔ کہ نیا ریشمی شلوکہ گرد و غبار سے مٹی ہوگیا تھا۔ سر کے بال نوچ ڈالے۔ روئی پیٹی۔ چلائی "لوگو میری آبرو گئی۔ مین تو اب ننگے پانون فتحپور جاؤنگی۔ جبتک سیتا لونڈی نہ بنائی جاے مجھے چین کہان" اُسکے نالہ وشیون کی تفصیل کہانتک بیان ہو۔ راستے مین اپنے سر پر خاک اُڑاتی جاتی تھی۔ فتحپور مین پہونچی۔ نوابصاحب سے قصے کو خوب گڑھ کر بیان کیا۔

جمیلہ۔ نواب۔ تمھارا دل بھی کس زردرو پر آیا۔ ایسا ہی شوق تھا تو کسی بیم کو چاہا ہوتا۔ ایک سے ایک خوبصورت ہین جج صاحب کی سالی کو دیکھو۔

نوابصاحب

نوابصاحب۔ جمیلہ۔ تم گھبراؤ نہین۔ سب کچھ ہو جائیگا۔ جو تمھارا جی چاہے۔ تم برنڈن صاحب کے ساتھ کرنا۔ بس اب تو تم خوش ہوئین۔

جمیلہ۔ نوابصاحب اپنا اقرار بھولنا نہین۔

مسٹر سیرل کو سیتا کا سنبھالنا بہت دشوار تھا۔ رنج تو اُسکو کئی بار ہوا مگر سخت کلامی سننے کی کبھی نوبت نہین آئی تھی۔ بڑا غصہ تو یہ تھا کہ جمیلہ نے مسٹر سیرل سے بدزبانی کی تھی۔

سیتا۔ تم کیا جانو۔ کہ وہ تمکو کیا کہہ گئی۔ مگر۔ خیر۔ وقت کی بات ہی

سیرل۔ میری پیاری۔ تم رنج نہ کرو۔ نواب تو سٹری ہو گئے ہین۔ اُنکی عقل ٹھکانے نہین ہی۔ کیا معلوم کہ اُس بیہودہ عورت سے کسی نے تمھارے پاس آنے کو کہا تھا۔ یا وہ خود آئی تھی۔ دیکھو۔ روز۔ اور گریس سے وہ باتین نہ کہنا۔ جو وہ کہتی تھی۔ سنکر اُنکو بے کار ملال ہوگا۔ بس اتنا کہدینا کہ اُس عورت نے بدتمیزی۔ اور گستاخی کی تھی۔ مین نے اُسکو نکلوا دیا۔ مگر پھر بھی سیتا کو بہت ہی رنج تھا۔ جب گریس کے پاس جاکر خوب روئی تو تسکین ہوئی۔

جھانسی۔ وہ عورت جھانسی کا نام کیون لیتی تھی۔ آخر جھانسی مین کیا واقعہ درپیش آیا ہی۔ اِس طرف تو وہان سے کوئی خبر بھی نہین آئی۔ نہ کسی کا خط آیا۔ نہ کسی اور کے پاس کوئی پیغام آیا۔ مسٹر سیرل کے پاس

کام تھا۔ اُس کمرے مین جسکا نام "سیتا کا ڈرائنگ" تھا۔ جاکر بیٹھ گئے اور کچھ سرکاری رپورٹین لکھنا شروع کردین۔ سیتا گریس کے پاس چلی گئی تھی۔ اتنے مین چپراسی نے آکر۔ ماما صاحب سررشتہ دار کی اطلاع کی اور کہا کہ حضور سے اُنکو کچھ عرض کرنا ہی۔ صاحب اُٹھے چلے گئے۔

سررشتہ دار (انبار کے ساتھ) حضور جھانسی سے تو بہت متوحش خبرین سننے مین آتی ہین۔ ۴۔ تاریخ کو بارہ نمبر پلٹن۔ اور توپخانے نے بغاوت کی۔ اور جاکر رآنی سے مل گئے۔ ۷۔ اور ۸۔ تاریخ کو وہان قتل عام ہوا۔ کسی کو زندہ نہین چھوڑا۔ میری راے ہی۔ کہ آج حضور۔ اور جج صاحب میمون کو لے کر قلعے مین چلے جائین۔

مسٹر سیرل۔ سررشتہ دار صاحب کیا یہ خبر صحیح ہی۔ بڑے رنج کی بات ہی۔

سررشتہ دار۔ حضور ان واقعات مین ذرا شک نہین۔ بانچندمہاجن کا وہان کاروبار ہوتا ہی۔ اُسکے یہان ڈاک مین خط آیا ہی۔ اُسنے مجکو بھی پڑھکر سنایا۔ اور لوگون کے پاس خطوط آئے ہین۔ اِس حال کو تو سب ہی جانتے ہین۔ سپاہی تک جانتے ہین۔ نواب صاحب کے یہان پرسون اسی فتحیابی کی سلامی اُڑی تھی۔ اُنکے پاس بھی ڈاک مین خط آیا ہی۔ اِس خبر مین کوئی شک ہی نہین ہی۔ حضور۔ (آنسو پوچھکر) کوئی شک نہین

لوگ کہتے تھے کہ ایک بیچارے جنٹلمین نے پہلے اپنی بیوی کے گولی ماردی پھر اپنے گولی مار لی۔ مگر جتھیار نہین رکھے۔

اور ہندوستان مین اُسوقت کون تھا۔ جو اُس خط کے مضمون سے واقف نہین ہوا جسمین اس واقعے کے مصائب۔ اور آلام لکھے تھے۔ اور جو خط ہندوستان بھر مین پڑھا جاتا تھا۔ یا وہ کون شخص تھا۔ جسکے آنسو۔ اُن لوگون کی تکالیف سنکر جو نوگانون سے بچکر آئے تھے رُک سکتے تھے۔ بہت دنون کے بعد یہ تحقیق ہوا۔ کہ پہلے والا خط بالکل غلط تھا۔ مگر واقعی نوگانون کے مفرورین کو جن دقتون اور زحمتون مین مبتلا ہونا پڑا۔ اور جو سختیان اُنکے ساتھ کی گئین۔ اُن مین بالکل مبالغہ نہین تھا۔

سررشتہ دار۔ اور حضور۔ نوگانون بھی تو ہاتھ سے نکلگیا۔ البتہ حکام انگریزی اپنی کچھ فوج کی حفاظت مین صحیح وسلامت چلے آئے۔ خدا اُن لوگونکو سلامت رکھے۔

سیرل۔ خدا اُنکو اپنی حفاظت مین رکھے۔ ہماری سب کی یہی دعا ہے مگر سررشتہ دار صاحب۔ ہمنے مضبوط ارادہ کرلیا ہے۔ کہ جبتک ہم یہان بغاوت کے کوئی آثار بچشم خود نہ دیکھ لینگے۔ ہم اپنی جگہ سے جنبش نہین کرینگے۔ ہم اپنے فرائض بلالحاظ کسی اندیشے۔ اور مخاطرے کے انجام دیتے رہینگے۔

ہر چار طرف طوفان بغاوت اُٹھ رہا تھا۔ اور سمت ۱۹۱۴ کی آفت درجہ کمال ہی کو پہونچ رہی تھی۔

باب سی و نہم

نقض امن

یہ بڑے تعجب کی بات تھی۔ کہ باوجودیکہ جوار و دیار مین بغاوت پھیلی ہوئی تھی۔ ہر جگہہ سے غدر اور قتل عام کے اخبارات سننے مین آتے تھے مگر نورپور کی فوج وفاداری پر ثابت قدم تھی۔ جو حضرات چاہین۔ وہ تواریخون مین جو اسوقت تک بہت لکھی جا چکی ہین۔ ماہ جون ۱۸۵۷ء کے واقعات پڑھین اور ناظرین مین ایسے حضرات بہت کم ہونگے۔ جنکو ان واقعات اور حالات سے آگاہی نہو۔ سمت ۱۹۱۴ کی متعصبانہ بغاوت۔ اِس مہینے مین گنگا اور جمنا کے دوآبے مین۔ بہت زور دن پر تھی۔ ہزارہا انگریزون کی بیش بہا جانین کس بیدردی سے اس مہینے مین لی گئین۔ اور کیسے کیسے خوفناک اور عبرت انگیز۔ قتل عام۔ اور واقعات اِس مہینے مین پیش آئے۔ کانپور کے محصورین کی صابرانہ تحمل کو یاد کرتے جی لرزتا ہی۔ مگر بجا جت اور تالیف کا سفاکون پر کچھ اثر نہین ہوا۔ نہ حفاظت خود اختیاری کا رگر ہوئی

جن بیچارون نے شیوۂ اطاعت اختیار کیا تھا۔ وہ بھی کس سفاکی اور بیرحمی سے قتل کیے گئے۔ اور اس حالت مین قتل کیے گئے۔ کہ جب وہ بالکل مجبور۔ اور درماندہ ہوگئے تھے۔ بعدازان وہ لوگ جو قید اور حراست مین تھے۔ اور جنکی اعانت زیر سرکردگی جنرل ہولاک قریب ہی موجود تھی۔ زیادہ تر مصیبت ناک اور دردآمیز حالات مین تہ تیغ بیدریغ کیے گئے۔ مین اُن محصورین کے حالات نہین بیان کرنا چاہتا۔ جو اپنی قلیل تعداد سے بیسیون ہزار سپاہیون اور لکھنؤ کے باشندون کی یورش سے حفاظت خود اختیاری کر رہے تھے۔ اُنکی جرأت۔ اور ہمت تو ایسی تھی۔ کہ جنکی نظیر صفحۂ ہستی پہ ملنا دشوار ہی۔ اور اُس سے بڑھ کر کارنمایان تو آج تک سنا ہی نہین گیا۔ نہ اُس کارزار کے حالات لکھنا چاہتا ہون جو دہلی مین شروع ہوگئی تھی۔ اور جسکا سلسلہ مہینون تک قائم رہا۔ جس زمانے مین انگریزی عملداری حالت تزلزل مین تھی۔ اور پنجاب مین رجمنٹ پر رجمنٹ روزانہ بغاوت۔ اور غدر پہ کمربستہ تھین۔ ایک مضبوط خیال بھی ایسا ہی تھا۔ جسنے وفادار سکھون کی ایک باقاعدہ جماعت مجتمع کرکے سپاہ۔ روپیہ۔ گولی و بارود۔ اور اسلحہ جنگ۔ میدان جنگ کو بھیجدیے۔ یہ واقعات اور انگریزی کمکی فوج جو گرمی اور برسات کے زمانے مین بلندی کے صوبہ جات مین بڑھ رہی تھی۔ ایسے واقعات ہین جو

تواریخ سے متعلق ہین - اور اُنکے تذکرے سے موجودہ قصے کو کوئی تعلق نہیں ہی - اُن حالات کو لوگ حیرت اور تعجب سے تواریخ مین ہزار دن برس تک پڑھتے رہینگے -

کبھی کبھی - میدان کشت وخون کے بھاگے - بچے - کچھ نور پور تک بھی پہونچ جاتے تھے - جنکی وہان بہت خاطر - اور خبر گیری ہوتی تھی - وہ لوگ جنکے عیال واطفال نذر اجل ہو چکے تھے - نازکبدن عورتین - جو مدۃ العمر مصائب - اور شدائد سے واقف ہی نہین ہوئی تھین - جنکے شوہر اور بچے - یا تو بندوق سے یا گرمی - اور موسم کی تکلیف سے جان عزیز رائگان کر چکے تھے - وہ کنکر ٹیلے - اور تپھریلے راستون پہ برہنہ پا - یا پیرون مین چیتھڑے باندھے - تلوؤن مین آبلے پڑے - بے یار - و مددگار - بھوکی - پیاسی - دھوپ سے - اور زحمت سفر سے متورم چہرے - جنکا پہچاننا دشوار تھا - لیے ٹھوکرین کھاتی پھرتی تھین - کبھی دو ایک دو چار - اور کبھی گروہ کے گروہ یہانتک لیے پہونچتی تھین - اور اپنا افسانہ رنج وغم - اُن لوگون سے بیان کرتی تھین - جو اُنکے ساتھ ہر طرح ہمدردی اور دلسوزی پر مستعد تھے - مصیبت زدہ خدا کا شکر کرتے تھے - کہ ہم ایک ایسے محفوظ - اور مقام پہ پہونچ گئے -

کیسے کیسے رنج وغم کے قصے - جو خیال مین بھی نہین آسکتے ہمنے سُنے

اور پڑھے - تاہم ایسے افسانے باقی ہی رہ گئے - جو ہمارے کانون تک نہ پہونچے - اور اُنسے صرف وہی واقف چلے گئے - جنپر وہ گذر گئے - اور وہ اب ہم تک کبھی نہ پہونچینگے - ان مصیبت رسیدگان کے ساتھ ہندوستانیون کے جذبات اور محسوسات مختلف تھے - بسا اوقات یہ لوگ اُنکے ساتھ وحشیانہ - اور ظالمانہ برتاؤ کرتے تھے - اور مجبور - اور معذور پناہ گیرون کو قتل کرڈالتے تھے - اُن آفت زدون پہ ایک تازہ مصیبت ڈھاتے تھے - اور اکثر یہ بھی ہوا - کہ لوگون نے انگریزون - اور اُنکی عورتون - اور بچونکو اپنے گھرمین پناہ دی - اُنکو کھانا کھلایا - کپڑے پہنائے - یا کسی پناہ کی جگہ پہونچا آئے - اگر ایسا نہ ہوتا - تو کون زندہ بچ سکتا تھا؟ - سب انگریز مرنہین گئے تھے - نہ سب مارڈالے جاسکتے تھے - البتہ عزرائیل پانڈے کی سی طبیعت کے لوگ بدی سے باز نہین آتے تھے - جو فتنہ انگیزی اُنکے امکان مین تھی - وہ کرچکے تھے - اور آیندہ شرارت پہ آمادہ تھے - اکثر مالکان اراضی - اور شہزادگان - اور راجگان - بجاے خود غور کرتے تھے اور اس بات کے منتظر تھے - کہ فریق غالب کون رہتا ہی - باغی اور بلوائی رایت ظفر بلند کرتے ہین - یا سرکار انگریزی کو نصرت نصیب ہوتی ہی - اسمین شک نہین - کہ انجام کار انگریزون ہی کے ہاتھ میدان رہا - اُنھین کو غلبہ ہوا - مگر اُسوقت لوگ یہ قطعی خیال کیسے قائم کرسکتے تھے

کہ نتیجہ یہی ہونا ہی۔ اور اسیوجہ سے بعضے تو انگریزونکا جان و مال سے ساتھ دیتے تھے۔ اور بعضے باغیون کے شریک ہوتے تھے۔ جن لوگون کا یہ خیال تھا۔ کہ انگریز پسپا ہونگے۔ وہ اپنے مقاصد کے حصول کی امید مین کچھ کا کچھ کر گذرتے تھے۔ چاہے اُنکی امیدین محض نقش بر آب کیون نہ رہی ہون۔ نواب دل خان کے ایسے بھی لوگ تھے۔ جنکو پرانی عداوت اور گذشتہ مخالفت کی کسر نکالنی تھی۔ اور ہرپال سنگھ کے ایسے لوگ بھی تھے۔ جنکو اپنی مغصوبہ جائداد۔ اور ملکیت غاصبین سے چھین لینی تھی۔ اور از سر نو اُسپر قبضہ کرنا تھا۔ صاف صاف تو یہ تھا۔ کہ اگر کامیاب ہوتے تو اُنکی خوشحالی۔ اور فارغ البالی بھی عجیب ہوتی۔ اور ناکامی کی حالت مین اُنکی پریشانی۔ اور نقصانات کثیر کی بھی انتہا نہ ہوتی۔ انگریزون کی عملداری اُٹھ جانے کے نتائج نیک کبھی نہین ہو سکتے تھے۔

ادنی درجہ کے لوگون کے بھی کچھ ایسے ہی خیالات تھے۔ وجوہات اور اغراض البتہ مختلف تھے۔ زمیندار۔ جو بندوبست کی سختی۔ اور رقومات سیوائی کی زیادتی کے شاکی تھے۔ اُنکو اگلا زمانہ یاد آتا تھا۔ جب من مانی گھر جانی۔ مالگزاری دیتے تھے۔ اور جب کبھی جی مین نہین آتا تھا۔ تو کچھ بھی نہین دیتے تھے۔ اور حکام مقامی کی دار و گیر سے مفرور ہو کر۔ ادھر اُدھر رنگ رلیان مناتے پھرتے تھے۔ اہل مقدمہ جو انگریزی عدالتون سے کسی

دعوی مین ناکام رہے تھے۔ وہ اُنکے فیصلون کو ہوا مین اُڑاتے پھرتے تھے۔ اور اپنا قانون اپنے ہاتھون بناتے تھے۔ سود خوار مہاجن جنکی زیادہ ستانی کا انسداد کردیا گیا تھا۔ اُسدن کے اشتیاق سے منتظر تھے جب وہ اپنا پیشہ پوری رونق۔ اور دلخواہ بے ایمانی سے جاری کرکے روپیونکے ڈھیر لگالین۔ ہزارون چور۔ اُچکے۔ اُٹھائی گیرے۔ ڈکیت۔ اور سپاہی پیشہ۔ جو اسلحہ رکھکر کاشتکاری سے بیزار تھے۔ اُٹھ دوڑے۔ اور لوٹ مچادی۔ آفت کردی۔ تاہم بُرے سے بُرے وقت مین بھی لوگون کے دلون مین انگریزی حکومت کی قدر تھی۔ اور بڑی قدر تھی۔ انگریزون کے قول اور عزت پر اُنکو یقین اور وثوق تھا۔ یہ رتبہ خدا نے انگریزی ہی فرمانروائی کو دیا تھا جسمین امیر۔ اور غریب یکسان دولت حفظ و امن سے مالا مال تھے۔ شیر۔ اور بکری۔ ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ زیادہ تر خلائق کے خیالات یہی تھے۔ اور وقت پر ان خیالات کا ثمرہ اچھا ملا اور انکا نتیجہ نیک نکلا بیچارے شاہ گنج کے مہاجن زمانہ کے تردد اور انتشار کا حال کیا بیان ہو۔ اُنکے کارندون نے مرزا پور۔ بنارس۔ اور دیگر مقامات سے جہان آتش فساد زورون پہ تھی خطوط بھیجے تھے۔ اور لکھا تھا۔ "کہ دیکھا چاہیئے اگر انگریزی عملداری برقرار رہ جاے۔ غدر مین ہزارون انگریز مارے جاتے ہین" رات دن فکر مین گذرتی تھی اور اُسکے خاطر پریشان کی کسی

طرح تسکین نہین ہوتی تھی - نوربور سے جو اخبارات - اور جو خطوط آتے تھے - وہ بھی تو قابل اطمینان نہین ہوتے تھے - اُنکے احباب نے لکھ بھیجا تھا کہ حالانکہ اِسوقت تک یہان بلوہ نہین ہوا ہی - تاہم ایک نہ ایک دن ضرور ہوگا - جیسے اور مقامات پر مفسدین فتنہ پردازی مین مصروف ہین ویسے ہی یہان بھی موجود ہین - یہ بات کسیطرح ممکن نظر نہین آتی - کہ یہان امن قائم رہ جاے - حالانکہ خوب معلوم تھا کہ سماعت نہ ہوگی مگر اُنھون نے بمنت وسماجت مسٹر برنڈن - اور سیتا کو بار ہا لکھا تھا کہ یہین چلے آیئے - اُنکو اب ذات اور برادری کی پروا باقی نہین رہگئی تھی - اُنکو تو اُن دونون کی جان کی امان کی پڑی تھی - اُنکو معلوم تھا - کہ اگر مسٹر برنڈن یہان آگئے - تو اس حصہ ضلع کے وفادار لوگ جنکی تعداد کثیر تھی - اُنکے ساتھ حق رفاقت ادا کرینگے - اور راجہ ہرپال سنگھ کا ساتھ چھوڑ دینگے - جسکی ہیبت نواب صاحب سے کہین زیادہ عامہ خلائق پر طاری تھی - آیلا نے بھی سیتا کو خطوط لکھے کہ یہین چلی آؤ - اور حفاظت سے رہو مگر اُسکے تعصب کا وہی حال تھا - جسکی وجہ سے وہ بہت ہی تنگ خیال ہوگئی تھی - اور اگلی سی محبت لوگونکی اُسکے دل مین باقی نہین رہ گئی تھی نشان تک نہ تھا - "رام رام" کی رٹ لگی تھی - اور دیوار پر نشان لگا رکھے تھے - جسکے حساب سے اب وہ کئی لاکھ مرتبہ اس نام کو پڑھ چکی تھی

یہی وظیفہ آخرت مین اُسکو وسیلہ نجات ہوتا۔ وہ اِس بات کو دنیداری کے خلاف سمجھتی تھی۔ کہ اُسکا بھائی اب تک کاروبار مین مصروف تھا۔ دنیا مین تو آفت پھیلی ہی۔ اور اُنکو اپنے کاروبار اور مہاجنی کی پڑی ہی۔ اُسنے کئی مرتبہ اپنے بھائی سے بہ اصرار اشکبار ہوکر کہا۔ "کہ اب یہ سب کام سمیٹ کے کاشی جی چلے چلو۔ اور زندگی کے جتنے دن باقی ہین۔ وہ وہین پورے کرو" مگر اُنھون نے ایک نہ مانی۔ وہ اپنے کام پر مستعد رہے اور انگریزون کی رفاقت پر آمادہ تھے۔ جو کچھ اعانت امکان مین تھی اُس سے وہ حاضر تھے۔ اور شاہ گنج کی اور وفادار رعایا کو وفاداری کی ہمت دلاتے تھے۔ اگر شاہ گنج انگریزون سے نکلجاے۔ تو ہرپال سنگھ کے ہاتھ آوے گا یا نوابصاحب کے قبضہ مین رہیگا۔ مگر۔ دونون صورتون مین سوائے بربادی اور تباہی کے بہبود متصور نہین۔

یہ خطوط سیتا اور مسٹر برنڈن کے پاس ہرکارے لیکر گئے۔ اور نراندر نے سیتا کے مصارف کے واسطے بہت اشرفیان۔ اور کئی ہنڈیان۔ اپنے آدمیون کے ہاتھ بھیجدی تھین۔ ضرورت پڑے وہان بہ فراغت خرچ کرے یا بحالت روانگی شاہ گنج سفر خرچ مین کام آوے۔ اگر مناسب ہوتا۔ تو مسٹر برنڈن بلالحاظ ذاتی خطرے اور اندیشے کے شاہ گنج جانے کی ذمہداری بخوشی اپنے سر اوڑھ لیتے۔ سیتا جو اردو دیار کے لوگونکے طبائع

اور مزاج سے بخوبی واقف تھی۔ اور اُسنے صاحب کو تقریر سے معقول کر دیا کہ اس وقت کا جانا محض بیکار ہوگا۔ اور سوائے زحمت سفر کے کوئی نتیجہ نیک نہ ظاہر ہوگا۔ اسمین شک نہین کہ جن لوگونکا تذکرہ نرائن نے اپنے خطوط مین کیا تھا۔ وہ ذی اثر۔ اور ذی مقدرت مہاجن اور زمیندار تھے مگر اُنکے پاس ایسی وافر دولت۔ اور ایسی کثیر تعداد آدمیون کی نہ تھی کہ موجودہ موقع پر اُنکی شرکت سے کوئی مقصد حاصل ہو سکتا۔ علاوہ اسکے اسوقت تک نوربور مین کوئی بغاوت نہین ہوئی تھی۔ اور نہ اسکا خیال ہوتا تھا۔ مگر مسٹر برنڈن۔ مسٹر مانسٹن۔ اور مسٹر نوبل کو یہ بھی یقین نہ تھا کہ یہان کبھی بغاوت نہ ہوگی۔ کیونکہ راجہ اور نواب دونون مفسدین یکجا کر رہے تھے۔ جنکی کفالت کے واسطے اُنکے پاس کافی سرمایہ نہ تھا۔ اُس اعانت کے صرف ہو جانے کے بعد ظاہر تھا کہ ایک روز وہ لوگ ملک بھر مین پھیل جائینگے۔ اُنکے یہانسے علحدہ ہونگے۔ اور جوار و دیار مین فساد برپا کرینگے۔

اگر یہ ممکن ہوتا کہ کچھ فوج ساتھ لیکر ضلع کا دورہ کرکے لوگون کو یہ سمجھا دیا جاوے۔ اور اُنکی بیدلی دور کر دیجاوے۔ تو مسٹر برنڈن اپنی عاملانہ حیثیت سے بہت خوشی سے اس کام کو انجام دیتے۔ مگر اسکا کیا اختیار تھا کہ دیسی فوج واقعی وفاداری پر ثابت قدم ہی۔ یا آیندہ

ایسی ہی رہیگی۔ وہ کسی طرح قابل وثوق۔ اور لائق اعتبار نہ تھی۔ لامحالہ اس سفر مین گورون کی فوج ساتھ لینی پڑتی تھی۔ لیکن گورے کی فوج ساتھ لینے مین قلعے کی حفاظت مخدوش ہوتی تھی جہان اسوقت تمام انگریز مقیم تھے۔ برسات شروع ہوگئی تھی۔ اور بکثرت بارش کی اُمید تھی صاف سڑکون پر کیچڑ اور پانی بھرا تھا۔ راستے آب آلود۔ اور خلاب آلود ہو رہے تھے اب توپ پر چھکڑے لے کر گذرنا دشوار تھا۔ توپخانہ ایسے راستون پر کیسے جاسکتا تھا۔ بہرحال نوربور کی مجلس مشورت مین یہی رائے قرار پائی کہ تمام صرف ہمت مقامی حفاظت پر ہونا چاہیے۔ اور اس سے زیادہ کوئی کارروائی کرنا خلاف مصلحت اور نامناسب ہی۔ اور حفاظت مقامی بہر وجوہ مکمل تھی۔

افسران۔ اور عیسائی کلرک۔ اور دیگر ماتحت حکام جو اس قابل تھے رات کو مسلح۔ پیدل اور سوار۔ شہر مین اور چھاونی مین گشت کرتے تھے۔ اور اس بات کا پورا انتظام تھا کہ بحالت ضرورت وہ بہ آسانی قلعے مین داخل ہوسکین۔ یا موقع ہی پر اُنکے واسطے اعانت پہونچ جاے قلعے مین سپاہیون کی لین کے رخ پر توپین چڑھی تھین۔ اور شہر کی طرف بھی تھین جہان سے کوئی شورش سُن پڑتی۔ وہان فوراً گولہ باری ہوسکتی تھی قلعے مین کسی دیسی آدمی کے جانے کی اجازت نہین تھی۔ البتہ افسرون اور

گوردن کے ملازم جانے پاتے تھے۔ پھاٹک پر۔ اور عقب قلعہ مسلح گورکا پہرہ رہتا تھا۔

فوجی حکام کے ساتھ سیول حکام اور اُنکے کلرک بھی گشت اور گرد آوری مین شریک ہوتے تھے۔ اور سیتا اس حالت مین بھی اپنے شوہر سے جُدا نہین ہوتی تھی۔ مردانہ لباس پہنے۔ اپنی صبا رفتار گھوڑی پر سوار۔ فن شہسواری کی داد دیتی تھی۔ دیکھنے والونکو حیرت اور تعجب ہوتا تھا۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ کہان تو پردے اور تنہائی کے قید مین رہتی تھی یا اب اُسنے ممنوعات کو بالاے طاق رکھ کر کس خطرناک کام مین شوہر کی رفاقت اختیار کی ہی۔ ایسے خطرون کو۔ یا میدان کارزار کے خطرون کو تو۔ اگر مسٹر سیرل پاس ہون۔ سیتا خیال مین بھی نہین لانے والی ہی میدان کارزار کے مخاطرے سے بیخوفی کا تو ابھی امتحان نہین ہوا تھا۔ مگر رات کی گشت مین تو اسکو بڑی ہی دلچسپی تھی۔ چاہے آندھی آوے۔ چاہے زور کا پانی برسے۔ چاہے گرمی ہو۔ چاہے۔ سردی ہو۔ مگر یہ مستعد اور جفاکش عورت ہر نوبت مین گشت مین مسٹر سیرل کے ساتھ ہوتی تھی اور شوہر کی رفاقت مین کسی آفت مین پڑ جانے پر کمربستہ رہتی تھی۔

اور اس گشت مین بھی سیتا اپنی حفاظت سمجھتی تھی۔ نواب صاحب اور اپنے سنگدل دشمن کیطرف سے اُسکو طرح طرح کے اندیشے رہا کرتے تھے۔

اور بلدیو نے اکثر اُسکو آگاہ اور ہوشیار کردیا تھا۔ لچھمن سنگھ جمعدار اور بلدیو نے اُسکو فہمائش کردی تھی کہ خبردار رات کو کبھی تنہا نہ رہنا۔

لچھمن سنگھ۔ وہ پُرانا ڈاکو اور گھاتیا ہی۔ نہین معلوم کسوقت کیا کر گذرے اُس سے کچھ تعجب نہین ہی۔

بلدیو۔ ابھی تک اُسکا پتہ نہین ملا ہی۔ مگر مجکو تو بڑی گھبراہٹ یہی ہی۔ کہ اُسکا ٹھکانا نہین معلوم۔ (مسٹر سیرل سے) سرکار۔ وہ تو چارپائی پر پڑا تھا اور ایسی حالت مین وہ دور کا سفر کر ہی نہین سکتا تھا۔ وہ ضرور ضرور فتجور مین ہی۔ مگر کچھ بھی پتہ نہین چلتا۔ فرصت سے ملنا ہی نہین ہوتا۔ کہین عزرائیل پانڈے نے اُسکو میرا بھائی سمجھ کر مار نہ ڈالا ہو۔ لیکن مین تلاش سے غافل نہین ہون۔ جب کبھی سرکار مجکو یہان نہ دیکھین سمجھ لین کہ مین اِسی کام پر گیا ہون

مسٹر سیرل بھی بخوبی سمجھتے تھے کہ سیتا کے واسطے اندیشہ ہی۔ پہلے تو اُنھون نے سیتا کو شاہ گنج چلے جانے کی صلاح دی۔ مگر اُسنے اس بے رخی اور تند مزاجی سے یہ مشورت سنی کہ پھر مسٹر سیرل کو اپنی فہمائش کو مکرر کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔

سیتا۔ بھلا مجکو نراندر کیسے بچا لینگے۔ وہ تو کیسے آپ پہونچ گئے نہین تو اُسدن اُنھین کی جان کی خیر نہین تھی۔ اور میرا حال تو ظاہر ہی۔ اور اگر اُن لوگون کو معلوم ہوجاے کہ مین شاہ گنج چلی گئی ہون تو کیا وہ وہان

آزار رسانی کا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھینگے۔ میرے پیارے اگر مین تمسے لمحہ بھر کے واسطے بھی جُدا ہو جاؤن۔ تو پھر تمکو کبھی نہین دیکھ سکتی۔ پھر تمھارے درشن مجھے نصیب نہین ہو سکتے۔ یہان مین تمھارے ساتھ ہون۔ مجکو کوئی خوف نہین۔ کچھ ڈر نہین۔ اگر خدانخواستہ تم نہ ہو۔ تمھارے دشمن مرجائین۔ تو مین بھی خوشی سے جان دینے کو تیار ہون۔ اب تمسے جدا ہو کر میرا جینا نہین ہو سکتا بغیر تمھارے میری زندگی دشوار ہی۔

مسٹر سیرل۔ اگر مین نہ رہا۔ تو پہلے تو مسٹر فلپ۔ روز۔ اور گریس تمھاری خبرگیری کرینگے۔ پھر تو نراندر۔ اور ایلا موجود ہی ہین۔

سیتا۔ اگر مین تمھارے بعد زندہ رہ جاؤن۔ تو وہ میرے تن کی آسائش کر دینگے مگر۔ مین زندہ ہی نہین رہ سکتی۔ میری جان تو تمھاری جان کے ساتھ ہی۔ تمھارے بعد میری زندگی کہان۔

سیرل۔ تو میری پیاری۔ تو ہمین رہے گی۔ تیری خوشی مجھے منظور ہی۔ اب مین تجھ سے شاہ گنج جانے کو کبھی نہ کہونگا۔ جو کچھ ہونا ہی۔ وہ ساتھ ہی ہو۔

سچ تو یہ تھا کہ اب سیتا کی اگلی طبیعت بدلتی جاتی تھی۔ اب اُسکے خیالات ہی کچھ اور ہو گئے تھے۔ گریس مانسٹن کو اسکے ساتھ دلی محبت ہو گئی تھی۔ اور اسکو وہ اب اپنا دوسرا قالب بنا رہی تھی۔ سیتا بیچاری۔ سادہ مزاج۔

عصمت آگین۔ اور عفت کوش تھی اور اُسکی تعلیم بھی اپنے طرز پر خوب ہوئی تھی۔ گریس کو تو بڑی مسرت یہ تھی۔ کہ اس تازہ تعلیم کے اثر کو سیتا کیسے وجد اور ذوق سے قبول کرتی تھی۔ اُسمین نئے خیالات اور نئے جذبات پیدا ہوتے جاتے تھے۔ جدید معلومات سے اُسکی روح کو بالیدگی ہوتی تھی۔ وہ تو شیکسپیر اور ملٹن کی تصنیفات کے کچھ مضامین سمجھنے لگی تھی۔ شیکسپیر کے ڈرامے تو وہ زیادہ شوق سے اسوجہ سے پڑھتی تھی۔ کہ سنسکرت مین بھی اس قسم کی تصنیفات پڑھ چکی تھی۔ اُن تصنیفات کو تو وہ عجیب سرگرمی اور خوشی سے پڑھا کرتی تھی۔ اکثر مسٹر سیرل اُسکی وجدانیت کو روک دیتے تھے۔ اگر اجازت پاتی تو وہ کھانا۔ پینا بھی پڑھنے کے پیچھے چھوڑ دیتی۔ مسٹر سیرل کو سیتا کی اگلی زندگی کے غیر متحقق تمناؤن کے ادراک کا اب موقع ملا۔ جو کبھی نہین ملا تھا۔ بسا اوقات وہ مسٹر سیرل سے خوشامد کرکے راتونکو جگا کرتی تھی۔ اور پڑھا کرتی تھی۔ مسز پراٹ نے اُسکو جرمی ٹیلر کی مصنفہ "پاک زندگی اور پاک موت" کی ایک جلد دی تھی۔ اس کتاب پر تو وہ شروع ہی سے دلدادہ تھی۔ اور اسکے بہت سے جملے حفظ کر لیے تھے "پلگرمس پروگرس" کا ترجمہ تو اپنی ہی زبان مین پڑھا تھا۔

مس گریس۔ (مایوس ہوکر) مسٹر سیرل۔ ہم اُسکو کیسے روک سکتے ہین۔ اُسکا روز افزون شوق کسی کے مان کا نہین۔ وہ تو ہم سبکو شرا دیتی ہے

جب کبھی مین نے کسی کتاب مین اپنی پسند کے کچھ مضامین دکھلائے۔ وہ چپکے سے اُٹھ کر چلی جاتی ہی۔ اور اُنکو از بر کرلیتی ہی۔ کل مجھ سے کہتی تھی۔ کہ یہ لوگ تو انگریزون کے مذہب اور علوم سے بالکل ہی ناواقف ہین۔ اُنکے یہانکی تصانیف مین تو کیسے کیسے بلند خیالات۔ اور اعلی مضامین ہین۔ اور آتے جاتے ہین۔ اور ہمارے یہان کیا۔ ہم تو مردے سے بدتر ہو رہے ہین۔ ہمارے یہان نہ مصنفین ہین۔ نہ قابل آدمی ہین۔ ہم اور ہماری زبان دونون مردہ ہو رہے ہین۔" آپ ہی تبلایئے۔ کہ اسکا مین کیا جواب اُسکو دیتی۔ مسٹر برنڈن؟۔ آپ فرمائیے کہ اُسکو اور اُسکے شوق کو کیسے روکون

مسٹر برنڈن گیا تبلا سکتے تھے۔

مسٹر سیرل برنڈن۔ اگر آپ اُسکو ذرا بھی پڑھا دین تو آپ کی بڑی ہی مہربانی اور عنایت ہی۔ اور آپ تو اُسکے واسطے بڑی زحمت اُٹھاتی ہین۔ مین نہین سمجھتا کہ آپ اُسکا شوق کیسے روک سکتی ہین اُسنے جو کچھ قابلیت حاصل کرلی ہی وہی آیندہ ترقی پر اُسکو مشتعل کرتی ہی۔ اور وہ استقلال کے ساتھ اُسوقت تک انگریزی پڑھتی رہے گی جب تک اُسکو کافی استعداد نہ پیدا ہو جاے۔ سنسکرت۔ اور ہندی مین تو اُسکو پورا عبور ہی۔ مگر میری بیوی کو پڑھانے مین آپ کا جی نہ گھبرا اُٹھتا ہو۔

مس گریس۔ (فوراً جواب دیکر) نہین مجھے اِس کام مین بہت ہی

خوشی ہی۔ جو حصہ دن مین اپنے وقت کا مین نے سیتا کی تعلیم کے واسطے مخصص کر دیا ہی اُسکی مین بڑی خوشی سے منتظر رہتی ہون۔ اگر آپ اُسکی وجہ پوچھین تو مین بیان کردون۔

سیرل۔ مس مانسٹن مین وجہ پوچھتا ہون۔ تبلائیے۔

مس گریس۔ اُسکی وجہ یہ ہی کہ مجھے اُسکے دل کا پورا اندازہ ہو گیا ہی وہ تڑپ رہی ہی۔ اور بدل مشتاق ہی کہ وہ کسطرح ہملوگون کی ہمنشینی کی قابلیت پیدا کرلے۔ آپ سیتا سے ضرور واقف ہین۔ مگر آپ نہین جانتے کہ اُسکو آپ کے ساتھ کیسا عشق ہی۔ وہ اپنے عشق کی پایان خود ہی نہین بیان کرسکتی۔ وہ تو اکثر کہا کرتی ہی۔ کہ نہ مجھے الفاظ ملتے ہین نہ میری زبان مین ایسی گویائی ہی۔ کہ مین اپنی وارفتگی کی اصلی حالت بیان کرسکون ایک مرتبہ مجھ سے کہنے لگی۔ کہ "مین اُنسے جولیٹ کی سی باتین کرتی۔ مگر وہ ہنسینگے اور مجھے جھپا دینگے۔ لیکن مین ایک زمانے مین جولیٹ ہی ہورہی تھی۔ مین آتمو جن ہی ہوتی۔ دیکھو جب اُسکے شوہر نے لیانیو اُسکے قتل پر بھیجا تو وہ اپنی عصمت کے زور پر خوشی سے مرنے پر راضی ہو گئی۔ وہ کیسی باعصمت کیسی عاشق زار کیسی وفادار تھی۔ پیاری گریس۔ جب مین وہ سین پڑھتی ہون تب رو دیتی ہون۔ ہمارے یہان کی کتابون مین شاذ تری البتہ ویسی ہی کتاب ہی۔ اُسنے اپنے شوہر کے واسطے جان دی۔ اور مین بھی اپنے

شوہر پر جان فدا کرنے کو تیار ہون" (مسکرا کر) مسٹر برنڈن بتایئے تو کہ اُسکے دل مین کیا رنج ہی کاہے کا صدمہ ہی۔ شاید مین اُسکی کچھ تسکین اور تشفی کرسکون۔ مین تو ضرور کوشش کرتی مجھے تو اُسکے ساتھ بڑی محبت ہی مسٹر سیرل کا دل ملگیا۔ وہ جانتے تھے کہ کیا آفت برپا ہو رہی تھی۔ مگر گریس سے کیسے بیان کرسکتے تھے۔

مسٹر سیرل۔ اُسکی خلقت ہی پُرجوش ہی۔ اُسمین ضرورت سے زیادہ مصروفیت پیدا ہو جاتی ہی جسکی اصلاح اور رہبری مجھ پر واجب ہی اور کچھ مجھی پر منحصر نہین ہی۔ بلکہ ہم سب پر واجب ہی۔ کیونکہ آپ بھی تو میری شریک حال ہین۔ کیا اُسکو گانے کا کچھ بھی شوق نہین ہی۔ شاید اسی مین اُسکا دل کچھ اور باتون سے بہلجاتا۔

گریس۔ گانے کا اُسکو کچھ ایسا شوق نہین۔ اُسکو پیانو بجانا سیکھ لینا بہت دشوار معلوم ہوتا ہی۔ مگر گانے سے وہ گوش آشنا ضرور ہی۔ اور آواز تو ایسی پیاری پائی ہی۔ کہ باید وشاید۔ اُسکی آواز میری سی پاٹ دار تو نہین ہی مگر وہ بہت ہی خوش گلو ہی۔ مجکو تو اُسپر رشک آتا ہی۔ تاہم وہ بہت کچھ جانتی ہی وہ اتنا جانتی ہی کہ آپ خیال نہین کرسکتے۔ مین اُسکو دو چار چیزین آسان آسان تبلاتی رہتی ہون۔ آج وہ چیزین مینا کی طرح رٹ رہی تھی اور میرے ہاتھ جوڑتی جاتی تھی کہ مین تمسے نہ تبلاؤن۔ کہین رہ نہ آگئین اور

اُسکا مُنھ چوم لیا۔ وہ رونے لگی۔ اور بھاگ گئی۔ مجھے تو یقین نہین کہ ہندوؤن مین کوئی عورت ایسی اور ہو۔

سیرل۔ بہت سے ایسے لوگ ہین جو اپنے اوصاف آپ نہین جانتے۔ نہ اُنکے پاس ایسے ذرائع ہین کہ اپنی اُن قابلیتون کو ظاہر کرسکین۔ آخر پہلے سیتا کی یہی تو حالت تھی۔ اور اُسکو تو ابھی زمانہ درکار ہی۔ کہ ہماری تعلیم اور تربیت اُن تک پہونچے۔ اگر کبھی اتفاق سے ہمارے مدارس مین کچھ لڑکیان آجاتی ہین تو کس شوق سے تحصیل علوم مین مصروف ہوجاتی ہین کہ لڑکون کا مقابلہ کرتی ہین۔

مسز مانسٹن ان باتون مین۔ اور اس بحث مین بہت ہی کم شریک ہوئین۔ اُنکو خوب معلوم تھا کہ سیتا کی تعلیم و تربیت۔ مجھسے بہتر شخص کے زیر نگرانی ہی۔ وہ کچھ دخل نہین دیتی تھین۔ اور دیکھتی تھین۔ کہ گریس نے اپنے ذمے یہ کام فرض سمجھ لیا ہی۔ اور اسمین اُنکی ایک طرح کی تفریح بھی تھی۔ اور اُنکا یہ بھی خیال تھا کہ اگر گریس سیتا مین اپنا مذاق طبع۔ اور اپنے اوصاف پیدا کردے تو ایک صورت سے وہ خود مسٹر برنڈن کی بیوی بن چکی۔ البتہ وہ سینے پرونے کا کام گریس سے بہتر جانتی تھین۔ اور اس ہنر مین سیتا کی تعلیم اُنھون نے اپنے ذمے لی تھی۔ سیتا کو تو یہ کام بالکل آتا ہی نہ تھا جب یہ میم صاحبات کچھ سینے پرونے بیٹھین تو انگریزی سبق یاد کرنے کے

بعد سیتا بھی اُنکے پاس آکر بیٹھتی۔

یہ کام بھی اُسنے بہت محنت کے ساتھ سیکھنا شروع کیا۔ سوزن کاری مین اُسنے خاص مہارت بہم پہونچالی تھی۔ اپنے دوستون کے واسطے بہت سے کف۔ اور کالر بنائے تھے۔ اور مس گریس۔ اور مسز مانسٹن کی پوشاک مین بہت نازک اور خوبصورت کام بنایا تھا۔

یون ہی وقت گذرتا تھا۔ اور خوشی مین وقت گذرتا تھا۔ پہلا فتنہ فرو ہوچکا تھا۔ یا یہ بات تھی کہ نورپور کے لوگ خوف وخطر کے مقابلے پر مستعد تھے۔ اور اسوجہ سے کسی اندیشے کی کچھ پروا نہین کرتے تھے۔ مگر جولائی کے بہت دن بھی نہین گذرے تھے۔ کہ سیتا اور مسٹر سیرل برنڈن کا خوف تازہ ہوگیا۔

ایک دن رات کو مسٹر سیرل کے گشت کی نوبت تھی بعض احباب کو جو اس گشت مین ساتھ ہوتے مسٹر سیرل نے کھانے پر مدعو کیا تھا۔ سیتا حسب معمول ایک کھڑکی مین بیٹھی ہوئی اپنے بنگلے مین انگریزی سبق یاد کر رہی تھی دن کو سیتا یہان ضرور بیٹھتی تھی۔ اس کھڑکی کے ایک طرف تو چینی گلاب لگایا ہوا تھا۔ اور دوسری طرف سدا بہار چنبیلی کے درخت تھے جنکی مہک سے دماغ کو تفریح ہوتی تھی۔ اسکے سامنے باغ۔ اور باغ کے اُس طرف تالاب۔ اور بلندی پر سامنے قلعہ۔ اور قلعہ پر رایت انگریزی بلند۔ منظر سیتا

کو بہت ہی مطبوع تھا۔ دن مین ایک ہلکا سا چھینٹا پڑ گیا تھا۔ مگر رات خنک اور صاف تھی۔ آسمان پہ ستارے جگمگا رہے تھے۔ پہلے تو کچھ دیر سیتا کھڑکی مین بیٹھی ستارون کی بہار دیکھا کی پھر کھڑکی بند کر کے اپنی پسندیدہ کتاب "Imagination" پڑھنے لگی۔ اُسکے ہر لفظ اور ہر جملے کو آنکھین بند کر کے حفظ یاد کر رہی تھی۔

دفعتہً کچھ کھڑکھڑاہٹ کی آواز اُسکے کانون مین آئی۔ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ مگر کوئی نہ تھا۔ سوچی کہ شاید کسی چڑیا نے آشیانہ بنا رکھا ہو۔ میدان کے اُس پار۔ اصطبل کے قریب۔ سپاہیون کی لین تھی۔ اور وہان لوگ اِدھر اُدھر چل پھر رہے تھے۔ اور پولیس کا سنتری پہرے پر ٹہل رہا تھا۔ کھانے کے کمرے مین لوگ خوش خوش باتین کر رہے تھے۔ اور قہقہے کی آواز آ رہی تھی۔ اور مسٹر سیرل کی بھی تو آواز آ رہی تھی۔ سیتا اپنے خوف پر مسکرا کر پھر پڑھنے بیٹھ گئی۔

مگر پھر کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی۔ آنکھ اُٹھا کر جو دیکھا تو ایسا سمان پیش نظر آیا۔ کہ خون خشک ہو گیا۔ آئینے کے سامنے اُس ڈاکو کی کریہ نظر شکل جو اب زیادہ مہیب ہو گئی تھی اور جسپر بندش بھی تھی نظر پڑی۔ خوفناک آنکھون سے سیتا کو گھور رہا تھا۔ چہرے کا رنگ خاکی۔ اور اُسپہ تخویف کے آثار نمایان۔ صرف ایک فٹ کے فاصلے پر تھا۔ ایک مرتبہ تو یہ کریہ صورت

دیوار پر چڑھتے وقت نظر پڑی تھی۔ پھر کئی مرتبہ دیکھنے کی نوبت آئی۔ مگر ایکی مرتبہ تو اسکی ہیبت اور زشتی درجۂ کمال کو پہونچی ہوئی تھی۔ وہ خباثت اور وہ پاجی پن اس چہرے سے مترشح تھا کہ خدا کی پناہ۔ ریوالور اگر کہین پاس ہوتا تو سامنے کی شکل پر فیر کر دیتی۔ مگر مردانے کپڑے اور ریوالور تو اندر کے کمرے مین رکھا تھا۔ سیتا کے حواس ٹھکانے رہے۔ دوڑی ہوئی دروازے کے پاس گئی۔ اور لوگون کو آواز دی۔ اسوقت تک ڈاکو کو پہرے کے ایک آدمی نے اور بھی دیکھا تھا۔ پھر صحن مین اور جھاڑیون مین کسی کے بھاگنے کی آواز آئی۔ اور لوگون نے پکارنا شروع کیا کہ "لینا۔ پکڑنا جانے نہ پاوے"۔ بلدیو اس موقع پر موجود نہ تھا۔

مسٹر سیرل نے اپنی بیوی کی آواز سُنی۔ سپاہیون کو ادھر اُدھر دوڑتے دیکھا۔ بے قرار ہو کر دستونکو ساتھ لے کمرے کے باہر نکل آئے۔ لوگ ادھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے۔ جج صاحب کے یہان کے متعینہ سپاہی کمک پہ آپہونچے۔ ایک راٹھور سپاہی نے کہا کہ "مین نے کھڑکی پاس کسی کو کھڑے دیکھا ہے"۔ اور پولیس کے ایک آدمی کو پورا یقین تھا۔ کہ وہ باغ کی ایک جھاڑی کے راستے بھاگا ہے۔ لوگ گھوڑون پر سوار ہو کر ہر راستے اور گلی دیکھنے پھرے۔ مگر اُسکا کہین پتہ نہ تھا۔ عزرائیل پانڈے پھر بال بال بچگیا جب اُسنے سیتا کو شور مچاتے سنا۔ تو باغ ہو کر بھاگا۔ اور جھاڑی مین سے

چھپ کر تالاب کے قریب پہونچا۔ تالاب مین پھاند پڑا اور غوطہ لگا کر اُس پار نکلگیا۔ اور تیار مین جا کر بیٹھ رہا۔ جب ہنگامہ فرو ہو لیا۔ تو جہان اُسکو جانا تھا وہان چلا گیا۔

سیتا مسٹر سیرل کے کاندھے سے لپٹی ہوئی بے اختیار رو رہی تھی۔ روتے روتے ہچکیان بندھ گئی تھین۔ مسٹر سیرل لاکھ سمجھاتے تھے کہ کوئی بھی نہ تھا۔ تمکو محض شک ہوا۔ مگر اُسنے تو اپنی آنکھون سے اُس موذی کو دیکھا تھا۔ وہ سمجھانے بجھانے سے سچ کو کیسے جھوٹ سمجھتی۔

سیتا۔ خیر رونے دھونے سے تو کچھ فائدہ نہین تم میرے پاس تھے۔ اُسکی مجال کیا تھی کہ میرا کچھ بنا سکتا۔ آج گشت کو تو بھی چلنا ہی۔ سیرل مجھے ساتھ لیتے چلنا۔ یہان نہ چھوڑ جانا۔ ساتھ چلنے مین میرا دل بہل جاے گا۔ کھڑکی کے نیچے زمین نرم ہی آؤ دیکھین تو شاید پیرون کے نشان ہون۔ واقعی دو نقش قدم تھے۔ جنکا پتہ باغ مین ایک جھاڑی تک چلتا تھا جھاڑی مین کچھ ٹہنیان تازی ٹوٹی ہوئی تھین۔ جھاڑی کے اُس پار پھر کچھ سراغ نہین ملتا تھا۔ عزرائیل پانڈے تنہا آیا تھا۔

سیتا نے جو ارادہ کیا تھا اُس سے مسٹر سیرل نے اُسکو باز نہین رکھا۔ اب تو چاہے دنیا ادھر کی اُدھر ہو جاتی۔ مگر وہ اُسکو تنہا نہ چھوڑتے۔ اور اُنھون نے مضبوط قصد کر لیا تھا۔ کہ کل اُسکو قلعے مین پہونچا آوینگے۔ جہان

ڈاکو کی روح تک نہین پہونچ سکتی تھی - یہ بات ظاہر ہوگئی تھی کہ عزرائیل پانڈے بنگلے کی دیکھ بھال کو آیا تھا - اور یہ بات صحیح طور پر نہین کہی جاسکتی تھی - کہ کس وقت وہ کوئی حملہ کر بیٹھے - تھوڑی دیر کے بعد احباب گھوڑون پر سوار مزے مزے چھاؤنی کی سڑک پر گشت کو جا رہے تھے - مگر آج کی رات اور راتون کی طرح خیر و خوبی سے نہین کٹی - گشت کے لوگ آگے بڑھے جا رہے تھے - کہ دفعتہً آسمان پر کچھ روشنی نظر پڑی - جب دوسری سڑک پر مڑے - اُنھون نے دیکھا کہ لین کے قریب کسی افسر کے بنگلے مین آگ لگی ہوئی ہے - شعلے آسمان کی خبر لیتے تھے - اس بنگلے مین دو نوجوان رہتے تھے جو رات کا لباس پہنے باہر نکل پڑے - اور ریوالور کی جوڑی ہاتھون مین لیے تھے بہت سے سپاہی گھڑون مین پانی لیے دوڑے - بہت سے لوگ اسباب اور فرنیچر - اور صندوق اُٹھا اُٹھا کر الگ رکھتے تھے - کچھ لوگ جلتے ہوئے پولے اُتار اُتار کر پھینک رہے تھے - دو تین آدمی چھت پر چڑھ گئے تھے - اور جہان آگ نہین پہونچی تھی وہان پانی بہایا جاتا تھا - مگر سب بیکار - آگ روکے نہین رُکتی تھی - جو لوگ ہمدردی مین شریک تھے اُنکو خالص ہمدردی تھی - اور جب برگیڈیر صاحب کچھ آدمی ساتھ لیئے موقع پر پہونچے تو سپاہیون نے نعرۂ خوشی مارا - اور سیتا جامے مین پھولے نہین سماتی تھی - جب مسٹر برنڈن پہونچے تو اُنکی خیر مقدم کا بھی نعرہ

مارا گیا۔ برنڈن صاحب بہادر کی جے!۔

جو لوگ جلتے ہوے مکان کو گھیرے کھڑے تھے۔ اُن مین بہتون نے دین دین کی صدا لگائی۔ اور اُن لوگون پر جو آگ بجھانے مین مصروف تھے۔ آوازے کسے۔ بعض آدمی آتش افروزی کو امر ناگہانی سمجھتے تھے۔ مگر مسٹر برنڈن خوب سمجھتے تھے کہ یہان اور ہر جگہ عزرائیل پانڈے کے آنے سے فساد از سر نو تازہ ہو گیا۔ اور یہ اُسی شیطان کے آنے کے علامات ہین۔

اُس رات کو نور پور مین کوئی انگریز نہین سویا۔ سب کمربستہ تیار رہے۔ اور عورت اور مرد قلعے سے اشارے کے منتظر تھے۔ جہان سے وقت پر توپ فیر ہوتی۔ مگر بقیہ رات امن سے گذری صبح کو بدستور قواعد۔ اور جائزہ ہوا۔ اب زیادہ عرصہ تک خطرے مین پڑے رہنے سے کچھ حاصل نہین سہ پہر کو مسز انسٹن اور گریس بھی قلعے مین چلی گئین۔ جہان اور میمین پیشتر سے موجود تھین۔ سیتا اور مسٹر سیرل کی منتظر تھین۔ وہ لوگ بھی تھوڑی دیر تالاب مین کشتی رانی کے بعد کھڑکی کی طرف سے اپنے مکانات مین آکر داخل ہو گئے

باب چہلم

نواب دل خان کے مصائب

تہ خانے مین نواب صاحب اور عزرائیل پانڈے بیٹھے باتین کر رہے تھے

نوابصاحب تو مہراج - تمنے اپنی آنکھون اُسکو دیکھا - مگر تمھارا جانا تمھارا سٹری پن تھا - اور جو کہین پکڑ لیے جاتے -

عزرائیل پانڈے - (ٹرتے پن سے) تو مجھے چار کے ہاتھ سے پھانسی دلوا دیتے - اور تم اپنے دوست کو پھر کبھی نہ دیکھ پاتے - بس اور کیا ہوتا -

نوابصاحب - مگر یہ کیسی آفت ہوئی - کہ سیتا تمھارے پنجے سے پھر بچ نکلی -

عزرائیل پانڈے - (دبے دانتون) آپ کے آدمیون نے تو کاندھا ہی ڈال دیا - جب مین باغ مین پہونچا تو وہ مینڈک کے آگے قدم ہی نہین بڑھاتے تھے - جیسا اُنھون نے قول کیا تھا - اگر اُس قول پہ قائم رہتے تو اسوقت سیتا کو آپ یہین دیکھتے مگر وہ جادوگرنی اب تو وہین کی وہین بیٹھی ہی نہین معلوم اُسنے کیا جادو - ٹونا پڑھ دیا - کہ لوگون کے قدم آگے اُٹھتے ہی نہ تھے - سب خوف زدہ ہو گئے تھے - کیا مین جانتا نہین ہون - مین نے خود اُسکو ایک انگریزی کتاب سے کچھ پڑھتے سنا - ارے سیتا! - مین نے تجکو دیکھا - معلوم ہوتا تھا کہ تیری سانس میرے کانون تک آتی تھی سیتا سیتا - تو نے میرا کہنا سنا ہی نہین - مین تو تجھ سے کہتا تھا کہ آکر میری رانی بن جا -

نوابصاحب - (کشیدہ ہو کر) دیکھو تمنے پھر بیہودہ بکنا شروع کیا -

اور ایک کٹھ پتلی کے پیچھے تم ایسے بڑے آدمی کا یون بیہودہ بکنا بہت بُرا معلوم ہوتا ہی۔ جب تم بیمار تھے تو تمکو خبر ہی نہین کہ تم کیا کیا بک اُٹھا کرتے تھے مگر اب تو خدا کے فضل سے اچھے ہو گئے۔ اب خرافتون کو چھوڑ دو۔ اور بھوتون پریتون سے جان چھوڑاؤ۔ آدمی بنو۔

عزرائیل۔ نواب تمکو کیا خبر ہی کہ کون لوگ آتے ہین۔ نہین تو تم یہان بیٹھے نہ دیکھ پڑتے۔ اُنکی ہرہرام ہرہرام سنکر تم ڈر جاتے۔ کیا اُنکے لوہے کی پیرون کی آہٹ تمکو نہین سُنائی پڑتی؟ سنو۔ !

نوابصاحب۔ (کھڑے ہوکر) عزرائیل پانڈے جو تم بھوتون کو۔ اور ہریداس سنار کو اپنے پاس بلاؤ گے تو مین تمکو اکیلا چھوڑ کر چلا جاؤنگا

عزرائیل۔ نہین۔ ٹھہریے نواب صاحب۔ وہ سب چلے گئے۔ اب آپ خوف نہ کیجیے۔ (کانپ کر۔ اور آنکھین ہاتھون سے بند کرکے) ہان۔ آج تو بہت ایسے آئے جو پہلے کبھی نہین آئے تھے۔ گذک والا بڈھا تازی زخمی اپنے زخمی بال بچونکو ساتھ لیے نظر پڑا۔ اب تو میری آنکھین خون ہو رہی ہین۔ میرا دل خون ہو رہا ہی۔ ہر چہار طرف خون ہی خون نظر پڑتا ہی۔ اُن انگریزون کا خون بھی تو میرے ہی سر پر ہی۔ جو دہلی۔ کانپور۔ اور جھانسی مین مارے گئے۔ خون کی ندیان بہ رہی ہین۔ اور بہتی جاتی ہین۔ مائی جی۔ دیبی جی۔ ابھی پیئے جاؤ۔ خوب پی لو۔

نواب دل خان - یہ تو بڑی خرابی ہوئی - اِس خون سے تو اِسکو نکالنا چاہیئے - اور مہراج یہ تو کہو سپاہیون کی کیا خبر ہی - تمنے اُنکے پاس جانے کو کہا تھا - گئے بھی تھے ؟ کچھ سنتے بھی ہو - مین کیا کہہ رہا ہون - بھوتون پریتون کو رخصت کرو - پھر جب چاہنا بُلا لینا -

عزرائیل پانڈے - نواب صاحب - ذرا مجھے حقہ تو اُٹھا دیجیے مین تو اب جینے سے عاری ہون -

نوابصاحب نے حقہ اُٹھا دیا - عزرائیل پانڈے نے انگیٹھی سے آگ لیکر گانجے پر چلم مین رکھی - اور زور زور دم لگائے -

عزرائیل پانڈے - اچھا نواب صاحب اب باتین کرلیجیے - اب میرے حواس ٹھکانے ہوے - مگر بہت باتین نہ کیجیے گا ابتک میرے زخم مین درد اُٹھا کرتا ہی - آپ مجھ سے کیا پوچھتے تھے - آجکل میرا جی ڈانوان ڈول رہتا ہی کبھی یہان کبھی وہان -

نوابصاحب - مین سپاہیون کا حال پوچھتا تھا - کہین وہ لوگ تمکو دھوکھا نہ دین اور اگر کہین بریگیڈیر اور برنڈن اُنکو لیکر مجھپر چڑھائی کرین تو میرا اور تمھارا تو کہین پتہ بھی نہ ملیگا - پھر نہ مین یہان ٹھہر سکتا ہون اور نہ تم -

عزرائیل - (ہاتھ ہلاکر) چُپ رہو - نوابصاحب تم تو بچون کی سی باتین

کرتے ہو۔ کل رات کو چھاونی مین ایک بنگلہ پھونک نہین دیا گیا۔ آپ نے یہانسے لوکے نہین دیکھے۔

نوابصاحب (طنزیہ) ہان ایک جھوپڑہ پھونکا گیا۔ ایسا لوکا اٹھتا جو ضلع بھر کی خبر لیتا تب ٹھیک تھا۔

عزرائیل ۔ اخاہ۔ آپ تو جانتے ہی نہین آپ سمجھتے ہی نہین۔ ارے صاحب۔ اب تو آگ لگانا شروع ہوا ہی۔ مین تو خود اُس آگ مین اپنے کپڑے سکھلا رہا تھا۔ مین تو وہان موجود تھا۔ مین نے اپنی آنکھون برنڈن کو اور اُس جادوگرنی سیتا کو دیکھا۔ دونون گھوڑے پر سوار تھے۔ برگیڈیر صاحب اور بہت سے حاکم بھی موقع پر پہونچے تھے۔ ہم لوگون نے دین دین کا نعرہ مارا جو لوگ آگ بجھاتے تھے۔ اُنپر آوازے کسے۔ پھبتیان کہین۔

نوابصاحب (بیقرار ہوکر) اچھا۔ اچھا۔ یہ تو سب ہوا۔ مگر اسکا نتیجہ تو یہی ہوا نہ کہ سب انگریز اور ممیمین جاکر قلعے مین ہو رہے۔ مین نہین جانتا کہ اب اُنکو قلعے سے باہر کون نکال سکتا ہی۔ توبہ توبہ۔ یار تمنے بڑی دیر کی اب تم کہین اور فکر کرو۔

عزرائیل پانڈے ۔ کچھ بہت دیر تو نہین ہوئی۔ مگر کیا کرون جیسا اب ہو رہا ہون۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اب تک کچھ کا کچھ ہوتا۔ مگر کیا کرون (رحم کی طرف اشارہ کرکے) یہ اچھا ہو جاے تو تماشہ دیکھ لو۔ اگر آپ تیار ہون تو

ساتھی بھی تیار ہین۔ آپ بتلائیے۔

نوابصاحب۔ (گھبراکر) ہان۔ مگر ابھی تک تو مولوی صاحب ہی نہین لوٹے جب تک وہ نہ آجائین مین کچھ کرنہین سکتا۔ تم مین ابھی تک طاقت نہین آئی کہ پانسو آدمیون کی کمان کرسکو۔

عزرائیل۔ (تحقیر کے ساتھ) پانسو کچھ دے۔ وہی پانسو آدمی پچاس کی بہادری تو اُسدن مین نے دیکھ لی۔ سب کونے اور جھاڑیون مین رات کو چھپتے پھرے۔ اور انگریزون کی گشت آدھ کوس پر دیکھ کر پھر کسی کے پانُون نہ جمے۔ یہی سپاہی ہین۔ واہ رے سپاہی۔ نوابصاحب۔ ہمکو پکے سپاہی دیجیے۔

نوابصاحب اُٹھ کر چلے گئے۔ بہت متفکر تھے۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہین۔ اُنکے دل مین طرح طرح کے اندیشے اور خوف تھے۔ دہلی سے اُنکو ضرور اطلاع حالات ملتی تھی۔ اور اخبارات شاہی مین درج ہوتا تھا۔ کہ ہزارون انگریز روز مارے جاتے ہین۔ فوج شاہی کے ہمراہ فتح و نصرت ہی روز ہزارہا مسلمان حاضر ہوکر جہان پناہ کی عبودیت کا شرف حاصل کرتے ہین اور جب سب انگریز شہر بدر ہوجائینگے اُسوقت جہان پناہ نفس نفیس میدان جنگ مین جلوہ افروز ہوکر گوش ظفر نیوش سے رعایا اور توابعین کی تہنیت اور تبریک سماعت فرماوینگے۔ مگر ان اخبارات کے

ساتھ ہی نواب صاحب کے سالے کا بھی ایک خط آیا تھا جسکو پڑھ کر بیگم صاحبہ زنانخانے مین بیٹھی رو رہی تھین۔ اُسکا مضمون تو اخبارات کے بالکل برعکس تھا خط کا کچھ مضمون درج ہی۔

"شہر کے قریب ایک ہلندی پر انگریزی فوج مقیم ہی۔ توپخانے سے گولہ باری ہو رہی ہی جس سے ہزارون زخمی ہوتے ہین اور ہزارون جان بحق تسلیم کرتے ہین۔ کھلبلی مچی ہی۔ آفت پڑی ہی۔ کلیجہ پانی ہو رہا ہی۔ ہمین شک نہین کہ ہزارون سپاہی یہان موجود ہین اور ہزارون آتے جاتے ہین مگر اُنکا کوئی سردار نہین اور بہت تو آپس ہی مین کٹے مرتے ہین تمھارے شوہر کی طرف سے تو بڑی اُمید تھی۔ مگر وہ کہین نظر بھی نہین پڑتے۔ وہ شہنشاہ عالم پہ جان نثاری کے واسطے اپنی فوج لیکر ابتک کیون نہین حاضر ہوے۔ نوربور کا قلعہ تو مدت ہوئی کہ وہ فتح کر چکے ہونگے اب اُنسے کہو کہ وہین چھپے نہ بیٹھے رہین۔"

بھائی نے خوب کیا کہ یہ باتین لکھین۔ مگر بیگم صاحبہ تو یہ سر پیٹتی تھین کہ اسکا جواب کیا لکھین۔ نواب صاحب تشفی کے واسطے گئے مگر حضرت کی اُلٹی آنتین گلے پڑین۔ بیگم صاحبہ نے ایسی جلی کٹی سُنائی کہ حیران رہ گئے۔

بیگم صاحبہ۔ نواب۔ لو تم میرا دوپٹہ لو۔ اور اوڑھ کر کسی تہ خانے مین بیٹھ رہو۔ چوڑیان پہن لو۔ مجھے تو تمنے نہ دلی طرف کا رکھا نہ پلی طرف کا۔ تم تو ایسے ناشکرے اور احسان فراموش ہو کہ تمھاری منحوس صورت خدا کسی کو

نہ دکھاوے۔ جہان پناہ کے یہانسے خطاب پایا خلعت پایا۔ اور اُنھین کا وقت پر ساتھ نہین دیتے ہو۔ بس اتنی ہی تو پہچان ہی۔ اور نہ کچھ بن پڑے تو جاکر چلو بھر پانی مین ڈوب مرو۔

مترجم۔ بیگمصاحب۔ آپ کچھ نہ کہیے۔ اِنکے مولویصاحب آتے ہونگے اُنسے کہدیجیے گا۔ وہ انکو درست کر لینگے۔

نوابصاحب بیچارے بیگمصاحبہ کو کیا سمجھاتے کہ وہ طوق تو جھوٹھا تھا اور اُسکی قیمت مشکل دس روپیے تھی۔ نہ اُس پھٹی پُرانی عبا مین اتنا اثر ہوا کہ اپنے ساتھ ایک فوج کھینچ لیتی۔ یا اُس سے حوایج ضروری رفع ہوتے۔ یا دفع ہوتے یا روا ہوتے۔ جناب کی زبان بند تھی۔ اگر زبان آوری کرتے۔ تو سننے کے علاوہ کچھ پاتے بھی۔ دہلی مین سلیم شاہی ساخت کے اُسوقت بھی بنتے تھے۔ بادل رنجور و خاطر مجبور چپکے نجم النساخانم کے یہان چلے گئے جہان شاذ و نادر ہی تشریف لیجایا کرتے تھے۔

مگر یہان پہونچکر تازہ مصیبت مین پھنسے۔ ان خاتون عصمت دستگاہ۔ اور عفت پناہ کو اتنی تاب نہ تھی کہ وہ شاہی فوج کی فتح کے لاطائل قصے اور انگریزون کے قتل کے واقعے سنین۔ نوربور سے جو میم صاحبات آتی تھین وہ انسے بمحبت و بہ اخلاق پیش آتی تھین۔ اور اُنکو بھی اُن کے ساتھ اُنس تھا۔ مس مانسٹن کو تو بیگمصاحبہ خود جاکر بچاتین اور اُنکا بال بیکا

ہونے دیتین۔ نجم النسا خانم بہت حسین تھین۔ شریف اور عالی خاندان تھین۔ اُنکے اعزا امیر کبیر تھے۔ جوارمین اُنکے حُسن اور اوصاف کی شہرت تھی۔ وہ اپنے اعزا سے ملا کرتی تھین جو اُنسے بیان کرتے تھے۔ اور کہہ جاتے تھے۔ کہ "ابھی چاہے ہم چپ رہین۔ مگر موقع پر ہملوگ انگریزون کی رفاقت مین جان ہی دیدینگے۔ جبتک جان مین جان ہی ہم اُنکے ساتھ ہین"

ان حالات اور خیالات مین جب نواب صاحب اُس پری جمال کے یہان پہونچے تو بیگم صاحبہ نے بجاے ملامت آمیز تقریر کے افسردہ لہجے مین اُنکو انگریزون کے عنایات یاد دلائے۔

بیگم صاحبہ۔ دیکھیے نواب صاحب۔ آپکے خاندان کے انگریزون سے بہت قدیم مراسم ہین اور لارڈ لیک کے وقت سے اتحاد روز افزون ترقی کے ساتھ چلا آتا ہی۔ اس نازک وقت پر احسان فراموشی نہ کیجیے حق دوستی ادا کیجیے۔ اپنی جان اور ریاست کو وبال مین نہ ڈالیے۔

مجھے افسوس ہی کہ ناظرین سے مین قصے کی طوالت کے خیال سے پوری تعریف اس پسندیدہ خصائل عورت کی نہین بیان کرسکتا۔ تو البعین پہ مہربان فیضرسان۔ اور کرم گستر۔ اپنی تقدیر پر صابر اور شاکر۔ پرہیزگار۔ پابند صوم وصلوٰۃ۔ سادہ مزاج۔ سادہ لباس۔ معزز اور موقر تھین۔ ایسی معزز عورت اسوقت ملک مین کوئی اور نہ تھی۔ ہندو۔ اور مسلمان سب تو

نجم النسا کے خیراندیش اور خیرطلب تھے۔

نواب صاحب ترچھی پگڑی باندھے دانتونکے تلے اُنگلی دبائے بیگمصاحبہ سے باتین کر رہے تھے۔

بیگمصاحبہ۔آپ کیا کرین؟ آپ کیا کرین؟ آپ یہی کیجیے کہ برگیڈیر صاحب اور جج صاحب سے فوراً جا کر ملیے۔ کہیے کہ مجھے دھوکھا ہوا۔ میرے قصور معاف کیجیے۔ منادی کرا دیجیے کہ آپ تا دم واپسین انگریزون کا ساتھ دینگے۔ اور نواب صاحب۔ خوب یاد رکھیے کہ میدان انگریزون ہی کے ہاتھ رہے گا۔ وہ سب کو بھگا دینگے۔ اُنکے مقابلے پر کوئی نہین ٹھہرے گا۔ پہلے بھی تو اُنھین کی فتح ہوئی تھی۔ اگر خدا کا اُنپر کچھ عتاب ہی تو وہ اُسکے سامنے سر جھکا دینگے اور پھر عزت پا دینگے پھر سربلند ہونگے اگر آپ نہ جائیے۔ تو مجھی کو جج صاحب کی میم صاحب کے پاس جانے دیجیے ضرورت پڑے تو تمھاری بھلائی کے واسطے مین سرکار ملکہ معظمہ کے پاس جانے کو تیار ہون۔ نوابصاحب مجھے کسی طرح گوارا نہین کہ مین کسی کی زبان سے آپ کی بُرائی سنون۔ انگریزون کے ساتھ شرط وفا پوری کیجیے۔ وہ آپ کی خیرخواہی کا آپ کو صلہ دینگے۔

نوابصاحب۔جب سے اُن لوگون نے جھانسی اور ناگپور پر قبضہ کرلیا۔ مجھے اُنسے نفرت ہوگئی۔ اُنکا مرنا ہی اچھا۔ ہر جگہ مر رہے ہین۔ خدا

کرے سب مرجائین - اگر پہلے انگریز بھی ایسے ہی ہوتے تو میرے آبا اور اجداد اُنکو مار کر نکال دیتے - اور اُنسے مین ضرور مقابلہ کرونگا - انشاء اللہ تم دیکھ لینا - کہ مین کیا کرتا ہون - تم اگر اپنی خیریت اور عزت چاہتی ہو تو چپ بیٹھی رہو - نہین تو ——

مترجم - ماشاء اللہ - نواب صاحب - سرکار مزاج سنبھالیئے سیدھی زبان پہ یہ غصہ - اگر قصور معاف - حضرت کی پہچان تو دوسری بیگمصاحبہ کے یہان ہمنے بھی کچھ سن لی ہی - اب آپ آدمیون کے مان کے نہین رہے آپ کے اتالیق تو تہ خانے مین بیٹھے ہین -

بیگمصاحب - (محزون ہوکر) جو سچ تھا مین نے عرض کر دیا آیندہ جو خدا کی مرضی ہو - خدا ہی آپ کو اپنے حفظ و امن مین رکھے - آپ کو راہ نیک دکھلاوے -

یہ سب باتین ہوتی تھین اور بہت سی گفتگو درپیش رہتی تھی مگر اس سے نواب دل خان کی خاطر اندوہگین کی تسکین نہین ہوتی تھی - اُنکے گھر مین بہت سی تفریقین تھین - جہان نوابصاحب پہونچتے تھے مخالفت سے دوچار ہوتے تھے - اور عرصے تک بارہا یہی سوچتے رہے - کہ انجام کار بہتر چارہ کار یہی ہی کہ جاکر جج صاحب اور ریگیڈیر صاحب کے پاس حاضر ہوجاؤن - اور اُنکا صدق و اخلاص کے ساتھ شریک رہون - غمگین

رہتے تھے۔ اور کسی طرح چین نہین آتا تھا۔

کوئی صورت نظر نہین آتی
کوئی امید بر نہین آتی
آگے آتی تھی حال دل پر ہنسی
اب کسی بات پر نہین آتی

اگر کبھی تہ خانے مین جاتے تھے تو اپنے مہان عالیشان کو کبھی توگا نجے کے نشے مین ہذیان بکتے سنتے تھے۔ کبھی افیم کی پینک مین اونگھتے دیکھتے تھے۔ کبھی بھوتون پریتون کو پکارتے پاتے تھے کبھی سیتا کے عشق مین اُسکو سر ٹکراتے دیکھتے تھے۔ ہر طرح سے نوابصاحب بنگ تھے۔ چار ناچار سب باتین قسمت پر محول کر دی تھین سخت مصیبت مین جان تھی۔

واقعی نوابصاحب کو اسوقت جناب مولویصاحب قبلہ کی تعلیم و تلقین کی ضرورت تھی۔ اگر جناب موصوف تشریف لاتے تو نوابصاحب مین تازہ روح پھونک دیتے اور اُنکے امور ضروری کے متکفل ہوتے خیریت سے تھوڑے ہی دنون کے بعد مومی الیہ رونق افروز ہوے۔ باچھین کھلی جاتی تھین۔ چہرہ خوشی سے قندھاری انار ہو رہا تھا۔ اپنے زعم مین نوابصاحب کو مژدہ دینے لگے۔

جناب مولوی صاحب۔ حضرت نوابصاحب۔ حقیر تو سفر دور دراز کی

زحمتین اور مصائب اُٹھا کر آستانہ عالی تک پہونچا ہی۔ گو بحمداللہ کہ اطراف وجوانب سے اخبار فرحت آثار گوش زد ہوے حضرت نے۔ جھانسی کانپور فتحگڈھ۔ باندا۔ اور اودھ کے واقعات تو سُنے ہونگے۔ جہاں ہزارہا نصرانی واصل جہنم ہوے۔ ٹیھور کے نانا صاحب نے باغیونکو مجتمع کر کے اور توپخانہ اور دیگر سامان جنگ ہمراہ لے کر دہلی کا قصد کر دیا ہی۔ اور کلکتے کی طرف کا بھی ارادہ ہی۔ کلکتے پہونچکر وہ مرد کارزاران کفار کو شہر بدر کر دیگا۔ اور اُنکو جہازون مین لاد کر سمندر پار اوتروا دیگا۔ راجپوتانے کے راجگان بسالت نشان بھی آمادہ نبرد آزمائی ہین۔ مہاراجہ سیندھیا اور ہولکر کے افواج نے اپنے آقایان کی غفلت شعاری اور سہل انگاری دیکھ کر بغاوت کر دی اور ارادہ ہی کہ بعد برسات کے جب منافذ و مراحل قابل مرور و قیام کے ہو جائین۔ اور توپخانے کے لیئے راستہ صاف ہو جاوے تو وہ لوگ بھی داد شجاعت و مردانگی دین۔

مترجم۔ بہت بجا ہی۔ اور نہایت مناسب ارشاد ہوا۔ سردست تو وہ حضرت کے دماغ معطے کی سیر کر لیتے تو بہتر ہوتا بعد برسات تو جو کچھ ہوتا وہ دیکھ لیا جاتا۔

مولوی صاحب۔ نانا صاحب پیشوا ہونگے۔ فرانسیسی لیٹینٹ مع پلٹن کے سب اُنکے شریک ہونگے۔ پونا مین مرہٹے صف بستہ مستعد جنگ ہین۔ ایک ایک

جان نثاری کرینگے۔ فنون مردانگی دکھلائینگے۔ آرا کوٹ۔ ویلور۔ سرنگاپٹم اور دکن کے مسلمان اشارے کے منتظر ہین چشم زدن مین صفین کی صفین تہ تیغ بے دریغ کرینگے۔ حیدرآباد۔ اورنگ آباد۔ گورمین بھی تیاریان ہو رہی ہین۔ نواب صاحب کیا آپ دین پر فدا ہوتے مین تاخیر کرینگے۔ ضرور مین عرصے تک شرف حضوری سے محروم رہا۔ مگر نیازمند ہر چہار طرف پھرتا رہا۔ معتبر اخبار جو انگریزی اخبارات مین درج ہین۔ بندگان عالی کو سناتا ہون۔ اور کذب و دروغ سے گھبراتا ہون۔ انگریزی اخبار نویس بھی تو حواس باختہ ہو رہے ہین۔

نواب۔ اور جناب یہ تو فرمائیے کہ دہلی مین کیا ہو رہا ہے۔

مولوی صاحب۔ ایسا کارنمایان تو صفحۂ تواریخ مین نظر سے نہین گذرا۔ از آدم تا ایندم ایسی دلاوری اولاد آدم سے ظاہر نہین ہوئی جیسی فوج سلطانی کے مردان شجاعت توامان سے ہو رہی ہے۔ انگریزون کی فوج پرانے قلعے کے قریب پسماندہ اور رنجور پڑی ہے۔ ادھر شہر پناہ کے قریب وہ لوگ پہونچے نہین کہ شاہی فوج نے انکی توپین چھین لین اور بے تحاشا بھاگے۔ اب نئی توپین کہان پاوین۔ ہا۔ ہا۔ قہقہہ۔

مترجم۔ واہ مولویصاحب۔

مولویصاحب۔ خوب ہو کہ یہ اپنی سزا کو پہونچین۔ جب ہم سب اُنپر یورش

کرینگے تو صفحۂ ہستی سے اُنکو معدوم کردینگے - اب ایک مژدہ اور سناتا ہون اور وہ یہ ہی کہ نیاز مند ازلی جھانسی جاکر لکشمی بائی رانی سے ملا -

مترجم - کیون بیچارے نواب کو جھانسا دیتے ہو - مولویصاحب اُس غریب کے سر کیون آفت لاتے ہو -

مولوی صاحب - وہ بہت مشتاق تھین کہ نورپور فتح کرکے نوابصاحب یہین تشریف لاکر مجھ بیوہ کی دستگیری اور اعانت فرماتے - میرے حال زار کے شریک ہوتے - بیس ہزار فوج اسوقت اُسکے پاس موجود ہی - انگریزون نے اُسکے ممالک چھین لیے تھے - مگر اُس نوشابہ صفت کو دیکھیے کہ اُنپر پھر قبضہ کرتی جاتی ہی - حضرت عجیب عورت ہی - اُتنی ہی جرأت اور مردون مین ہوتی -

مترجم - تسلیم - جناب مولویصاحب - اچھی کہی - آخر والاجلہ دیکھنا ہی - کہ نوابصاحب پر کیا اثر کرتا ہی -

مولوی صاحب - رانی نے دفینے اور خزانے کھولدیے ہین - جود و سخاوت مین حاتم کو شرما رہی ہی -

مترجم - مگر آپ نواب صاحب کو شرما رہے ہین جناب مولوی صاحب -

مولویصاحب - نانا صاحب اسکی شرکت ایک لاکھ آدمیونسے کرینگے اور تعلقداران اودھ

پچاس ہزار آدمیونسے رانی صاحبہ کے شریک ہونگے۔

مترجم - واقعی تعلقداران اودھ کے ذمے رانی جھانسی کے ساتھ وفاداری فرض تھی۔ اور مولویصاحب کا سا جغرافیہ دان اور مورخ نہ دیکھا نہ سنا۔

مولویصاحب - جناب والا۔ مین جانتا ہون کہ کوئی دو لاکھ آدمی اِسوقت رانی کے پاس ہین۔ حساب تو کیجیے کہ دو لاکھ آدمی تو یہ ہوے اور گوالیار۔ اور اندور کی فوج۔ اور تمام مقامات کی فوج جوڑ لیجیے۔ تبلایئے تو کیا میزان ہوئی۔

مترجم - نواب صاحب بیچارے حساب کتاب کیا جانین۔ مولویصاحب آپ ہی صحیح میزان بتا دیجیے۔ مین شرط کرتا ہون کہ کبھی نہ بتا سکیے گا۔ آپ کیا کیجیے۔ آپ کے حافظے کا قصور ہوگا۔

مولویصاحب - کم سے کم پانچ لاکھ آدمی تو ضرور حامی دین ہو جائینگے۔ انگریز صرف دس ہزار ہین۔ وہ بھی تمام ہندوستان مین منتشر ہین۔ مثل اوراق پریشان ہو رہے ہین۔ اُنکو برباد کر دینا کیا بڑی بات ہی۔ حضرت وہ جوگی برہمن کہان ہی۔ وہ کیا کر رہا ہی۔ نورپور کی فوج کی رہنمائی تو اُسنے اپنے ذمے لی ہی۔

مترجم - جناب اُنسے خبر نہ ہوجیے گا۔ وہ آپکے بھی مرشد ہین

نوابصاحب۔ حضرت۔ اُنکے چہرے پر تو زخم کاری لگا تھا مجھے تو اندیشہ تھا کہ جہان گذران سے وہ سفر کر جائینگے۔ یہی مجبوری رہی وہ کچھ بھی نہین کر سکے یہ حقیر بھی اُنکی خدمتگذاری سے اب بہت سیر ہو گیا ہی۔ یا تو ضعف سے یا گانجے کے نشے سے اُنکا ہذیان بہت بڑھ گیا ہی۔ دن رات اپنے بزرگ اور پرستیدہ بھوتونکو پکارا کرتے ہین۔ اُنکے تو پاس جانے سے دل بھاگتا ہی مگر اب تو وہ تندرست ہوتے جاتے ہین۔ اور۔ زخم بھی مندمل ہو چلا ہی۔

مولوی صاحب (ہاتھ ملکر) خیر۔ مین اُنکے کچھ احباب کو ہمراہ لایا ہون جنھون نے جھانسی مین کارگزاری کی ہی۔ مجھے یقین ہی کہ وہ لوگ اُنکو تندرست کر لینگے۔ جناب نوابصاحب۔ آپ مطلق اندیشہ نہ فرماوین۔ وہ آپکو کچھ زحمت نہین دے سکتے۔

نوابصاحب۔ جی مجھے اور کوئی خیال نہین ہوا۔ مین کہتا ہون۔ کہ ایسا نہو کہ نورپور تک یہ خبر پہونچے۔ اور لوگ ——

مولویصاحب۔ میری تو عین مسرت ہی کہ یہ خبر نورپور تک پہونچائی جاے اور آپ کیا سوچتے تھے؟ وہ بھی فرمائیے!۔ ان اودھ والون کو اُنکے حال پر چھوڑ دیجیے۔ وہ خوب جانتے ہین کہ کون بات کسطرح کیجاتی ہی۔

جب نورپور کی فوج آپ کے ہمراہ ہوگی۔ اُسوقت آپ کی قوت دوگونہ ہو جاوے گی۔ تب آپ بے تکلف نہضت فرماے جھانسی ہو جیئے۔

بالفعل آپ اپنے تئین کمزور خیال کرتے ہین۔ ہی نہ یہی بات سچ فرمائیے گا یہی سوچ رہے تھے نہ آپ۔

مترجم۔ مولوی صاحب اب تو آپ لوگون کے دل کی بات تبلانے لگے۔ آپ کی زندگی کا اس غدر مین خدا حافظ۔ مگر آپ کا دم غنیمت ہی۔ آپکی ذات تو مغتنمات سے ہی۔

نواب دل خان نے آہ سرد بھری۔ بیچارے کا قسمت سے کیا زور چلتا۔ پھر نوابصاحب نے ٹھنڈی سانس لی۔ مگر افسوس کہ اب نوابصاحب کی قسمت کا فیصلہ ہوا جاتا ہی۔ نواب صاحب کے مزاج مین اتنا استقلال نہ تھا کہ مولویصاحب کے باغ سبز کو دیکھکر خودی سے گذر نہ جاتے۔ مزید بران در آدمی بھی آگئے تھے۔

صحن مین بہت سے پیرون کی آہٹ معلوم ہوئی اور کسی نوکر نے نواب صاحب سے آکر اطلاع کی کہ کچھ سپاہی آئے ہین جو فوراً حضور مین باریابی چاہتے ہین۔

نوابصاحب۔ اچھا بلالو۔

مولویصاحب۔ اُن لوگون کو آنے دو کہ جناب نواب صاحب کو سلام تو کرلین۔

بیس پچیس آدمی بھر بھرا کر کمرے کے اندر داخل ہو گئے۔ اور داہنا ہاتھ

اُٹھا کر پکارے "جے کالی ماتا کی" "نواب دل خان بہادر کی جے"

نواب صاحب - آیئے تشریف لایئے - آپ لوگون کی بڑی عنایت ہوئی کہ غریب خانے کو آپ نے سرفراز فرمایا - لے اب بیٹھ نہ جایئے -

سب آدمیون نے فوجی قاعدے سے سلام کیا - اور دو قطارون مین بیٹھ گئے - وہ لوگ کوئی وردی نہین پہنے تھے - البتہ کمر پر پیٹی باندھے تھے بندوقین سب کے ہاتھون مین تھین جو ضرورت کے وقت فوراً کام دتیین سب بڑے مضبوط اور تنومند جوان تھے - بڑے کرارے سپاہی تھے - موچھون پر تاؤ دیتے جاتے تھے - اور کبھی نواب صاحب کو دیکھتے تھے کبھی انکا دیوانخانہ دیکھتے تھے - مگر سب خاموش تھے -

مولوی صاحب - (دست بستہ ہوکر) جناب نواب صاحب یہ سامنے جو شیر بیشۂ شجاعت بیٹھے ہین یہ کرنیل گورنجش تیواری ہین - پہلے آپ توپخانے مین حولدار تھے - اور اب کل جھانسی کے توپخانے کے کمانیر ہین - اور درجہ کرنیلی پر سرفراز ہین - انپر نظر عنایت رکھیے گا - کرنیل صاحب! ادھر آیئے ہم لوگون کے پاس آکر تشریف رکھیے - آپ ہمارے دوست ہین - ہمارے مہربان ہین - اگر آپ کی رائے ہو تو سپاہیون کو استراحت کے واسطے حکم دیدیا جاوے - یہ لوگ بہت تھکے ماندے ہین - اپنے سرغنہ کے اشارے پر سب سپاہی اُٹھ کھڑے ہوے اور فوجی انداز سے سلام کیا اور مکان کے باہر

چلے گئے۔

اب تینون صاحبون مین تخلیہ مین گفتگو شروع ہوئی۔ حصہ ملک کے لوگون کے طبائع کی حالت پر رائے زنی ہوئی۔ نورپور پر قبضہ کر لینے کے افکار سوچے گئے۔ راجہ ہرپال سنگھ کی سرکوبی کے تدابیر پر تقریر ہوئی۔ مگر حولدار کو یہان آنے سے اوران باتون سے کچھ خوشی نہ ہوئی۔ مولوی صاحب نے تو جھانسی مین زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے تھے۔ مگر یہان وہی ڈھاک کے تین پات۔ حولدار ایک گرگ باران دیدہ۔ اُسکی نظر مین نوابصاحب کے سپاہیون کی ذرا بھی وقعت نہ ہوئی۔ اور نواب صاحب کو بھی جو غور سے دیکھا تو کچھ یون ہی سا پایا۔ اُسکو یہانتک آنے پر کسی قدر افسوس ہوا۔ ہرپال سنگھ کا حال جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ محض ایک غارتگری پیشہ ہے۔ جو آس پاس کے مقامات مین لوٹ مار کیا کرتا ہے۔ اور ساتھ کا پکا نہین ہے۔ اب نورپور کی فوج کو البتہ دیکھ لینا ہے۔ کہ اُسکا کیا رنگ ہے۔

گوربخش۔ اور یہ تو بتلایئے کہ ہمارے گرو جی کہان ہین۔ عزرائیل پانڈے اب تک ہمسے ملنے کیون نہین آئے۔ وہ آدین تو بات بنے۔ بغیر اُنکی صلاح کے کسی بات پر رائے نہین جم سکتی۔

نوابصاحب۔ اگر آپ مٹری سے نہ ڈرتے ہون تو مین آپ کو ابھی لے چلتا ہون۔ مین تو جب جاتا ہون تو احتیاطاً ریوالور کیطرف اشارہ کرکے

ساتھ لیے جاتا ہون - جناب مولوی صاحب آپ یہین تشریف رکھین - ہم لوگ تھوڑی دیر مین واپس حاضر ہوتے ہین -

نوابصاحب گوربخش کو ساتھ لیکر زینے اُترنے لگے - اور عزرائیل پانڈے کے مجنونانہ حرکات - اور اُسکی ہررام ہررام کی رٹ کا حال کہتے جاتے تھے اُسکے مجروح اور بیمار ہونے کا بھی قصہ مختصر بیان کردیا -

گوربخش - اخاہ - "نوگردجی" "گورورا پوران" پڑھا کرتے ہین اور اسکے پڑھنے والون کا یہی حال تو ہوہی جاتا ہی مجھے کچھ خوف نہین ہی - آپ چلیے

باب چہل و یکم

فتنہ پردازی

ہملوگ تہ خانے سے - اور وہان کے رہنے والون سے - اور اُس کی سحر پرستی سے - اور اُسکے مجنونانہ حرکات سے بخوبی واقف ہین - عزرائیل کی بداطواری - اور سیہ کاری اِس درجے کی تھی کہ اُسکے قدیم شاگرد کو بھی اُسکے پاس جانے مین پس و پیش ہوتا تھا - فرصت نے دروازے ہی پر نوابصاحب سے کہا -

فرصت - آپ باہر ہی ٹھہرین تو اچھا ہی - اِسوقت تو اُسکے پاس

سب بھوت اکٹھا ہین - اور وہ بڑی زور سے چلا رہا ہی - غل مچاتا ہی - شور کرتا ہی - تلوار کی پوجا کر رہا ہی - دیکھئے - تلوار کو بھینٹ چڑھانے کو مُرغ کے خون کی ضرورت ہی - مرغ لیے جاتا ہون -

گوربخش - نہین مجکو تو جانے دو - مجھے ایسا منتر معلوم ہی کہ جسکے پڑھتے ہی عزرائیل پانڈے چپ ہو جائینگے - یہ اور بات ہی کہ اُس منتر کے باہر اب وہ نکل گئے ہون - نہین میرا منتر تو ایسا ہی کہ اُسکے زور سے وہ چیخنا چلانا سب چھوڑ دینگے -

گوربخش کے ہاتھ مین ایک مضبوط سونٹا تھا جس سے وہ تلوار کا مقابلہ کر سکتا تھا - مگر اُسوقت کی کیفیت دیکھ کر اُسکے بھی قدم آگے نہین اُٹھتے تھے -

کمرے مین اندھیرا چھایا ہوا تھا - اس قدر دھوپ جلا رکھی تھی کہ دھوئین سے کوٹھری بھر گئی تھی - چراغ کی روشنی ماند تھی - ایک گوشے مین عزرائیل پانڈے سامنے دو چراغ رکھے پلتھی مارے بیٹھے تھے دھونی رمائے دھیان کر رہے تھے - ایک مستطیل کتاب بھی تھی جس سے کچھ پڑھتے جاتے تھے - اُسکے پاس ہی ننگی تلوار رکھی تھی جسپر سیندور ملا ہوا تھا - جابجا تلوار پر خون کے داغ لگا رکھے تھے - اور وہ سفاک آہستہ آہستہ وہی منتر سنسکرت مین پڑھ رہا تھا - گوربخش نے پہلے ہی نظر مین پہچان

لیا کہ گرو جی یہی ہین - مگر دیکھا تو صورت ہی متغیر پائی - وہ قوی الجثہ اب
پوست و استخوان رہ گیا ہی - جلد تک خشک ہو گئی ہی اور جھُریان پڑ گئی
ہین - رگین البتہ موٹی موٹی جسم پہ نمودار تھین - ہاتھ سوکھکر کانٹا ہو گئے
تھے - ماتھے پر کی رگین - اور ہاتھون کی رگین موٹی رسی کی طرح اُبھری ہوئی
تھین - چہرہ تو پہچان ہی نہین پڑتا تھا - داہنے طرف کا حصہ تو غائب
ہی ہو گیا تھا - غیر مندمل زخم سے اندر کے دانت تک دیکھ پڑتے تھے -
اس طرف کا مُنھ ٹیڑھا ہو گیا تھا - جب منتر پڑھنے مین دبانے کو جنبش
ہوتی تھی تو اُسکی صورت بہت ہی خوفناک ہو جاتی تھی - دفعۃً عزرائیل
پانڈے تلوار لیکر کھڑا ہو گیا - اور ہوا مین تلوار چلانے لگا - اور سحر پڑھنا
شروع کیا - تلوار گھماتے گھماتے دم لینے کو ایک جگہ ذرا ٹھٹک گیا -
تلوار کا پھل خود بخود زمین کے رُخ ہو گیا - اور وہ موذی پھر بیٹھکر
کہنے لگا -

عزرائیل پانڈے - نہین آتی ہے - نہین آتی ہے - اور خون مانگتی ہی
خون کی پیاسی ہی - اس بھینٹ سے اُسکا کیا بھلا ہو گا - مگر - دیکھو دیکھو
سامنے دیکھو -

گوربخش نے کپڑے اُتار ڈالے - اور قبل اسکے کہ عزرائیل پانڈے پھر
اُٹھے اُسکے پیچھے جا کر ایک منتر پڑھنے لگا - اس سحر کا اثر عجیب و غریب ہوا

عزرائیل بیٹھے کا بیٹھا ہی رہ گیا۔ اپنی جگہ گڑ گیا۔ جنبش نہین کرسکتا تھا اُسپر سکتہ طاری ہوگیا۔

گورنجش نے اپنے ماتھے پر سیندور کا ٹیکا لگایا کچھ راکھ جسم پر ملی۔ اور اُس سحر کے دائرے مین جو عزرائیل پانڈے نے اپنے گرد کھینچ رکھا تھا داخل ہوا۔ پہلے تو بت کے سامنے جھک گیا۔ پھر دوزانو بیٹھکر زور زور دم کشی کرنے لگا۔

گورنجش۔ بس۔ مائی جی۔ بس۔ نہین تو مجکو بھی ویسا ہی بنا دے (چپ منتظر بیٹھا رہا) تھوڑی دیر مین عزرائیل پانڈے کا چہرہ لٹک گیا ٹھنڈی سانس لی۔ اور اُسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے۔

گورنجش۔ عزرائیل پانڈے اُٹھ کھڑے ہو۔ کھڑے ہوجاؤ۔ مین گورنجش تیواری تیرے پاس کھڑا ہون۔ مائی جی کی تجھپر کرپا ہی "جے کالی دیبی کی" "مہا کالی کی جے" اُٹھو اور اپنے چیلے کو گلے لگا لو۔ گرو جی جو تمنے مجکو منتر نہ بتلا رکھا ہوتا۔ تو آج مائی جی تمکو چٹ کر گئی ہوتین۔

عزرائیل۔ تو گورنجش۔ تو یہان کہان۔ یہان کیسے پہونچا۔

گورنجش۔ نوابصاحب۔ مجکو تم تک لائے۔ نہین تو زمین کے نیچے تمھارا پتہ کون پاسکتا تھا۔

عزرائیل۔ بتاؤ۔ تمنے کیا کیا۔ اب مین اچھا ہوگیا۔ خوف دور ہوگیا

بتاؤ کتنے انگریز مارے۔

گورنجش۔ جتنے جھانسی مین تھے پہلے تو مین اُنکو بچائے رہا۔ اور موقع پہ اُنکو مائی جی کے بھینٹ کر دیا جیسا تمنے بتلا دیا تھا۔ وہی مین نے کیا۔ نتّو کے قریب سب تھے۔

عزرائیل۔ تمنے کسی کو زندہ تو نہین چھوڑا۔

گورنجش۔ کسی کو بھی نہین۔ نہ بچہ نہ بوڑھا۔ نہ عورت نہ مرد۔ لیکن کانپور مین بہت مارے جا رہے ہین۔ سیکڑون۔ نانا صاحب نے ایک کو بھی جیتا نہین چھوڑا۔ مائی جی تو بہت خون پی چکین۔ تم تو اُنکے پوجاری ہو تمنے کچھ بھینٹ نہین چڑھائی۔ یہ کیسی بات ہی۔ خبردار رہنا۔ جب تب تم اُنکو پکارتے ہو۔ منتر جگاتے ہو۔ ایسا نہ ہو مائی جی کسی دن تم ہی کو چکھ لین۔

عزرائیل۔ مین جانتا ہون مین جانتا ہون۔ مائی جی آئی ہین۔ اور خالی پھر جاتی ہین۔ جب مجھے بلا لین مین چلا جاؤن۔ اِس طرف کچھ بھینٹ مین نے نہین چڑھائی ہی۔

گورنجش۔ میرے ساتھ چلکر اور لوگون سے لیے گرو جی۔ ذرا اُن کا جی توڑھا دیجیے۔

عزرائیل۔ مین تو بہت ماندہ ہون تمکو دیکھ کر جی مین جی آگیا۔ اور گھبراؤ نہین۔ ابھی اِس چولے مین جان ہی۔ (کھڑا ہو کر خم ٹھونکنے لگا)۔

نوابصاحب۔ شاد باش۔ شاباش۔ واہ رے بہادر۔ کیا کہنا۔ پھر تم وہی کے وہی ہو۔

مترجم۔ اور حضور بھی وہی کے وہی ہین۔ غائبانہ نیازمندی اور گستاخی معاف۔

عزرائیل۔ نوابصاحب اِنکے آدمیونکو تو باغ مین ٹھہرا دیجیے۔ اور انکو میرے پاس رہنے دیجیے۔ انکے ساتھ ایک دن رہ کر اور اپنے دیس کی باتین اور گانا سنکر مین جی اُٹھونگا۔ سامنے والی دیوار گروا دیجیے۔ روشنی بھی ہو جاے راستہ بھی ہو جائیگا۔ جب چاہین لوگ آوین جائین۔

نوابصاحب۔ ابھی سب بندوبست ہو جائیگا۔ بڑا سوچ تو مجکو یہ ہی۔ کہ اُن لوگونکو ٹھہراؤن کہان۔ اگر کچھ حرج نہ ہو تو باغ کے خیمے مین سب ٹھہرین۔ مگر آگ نہ جلاوین۔

گورنجش۔ مین جاکر سب کو بلائے لاتا ہون۔ ابھی آتا ہون۔ نوابصاحب ہمارے سب کے کھانے پینے کا سامان یہین بھیجدیجیے گا۔

یون ہی کچھ دن گذرے مگر کوئی نقل و حرکت کسی طرف نہ ہوئی۔ فرصت سوچتا تھا کہ جب سے رینا سے آیا ہون بلدیو سے ملاقات ہی نہین ہوئی نہین معلوم کہان ہی۔ کسی بہانے سے کچھ گھنٹون کے واسطے نورپور بھی ہو آیا تھا۔ وہان بھی کچھ پتہ نہ لگا۔ مسٹر برنڈن کی کوٹھی پر بھی تلاش کر آیا۔

اب موقع اچھا ہی۔ لاؤ۔ پھر جستجو کرون۔ اب بہت آدمی آگئے ہین۔ فساد ضرور ہوگا چپ بیٹھے رہنا ٹھیک نہین۔ آدمی تو بہت ہی ہین اُسکو معلوم بھی نہ ہوگا۔ کہ مین کتنی دیر کہان رہا۔" اور اُسکو واقعی نہین معلوم ہوا۔ دیوار باغ کی مسمار کردی گئی تھی۔ اور تہ خانے کا کمرہ بھی کھولدیا گیا تھا۔ عزرائیل پانڈے بیٹھے اپنے ہموطن نوجوانون کو دیکھتے تھے۔ اور خوشی سے پھولے نہین سماتے تھے۔ یہ لوگ کبھی تالاب مین نہاتے تھے۔ کبھی گاتے تھے۔ قہقہے لگاتے تھے۔ شور مچاتے تھے۔ وہی حرکات تھے جو نمبر ۳۴ پلٹن مین اُن لوگون کے تھے۔ حیرت تو یہ تھی کہ اُس غارت پیشہ ڈاکو مین روز افزون توانائی آتی جاتی تھی۔ ایک ہفتے ہی مین وہ تندرست ہوگیا اگلی سی قوت آنے لگی۔ پوری طاقت آجاے پھر کچھ دیر نہین۔

گوربخش نے اپنے جاسوس نورپور کی دو رجمنٹون مین بھیجے۔ مگر دیکھا تو سب مین ایکا نہ تھا۔ بغیر اتفاق کے گوہر مقصود ہاتھ آنا دشوار تھا۔ نفاق کا نتیجہ ہزیمت۔ مگر یہ نہ خیال کرلینا چاہیئے۔ کہ یہ حالات سنکر عزرائیل پانڈے اور گوربخش ہمت ہار گئے۔ اُنھون نے قصد کرلیا کہ خود جاکر لوگون سے ملین ایک رات کو یہ دونون نورپور کے باہر ایک شیوالے پہ گئے۔ پاس کے ایک موضع تک تو سواری پہ گئے۔ وہان سے شیوالے تک پیدل گئے۔ شیوالہ ایک ٹیلے پر شہر سے دور بنا تھا۔ اور وہ ٹیلہ بہت بلند تھا۔ اور اُسپر لمبی گھاس

جمی تھی - یہان سے تالاب - شہر - اور قلعہ جہان جا بجا روشنی ہو رہی تھی صاف نظر پڑتا تھا - تھوڑی تھوڑی دور پر جاسوس بٹھا دیے گئے تھے تخلیے کا پورا بندوبست تھا - سب اندھیرے مین بیٹھے تھے - جتنے لوگ یکجا ہوے تھے سب خاموش - ہوا زور سے چل رہی تھی - اِدھر اُدھر سیار شور مچاتے تھے لڑتے تھے - اِس بات کے لکھنے کی ضرورت نہین کہ کیا کارروائی ہوئی - جو کچھ مراتب عزرائیل پانڈے کی پہلی تقریر مین فروگذاشت ہوے تھے وہ اُنکے شاگرد رشید نے بکمال فصاحت و بلاغت بیان کیے - اُنھون نے لوگون کے طمع کا جال پھیلایا اور ارشاد ہوا کہ

گوربخش - کھلی بات ہی کہ جو لوگ جس عہدے کے جھانسی کی رانی - یا بٹھور کے نانا صاحب کے پاس گئے اُنکی تنخواہ دونی ہوگئی - مین حولدار تھا وہان جاکر سارجنٹ ہوگیا - اب آپ لوگون کی دیا سے کرنیل ہوگیا ہون - سال مین پانچہزار تنخواہ کے پاتا ہون - ہاتھی سواری مین ہی - اور سیکڑون آدمی ساتھ ہین - رانی صاحب - اور نانا صاحب کا تو حکم ہی کہ جسکا جی چاہے چلا آوے - دونی تنخواہ لے - کام کرے - نانا صاحب بڑا سردار ہی - اور رانی کا تو حال ہی نہ پوچھو - ایسی رانی گنگا جمنا کے بیچ مین نہین ہی - واہ ری رانی -

سامعین پر اِس تقریر کا کچھ اور ہی اثر ہوا - دلون مین ولولہ پیدا ہوگیا

جو عزرائیل پانڈے کی خشک تقریر سے نہین ہو سکتا تھا۔

گوربخش۔ دیکھو لکھنؤ مین کیا ہو رہا ہی۔ جھانسی مین کیا ہوا سب راجے تعلقدار۔ ذات پہ جان دے رہے ہین۔ دہلی فتح ہو گئی۔ گوالیار اور۔ اندور کی فوج بھی کمر باندھے تیار ہی۔ کسی دن کچھ لوگ فتح پور چلے آؤ۔ گنتی (جائزہ) کے بعد چلے آؤ۔ توپ دغنے سے پہلے لوٹ آنا مین نوابصاحب سے کہدونگا۔ کہ ناچ دکھلوادین۔ بیٹھکر مزے سے ناچ دیکھنا وہین خوب باتین ہونگی۔ ہم تمکو دیکھینگے۔ تم ہمکو دیکھنا۔

یہ رنگ ہی دوسرا تھا۔ کہان عزرائیل پانڈے کی دھرم۔ اور دین کی فضول بک بک۔ اسکا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ نہ کسی کا مذہب کہین چلا گیا تھا۔ نہ کسی نے آٹے مین گائے کی ہڈی کھالی تھی۔ نہ کسی نے چربی بھرے کارتوس کو ہاتھ لگایا تھا۔ پھر کیسے سب بیدھرم ہو گئے تھے کہان کی بک بک۔ نہ لینا ایک۔ نہ دینا دو۔ البتہ یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہی کہ دونی تنخواہ ملے۔ مال غنیمت مین حصہ ملے۔ لوٹ مار مین کچھ ہاتھ آوے ناچ گھاتے مین دیکھو۔ ناچ دیکھنے کے واسطے تو فتحپور نہین کہونئی دنیا چلے جائین۔ سب مہمان اس نیوتے سے بہت خوش ہوے۔ اور اقرار کیا کہ آج کے چوتھے دن ہم سب فتحپور آوینگے۔ نوابصاحب کے باغ مین ٹھہرینگے۔

گورنجش - ضرور چلے آؤ - کہان پڑے جنم اکارت کرتے ہو - آؤ - چین کرو - ہمکو دیکھو موجین مار رہے ہین - نہین تو تمھاری طرح بندوق لادے لادے کندھا (کاندھا) ٹوٹ جاتا - دیکھو تو نوابصاحب تم سب کی کیسی خاطر کرتے ہین - نواب بڑا نریش ہی - بڑا سردار ہی -

اِس مابین مین فرصت مسٹر برنڈن کی کوٹھی کے قریب پہونچا - اور الو کی بولی بولنے لگا - اور جگہہ بدلتا جاتا تھا - بلدیو نے آواز پہچانی اور جواب ترکی بہ ترکی دیا - البتہ اسکی آواز کرخت تھی - سیتا کے بنگلے مین رہتا تھا جھپکر دہان سے اُٹھا - اور آواز کی سیدھ پہ چلا - بھائی کو دیکھکر گلے لگا لیا - پولیس کا سنتری پہرے پہ ٹہل رہا تھا - الو کی آواز سنکر بدشگونی کے خوف سے درختون پر ڈھیلے پھینک رہا تھا - جب دونون بھائی ملگئے - تو پھر اُس آواز لگانے کی ضرورت نہ تھی - مگر کانسٹبل صاحب خوش تھے کہ ایسا نشانہ لگایا کہ منحوس چڑیا اُڑگئی -

فرصت - مین زیادہ تو ٹھہروںگا نہین - مجھے جلد لوٹ جانا ہی - دو دو باتین سُن لو - عزرائیل پانڈے فتحپور مین ہی - گورنجش حولدار جھانسی سے آئے ہین - اور اُنکے ساتھ بچپین جوان بھی ہین - عزرائیل نئے سرے سے جوان ہوگیا ہی - آج رات کو ایک مندر مین یہان کی رجمنٹ والون سے صلاح ہوگی - چاہے چلے چلو - سُن آوین کہ کیا باتین ہوتی ہین -

بلدیو۔ (خوش ہوکر) ضرور چلونگا۔ تم کھڑے رہو۔ مین لپک کر اپنا بھالا لیتا آؤن۔ (دوڑکر بنگلے سے بھالا اُٹھالایا)

دونون بھائی شیوالے کی طرف چلے۔

بلدیو۔ مین نے تو گانون۔ گانون تمکو ڈھونڈھا۔ مگر تمھارا پتہ ہی نہ ملا۔ اگر کہین دو دن اور رینا مین ٹھہر جاؤ۔ تو گرو جی کو گرو ہی بنا کر چھوڑتا۔

فرصت۔ تمھارے آنے کے دوسرے ہی دن تو نوابنے پالکی بھیجکر اُسکو اُٹھوا منگایا۔ فیجپور مین اُسکے ساتھ ایک تہ خانے مین رہتا ہون جہان چڑیا تک نہین جا سکتی۔ تم کیسے میرا پتہ پاتے۔

جب دونون مندر پہونچے تو وہان سناٹا تھا۔ لاکھ تاک جھانک لگائی۔ مگر کوئی ہوتا تو نظر آتا۔

فرصت۔ کوئی دوسری جگہ شاید سب نے تجویز کی ہے۔ اچھا پھر اب مین تو جاتا ہون۔ مگر خیال رکھنا کہ اب بری ساعت قریب ہے۔ گورنمنٹ تمواری اپاہج بنا بیٹھا رہے گا۔ اور مہراج تو جوان ہوتے جاتے ہین حولدار نے ایسا منتر پڑھ دیا ہے کہ نہ سیتا کی رٹ ہے نہ بھوت ستاتے ہین۔ نہ اُتنا گانجا پیتا ہے۔ دیکھو سب سے کہدینا کہ خبردار رہین۔ بڑی چوکسی رکھین۔ جبتک فساد مٹ نہ جائے۔ قلعے مین رہین۔ بن پڑا تو مین

اور حال آکر تمسے کہونگا۔ اب تو جاتا ہون۔

دونون بھائی گلے ملکر جدا ہوگئے۔ دونون نے اپنا اپنا راستہ لیا۔

مسٹر برنڈن نے یہ حالات حیرت سے نہین سُنے۔ جو کچھ بندوبست کرلیا گیا تھا اُس سے زیادہ اب کیا ہوسکتا تھا۔ قلعے کے اندر اور باہر سب سامان درست تھا۔ تھوڑے دن مین حال کھل ہی جائیگا۔ جو کچھ ہونا ہی وہ دیکھ لینگے۔ برگیڈیر صاحب نے افسرونکو حکم دے دیا تھا کہ سپاہیونکے تیور دیکھتے رہو۔ خبرداری رکھو۔ اور جو حالات دریافت ہوسکین دریافت کرتے رہو۔

جب کرنیل صاحب نے نواب صاحب سے ناچ کی فرمائش کی تو حضرت بہت محظوظ ہوے۔

نوابصاحب۔ نہین صاحب۔ آپ کی راے بہت ٹھیک ہی۔ سپاہیونکو ضرور ناچ دکھلانا چاہیئے۔ بلکہ مین تو برگیڈیر صاحب کو خط لکھے بھیجتا ہون۔ کہ سپاہیون کو ناچ دیکھنے کو بھیجدیجیے جسمین وہ اور زیادہ غافل پڑے رہین۔

مترجم۔ ماشاءاللہ۔ نوابصاحب۔ اب تو آپ دور کی کوڑی لاتے ہین۔ ذرا سنبھلے رہیگا۔ کہین چہرے پر نور نہ اُترے۔

گوربخش۔ نہین نوابصاحب۔ برگیڈیر صاحب کو کچھ لکھنا ٹھیک

نہین ہی۔

مولوی صاحب۔ جناب نوابصاحب۔ وہ لوگ آپ سے بیدل اور برخاستہ خاطر ہو رہے ہین۔ آپ سمجھ تو لیجیے۔ کہین ایسا نہ ہو کہ برگیڈیر صاحب آپ کی اور عزرائیل پانڈے کی یکجائی سنکر گورونکو ساتھ لیکر فوج کشی کر دین۔ سپاہی اور افسر ملاکر کوئی ساڑھے تین سو گورہ اسوقت نورپور مین موجود ہی حضرت مین تو نہین کہہ سکتا کہ آپ کوئی خط لکھیے۔

سپاہیونکو دعوت نہین دی گئی۔ ماما جمیلہ۔ پری بخش اور اوزطائفونکو بیڑا دینے نورپور روانہ ہوئین۔ ابکی مرتبہ ماما صاحبہ نے ویسی بھاری پوشاک نہین پہنی تھی۔ جیسی اُسوقت زیب جسم نازنین کی تھی جب سیتا کو سرفراز فرمانے کی زحمت گوارا فرمائی تھی۔ تاہم جو کچھ پہنا تھا۔ اُسمین صفائی اور نفاست کا بہت خیال رکھا گیا تھا۔ پہلے تو پالکی مین سوار ہو کر گئی تھین۔ ابکی اگر پالکی مین سوار ہو کر جاتین۔ تو انگلیان اُٹھتین۔ اس وجہ سے ڈولی پر قناعت کی کسی کو کانون کان خبر بھی نہ ہوئی اور ڈولی پری بخش طوائف کے مکان کے صحن مین اُتاری گئی۔ یہ مکان باہر سے تو بہت شاندار۔ اور مصفا نظر آتا تھا۔ مگر اندر کا حال ناگفتہ بہ پھاٹک پہ یہ شعر لکھا تھا ؎

اگر فردوس بر روے زمین ست	ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

ماما جی نے ڈولی سے قدم باہر نکالے۔ تن نازک کے بار سے گاڑ میں کو جنبش ہوتی تھی۔ ڈولی میں کسی بیٹھی تھیں۔ برآمد ہو کر ہاتھ پیر نکالے۔

جمیلہ۔ میں اس نگوڑی ڈولی پر کیوں سوار ہوتی۔ میرے دشمن سوار ہوتے یہ سب اُسی کمبخت سیتا کی بدولت ہوا نہیں تو میں تو اپنی پالکی میں سوار ہوتی تھی۔ ان موے کہاروں نے تو میرا ناک میں دم کر دیا۔

کہار۔ ماما جی سرکار دیکھیے چٹکی بجاتے سواری پہونچائی۔ لے انعام دلوائیے۔ آپ جو کہیں نوابصاحب سے اشارہ کر دیں تو کچھلی مزدوری بھی کچھ پرورش ہو جاتی۔ ہمارے بال بچے آپ کو دعا دیتے۔

جمیلہ۔ اچھا مونڈی کاٹے۔ دیکھ گھر پہونچ لوں تو نواب سے کہکر تجکو کتنی جوتیاں کھلواتی ہوں۔ چار قدم تو فتحپور سے نور پور۔ اور تجکو تم وہاں سے یہاں پانچ پہر میں لائے ہو۔ گھر پہونچ لو تو انعام پا جاؤ گے۔

پری بخش اپنے کوٹھے سے دیکھنے لگی کہ کون آیا ہی صحن میں کون باتیں کر رہا ہی۔ اور جمیلہ لڑکھڑاتی ہوئی جلد کوٹھے تک پہونچی۔ پہونچتے ہی اُس طوائف کی چٹ چٹ بلائیں لیں۔ اُنگلیاں کیا مارے جوش محبت کے کہنیاں تک توڑ لیں۔

جمیلہ۔ میں صدقے۔ میں تیرے قربان۔ ماشاءاللہ۔ اللہ نے تیری صورت اپنے ہاتھ سے بنائی ہی۔ لو بلی بی مبارک۔ تمھاری قسمت کا ستارہ

چمکا۔ نواب نے تمھین بلایا ہی۔ دیکھنا سر سے پیر تک تجکو سونے سے گوندھوا دیتی ہون کہ نہین۔

پری بخش۔ کیون نہین۔ ماما صاحب۔ آپ تو ہماری سرکار ہین۔ ہم آپ کے تابعدار ہین۔ (خدمتگار کو آواز دی) واحد۔ واحد۔ اے ہی دری ماما جی کے واسطے حقہ تو بھر لاؤ۔ وہ چاندی والی گڑگڑی بھر لو۔ جلدی بھر لو۔ (خود پان بنانے لگین)

جمیلہ۔ پری۔ تم تو نظر ہی نہین پڑتین۔ اُس روز ہین آئی تھی ادھر دیکھا تو دروازے بند تھے۔ میرا تو جی ملگیا۔ مین تو تمھین دیکھنے آئی تھی نہ۔

پری۔ جی ہان۔ شاید مین کہین باہر چلی گئی ہون۔ باہر سے بھی تو مجرے آتے رہتے ہین۔ مجھے کیا آتا جاتا ہی۔ یہ بھی آپ لوگونکی قدردانی ہی کہ مجھے یاد کرتے ہین۔ ابھی پرسون جبلپور سے مجرا آیا تھا۔ مین نے پھیر دیا۔ ماما جی میرے کون دوڑتا پھرے۔ پھر شاید وہان کوئی لکھنؤ سے بلوا لیگئین

جمیلہ۔ وہ چاہے لکھنؤ سے بلا دین۔ چاہے دلی سے بلا دین۔ مگر تیری سی تو ایک بھی نہ ہوگی۔ تو تو پری ہی۔ تیرا نام بھی پری ہی۔ خدا تجھے نظر بد سے بچا وے۔ تجھے اپنے نواب کے یہان کیا کمی ہی۔ اللہ رکھے تمھاری بڑی سرکار ہی۔

پری۔ کیون نہین حضور۔ اللہ رکھے بڑی سرکار ہی۔

جمیلہ۔ نواب کا جی چاہا کہ جلسہ دیکھین۔ اے توبہ۔ آج کل تو دن بھر کام کاج مین پھنسے رہتے ہین۔ سپاہی بھرتی ہو رہے ہین۔ فوجین آراستہ کرتے ہین۔ اپنا قلعہ آپ دیکھتے ہین۔ صبح ہوئی تو سپاہیون کی قواعد لے رہے ہین۔ شام ہوئی تو سپاہیون کی قواعد دیکھ رہے ہین۔ نہ کھانے کی خبر۔ نہ پینے کی خبر۔ کل مجھ سے کہہ رہے تھے۔ کہ جی گھبرا اٹھتا ہی۔ مین نے کہا کہ۔ سرکار۔ اتنا کام نہ کیجیے کہ اکتا جائیے۔ دن بھر کام کیجیے۔ شام کو دل بہلا لیجیے۔ گنجیفہ ہی۔ چوسر ہی۔ پچیسی ہی۔ گانا ہی۔ ناچ ہی۔ جان ہی تو جہان ہی۔ اب تم خیریت سے اگلی جمعرات کو سویرے فتحپور چلی آؤ۔ پھر پورا انعام لو ہر غزل پہ الگ روپے۔ اشرفیون کی بوچھار ہوگی۔ اور ماشاءاللہ تم تقدیر والی ہو جو کچھ پا جاؤ۔

پری۔ مجھے سرکار کے حکم کی تعمیل مین کیا عذر ہی۔ انعام اکرام کی کیا بات چیت ہی۔ مین تو حکم پاتے ہی سر کے بھل جاؤن۔ مگر جمعرات کو میرا باہر سے پانچ دن کے واسطے مجرا آیا ہوا ہی۔ جے نگر کے کوئی راجہ ہین۔ وہین سے طلبی ہی۔

جمیلہ۔ وہ مواجی نگر والا ڈاکو کیا ناچ دیکھیگا۔ خدا سے ڈرو کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا۔ کہ نواب کے یہان کا جلسہ چھوڑ کر اُس لوٹیرے کے یہان چلی جاؤ۔

اتنے مین پری بخش کی نائکہ بھی نوکرون کو کچھ گالیان دیتی اس طرف ہوگذرین - ماما کو دیکھکر -

نائکہ - سرکار! - اخاہ - سرکار ہین! - لونڈی تسلیم بجالاتی ہی! - مزاج تو اچھے ہین ماما صاحب! - یہ آج کدھر عید کا چاند نکل پڑا! -

جمیلہ - بندگی - بندگی - ہان بوا جیتے ہین - کہو تم تو اچھی رہین - اے اُسدن تو تم بھی یہان نہ تھین -

نائکہ - کسدن - مین تو گھر سے کہین جاتی ہی نہین ہون - ایسے ہی شاذ - اتفاق - کبھی لڑکی کے ساتھ باہر کے مجرون مین چلی جاتی ہون - لو - پری جان - آج تو منھ مانگی مراد پائی - بہت نوابصاحب کو یاد کیا کرتی تھین - (ماما سے) اے بوا - واری جاؤن - یہ تو نواب کی دُھن لگائے رہتی ہی - ہمارے نواب - ہمارے نواب - اب ماما جی آئی ہین - ایسے یہین باتین کرتی ہو؟ -

پری - اور باتین کرو اماں - کیا دنیا مین اور باتین نہین ہین -

جمیلہ - ای - مجھے نواب ہی نے تو بھیجا ہی - مجرے کو بلایا ہی جتنے دن چاہین رہین - روز کا روز جو چاہین انعام لین - یہ تو کہتی ہین کہ مین جرنگر جانے والی ہون -

نائکہ - ہان خوب یاد آیا - وہ راجہ کے یہان سے بھی تو آدمی آیا ہوا ہی

ہم تو ماما جی جب جی نگر جاتے ہین - نہال ہو کر آتے ہین - مالا مال ہو جاتے ہین - راجہ انگ انعام دین - برادری والے انگ ہر بول پر روپئے برساوین مجھے تو روپے اُٹھانا دشوار ہو جاتا ہی - تھک جاتی ہون -

واضح ہو کہ نائکہ کو طوائفون سے وہی نسبت ہی جو معلم کو شاگردون سے جس طرح اُستاد اپنے شاگردون کو علم ادب اور اخلاق مین تعلیم دیتا ہی اسیطرح نائکہ طوائف کو بیوفائی - مکاری - کذب - و فریب مین تعلیم دیتی ہی - اور ان لوگون کی قابلیت کی بھی گریڈ ہوتے ہین - جو مکر و فریب مین کامل اور اکمل ہو وہ بہتر اور افضل ہی - اکثر یہ لوگ طوائف کے رشتہ دار قریب یا بعید ہوتے ہین - اور طوائف اُنکو اماں کہکر پکارنے کی پابند ہی - سلسلۂ قرابت مین چاہے وہ پھوپھی یا خالہ کیون نہ ہون اس بات کا اہتمام کیا گیا ہی کہ اس باب مین اس گروہ کے مکائد اور بیوفائی کا پورا خاکہ کھینچا جاے - اور جو کچھ عرض کیا جائیگا اُسکی راستی مین ناظرین ذرا بھی شک و شبہے کو راہ نہ دین - یہ بات تو غیر ممکن معلوم ہوتی ہی - کہ جامع و مانع تذکرۂ احوال اس طائفہ بے وفا کا ایک ایسے محدود تصنیف مین کر دیا جاے - تاہم جو کچھ لکھا جاتا ہی وہ کسی حد تک کافی ہو گیا ہی - "جمیلہ اپنی ہوشیاری مین یگانہ ہین - اور نائکہ تو نائکہ ہی ہی - اِن دونونکا مکالمہ قابل غور ہی"

جمیلہ۔ ای تو وہ نگوڑا ڈاکو ہمارے نواب کے مقابلے کا تھوڑا ہی ہی۔ نواب تو جس طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ دین۔ لوگونکو نہال کر دین۔ اشارے کی دیر ہی کہو تو چاندی سونے کے گھر بنوا دین۔

نائکہ۔ کیون نہین۔ کیون نہین۔ خدا رکھے نوابصاحب ایسے ہی ہین ہم تو اُنکے غلامون تک کے تابعدار ہین۔ وہ تو ہمارے رئیس ہین۔ کیا کرین بوا۔ یہ پیشہ ایسا ہی کہ اسمین سب ہی کی حکومت اُٹھانی پڑتی ہی۔ نہین فتحپور چھوڑ کر جے نگر کا خیال کر سکتی تھی۔

جمیلہ۔ لو۔ تم تو جیسے جے نگر کے نام پہ اودھار کھائے بیٹھی ہو۔ توبہ۔ تو مجھے تو نام سننے سے غصہ آتا ہی۔ یہ تو سوچو۔ کہ نواب کا روپیہ اور کہین کی اشرفی برابر نہین۔

نائکہ۔ یہ تو ہی ہی۔ اور نوابصاحب کے یہان سے جو کچھ ہمکو مل چکا ہی۔ وہ کہین سے کیا مل سکتا ہی۔ کیا اُنکے یہان اشرفیون کی کچھ کمی ہی۔ جو اُنکے یہان سے بچ رہا ہی وہ کہین اور ہوگا۔ مین کیا کچھ کہتی ہون۔ بس۔ ماجی یہ آپ سمجھ لین کہ آپ کے مُنھ کے اوگال مین ہم نہال ہو سکتے ہین۔ آپ ہی جو بتلائیے وہ مین وہان کے آدمی سے کہدون۔ دیکھیے ہم سب کے تابعدار ٹھہرے۔

جمیلہ۔ تو اُسمین کہنا کیا ہی۔ جاکر کہدو کہ ہم نوابصاحب کے یہان کا

بیڑا لے چکے ہین۔ ہم نہین پہونچ سکتے۔

نائکہ۔ بہتر ہی۔ مگر مین ڈرتی ہون۔ دس دن کا مجرہ ڈیڑھ سو روپیہ روز۔ آمدورفت کا خرچہ۔ اور انعام واکرام کا حال تو تبلا ہی چکی ہون

جمیلہ۔ جے نگر دور بھی تو بہت ہی۔ ڈیڑھ سو روپیہ روز کہین بہت ہوا فتحپور تو نورپور کا ایک محلہ ہی۔ وہان کے پچاس اور کہین کے ڈیڑھ سو برابر نہین۔

نائکہ۔ یہ بھی سچ ہی۔ مگر ہمکو کیا۔ جب گھر سے قدم باہر نکالا تو فتحپور نہ گئے جے نگر چلے گئے۔ ہی نہ بات۔ ماجی آپ سمجھین تو۔

جمیلہ۔ وہان تو دس ہی دن کا مجرا ہی۔ یہان جب تک چاہو۔ پچاس روز گیاتی رہو۔ اور ایک پچاس کی کیا بات ہی۔ جوڑے پاجاؤ۔ کوئی بھاری ساعدہ پاجاؤ۔ انعام مین کیا کچھ نہ ملے۔

نائکہ۔ ہان۔ ہان۔ آپ کی سلامتی مین مجھے سب کچھ امید ہی۔ لیکن ہم تو اُتنے ہی کے حقدار ہوتے ہین جو زبان سے کہدیا جاوے۔

جمیلہ۔ اچھا تو تم چلی چلو۔ وہان مین موجود ہونگی۔

پری۔ ماجی۔ آپ تو پان کھاتی ہی نہین۔ خاصدان ویسا ہی بھرا بھرا کا رکھا ہی۔

جمیلہ۔ ہان بیٹی کھاتی ہون۔ ماشاءاللہ۔ کیسے مزے کے پان بنا تی ہو

اِن نازک ہاتھون سے گلوریان بنا بنا کر نواب کو کھلاتا۔

نائکہ۔ دیکھیے بیچاری سرکار کے سلام کو پہونچتی ہین کہ نہین۔ وہ موے وہین کے آدمی جان کھائے لیتے ہین۔ کیا کہون۔ کیا نہ کہون۔ کچھ بن نہین پڑتی۔

جمیلہ۔ اے تومین نے تو سیدھا سا جواب بتلا دیا ہی۔

نائکہ۔ مین وہ جواب کیسے دے سکتی ہون۔ میری مجال ہی۔ ماما جی۔ کچھ اچھی راے دیجیے۔ نہین ایسا نہ ہو مجھے وہین جانا پڑے سرکار سے مُنھ چور ہون۔

جمیلہ۔ اچھا جو تمھاری یہی خوشی ہی۔ تو مین تمھارا روزدونا دلوادونگی پچاس کی جگہ سو روپیہ روز پاؤگی۔ وہان دس دن کا مجرا ہی۔ یہان جب تک چاہنا رہنا۔

نائکہ۔ آپ کی خاطر ہی۔ کیا منظور کرلون۔ مگر ماما جی۔ آپ سلامت رہین۔ میرا پچاس روپئے روز کا کھلے کھلے نقصان ہو رہا ہی۔ وہان بھی دس دن کا تو نام ہی۔ مہینون رہنا پڑتا ہی۔ جب جی گھبرا اُٹھتا ہی۔ ہاتھ جوڑتی ہون۔ قدمون گرتی ہون۔ تو ہزار خوشامد سے جان چھوٹتی ہی مگر آپ کے آنے سے ایسی شرمندہ ہون۔ کہ یہ سب نقصان گوارا کرتی ہون۔ اتنے مین ایک نوکر نے آکر نائکہ سے کہا۔

نوکر۔ اے صاحب وہ راجہ صاحب کے یہان کے آدمی روپیہ لیے کھڑے ہین یہ کہتے ہین روپیہ گنوالو سکھوا ور کا مونکو جانا ہی بلالون۔

نائکہ۔ نہین۔ اُنسے کہو ذرا ٹھہر کر آوین یہان ابھی ماما صاحب بیٹھی ہوئی ہین۔

جمیلہ۔ ہان مین تو ابھی یہان بیٹھونگی۔

نائکہ۔ ہان ہان حضور۔ آپ ہمارے سر آنکھون پر بیٹھین۔

جمیلہ۔ اے پری جان تم حقہ نہین پیتین۔

پری۔ جی کیون نہین تسلیم۔ (حقہ ماما کی طرف سے کھسکا لیا)۔

نائکہ۔ اُنکو گڑیون سے کہان چھٹی۔ جو حقہ پئین۔ پان کھائین ابھی الڑھ پنے کے دن۔ مین بھی کچھ نہین بولتی ہون۔ اپنا کھیلین۔ جی بہلا دین۔

جمیلہ۔ اے لو مجھسے کیا کہتی ہو۔ ابھی کل کی تو بات ہی کس دھوم سے تمنے اِسکی چھٹی کی تھی۔

اور کچھ دیر تک ماما اور نائکہ مین باتین ہوتی رہین جنکی تفصیل کی ضرورت نہین

جمیلہ۔ اب جاتی ہون۔

نائکہ۔ اللہ کی امان۔ کبھی کبھی تو تشریف لایا کیجیے۔ خیال رکھیے گا بھولا جائیگا

تا ہمارے

تابعدارون پر نظر عنایت رہے۔ سرکار سے میری طرف سے اور اسکی طرف سے (پری جان کی طرف اشارہ کرکے) بہت بہت آداب و تسلیمات عرض کیجیے گا۔ ہم تو آپ ہی کے سہارے ہین۔

پری بخش۔ ماجی بندگی۔

جمیلہ (بلائین لیکر) جیتی رہو۔ خوش رہو۔

واضح رہے کہ جے نگر سے کوئی آدمی نہین آیا تھا۔ البتہ نوابصاحب اور ہرپال سنگھ کی نوک جھونک سے سب واقف تھے۔ اور نائکہ بھی جانتی تھی۔ یہان سے اُٹھ کر جمیلہ اور طوائفون کے یہان گئین۔ ہر جگہ انکی آؤبھگت ہوتی تھی۔ اور یہ اپنے خلقی مکر اور جھوٹی محبت کا سب سے اظہار کرتی تھین۔ بی حسنہ۔ بی جمالو۔ بی رمضان بخش۔ اور کئی طائفون کو بھی بیڑا دیکر ماجی فتحپور لد گئین۔ راستے بھر کہارون سے گلچھپ ہوتی جاتی تھی۔ اور انکو صدہا گالیان دیتی جاتی تھین۔

پری بخش نورپور کی بڑی نامی طوائف تھی۔ جوار دوبارمین اُسکا شہرہ تھا۔ پشتہا پشت سے اُسکے یہان رقص و سرود کا پیشہ چلا آتا تھا۔ اسکے مورثون نے شاہان خاندیس دالود کے یہان سے جاگیرین پائی تھین۔ جو اکبر شاہ اورنگ زیب کے عہد مین بحال رہین۔ اکثر پری بخش کو اطراف وجوار مین۔ بزرگون کے مزارون پر۔ مندرون مین۔ دریاستون مین

ناچنے کے واسطے جانا پڑتا تھا۔ جہان سے بہت کچھ پاتی تھی۔ اگر کسی موقع پر خود نہین پہونچ سکتی تھی تو اور طوائفونکو جنکو اُسنے پرورش کرکے تعلیم دلوا رکھی تھی بھیجدیتی تھی۔

پری بخش کی بڑی قدر تھی وہ نورپور کی طوائفون کی چودھرائن تھی۔ جنپر اُسکی حکومت تھی۔

اُسنے بھی سنہ ۱۹۱۴ کی افواہ اور نحوست سنی تھی۔ مگر اُسکو ان باتون سے کیا سروکار۔ اگر اُسکے دل کی بات پوچھی جاتی۔ تو وہ انگریزونکی خیر طلب پائی جاتی۔ وہ کہا کرتی تھی کہ "انگریز بڑے اچھے ہوتے ہین۔ بڑی داد ودہش کرتے ہین۔ اور میری تو بڑی پرورش کرتے ہین" اور لوگونکی طرح اُسکے دل پر بھی مسٹر برنڈن کی خوبیون۔ اور احسان کا سکہ جما ہوا تھا یہ تو مین نہین کہہ سکتا کہ پری نے حتی الامکان مسٹر برنڈن پر ڈورے نہین ڈالے۔ مگر جب جاتی تھی شرف حضوری سے مشرف ہوتی تھی۔ بلا لطف استفسار حال ہوتا تھا۔ مگر اس حد سے تجاوز محال تھا۔ اور اسوجہ سے مسٹر برنڈن کی عظمت اور توقیر اُسکے دل مین اور زیادہ ہوگئی تھی جب اُنکی شادی کا حال سُنا۔ تو بہت خوش ہوئی۔ جب بیوی کی طرف انکی توجہ اور دلدارفتگی سنی تو۔ اپنی برادری والون سے کہنے لگی۔

پری جان۔ صاحب بڑے اچھے آدمی ہین۔ جو کہین سب انگریز

اس مزاج کے ہوتے۔ تو آج یہ آفت کبھی نہ سُن پڑتی۔

جب اُسکے خیالات ایسے تھے تو ظاہر ہے کہ نوابصاحب کے یہان جانے سے اُسکو کیسی نفرت ہوئی ہوگی۔ مگر مجبور تھی۔

نوابصاحب کے اکثر مواضعات مین اُسکی جاگیر تھی۔ حقوق مقرر تھے۔ میراث تھی۔ نہین معلوم کیسی پڑے کیسی نہ پڑے۔ وقت پر کہین نوابصاحب کسر نہ نکالین۔ سرتابی کی سزا نہ دین۔

پری کی عمر بیس برس کی تھی۔ گندم رنگ دوہرا بدن۔ ہاتھ پانوُن سڈول۔ سانچے کے ڈھلے۔ صنوبر قامت جسکی خوبصورتی ناچ مین ظاہر ہو جاتی تھی۔ نقشہ بہت ہی خوش قطع۔ آنکھین رسیلی اور بڑی بڑی دہانہ بہت ہی خوبصورت۔ آنکھون کی جنبش سے محفل پر ستم ڈھانے کو تیار رہتی تھی گانے مین طاق۔ ناچنے مین شہرۂ آفاق۔ خوش رو۔ خوش گلو۔ کچھ اُردو۔ فارسی اور ہندی بھی پڑھی تھی۔ اپنا حساب کتاب ہندی مین رکھتی تھی۔ روپے کی بڑی حریص تھی۔ تاریخ مقررہ پر پہلے نوابصاحب کے دیوانخانۂ خاص مین حاضر ہوئی۔ پوشاک بہت پر تکلف اور چست زیب تن کی تھی جس سے حُسن دوبالا ہوتا تھا۔ سفید کارچوبی پشواز جسپر بہت بھاری کام بنا تھا۔ جسپر ایک مرصع بہ زمرد۔ والماس ڈاب لگائی تھی۔ سبز نیفری کا پائجامہ۔ بنارسی زرد دزی ڈوپٹہ۔ بیش بہا زیورات سے سر سے پیر تک لدی تھی۔

چھپکا۔ ٹیکا۔ کٹیان۔ سیس پھول۔ سرپہ۔ کانون مین۔ بالیان۔ بجلیان۔ کرن پھول۔ گلے مین طوق۔ جگنو۔ گلوبند۔ چنپاکلی۔ ہاتھون مین کڑے۔ چوڑیان جہانگیری۔ بازوؤن پہ جوشن۔ نونگے۔ پیرون مین سونے کے کڑے۔ چھڑے۔ پازیب۔ جو زیور مرصع تھا۔ اُسپر بھی سچا جڑاؤ تھا۔ یاقوت زمرد۔ موتی۔ ہیرا۔ انھین جواہرات کا جڑاؤ تھا۔ پازیب بھی ہیرے کی جڑاؤ تھی۔ اُن نازک پیرون مین ہیرے کی چمک معلوم ہوتا تھا کہ پاے نازک سے ستارے لپٹے ہوے ہین۔ نوابصاحب۔ اِس مہ جبین کو دیکھ از خود رفتہ ہوگئے۔ نوابصاحب کی قطع شریف ہم پہلے کہین لکھ چکے ہین۔ اور اگر ناظرین تازہ یاد کرنا چاہین تو اِس شعر کو پڑھ لین۔ یہی کافی ہی۔

تو گوئی تا قیامت زشت روئی
بر دختم ست بر یوسف نیکوئی

البتہ نوابصاحب۔ تو اپنے تئین یوسف ثانی ہی سمجھتے تھے۔ مگر اصلیت وہ ہی جو شعر مین متضمن ہی۔ ممکن ہی کہ نوابصاحب کا مکان اُس زمانے کے دستور کے موافق آراستہ ہو۔ فرش تکلف بچھا ہو۔ مسند زرین صدر پر لگا ہو شیشہ آلات بھی آویزان ہون۔ مگر ہم اُسکی پوری تفصیل لکھنے کو زحمت سمجھتے ہین۔ نوابصاحب بہ ہزار شان ریاست مسند پر متمکن تھے۔ گرد و اطراف جمع تھے۔ اِس صحبت کا تذکرہ ممکن ہی کہ ناظرین کی تفریح کا سبب ہو سکے۔

پری جبان - یا پری بخش آتے ہی مودب تین تسلیمات بجا لائی اور فاصلے سے بیٹھ گئی -

نواب صاحب - بندگی - کہو - بی پری - اچھی ہین -

پری - حضور کی جان و مال کو دعا کرتی ہون -

نوابصاحب - میان امداد حسین صاحب آج تو پری پر غضب کا جوبن ہے بلا کا نکھار رہی -

امداد حسین - بجا ارشاد ہوا - حضور کا ایسا قدر دان رئیس بھی اس زمانے مین نظر سے نہین گذرا -

نوابصاحب - (تعریف سنکر خوش ہوے) ذرا خیال رکھنا - کہین مولوی صاحب نہ آجائین -

منشی صاحب - جی نہین - وہ نماز عشا کے واسطے مسجد تشریف لے گئے ہین - ابھی کیون آنے لگے -

بدلہ سنج - انشاءاللہ - ہمارے حضور کو بھی اب تک مولوی صاحب کا کسقدر خیال رہتا ہے -

نوابصاحب - نہین جی - مین مولوی ضیاءاللہ صاحب کو پوچھ رہا ہون ارے صاحب - وہ جو جہان پناہ کے یہان سے میرے واسطے خلعت لیکر آئے ہین - سید صاحب - آپ ذرا دریافت کر لیجیے -

سید صاحب - بہت اچھا خداوند - مین دریافت کیے لیتا ہون - (ذرا دیر مین واپس آکر) -

حضور - جناب قبلہ مولوی صاحب - نماز عشا سے فراغت کرکے سامنے والے بالاخانے پر تشریف فرما ہین -

نواب صاحب - بہتر ہی - آج اُنکو ضرور ناچ دکھلاؤنگا -

مترجم - ضرور - وہ آپ کو نچاتے ہین - آپ اُنکو ناچ ہی دکھلائیے -

مصاحب - ی پری - کہان رہتی ہو - اب تو تمھاری جمال ہی نہین نظر آتے - کبھی تو سرکار کے سلام کو حاضر ہوا کرو - ہمتو بات پڑے تمھارا ذکر خیر ہی حضور مین کرتے ہین

پری - کیون نہین - کیون نہین - آپ سب صاحبون کی پرورش کا تو مجھے بھروسہ ہی کیا عرض کرون - کچھدون ہوے جبلپور چلی گئی تھی - وہان روک لی گئی - ایک بڑے مہاجن اور راجہ مین - اُنھین کی ملازم ہوگئی تھی مگر آپ تو میری طبیعت جانتے ہین - مین تو آدمیت پر فدا ہون - روپے پیسے کی مجھے نہ کبھی پروا رہی نہ ہی - ہم تو اپنی سرکار کی سی قدر ہر جگہ ڈھونڈھتے ہین -

خوشامدی - مگر ایسی سرکار ہندوستان مین تو اسوقت اور کوئی

نہین ہی۔ چاہے مشعل لیکر ڈھونڈھ لو۔

نوابصاحب۔ (خوش ہوکر) اجی توبہ کرو۔ مین بھلا کس شمار مین ہون ہان یہ بھی جہان پناہ کی ذرہ نوازی ہی کہ مجھ سے ناچیز کو اُنھون نے خلعت اور خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ورنہ مین اس قابل کہان تھا۔

اتنے مین پری کی نائکہ محرمی صورت بنائے حاضر ہوئین۔ نوابصاحب کو مودب ہین تسلیمات بجا لائین۔ اور قریب آکر بلائین لین اور ایک اشرفی اُنکے فرق مبارک پر سے تصدق کی۔

نوابصاحب۔ کہو تم اچھی رہین۔ تمکو بھی کبھی توفیق نہین ہوتی کہ یہان آؤ اور انکو ساتھ لیتی آؤ۔ ہمارا تمکو کچھ خیال نہین ہی۔

نائکہ۔ (دست بستہ ہوکر) حضور میری مجال ہی کہ مین حضور مین اور نہ حاضر ہون۔ نمک پھوٹ پھوٹ نکلے جو جھوٹھ عرض کرتی ہون۔ اس لڑکی کی طبیعت ایک زمانے سے اچھی نہین تھی۔ دوا علاج مین پریشان تھی اسکے پیچھے تو میری حیثیت مٹ گئی۔ بس اور کیا کہون۔ مین تو کسی قابل نہین رہ گئی۔ اور مین کیا مجھے حضور حکم دین مین یہین حاضر رہون اپنی سرکار چھوڑکر مین اور کہین کیون جانے لگی۔

نوابصاحب۔ خیر۔ دیکھا جائیگا۔

نائکہ۔ (پری سے) کہو اب تو سرکار کو دیکھ کر خوش ہوئین۔ روز تو

رٹ لگائے رہتی تھین - اب آج سرکار سے خلعت لو - وہ چیزین سناؤ کہ حضور خوش ہو جائین -

پری - (سر جھکا لیا) اے امان - اور سب بھی آئین کہ نہین -

نائکہ - مجھے کیا معلوم - ہوگا بھی - کیا مین سب کے ساتھ پھرتی ہون

نوابصاحب - دیکھو دریافت کرو - نوربور سے سب سپاہی آگئے کہ نہین اور دیکھو - کرنیل صاحب کو بلا لاؤ - اور ایک چوبدار سے کہو کہ جا کر جناب مولویصاحب سے عرض کرے کہ کچھ دیر وہ بھی یہان تشریف رکھین - مناسب ہی منشی ناظر حسین صاحب - مولویصاحب کے پاس تو آپ ہی چلے جائیے -

ناظر حسین - بہت بہتر - مین ابھی جاتا ہون - دیکھا چاہیے جو مولویصاحب آوین - مگر مین انکو ضرور لاؤنگا -

نوابصاحب - اچھا دیکھتے ہین -

بذلہ سنج - حضور - مولویصاحب جب آوین - تو پری کو حکم ہو کہ انھین کے پاس بیٹھے -

نوابصاحب - (ہنسکر) ہان دل لگی تو خوب ہوگی - تم سمجھا دو -

نائکہ - اب لونڈی رخصت ہوتی ہی -

نوابصاحب - اچھا - کہو تمھارے ٹھہرنے کا انتظام ہوگیا - (نوابصاحب نے کچھ اشارہ کیا - اور صاحب نے پانچ اشرفیان نائکہ کو دین)

نائکہ۔ حضور۔ مین یہ لے کر کیا کرونگی۔ بس میرا انعام تو پانچ روپئے بہت ہی۔ ہان۔ یون حضور کا جو جی چاہے اسکو۔ (پری کی طرف اشارہ کرکے) مرحمت کرین۔

نوابصاحب۔ خیر۔ تم اپنا انعام تو لو۔ دنیا بھر کے قصے سے تمکو کیا واسطہ۔

نائکہ۔ (اشرفیان لے لین۔) لونڈی آداب بجالاتی ہی۔

نوابصاحب۔ بندگی۔

کرنیل گورنجش صاحب تشریف لائے۔ نوابصاحب سرو قد تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوے اور اُنکے ساتھ بہت سے سپاہی تھے۔ جو نور پور ہی سے اُنکے ہو لئے تھے

نوابصاحب۔ کرنیل صاحب۔ آپ ادھر میرے پاس چلے آیئے۔ (سپاہیون سے) بیٹھو۔ بھائیو۔ بیٹھو۔ یہ سب تمھارے ہی واسطے تو ہی۔ سپاہی ہر چہار طرف قطار در قطار بیٹھ گئے۔ اونچے صافے بندھے تھے۔ داڑھیان چڑھی ہوئی تھین۔ اور سب موچھون پر تاؤ دیتے جاتے تھے۔ کرنیل صاحب نوابصاحب کی بائین جانب مسند پر رونق افروز ہوے۔ اتنے مین جناب مولویصاحب بھی تسبیح ہزار دانہ ہاتھ مین لیے عبائے زعفرانی در بر و عمامہ سبز بر سر بہ ہزاران ہزار تمکنت و استقامت دار ہوے۔

مولوی صاحب۔ ممتاز الامرا۔ اس فقیر حقیر کو کیون خار محفل بنایا۔ اصل تو یہ ہی کہ جن لوگون کی دعوت ہی۔ جنکی خوشی کے واسطے یہ خلاف شریعت

اہتمام کیا گیا ہی۔ اُنکی موجودگی ضرور تھی۔ مجھے تو مسجد ہی مین پڑا رہنے دیا ہوتا

نوابصاحب۔ نہین۔ جناب قبلہ۔ اسوقت آپ کی موجودگی ضروری تھی۔ میرا تو یہ اعتقاد ہی۔ کہ یہ ناچ بھی دین کے کام کے واسطے ہو رہا ہی

منتظم۔ لیجیے۔ یہ نیا استفتا دستخط ہوا۔

مولویصاحب۔ ہان سچ تو یہی ہی۔ جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بہت درست ہی۔

کرنیل صاحب۔ مولویصاحب آپ ہماری طرف نہ نکل آیئے۔

نوابصاحب۔ نہین کرنیل صاحب آپ بہ فراغت تشریف رکھین مولویصاحب اس طرف بیٹھ جائینگے۔

مولویصاحب نوابصاحب کے داہنی جانب مسند پر متمکن ہوے۔

منتظم۔ مسند پر بیچ مین نواب صاحب تھے اور دونون جانب وزراے باتدبیر جو فوجی اور مذہبی رہنما تھے جلوہ افروز تھے۔

ناظرین سمجھ لین اور غور کرلین کہ اب نوابصاحب کا کیا انجام ہوتا ہی۔

ناچ شروع ہوا۔ اور پری بخش نے رقص مین وہ کمال دکھایا کہ اگر کالکا اور بندادین دیکھتے تو اُنکو رشک آجاتا۔ ہر طرف سے نعرۂ تحسین اور آفرین بلند تھا۔ ناچ تک تو مولویصاحب اپنے حواس مین رہے۔ کچھ خود رفتگی طاری نہین ہوئی۔ مگر گانے مین تو پری نے قیامت ہی کردی مولویصاحب

جھومتے جاتے تھے۔ اور وظیفہ زور زور پڑھتے جاتے تھے۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی کی یہ غزل پری بخش کے حصہ کی تھی۔ غزل

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را	کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را
شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا؟	تفقدے نکند طوطی شکر خارا!
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل	کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را
بکش خلق توان کرد صید اہل نظر	بہ بند دام نگیرند مرغ دانا را
چو با حبیب نشینی و باده پیمائی	بیاد آر حریفان باده پیما را
جز انیقدر نتوانگفت در جمال تو عیب	کہ خال مہر و وفا نیست روی زیبا را
در آسمان چہ عجب گر گفتۂ حافظ	سماع زہرہ بر قص آورد مسیحا را

نوابصاحب نے پری کو اپنے پاس بلایا اور ارشاد فرمایا کہ مولویصاحب کی طرف تبلائی جاؤ اُنسے ضرور انعام لو۔

تبلانے کے فن مین بھی پری مشاق تھی۔ ہاتھون کی جنبش۔ ناز و انداز غضب کے تھے آنکھون سے حاضرین پر ستم ڈھاتی تھی۔ ہندی کی یہ چیز بھی گائی "بچائے رہیو تینا مارت ہین بابن" مولوی صاحب کا سارا زہد و تقوے بالاے طاق ہوگیا۔ نہ رہا گیا۔ تعریف کر ہی اُٹھے۔

مولویصاحب۔ ماشاءاللہ۔ شاباش۔

مترجم۔ یہ شاباش کی لفظ کیون ارشاد ہوئی یہ اُستادی شاگردی کا مضمون کیسا

پری تعریفین سُن سنکر تسلیمات بجالاتی تھی مسکراتی جاتی تھی۔ اشارہ تو پہلے ہی سے پاچکی تھی۔ جاکر مولویصاحب کا دامن پکڑلیا۔ اور کوئی چیز گاتی تھی جسمین "سینہ بسینہ لب بہ لب" کے الفاظ تھے۔ اور ان الفاظ کو مولویصاحب کی طرف بتلاتی جاتی تھی گستاخی سے مولویصاحب کی ریش مبارک تک ہاتھ پہونچا۔ مولویصاحب اِس دست درازی سے خوش بھی ہوتے تھے اور گھبراتے بھی تھے۔

مولویصاحب۔ دور ہو۔ ارے شریر کیا غضب کرتی ہی۔ توبہ۔ توبہ استغفراللہ۔ مین بھی کہان آکر پھنسا۔ دور ہو۔ ساحرہ۔ آفت بلا۔ الگ ہٹ۔ لاحول ولاقوۃ۔ اللھم احفظنا من شرور الفتنا۔ یا خبیر۔ یا حفیظ۔

نوابصاحب۔ (ہنسکر۔ قہقہہ لگاکر) قبلہ وکعبہ۔ کہین اِسکو دو اشرفیان دے بھی دیجیے۔ جان تو بچے۔

مولویصاحب۔ (جیب سے کئی اشرفیان نکالکر) ہان صاحب میری جان بچے۔ میرا ایمان بچے۔ (اشرفیان پھینک دین) لے دور ہو۔ دفع ہو۔

پری۔ جناب مولویصاحب۔ جہان پناہ کے حضور مین میرا مجرا ہو۔ مین فتح کی مبارکباد دینے دہلی حاضر ہونگی۔ دیکھیے مجھے بھول نہ جائیگا۔

مولوی صاحب۔ نہین مین کبھی نہ بھولونگا۔ اب تم دفع ہو۔ الگ ہٹو۔ میری جان چھوڑو۔ (بہ آہ سرد نواب سے) صاحب کسیطرح جان تو بچے۔ (پرمی سے) دیکھو جہان پناہ کی کوئی غزل یاد ہو تو گاؤ۔ (زور زور وظیفہ پڑھنے لگے)

نواب صاحب۔ (مولوی صاحب کے کان مین) حضرت وہ پھر آویگی۔ ایک انعام مین وہ آدمی کی جان تھوڑا ہی چھوڑتی ہی۔

مولوی صاحب۔ کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا۔ خدا کے واسطے رسول کے واسطے اُس ساحرہ کو مجھ سے دور رکھیے۔ اُسکے شر سے مجھے بچائیے۔ اُسنے تو مجھ پر سحر کر دیا ہی۔ کس غضب کی آنکھ پائی۔ عجیب چشم فسون ساز ہی یا میکائیل۔ یا جبرئیل۔ مجھے اِس سے نجات دو۔ اسکے سحر سے مجھے بچا لو۔ میرا ایمان برقرار رہے۔ توبہ۔ توبہ۔ توبہ۔ غور کیجیے۔ مجھ ضیاء اللہ پر اِسکا سحر کارگر ہوا۔ آفت ہی۔ قہر ہی۔ جادو ہی۔

متزجم۔ جناب مولوی صاحب۔ عزرائیل کو بھی آواز دے لیجیے۔ فرشتگان رحمت کو آپ کیون زحمت دیتے ہین۔

پری نے ظفر۔ بہادر شاہ۔ جہان پناہ کی یہ غزل گائی۔

کیا کہون دل مائل زلفِ دوتا کیونکر ہوا	تھا بھلا چنگا گرفتارِ بلا کیونکر ہوا
جسکی محراب عبادت ہو خمِ ابروئے یار	اُسکا کعبے مین کہو سجدہ ادا کیونکر ہوا
نامہ بر خط دیکھکر اُس خط سے تو نے کیا کہا	کیا خطا تجھسے ہوئی اور وہ خفا کیونکر ہوا

جو نہ تا تھا ہوا ہمپر تمہاری عشق مین	تمنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا
وہ تو تھا نا آشنا شہرہ عالم مین ظفر	پر خدا جانے وہ تمسے آشنا کیونکر ہوا

مترجم - مولویصاحب کو کہئے نامہ برکہین - کہئے کبوتر کہین - مگر نوابصاحب کو تو خط کہنے پر ہم تیار نہین ہین -

اِس غزل کو بھی پری مولویصاحب کی طرف بتلاتی رہی - مگر مولویصاحب کے پاس پھر نہین آئی - ہر چہار طرف سپاہیون کے سامنے بیٹھکر مجرا کرتی تھی - وہ لوگ خوش تھے - ہر طرف سے روپیون اور اشرفیون کی بوچھار تھی - خوب خوب انعام پائے - مگر وہ تھی بھی کمال کی عورت - باتون باتون کچھ الفاظ اُسکے کان تک ایسے پہونچے - کہ وہ زیادہ متوجہ ہوکر سننے لگے - حولدار - یا کرنیل سپاہیون کے پاس جاتے تھے اور اُنکو کچھ سمجھاتے تھے -

ایک سپاہی - بس کل جائزے کے وقت بکھیڑا کردو - کل شام کو بندوقین لے کر چھاؤنی باہر نکل آؤ -

جب مجرا ختم کر چکی - تو پری اپنی فرودگاہ پر جا رہی تھی - راستے مین ماما جمیلہ ایک کشتی مین ایک بیش قیمت جوڑا اُسپر کچھ اشرفیان - اور وہ طوق جو سیتا کے واسطے لے گئی تھین - لیے ہوئے ملین - پری کی بلائین لین -

جمیلہ - لو یہ خلعت لو - زینت محل کیطرف سے خلعت ملا ہے - دعائین دو -

دیکھو۔ تب مین جمیلہ جو جہان پناہ کے سامنے تمھارا مجرا کرادون۔ (پری کو علیحدہ لے جاکر) دیکھو کل ہی تو آکر مین سب کا کام تمام کیے دیتی ہون۔ کل ہزار آدمی ساتھ لیکر ہاتھی پر آؤنگی اور دونونکو پکڑ لاؤنگی۔

پری۔ کن دونون کو۔

جمیلہ۔ مسی مانسٹن۔ اور اُس مردار سُنار ن سیتا کو۔ اور کسکو؟ دیکھو خبردار یہ بات زبان سے نہ نکلے۔

پری چلی گئی۔

حضرات ناظرین! اب مین اور طائفون کے رقص و سرود کے حالات اور مکائد نہین لکھنا چاہتا۔ ایک مختصر قصہ پری جان اور اُنکی نائکہ کے مکالمے اور حرکات کا لکھدیا ہی۔ مگر توجہ کرنے کی بات ہی۔ اور غور طلب یہ امر ہی کہ ماما جمیلہ اور نائکہ مین عیاری کسکی غالب رہی۔ اسمین شک نہین کہ ماما جمیلہ نے کوئی دقیقہ چالاکی اور ہوشیاری کا مجرے کا انعام طے کرتے وقت اُٹھا نہین رکھا تھا۔ مگر بازی نائکہ ہی کے ہاتھ رہی۔ یہ ضرور تھا کہ ماما جمیلہ نے نائکہ کو یہ سبز باغ دکھلایا تھا کہ جتنے دنون تمھارا جی چاہے فتحپور مین رہنا۔ پچاس روپئے روز پاؤگی۔ اور نہین معلوم کیا کچھ پاؤگی۔ مگر اُس نائکہ نے اس وعدے پر اعتبار کرکے ماما کا مجوزہ روزینہ منظور نہین کرلیا تھا اُسنے ایک فقرے سے المضاعف روزینہ لیا۔ اور مدت قیام کے بارے مین اُسنے

کوئی پروانہ کی - ناچ ایک ہی شب ہوتا - اور ضرور ایک ہی شب ہونے والا تھا - اگر ایک ہی شب ہوا جب بھی وہ نقصان مین نہین رہی فائدہ ہی ہوا - اور اگر کئی دنون تک ٹھہرنا پڑتا - تو اور زیادہ فائدہ اُٹھاتی - ڈکیتی - ٹھگی - چوری - بدمعاشی - سب کا انسداد ہوا - انسداد کا انتظام ہوا - مگر اس غارتگر گروہ کا اسوقت تک کچھ تدارک نہ ہوا - یہ دن دوپہر - اندھیرے اوجالے - بڑے بڑے گھر - بات کی بات مین لوٹ لین - اور کچھ باز پرس نہ ہو - سوسائٹی پر یہ گروہ ایک قہر ہی - ہندوستان مین یہ فرقہ بھی تباہی کا ایک عنصر ہی - اخلاق - اور تہذیب پر اسکا اثر بہت ہی زہرناک پڑتا ہی - بڑے بڑے عاقل اور ذی فہم اس بلا مین مبتلا پائے گئے ہین - بڑے بڑے گھر - اس فرقہ بے وفا - اور اس گروہ مکار کی بدولت اور انکے ہاتھون نیست و نابود ہو گئے ہین - معزز رسوا ہوے ہین - ذی فہم احمق بنے ہین ذلیل ہوئے ہین - اگر ہندوستانیون کی تمدن اور معاشرت کی اصلاح کی فکر قوم کو ہی تو ایسے ذرائع اور وسایل پیدا کرنے چاہئین - کہ نوخیز نوجوان ان مکار پیشہ کے کید سے محفوظ رہین - کس آسانی اور سادگی سے کیسے کیسے سمجھ دار جو اپنے وقت کے فلاطون اور ارسطو ہین انکے دام فریب مین گرفتار ہوتے ہین - اور انجام کو کیسی رسوائی کیسی ذلت کیسی خواری سے دوچار ہوتے ہین - مگر بربادی کے بعد اگر

بیدار بھی ہوے تو کیا - بالکل بعد از وقت ہی - (ٹولیٹ)

سرکار - اور سلطنت کیطرف سے براہ راست قسم اِن اُمور کا انسداد نہین ہو سکتا البتہ سوسائٹی اور قوم کا فرض ہی کہ اپنے اخلاقی حالت کی اصلاح کی کوشش مین اُن تمام موانعات کو ترقی کے راستے سے صاف کر دے جو کسی نہ کسی طرح عروج اور صلاح کے سدراہ ہون -

ہمارے یہان کے اُمرا اور ذی حیثیت لوگون کا زیادہ تر حصہ اُس عمر کا جو ترقی اور علم و کمال حاصل کرنے کے واسطے موزون اور مناسب ہی علی العموم ایسے مکروہ مشاغل مین صرف ہوتا ہی جسکو عیاشی - اور بدکاری کہتے ہین - خاندانی عزت اور دولت اسی شغل مین برباد ہوتی ہی - عمر کا بیش بہا حصہ اس نادانی کے نذر ہو جاتا ہی - پھر جب ہر طرح بیکار ہو گئے - تو خود اپنی اصلاح کیا کر سکتے ہین - اور پس ماندون کے واسطے کیا عمدہ مثال تقلید کے واسطے چھوڑ سکتے ہین -

ہم چشم دید واقعات - اور مشاہدے کے افسانے - کسی خیال سے ہمو قلم پر لکھنا مناسب نہین سمجھتے - مگر ہم بلا تامل اس بات کے کہنے کیواسطے تیار ہین - کہ ہندوستان مین اب بھی فیصدی نصف سے زیادہ ایسے ہندوستانی ملینگے جو اِن معائب مین کسی حصۂ عمر مین آلودہ رہ چکے ہین - شوشل ریفارم مقدم ہی - جب یہ نہین - اخلاقی حالت - حرکات و سکنات درست نہین

توظاہر ہی کہ ایسے اشخاص یا ایسی قوم کسی عروج کو کیسے پہونچ سکتی ہی۔ اور اس بدصحبت کا نتیجہ اور اثر لوگون کے افعال اور اقوال اور اُنکی روزانہ زندگی۔ اور طرز معاشرت پر کیسا بُرا پڑتا ہی۔

بالفعل ہم دیکھتے ہین کہ ہر گروہ کے لوگ ہندوستان مین مختلف مجمعون مین مختلف مقامات پر۔ مختلف نامون سے یکجا ہوتے ہین اور آیندہ ترقی اور اصلاح تمدن کے افکار اور تدابیر سوچتے ہین رزولیوشن پاس کرتے ہین۔ اصول قائم کرتے ہین۔ لوگونکو توجہ دلاتے ہین کہ ان اصول موضوعہ کی پابندی کرو۔ اور عروج کے منازل طے کرتے ہوے انتہائی رفعت پر پہونچ جاؤ۔ لیکن قصور معاف اگر ہم ناصح حضرات سے یہ پوچھین کہ براہ عنایت یہ ارشاد فرمائیے کہ جناب والا۔ اور جناب کے توابعین اور متعلقین ان اصول کی کس حد تک پابندی فرماتے ہین۔ تو ہمکو اندیشہ ہی کہ شاید ہمکو شاذ ہی جواب شافی ملیگا۔

جو لوگ صدر پر بیٹھکر اخلاق و تہذیب کی اصلاح کے لکچر دیتے ہین وہ افسوس ہی کہ بمشکل خود اُن مواعیظ کی پوری پابندی کرتے ہونگے ؎

ہر کیے ناصح برائے دیگران	ناصح خود یافتم کم در جہان

ہم اپنے ملک کی کانفرنسون اور سوسائٹیون سے التماس کرتے ہین

کہ وہ بجاے اسکے کہ آیندہ خیالی ترقیون کے واسطے اسپیچ اور لکچر دین۔ اپنے موجودہ ذمائم اخلاق کے دفع کرنے مین صرف ہمت کرین۔ جب قوم کا ہر متنفس سوشل عیوب سے مبرا ہو جائیگا۔ تو ترقی سے بالکل ہی فاصلہ باقی نہ رہ جائیگا۔

اور یہ گروہ بھی سربازار تمام ممکن القیاس معائب اخلاقی کا سودا کرتے ہین۔ لوگ نادانستہ یا اکثر دیدہ و دانستہ اوصاف حمیدہ کے بدلے ذلت اور رسوائی خرید کرتے ہین۔ اس بازار کی خرید و فروخت کی گرم بازاری کا انسداد بھی قوم کی ترقی اور بہبود کا ایک ضروری جزو ہی۔

اس بحث مین چونکہ مین نے ایک رسالہ لکھنے کا ارادہ کر لیا ہی۔ لہذا موجودہ موقع پر محض ان چند فقرات پر اکتفا کرتا ہون۔

ہر یکے ناصح برائے دیگران
ناصح خود یافتم کم در جہان

باب چہل و دوم

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

صبح کو گریس مانسٹن اور سیتا ہشت پہل کمرے مین بیٹھی تھین۔ یہ کمرہ سب سے

علیحدہ۔ اور تخمینے کا تھا۔ اب تو قلعے مین سب ہی میمون سے سیتا کا سامنا ہوگیا تھا مسٹر سیرل نے اپنی بیوی کو سمجھا دیا تھا۔ کہ تم اُن لوگون سے بالکل خوف نہ کرنا۔ قلعے مین ایک کمرے کا نام "لیڈیز ڈرائینگ روم" رکھا گیا تھا اِس کمرے مین سب میمونکو نشست و برخاست کی یکسان اجازت تھی۔ ایکمرتبہ سیتا بھی مس گریس۔ اور مسز ہنٹن کے ساتھ اس کمرے مین چلی گئی۔ پھر کیا تھا بہت سی میمین اس کمرے مین بھر ہوئین۔ اور اُس بیچاری کو سر سے پیر تک گھورتی جاتی تھین۔ کبھی اُسپر چٹکی مارتی تھین۔ کبھی اُسپر حیرت کی نظر ڈالتی تھین۔ مسز اسمتھ کا حملہ تو الگ ہی تھا۔ اِسموقع کے ملاحظہ کے واسطے مسز ہوم۔ اور دو تین اور ہم مذاق احباب کو ساتھ لیکر تشریف لائین۔ صحیح اندازہ عرض کرنا دشوار ہی کہ کس نفرت و تحقیر سے ان خواتین سراپا اخلاق نے بیچاری سیتا کو دیکھا ہوگا۔ آپ نے اُسکے گرد طواف کی بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ یعنے پہلو و جوانب سے اُس سادہ لوح کو معائنہ فرمایا۔ اور اسکے بعد اپنی ہم مذاق۔ اور ہم زبان عورات سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمانے لگیں

مسز اسمتھ۔ خوب دیکھ بھال لیا۔ اور اب چلو باتین کرین۔

سب صاحب سیتا کی قطع اور وضع پر گفت و شنید مکالمہ و مباحثہ کے واسطے تشریف فرما ہوئین۔ ناظرین خود ہی غور فرمائین۔ کہ کیا کچھ مناسب الفاظ مرض تقریر مین نہ آئے ہونگے۔ اور کیا کچھ ذکر خیر نہ ہوا ہوگا

مسز اسمتھ - (بہت خفا ہوکر) مین اُس کمرے مین ایک کالی عورت کے ساتھ کبھی نہین بیٹھ سکتی تھی - چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہوجاے مگر مین تو ہرگز نہ بیٹھتی - تم لوگون کا جی چاہے - تو اُسکے حسن - اور اُسکی خوبصورتی کی جو چاہے تعریف کرو - مگر میری نظر مین جیسی اور کالی عورتین ہین ویسی ہی وہ بھی ہی یہ اُنھین لوگون مین کی عورت ہی - جو موقع پاکر - میری پیاریو - ہم سب کی جان لے لین - جیسے لوگون نے دہلی اور جھانسی مین ہزارون انگریزونکو قتل کرڈالا - کس بیدردی سے بیچارے قتل کیے گئے ہین - افسوس - صد افسوس - مین اس بات کو کسی طرح روا نہین رکھ سکتی - کہ وہ بھی اُس کمرے مین آکر بیٹھے - معلوم ہو کہ وہ بھی کوئی میم ہین - مین کہے دیتی ہون کہ اب اگر وہ منحوس شکل پھر اُس کمرے مین نظر پڑی - تو مین مسٹر اسمتھ سے کہدونگی کہ جاکر بریگیڈیر صاحب سے شکایت کرین - اگر مسز انسٹن کو کالی عورتون کی ہمنشینی کا مذاق ہی تو وہ بے تکلف اپنے کمرے مین بُلا لیا کرین - وہ جانین اُنکے شوہر جانین - مگر اُسکی ڈرائینگ روم مین آمد و رفت خیال تو کرو - میری پیاریو خیال تو کرو - کیسی غضب کی بات ہی -

مسز ہوم - میری پیاری تیریا سچ کہتی ہو - جو کچھ تمنے کہا سچ کہا مجھے تمھاری راے سے اتفاق ہی - لیوسی گریس مانسٹن کے پاس سبق پڑھنے جاتی تھی اُسکو تو اب مین منع کردونگی - اگر وہ کالی عورت وہان موجود رہتی ہی تو

اور کاروبار کے واسطے کافی معاملات رہا کرتے تھے۔

دفعتًا بادسموم کے جھونکے رُک رہے تھے۔ اور اِس زمانے مین موسم بہت خوشگوار ہوگیا تھا۔ اِنگلستان کا سا موسم تھا۔ ہوا جنوب مغربی چلا کرتی تھی۔ ہلکے ہلکے بادل آسمان پر کبھی کبھی نظر پڑتے تھے۔ ابر کے ساتھ سایہ دوڑتا تھا۔

سامنے تالاب کا خوشنما منظر مکان کے لطف کو دوبالا کرتا تھا۔ کبھی کبھی مسز مانسٹن بھی آکر بیٹھ جاتی تھین نہین تو گریس مصوری۔ اور نقشہ کشی کیا کرتی تھین۔ اور سیتا اپنا انگریزی سبق یاد کرتی تھی۔ یا کچھ لکھا کرتی تھی۔ تالاب کا پانی یا تو دھوپ مین صاف و شفاف نظر آتا تھا۔ یا ابر کے سایے مین کچھ تاریک ہوجاتا تھا۔ سیتا گریس سے کہہ اُٹھتی تھی۔ کہ تالاب کا پانی تمھارے عارض گلگون کی طرح رنگ بدلا کرتا ہی۔ پہاڑون پر دھوپ اور سایے کا عجیب منظر تھا۔ قلعے مین تو جتنے برج۔ کنگرے۔ دھس محلات تھے۔ اُن مین اعلیٰ درجے کی دستکاری بنانے والون نے صرف کی تھی اِن سب مقامات کی تصویرین۔ اور نقشے مس گریس نے لیے تھے۔ جب مسٹر سیرل کچہری سے واپس آتے تھے۔ تو شوق سے اِن تصویرونکو درست کرتے تھے۔ اصلاح دیتے تھے۔

جس رات کو نوابصاحب کے یہان جلسہ تھا اُسکی صبح کو سیتا اور گریس

اُسی کمرے مین بیٹھی تھین۔

گریس تصویر بنا رہی تھی۔ اور سیتا انگریزی سبق یاد کرتی تھی بھیمی خادمہ دروازے مین آکر کہنے لگی۔

بھیمی۔ (سیتا سے) بچہ۔ تمکا بلدیو مہراج۔ اور لچھمن سنگھ ملاوت ہین تنک سُن جاؤ۔

سیتا ڈر گئی کہ دال مین کچھ کالا ہی۔ نہین معلوم مسٹر سیرل کو کیا پیش آیا ہو۔ کیا واقعہ ہوا ہو۔ مگر حواس درست کرکے فوراً باہر گئی۔

بلدیو۔ ایک عورت آئی ہی۔ پری بخش طوائف۔ اُسکو مین خوب پہچانتا ہون۔ سب ہی جانتے ہین۔ نیچے بیٹھی ہی۔ آپ سے اُسکو کچھ کہنا ہی۔ مین تو اُسکو نہین لیے آتا تھا۔ مگر گورون نے کیطرح نہ آنے دیا۔ اَب اُنسے کون لڑتا۔

سیتا۔ آخر اُسکا میرے پاس کیا کام ہی۔ مین تو کسی طوائف کو جانتی بھی نہین۔ وہ کیون آئی۔

لچھمن سنگھ۔ کچھ نوابصاحب کے یہان کی بات چیت ہی۔ کہتی تھی کہ فتحپور سے آرہی ہون۔ اُسکو تو معلوم نہ تھا کہ آپ یہان اُٹھ آئی ہین۔ پہلے تو دیسدھی کو ٹھی پر گئی۔ جب مین نے اُس سے تبلایا کہ آپ اور میم صاحب سب ملکے مین چلی گئین تو بہت خوش ہوئی۔ مین اُسکو ساتھ لیتا آیا۔ کچھ

ہرج نہین ہی۔ آپ اُسکی سُن لین۔ اُس سے دو دو باتین کرلین۔

سیتا۔ (گریس سے) مین آتی ہون۔ دو منٹ مین واپس آئی۔

سیتا چڑھائی سے اُتر کر پھاٹک تک گئی دیکھا کہ پری بخش گورون سے چار سنے سُنائے انگریزی جملے بول رہی ہی اور اپنی اِس شرارت پہ خود ہی ہنستی جاتی ہی۔ مگر۔ گڈ مارننگ کرنیل صاحب"۔ "ہوڈ یو ڈو"۔ "ویری وِل"۔ اِن دو تین جملون سے اظہار مدعا کیسے ممکن تھا۔ بنتا تھا۔ یا بنانا تھا۔ کچھ ہو۔ مگر ایک مذاق تو تھا۔ جب سیتا پھاٹک سے برآمد ہوئی۔ تو پری بخش گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُسکے قدم چھو کر اپنے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھا۔ سیتا نے سمجھ لیا تھا کہ نواب صاحب نے اَبکی مرتبہ پھر کوئی پیغام بھیجا ہی۔

سیتا۔ کہو کیا کہتی ہو۔

پری بخش۔ (مودب ہوکر) مین یہان کچھ عرض نہین کرسکتی۔ آپ تنہا ہون تو مین کہون۔ آپ عورت سے کچھ خوف نہ کرین۔ جو کچھ مجھے کہنا ہی۔ مین کہدونگی۔

سیتا کے شکوک اِس عورت کے چہرے پہ نظر ڈالتے ہی۔ اور اُسکی بیساختہ گفتگو سنتے ہی دفع ہوگئے تھے۔

سیتا۔ آؤ۔ تم میرے ساتھ کمرے مین چلی آؤ۔ وہان ایک میم صاحب بیٹھی تو ہین۔ مگر وہ تمھاری باتین نہ سمجھینگی۔

پری - کون - مسی نہٹن -

سیتا - ہان وہی - وہ میری بڑی دوست ہین - (گورے سے جو پہرے پر تھا) اگر کچھ ہرج نہ ہو تو اس عورت کو میرے ساتھ آنے دیجیے - اس سے مجکو کچھ کام ہی - سب گورون اور گاردنے فوجی قاعدے سے سیتا کو سلام کیا -

کارپورل - ضرور آپ اپنے ساتھ اس عورت کو لے جائین - ہمکو حکم ہی کہ آپ کے احکام کا خیال رکھین (جب سیتا اور پری بخش جا چکین) یار دیکھ کہنا یہ پیچھے والی عورت کیسی بانکی ہی - چبوترے پر بیٹھی پیر ہلا رہی تھی - ایسے پیر تو مین نے کبھی نہین دیکھے تھے - معلوم ہوتا ہی کہ کسی سرکس کی عورت ہی دیکھا تھا چبوترے پر کیسے اوچک کر بیٹھی تھی - شاید کوئی ناچنے والی ہو - انگریزی کیسی بولتی تھی -

دوسرا کارپول - ان پانڈون کے یہان تو بڑی اچھی عورتین ہوتی ہین - وہین سے یہ بھی آئی ہوگی - ضرور - چال دیکھی تھی - بڑے غضب کی چال تھی - کیسے پیر اٹھاتی تھی - اور مسز برنڈن کو دیکھا تھا - کیا صورت پائی ہی - واہ - جو کہین انگریزی کپڑے پہن لے تو شہر بھر مین ایک میم تو اسکے مقابلے کی نکلے نہ انگریزی دیکھا تھا کیسی بولتی تھی - جیسے بالکل میم -

سیتا پری بخش کو اپنے ساتھ ہشت پہل کمرے مین لیتی چلی گئی - مس گریس اسکو دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئین -

گریس۔ (سیتا سے) یہ عورت کون ہی۔

سیتا۔ اسکو کچھ باتین کرنا ہین۔ آپ گھبرائین نہین۔ بیچاری بہت پریشان ہی۔ ایک ناچنے والی عورت ہی۔

گریس۔ نہین گھبراہٹ کاہے کی۔ میرا توجی چاہتا ہی۔ کہ اسکی تصویر لے لون۔ کیا پیاری صورت پائی ہی۔ اگر تمھارے شوہر اس وقت ہوتے تو وہ خوب ہی تصویر بناتے۔ جب تمسے باتین کر چکے گی تو کچھ دیر بھلا اور بیٹھی رہے گی۔

سیتا۔ اچھا دیکھیے۔ مین کہتی ہون۔ (پوچھا) ہان وہ کہتی ہی کہ میری تصویر بنا لیجیے۔ مگر وہ تو روپیے دیتی ہی۔ (پری سے) تم کیون گھبراتی ہو۔ جو کچھ تمکو کہنا ہی۔ کہ ڈالو۔ ذرا رنج نہ کرو۔

پری بے اختیار رونے لگی۔ اور سیتا اسکی تشفی کرنے لگی۔

پری (سیتا کے ہاتھ ہٹا کر) آپ مجھے نہ چھوئین۔ مجھے ہاتھ نہ لگائیے۔ مین نجس ہون۔ ناپاک ہون۔ مین اس قابل کہان کہ آپ دونون کے سامنے آسکون۔ میرے توسایے سے خدا آپ کو بچائے۔ آپ تو جانتی ہی ہین کہ مین کون ہون۔ پری بخش طوائف کو کون نہین جانتا۔ میرا قصور معاف کیجیے گا۔ کچھ تو مین سمجھی جو آپ کے حضور مین حاضر ہوئی۔ کچھ فساد ہونیوالا ہی کوئی آفت آنے والی ہی۔ مین سوچی کہ مین آپ کو خبر تو کردون۔ سیتا بائی آپ

اور آپ کی دوست - دونون کی خیر نہین ہی - خدا آپ کو - آپ دونونکو اپنی حفاظت مین رکھے -

گریس - (سیتا سے) یہ میری طرف کیون دیکھتی جاتی ہی - آخر - کیا بات کیا ہی -

سیتا - آپ ذرا ٹھہرین - مین سب سُن لون تو آپ سے عرض کرون - یہ بیچاری بہت گھبرائی ہوئی ہی - بہت سہمی ہوئی ہی -

صرور ایک طوائف - ایک بے غیرت پیشے کی عورت - ایک ذلیل نمرتے کی متنفس وہ بیسوا جو مولویصاحب کو پرہیزگار اور متقی مولویصاحب کو اُس رات کو چلسے مین بنا - ہی تھی - اُنسے مزاح کر رہی تھی - جو طرح طرح کی بُرائیون مین مبتلا تھی - آوارگی پیشہ تھی - بدکار تھی - بدکردار تھی - مگر منزہ اور پاک سایے کا اثر اُسپر پڑا اُسکے دل پر جوش طاری ہوا - سیتا کے قدمون پر بے اختیار گر پڑی - زار - زار - رونے لگی - پری - اُن دغابازون نے ارادہ کیا ہی کہ آپ کو اور مس فنسٹن کو پکڑکر فتحپور لے جائین - اور لونڈی بنا وین - خدا کا شکر ہی - ہزار ہزار شکر ہی کہ تم حفاظت مین ہو - ایسی جگہ ہو جہان اُنکا سایہ تک نہین پہونچ سکتا - مگر پھر بھی ماما جمیلہ ایک ہزار آدمی لے کر آج رات کو آوینگی - وہ لوگ جانتے ہین کہ آپ دونون اب تک کوٹھی مین ہین - مین نے تو پیرون کی منت مانی ہی جا کر تذر چڑھاؤنگی - کہ آپ محفوظ ہین - اور آپ نے میری بات سُن تو لی - خدا

کی پناہ مین تم دونون سپرد ہو۔

اسکے بعد پری بخش نے جو کچھ فتحپور مین سنا تھا بیان کرنا شروع کیا۔

پری۔ جھانسی سے ایک کرنیل آئے ہین۔ وہ سرکاری فوج کو بہکا رہے ہین۔ خود سردار بنکر نورپور پر قبضہ کر لینگے۔ نوابصاحب کا توپخانہ ساتھ لاوینگے۔ لڑائی لڑینگے۔ شہر لوٹ لینگے۔

سیتا۔ کیا کہون۔ اسوقت مسٹر سیرل یہان ہوتے تو اس عورت کی باتین سُن لیتے۔ دیکھو تو ہی تو طوائف۔ مگر کیسی خیرخواہ۔ اور وفادار ہی میری پیاری گریس!۔ لوگون نے تو تمھارے اور میرے ساتھ بُرائی کا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر خدا کا کہ ننتک ٹسکر کرون کہ ہلوگو نکو خبر مل گئی۔ مین بلدیو کو بھیجکر مسٹر سیرل کو بلائے بھیجتی ہون۔ ایک سطر اُنکو لکھے دیتی ہون۔ (پری سے) تم اتنی دیر ٹھہر سکتی ہو۔ کہ صاحب بھی آجائین۔ اُنسے بھی باتین کر لو تم اُنسے ڈرتی تو نہین ہو۔

پری۔ (مسکراکر) ڈرتی ہون!۔ مسٹر سیرل برنڈن سے تو کوئی کیا بچے تک نہین ڈرتے۔ اُنکا نام تو ہلوگ سوتے جاگتے لیتے ہین۔ مجھے تو اُنکے نام کے گیت یاد ہین۔ تمھارے نام کے بھی گیت ہین۔ سیتا بائی۔ کہو تو تمھین سناؤن۔ مانڈو کے بادشاہ باز بہادر کی غزلین یاد ہین جو اُنھون نے اُس عورت کی تعریف مین کہی ہین جو اُنپر جان دے کر مر گئی۔ تھی تو میری ہی

قوم کی۔ گرو اداری و فاداری۔ مین اُسی کی اولاد مین ہون۔ اُس نے بازبہادر پر جان فدا کردی۔ مین آپ کی جان نثار ہون۔ ہمارے دل مین بھی محبت ہوتی ہی۔ ہم بھی وفادار ہوتے ہین۔ اب جبتک صاحب آوین تب تک میم صاحب سے کہیے جی چاہے میری تصویر ہی بنالین۔ اب تو مین ٹھہری ہی ہون۔

گریس سیتا سے سب حال سنکر مضطرب ہو رہی تھین۔ بہت ہی منتشر الحواس تھین۔ خاطر نازک پر گرد غبار حزن و ملال تھا۔ تصویر بنانا تو اطمینان کا کام ہی۔ مگر پھر بھی اُس سمن بر۔ پری پیکر نے تصویر بنا ہی لی۔ اور خوب بنائی۔ بالکل اصل سے مطابق۔ لباس مین رنگ آمیزی بھی کردی تھی۔ ایک وہ ہین جنھین تصویر بنا آتی ہی۔ یہ تصویر بھی اُس عبرت انگیز دنکی ایک یادگار باقی رہ گئی تھی۔

جب مسٹر سیرل آئے تو پری نے اُنسے مفصل حالات بیان کیے۔ سیتا اور گریس کی موجودگی سے اُسکو بہت تقویت تھی۔ جو کچھ آنکھون سے فتحپور مین دیکھ آئی تھی اور جو کچھ کانون سے سُن آئی تھی وہ سب تو کہہ ڈالا۔ اور کہہ دیا تھا کہ جو کچھ عرض کرتی ہون اسمین ذرا فرق نہین ہی اسکو محض بازاری خبر نہ سمجھیے گا۔ پری۔ جب مین فتحپور سے چلی ہون۔ تو نوابصاحب کی فوجین تیار ہو رہی تھین۔ نواب صاحب کی فوج اپنی حد تک آویگی ادھر سے پلٹن کے لوگ

اُنسے جاکر ملینگے۔ پھر سب ساتھ نورپور پر چڑھائی کرینگے۔ قلعے پر چڑھائی کرینگے
دیکھیئے پھاٹک کی بڑی حفاظت رہے۔ ابھی تک تو جمیلہ یہی جانتی ہی کہ آپ
سب بنگلون مین ہین۔ جب اُسکو معلوم ہوگا کہ سب قلعے مین چلے گئے ہین
تو وہان بھی دھاوا کریگی۔ لے۔ مین تو اب رخصت ہوتی ہون۔ اور آپ دونکو
خدا کے سپرد کرتی ہون۔ جہان آپ ہین۔ وہان تو کچھ ڈر نہین اور مین ہوتی تو کبھی نہ
ڈرتی۔ جو زندہ رہ گئی تو ہمیشہ آپ کی سلامتی کی دعا گو رہونگی۔ خدا سبکی سنتا ہی
طوائفونکی بھی دعا قبول کرتا ہی۔ اب آپ دونون میرے سر پر اپنے ہاتھ
رکھدیجیے۔ مین عمر بھر آپ کا احسان مانونگی۔ اب اس عمر مین کاہے کو پھر
ملاقات ہوگی۔ لیکن مجھکو بھول نہ جائیے گا۔ پری کو یاد رکھیگا۔ (دونون کے
ہاتھ اپنے سر پر سے اُٹھا کر چومنے لگی) (مسٹر سیرل پھاٹک تک اُسکے ساتھ گئے)
ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہنے پاوے۔ گھر جلکر خاک سیاہ ہوجائین۔ پھونک دیے
جائین۔ تو کچھ ہرج نہین۔ مگر جانین بچ جائین۔ جان سلامت رہے۔ اب آپ
جانین آپ کا کام جانے۔ مین کہے جاتی ہون۔ مین نے اطلاع کردی ہی۔

مسٹر سیرل۔ مین سب باتون کا ابھی ابھی انتظام کیے دیتا ہون سچ تو
یہ ہی کہ تمنے پورا حق وفاداری ادا کیا۔ بہت نازک وقت مین تمنے رفاقت کی
جتنے یہان موجود ہین سب کی طرف سے مین تمھارا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور
تم میری یہ بات یاد رکھنا کہ جب اچھے دن آوینگے تو تم اسکا ایسا صلہ پاؤگی کہ

خوش ہو جاؤ گی۔

جب مسٹر سیرل کچہری سے واپس گھوڑے پر سوار آرہے تھے تو اُنھوں نے دیکھا کہ نمبر ـــــ رجمنٹ کے لوگ پریڈ کے میدان مین جمع ہین اور باہم سرگوشیان کر رہے ہین۔ ایک آدمی نے شاید گانجے کی سنک مین یا شراب کے نشے مین۔ دین! دین!! کا نعرہ بھی مارا تھا۔ جسپر اوروں نے زور سے قہقہہ لگایا تھا۔

مسٹر سیرل۔ کیا کہون جو پہلے سے مجھے اس حال سے اطلاع ہوتی جو یہ عورت بیان کرگئی ہی۔ تو خزانے مین جو کچھ روپیہ باقی رہ گیا تھا وہ بھی اُٹھوالاتا۔ مگر۔ خیر کوئی مضائقہ نہین ہی۔ وہ کوئی ایسی بڑی رقم نہین ہی۔

یہان سے مسٹر سیرل سیدھے برگیڈیر صاحب کے پاس چلے گئے پھاٹک پر ایک برج اُسی قطع کا تھا۔ جیسے مسٹر سیرل کا ہشت پہل کمرہ تھا۔ اِس مکان کو برگیڈیر صاحب نے اپنے رہنے کے واسطے منتخب کیا تھا جب مسٹر سیرل پہونچے ہین۔ تو اُنکے پاس کپتان ہل اور بہت سے اور افسر موجود تھے۔ دوربین لگائے پریڈ کے میدان کو سب دیکھ رہے تھے۔ اور ضرور ہی کہ لوگون کی شرارت بچشم خود ملاحظہ کر رہے ہون۔

دونون رجمنٹون کے کمانیر موجود تھے۔ اور کپتان ہابسن بھی وہین تھے کپتان ہابسن۔ اور ایک کمانیر اپنی ماتحت فوج اور رسالے کی طرف سے

بہت ہی غیر مطمئن تھے - نیٹو اجیٹن نے اُنکو آگاہ کردیا تھا کہ آپ لوگ فوج کے پاس نہ جائیے گا - اندیشہ ہی - لوگون کے مزاج کا رنگ اچھا نہین ہی - دوسرے کمانیر صاحب بہت خوش تھے - اُنکو کوئی احتمال نہ تھا - اُنکو اپنے سپاہیون پر پورا اعتبار تھا - اُنکو اپنے رجمنٹ کے صوبہ دار میجر درگپال سنگھ پر پورا وثوق تھا مگر کمانیر صاحب کو بمشکل خیال ہوسکتا ہوگا کہ کہن سال صوبہ دار میجر کو سپاہیون کی تشفی اور تالیف مین کچھ دقتین پڑی تھین - بیچارے رات بھر پریڈ کے میدان مین بیٹھے - اعلیٰ داد نے سب کو فہمائش کرتے رہے سمجھاتے تھے - کہ "بڑا دھوکھا دیا جارہا ہی - بالکل خیالی سبز باغ مفسد لوگ فوجونکو اور سپاہیونکو دکھلارہے ہین - جو کچھ کہا جاتا ہے محض بہتان ہی - سراسر جھوٹھ ہی - اور کہتے جاتے تھے کہ دیکھو تم کیسے سپاہی ہو اپنے باپ دادا کی وفاداری کے خلاف تمھارے خیالات کیسے ہوسکتے ہین - یاد تو کرو کہ ان لوگون نے کیسے کیسے کارنمایان کیے ہین کیسی کیسی مہم فتح کی ہی -

صوبہ دار میجر - (اپنا سینہ دکھلاکر) ذرا میرے سینے پر کے داغ تو دیکھو میرے تمغے دیکھو - مین صوبہ دار میجر ہوکر سرکار کے ساتھ نمک حرامی کرون - مہا بیدھرمی ہی - ہمارے افسر ہمارے باپ اور مان کی جگہ ہین - اگر تم اُنسے لڑنے جاتے ہو - تو پہلے مجکو قتل کرڈالو - پھر تمکو اختیار ہی - مین تو موجود ہون ایک گولی سے میرا کام تمام کردو - نہین تو قسم کھالو - کہ تم لوگ دغا نہ کروگے -

مجکو مرجانا پسند ہی۔ مگر تمھاری بیوفائی۔ اور تمھاری نمک حرامی میرے دیکھے نہ دیکھی جائے گی۔ بس۔ دو باتون مین سے ایک بات کرڈالو۔ یا وفا کردیا میری جان لو۔

لوگون کے دل پر اس تقریر کا ضرور اثر ہوا تھا۔ اُنکے کمانیر اور چند افسرون کو ساتھ لے کر جب پریڈ کے میدان مین آئے تو اُن لوگون نے بہت جوش و خروش سے اُنکا خیر مقدم کیا۔ بہت لوگ رونے لگے وفادار کا نعرہ بلند کیا۔ جان نثاری کا وعدہ کیا۔ مگر یقین کسکو آسکتا تھا۔ اس وعدے پر اعتبار کسکو ہوسکتا تھا۔ اکثر مقامات پر تو یہی واقعات پیش آئے تھے اکثر جگھون پر یہی کرشمے دیکھے گئے۔ مگر پھر کیا نتیجہ ہوا تھا۔ وقت پر بیوفائی کی گئی۔ موقع پر جانین لے لی گئین۔

صوبہ دار میجر کو بھی خوب معلوم تھا کہ غدر ہوگا۔ مگر ابھی چندے وہ اسمین تاخیر سمجھتے تھے۔ اجنبی لوگ۔ اودھ کے باشندے چھاؤنی کے آس پاس پھرا کرتے تھے۔ جب دریافت کیا جاتا تو وہ لوگ یہی جواب دیتے تھے کہ "ہم دکھن سے آتے ہین۔ اور اپنے گھر جاتے ہین"۔ انھین لوگون کی آمد و رفت سے لوگ برافروختہ ہو گئے تھے۔ مزاجون مین اشتعال پیدا ہوگیا تھا۔ سپاہیون مین کچھ تمرد آگیا تھا۔ تاہم صوبہ دار میجر کو یہی خیال تھا کہ ابھی بُرا وقت دور ہی۔

پہلے چاہے پیری کا کہنا لوگ باور نہ کرتے ہون مگر انجام کار اُسکا کہنا موبمو راست تھا۔ برگیڈیر صاحب۔ مسٹر بانسٹن۔ مسٹر سیرل برنڈن۔ اور بہت سے اور فوجی افسر پھاٹک کے برج پر بیٹھے منتظر تھے کہ دیکھین آج رات کو کیا واقعہ پیش نظر ہوتا ہی۔ تمام افسر اور گورے سپاہی اپنی اپنی جگہہ پر مسلح تیار تھے۔ صرف اشارے کے منتظر تھے۔ ایسے موقعہ پر لوگ باتین بہت کم کرتے ہین۔ الانتظار اشد من الموت۔

کپتان ہابسن اور بعض اور افسر اپنے سپاہیون اور ماتحتون کے پاس چلے گئے تھے۔

جھٹ پٹا وقت تھا۔ شہر مین کچھ چراغ روشن ہوے تھے۔ چاند ابھی کم دنو کا تھا۔ چاندنی بھی کچھ ایسی روشن نہ تھی۔ مگر ایک اشارہ فتحپور کی سمت سے ایسا ہوا کہ جسکو سب ہی نے دیکھا تین ہوائیان متواتر چھوڑی گئین۔ آخر مین جو ہوائی چھوڑی گئی تھی اُس سے سُرخ پھول بھی گرے۔

برگیڈیر۔ دیکھتے جائیے۔ لوگون کی وفاداری اور بیوفائی کا حال ابھی ابھی کھلا جاتا ہی۔ مجھے تو سب سے شک ہی۔ جو افسر اِس وقت اِن سپاہیون کے پاس جائیگا۔ وہ مفت اپنی جان گنوائیگا۔ جو لوگ جائین وہ اپنی ذمہ داری پر جائین۔

ابھی برگیڈیر صاحب نے بات ختم بھی نہین کی تھی۔ کہ دور کی لین سے زور سے

ایک نعرہ بلند ہوا - بہت سی بندوقین متواتر فیر کی گیئن - جنکے دھوین سے مطلع تاریک ہوگیا - جو تھوڑی ہی دیر مین پھر صاف ہوگیا - پلٹن چل کھڑی ہوئی - کوئک مارچ !-

افسر توپخانہ - (برگیڈیر سے) برگیڈیر صاحب اب مجھے فیر کرنے کا حکم ہی - ابھی تک تومین نمبر ـــــ رجمنٹ کے لوگ دیکھتا ہون جو نمبر ـــ کی طرف گولیان چلا رہے ہین - دو رہین سے مین ایک ایک آدمی کو صاف دیکھ رہا ہون کوئی افسر اُنکا اُنکے ساتھ نہین ہی -

برگیڈیر - فائر -!

دفعتًا دو گولے ہوا مین اڑتے ہوے جا کر انبوہ مین پھٹے - مجمع منتشر ہوگیا - اور لوگ بھاگنے لگے -

جس لین کے سپاہیون نے بغاوت کی تھی اُسمین سے شعلے بلند ہوے سپاہیون کی کوٹھریان جلنا شروع ہوئین - اور چھاؤنی کے بنگلے بھی پھونکے گئے تھے - شعلے آسمان کی خبر لیتے تھے - ہوا بہت آہستہ چل رہی تھی - مگر جلتے مکانات پہ اتنی ہوا بھی پنکھے کا کام دیتی تھی - توپین اب نہین داغی جاتی تھین - کوئی ہدف نہین تھا - صرف تھوڑے تھوڑے آدمی لینون سے نکلکر باغیون کی جماعت مین شامل ہو جاتے تھے - باغی جا کر باغون کے درختون مین چھپتے پھرتے تھے - صاف نظر نہین آتے تھے -

البتہ شور و غوغا بہت تھا۔

اتنے مین پیدل فوج کی طرف سے دو افسر بے تحاشا گھوڑے بھگاتے نظر پڑے۔ ایک کو تو کچھ سوار ننگی تلوارین سوتے بھگاتے چلے آتے تھے اور دین۔ دین کا نعرہ اسقدر زور سے لگاتے تھے کہ قلعے تک صاف آواز آتی تھی۔ ایک تو کپتان ہابسن تھے۔ اور دوسرے اُنکے ماتحت نوجوان ٹمپل تھے۔

اِس فرار و تعاقب مین جان کی بازی تھی۔ دونون کے گھوڑے صبا رفتار ضرور تھے۔ مگر سوارون کے گھوڑے بھی تو ابھی تازہ دم تھے۔ اب غنیم سر پر پہونچے اور اب پہونچکر سر کو تن سے جدا کیے دیتے ہین کپتان ہابسن کا گھوڑا بیدم ہوگیا۔ اور اُسکی رفتار سست ہوگئی۔ ٹمپل نے اپنا گھوڑا لاکر اُس سے ملایا۔ پھر دونون تیز دوڑنے لگے۔ جان کی پڑی تھی۔ مہمیز لگاتے جاتے تھے۔ گھوڑونکو خیز کرتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کپتان ہابسن نے مڑکر اُس سوار پر فیر کیا جسکے ساتھ اور سب سوار آرہے تھے اور جو سب سے آگے تھا۔ گولی کھاتے ہی دو دو در تک بیجان گھوڑے کے ساتھ گھسٹتا ہوا چلا آیا۔ مگر چند لمحے کے بعد گھوڑا پشت خالی پر میدان مین بیہیان لے رہا تھا۔ قلعے پر سے لوگ یہ تماشا عجیب حیرت فکر انتشار اور انتظار کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔

افسر توپخانہ بہت ہی مستقل مزاج اور ہوشیار شخص تھا۔ موقع دیکھ کر اُسنے پھر فائر کا حکم دیا۔ اور دونون توپون سے دو گولے سر کیے گئے جو باغیون مین پہونچکر پھٹے۔ مجمع بدحواسی کے ساتھ منتشر ہوا۔ بہت سے مجروح میدان مین پڑے سسک رہے تھے۔ بہت سے خالی گھوڑے میدان مین اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے۔ جنکے سوار زمین پر مقتول یا نیمجان پڑے تھے۔

اِتنے مین ایک ایسا منظر دیکھنے مین آیا جسکو دیکھ کر لوگون کے دل خوش ہو گئے۔ ایک تازہ ہمت آگئی۔ دوسری رجمنٹ مسلح وردی پوش صف بستہ اپنی لینون سے برآمد ہوئی۔ اور "دوجی کمپنی بہادر کا" زور سے نعرہ لگا کر کوئک مارچ پریڈ کی طرف بڑھی۔ راستے مین جو مجروح ملتے تھے اُن کا کام لوگ سنگینون سے تمام کرتے جاتے تھے۔ اُنکے کمانیر اُنکے سرعسکر تھے۔ اور افسرین ویسا رفوج کے ہمراہ تھے۔ تلوارون اور سنگینون کی چمک سے باغیون کے دلون پر ہیبت چھا رہی تھی۔ فوج تھی کہ بادل کی طرح بڑھتی چلی جاتی تھی۔ باغی اِدھر اُدھر منتشر ہو کر روپوش تو ہو ہی گئے تھے۔ مگر کبھی کبھی گولی بھی چلاتے تھے۔ مسٹر سیرل برنڈن کو اِس سے زیادہ تاب انتظار نہ رہا۔ وفادار سپاہیون کی شرکت۔ خزانے کی حفاظت کا خیال مضبوط ہو گیا۔ موقع پر پہونچنا چاہیے کسی نے

دیکھا بھی نہین کہ یہ کب چلے گئے۔ مگر اُنھون نے تلوار ہاتھ مین لی۔ دوپٹے کمر سے لگائے۔ اور اِس رجمنٹ کی طرف جسکو وہ ہمیشہ رفیق اور وفادار سمجھتے تھے روانہ ہوگئے۔ یہ موقع سکوت کا نہ تھا۔ داد مردانگی دینا ضرور تھا۔ جب یہ پھاٹک پر پہونچے تو اُنھون نے دیکھا کہ ہالبن۔ اور ٹمپل قلعہ مین داخل ہوگئے ہین۔ ہالبن کے سینہ پر تلوار کا زخم ہے اور اُنکے گھوڑے کی گردن سے اور سینے سے خون کے فوارے جاری ہین۔ گورے سپاہی اُنکو سنبھالے تھے اور اُنکی مرہم پٹی۔ اور چارہ سازی مین مصروف تھے۔ یہان بھی مسٹر سیرل کو جاتے کسی نے نہین دیکھا۔

سیتا۔ مس گریس۔ اور مسز مانسٹن بہشت پہل کمرے کی چھت پر توپ کے پاس کھڑے میدان کارزار کا تماشا دیکھ رہی تھین۔ مسز مانسٹن کو تو فرط اضطراب سے اختلاج قلب کا دورہ ہوگیا تھا۔ مگر سیتا اور گریس بہت صبر و استقلال کے ساتھ واقعات کو مشاہدہ کر رہی تھین اور دعاے خیر کرتی جاتی تھین۔ ابھی تک اُنکو خوب معلوم نہین تھا کہ اصل واقعہ کیا ہوا مگر سپاہیون کے بارے مین جو کچھ پری جان کہ گئی تھی وہ تو سامنے آیا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ اُن دونون کے متعلق جو کچھ اطلاع ملی تھی اُسکا کیا انجام ہوتا ہے۔ توپ کے پاس ہی آرٹش افسر توپخانہ کھڑا تھا۔ اور اُسکے ماتحت آس پاس موجود تھے۔ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر میدان کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔ مگر

تاریکی کیوجہ سے نظر پورا کام نہین دیتی تھی - پھاٹک کے قریب اُس گارد کا سارجنٹ کھڑا تھا جو پہرے پر تعینات تھا - اور اُسکے ساتھ کچھ اور آدمی بھی تھے - سارجنٹ نے ایک دوسرے افسر سے کہا -

سارجنٹ - دیکھیے - پانڈے لوگ چکر لگا کر اُس طرف آرہے ہین ذرا ٹھہر جایئے گا - مجھے بھی آلینے دیجیئے - ابھی فیر نہ کیجیے گا -

افسر - اچھا مین منتظر ہون - تم بھی دیکھتے رہنا - جب لوگ قریب آجائین تو مجھے بتلانا - ہم تیار ہین - تم خوب دیکھتے رہو -

سیتا نے بھی کیا حواس پائے تھے - اِس عالم اضطرار مین بھی اُسکے ہوش بجا تھے - متبسم کشت وخون کے واقعات دیکھ رہی تھی - مس گریس تو مدت العمر اُسکے اس ہوش وحواس کی جمعیت کو نہین بھولین - پاس ہی توپ داغی جاتی تھی - ہوا مین بگولے کی طرح سُرخ گولے اُڑ کر جاتے تھے - معرکہ دار وگیر نظر کے سامنے تھا - مگر اُسکے ادسان خطا نہین ہوتے تھے - اُسکے چہرے پر شکن تک نہین آئی تھی -

سیتا - (گریس کا ہاتھ پکڑ کر) تمنے نہین سُنا - ہاتھی کے گھنٹے کی آواز تم نہین سنتی ہو -

سارجنٹ - توپ مین گولہ دیا ہوا ہی - اور مین دیکھتا ہون کہ کچھ لوگ باغ کی طرف جا رہے ہین - مگر کچھ پروا نہین ہی - دیکھنا ایسا نشانہ

باندھ کر گود لے اُتارتا ہون کہ لوگ یاد ہی تو کرین۔

سرجنٹ نے توپ کا رُخ غنیم کی طرف پھیر دیا۔ اور مطمئن مناسب موقع کا منتظر کھڑا رہا۔ اب تو توپ کے مُنھ تک روشنی کی شعاع پہونچتی تھی۔ اور مسٹر سیرل برنڈن کے مکان اور احاطے مین بھی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور وہان تک سرجنٹ کی نظر بخوبی کام کرتی تھی۔

ہاتھی کے گھنٹے کی آواز قریب تر آتی جاتی تھی۔ اب تو کچھ لوگ مسٹر سیرل کے مکان سے قریب سڑک پر مشعلین لیے آرہے ہین۔ اُنکے پیچھے کچھ ہندوستانی پیدل فوج نیچرنگی وردی پہنے۔ توڑیدار بندوقین کاندھون پر دھرے۔ تیز قدم اُٹھائے چلے آتے ہین۔ چلتے چلتے یہ فوج مسٹر سیرل کے مکان کی طرف جُھک پڑی۔ فوج کے پیچھے ایک ہاتھی تھا جسپر ہودہ کسا ہوا تھا اور کوئی سوار تھا۔

سارجنٹ۔ (توپ کا نشانہ درست کرکے) دیکھو۔ یارو دیکھو۔ یہ پانڈون کا جنرل ہی۔ مگر چپکے کھڑے رہو۔ یہ جاتے کہان ہین۔ ابھی سیدھم تو مین انکی خبر لیتا ہون۔ ایک منٹ کی دیر ہی۔ تیار رہو۔ جیسے مین فیر کہون ویسے ہی تم توپ سر کر دینا۔ ایک لمحہ بھر جو کہین ہاتھی رُک جاے تو مار ہی لیا ہی۔

ہاتھی روکا گیا۔ فیل نشین سے اور لوگون سے جو کوٹھی اور بنگلہ دیکھکر

آئے تھے کچھ گفتگو ہو رہی تھی۔ جو شخص ہاتھی پر بیٹھا ہوا اُٹھا اُسکا لباس تو مردانہ تھا۔ روشنی تو ضرور بہت تھی۔ مگر قلعے سے لوگ اُسکی صورت صاف نہین دیکھ سکتے تھے۔ بہت سی مشعلین روشن تھین۔ تمام روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور دو آدمی مشعل سے مکان کے ہر چہار طرف آگ لگاتے پھرتے تھے۔

سر جنٹ۔ (نشانہ تاک کر) فائر۔

لوگ دُھس تک اُتر گئے کہ دیکھین تو گولہ کیا کام کرتا ہی۔ کتنون کی خبر لیتا ہی۔ گولہ پھٹا کچھ دُھوان اُٹھا۔ اور فوراً فرو ہو گیا۔ اور کیا نظر آیا؟ وہ عظیم الشان جانور جسکو ہاتھی کہتے ہین۔ لڑکھڑایا۔ اور سربسجدہ ہو گیا۔ ہودے پر جو کچھ لدا تھا وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ اور وہان تھا ہی کیا؟۔ ایک تو وہ خاکستر۔ بس۔ ناظرین یاد کیجیے۔ یہ وہی ہاتھی ہی جسکو فیلبان لڑکون کے خوف سے نور پور نہین لاتا تھا ایسا نازک تھا کہ اسکی پسلیان جو چاہتا ایک نظر مین گن لیتا۔ یہ فیلبان مردود کی نفسانیت اور بخل تھا کہ وہ اس کو دیکھ کر ہر چند نازک جانور کو بازار مین نہین لاتا تھا۔ ورنہ اُسکا کیا حرج تھا۔ نہ سہی کچھ دیر ضلع بھر کے لڑکے ہی نوابصاحب کی بدولت بہل جاتے تھے۔ لیجیے۔ وہ بھی مشغلہ جاتا رہا۔ ہاتھی بھی نوابصاحب کے نمک پانی سے ادا ہو گیا۔ راتب اور چارہ تو پاتا نہین تھا۔ مگر۔ خیر ایک نام تو تھا۔ نوابصاحب کے دروازے پر ہاتھی تو جھولتا تھا۔ یا جھومتا تھا۔ آج وہ پیل جو کبھی پیل دمان کہا جا سکتا ہو اور اب تو پیل لرزان تھا

بجان آفرین جان شیرین سپرد کر گیا۔ اچھا ہوا یا بُرا ہوا۔ یہ نوابصاحب جانین اور اُنکی مصلحت۔ گر ہاتھی کو تو اُس زندگی سے موت ہی اچھی تھی۔ زندہ رہ کر بھوکھون مرتا تھا۔ اُس سے سچ مچ مرجانا کہین اچھا۔

نیچے سے سپاہیون نے بندوقون کی ایک باڑھ داغی۔ جسکا کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور ہوا۔ مسٹر سیرل کا مکان قلعے کے قریب ہی تو تھا میدان سے سب مرد میدان مفرور ہو گئے مکانات مین آگ لگی ہوئی تھی۔ شعلے اُٹھ رہے تھے دھوان چھایا ہوا تھا۔

سرجنٹ۔ (خوش ہوکر) دیکھا نہ۔ مین تو کہتا تھا کہ میرے ہاتھ سے یہ بچتے نہین۔ (توپ کی نال سہلا کر) واہ ری توپ تیری ایسی توپ کبھی داغنے مین نہین آئی۔ اور مسٹرس برنڈن کو تو دیکھو۔ واہ ری مسٹرس برنڈن۔ نہ غش آیا۔ نہ شور مچایا۔ نہ ڈری نہ سہمی۔ مین توپ صاف کرنے جاتا ہون نہین تو مین چیرز دیتا۔ ضرور دیتا۔

سیتا پھر بہ اطمینان خاطر توپ کے پاس کھڑی رہی تھی۔ صبح کو بلدیو اور لچھمن سنگھ گئے۔ دیکھا کہ میدان مین ماما جمیلہ۔ فیلبان۔ اور فیل کی لاشین پاش پاش پڑی ہین۔ سیارون نے تو اِس خوان نعمت سے کچھ تناول فرمایا تھا۔ اور گدھ گِدبس خوردے کے منتظر چُپ چاپ درختون پر بیٹھے تھے۔ دیکھیے اِس کارزار پارٹی سے وہ کب ثمرخوار رہون۔ سچ پوچھیے تو یہ دعوت بھی نوابصاحب ہی کے

ہاتھ گئی۔ (بقول سارجنٹ) واہ رے نواب!

بلدیو نے جمیلہ متوفیہ کے زیورات اُتارے۔ یا عورتون کے الفاظ مین "ٹھنڈے کیے"۔ کمر سے اشرفیون کی تھیلی کھولی اور کہنے لگا۔

بلدیو۔ کیا کہون۔ آج یہین عزرائیل پانڈے بھی ایسے ہی مردہ پڑے ملتے۔ مگر۔ خیر۔ دیکھا جائیگا۔ جاتے کہان ہین۔

باب چہل وسوم

فتنہ فرونشست

رات بھر ہنگامہ برپا رہا۔ جب کبھی فوج سے ضابطہ اُٹھ جاتا ہی۔ پھر غدر و غنیمت کا انسداد دشوار ہو جاتا ہی۔ سپاہی لوگون کے گھر۔ بنگلے۔ کوٹھیان دوکانین لوٹتے پھرتے تھے۔ ایک شور تھا۔ ایک شغب تھا۔ آفت مچی تھی۔ ہر طرف سے دار و گیر۔ نالہ و آہ کی عبرت ناک صدائین قلعے تک پہونچتی تھین۔ مگر مظلومین کی اس طوفان مین کیا دادرسی ہوسکتی تھی۔ صبح تک کوئی اعانت۔ کوئی چارہ کار۔ خارج از امکان تھا اور کچھ بھی نہین ہوسکتا تھا برگیڈیر کی عاقلانہ پیش بینی کو لوگ نظر حقارت اور نگاہ طنز سے دیکھتے تھے۔ مگر آج تو اُنکی ہوشمندی کے کرشمے پیش نظر ہو گئے۔ معترضین جاہین

کہین نہ۔ مگر دل مین توضرور قائل ہوگئے ہونگے۔ ابھی تو آغاز ہوا تھا۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہی کیا۔ خبر نہین کہ کسوقت کیا تازہ واقعہ پیش آجاے کیا آفت بپا ہو۔ اگر کہین پیشتر سے حفاظت۔ اور رسد کا پورا انتظام نہ کرلیا گیا ہوتا تو آج کیا روز بد دیکھنے مین آتا کسکی جان بچتی۔ کسکی آبرو بچتی۔ اِسکا تو خیال بھی نہ تھا۔ کہ ایک رجمنٹ رفاقت کریگی۔ اگر انتظام نہ کرلیا گیا ہوتا۔ انگریز زن و مرد۔ چھوٹے بڑے اپنے اپنے مکانات مین پھیلے ہوتے۔ اور دونون رجمنٹین دفعۃً بغاوت کر اُٹھتین۔ گورے مغلوب ہوجاتے۔ قلعے پر کہین باغیون کا قبضہ ہوجاتا۔ تو اُنکو نکالنا کسکے مان کا تھا۔ یا اگر قلعے پر فوجکشی کیجاتی۔ تو کتنی جانین تلف ہوتین کتنے دنون تک محاصرہ کرنا پڑتا۔ تاہم نتیجہ مخدوش رہتا۔ جنگ دوسر دارد۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ قلعے کے لوگونکو اسوقت اور اِس موقع پر حفظ و امن کی قدر معلوم ہوئی۔ آج اُنکو دوراندیشی کے نیک نتیجے کا مزہ آگیا۔

رفتہ رفتہ باغی فوج کے افسر آنا شروع ہوئے ایک اجیٹن نے بغاوت کا قصہ یون بیان کیا۔

اجیٹن۔ ہملوگ کچھ دیسی افسرونکو ساتھ لے کر ہر کمپنی مین جاتے تھے لوگون کو فہمائش کرتے تھے۔ وفاداری اور ثابت قدمی کی صلاح

دیتے تھے۔ مگر ہماری باتون کے جواب مین لوگ ہمپر طعنہ زنی کرتے تھے۔ آوازے کستے تھے۔ ہمکو آنکھین نکال نکالکر دیکھتے تھے۔ پھاڑے کھاتے تھے۔ نیچہ نیک درکنار۔ آن واحد مین کل رجمنٹ کے لوگ بھر بھرا کر پڑے کے میدان مین نکل پڑے۔ صف آرائی کی۔ اور ڈبل مارچ چلتے ہوے۔ خیریت یہ گذری کہ انگریزی افسر بہت بچ گئے۔ کسی کے زخم تک نہین آیا۔ لوگ اُنپر فیر ضرور کرتے تھے۔ مگر شاید اِس نیت سے کہ افسر ہمارے ارادون مین سدراہ نہ ہون۔ ہمارے قصد مین مارچ نہ ہون۔ جان لینے کی نیت سے ممکن ہی کہ حملہ نہ کرتے ہون۔ مگر حملے ضرور کیے گئے۔ اور متواتر حملے کیے گئے۔ کپتان ہابسن بھی اپنے ماتحتون کے پاس جاتے تھے۔ اُنکو فہمائش کرتے تھے۔ سمجھاتے تھے۔ اور پہلے اِس فہمائش کا کچھ نیک اثر ضرور ہوا مگر پھر لوگون کے ارادے مین لغزش آگئی۔ پھر بیوفائی۔ اور بغاوت پہ کمربستہ ہوگئے۔ اور ایک مشہور بدمعاش نے اُنکے تعاقب مین گھوڑا دوڑایا۔ اور اُنکے سینے اور شانے پر دو زخم لگائے اور لوگ بھی اُس سفاک کے ساتھ ہولیے۔ جب ہابسن نے دیکھا کہ اب جان پہ نوبت آتی ہی۔ تو اُنھون نے ٹمپل کو ساتھ لیا۔ اور قلعے کو واپسی ہی مناسب سمجھے۔

کپتان ہابسن۔ (اُنکے زخم کی بندش کی جارہی تھی) سچ پوچھو تو اُن دو گولون۔ اور وفادار نمبر ــــ کی رفاقت سے ہماری جان بچی جب

میرا گھوڑا خون بہ جانے کیوجہ سے لڑکھڑانے لگا اور مین نے دیکھا کہ رجمنٹ صف بندی کر رہی ہی۔ مین سمجھ گیا۔ کہ اب خیر نہین ہی۔ اب جان گئی مگر رجمنٹ کے ساتھ افسرونکو دیکھ کر جان مین جان آئی۔ اطمینان ہوا۔

شائد نور پور مین کبھی اُس بگل کی آواز سے زیادہ خوش آہنگ۔ اور خوش آیند آواز نہ سن پڑی ہو۔ جو بگل کچھ دن چڑھے نمبر ــــ رجمنٹ بجاتی ہوئی پریڈ کے میدان مین قریب کے باغات سے برآمد ہو کر پہونچی تھی۔ کس شوکت اور شان سے یہ پلٹن آرہی تھی۔ آگے آگے اِدھر اُدھر گرد پیش علی قدر مراتب افسر جنگی وردی زیب تن کیے تھے اور ساتھ ساتھ پلٹن بحر مواج تھا کہ اُمنڈتا چلا آتا تھا۔ اور کیون نہین۔ وفادار فوج تھی۔ جو کارنمایان کئے چلی آتی تھی۔ برگیڈیر صاحب افسرونکو ساتھ لے کر قلعے سے بے تحاشا استقبال کو دوڑ پڑے۔ پوچھین تو کہ کیسی گذری کیا پیش آئی۔ کیسا محاربہ ہوا۔ کس کس سے مقابلہ پڑا کن سے مجادلہ رہا۔ مگر پوچھنا کیا تھا۔ باغی رجمنٹ کے سپاہیونکو نور پور کی چھاؤنی کے باہر بھگا آئے تھے۔ جب تک چاندنی رہی جو لوگ نظر آتے تھے قتل کیے جاتے تھے جب تاریکی ہو گئی پھر کشت وخون کا موقع خوب نہین رہ گیا تھا۔ مگر اندازسے معلوم ہوتا تھا کہ باغی جاکر نوابصاحب کی فوج کے جو پیشتر سے اپنی حد پر کھڑی تھی شریک ہو گئے تھے۔ شائد

نواب کی فوج کی جمعیت زیادہ تھی۔ گھوڑے ہنہناتے تھے۔ ہاتھی بھی تھا جسکے گلے مین گھنٹا لٹکتا تھا۔

مترجم۔ ہاتھی کے گلے مین اگر گھنٹا نہ ہوتا تو وہ پریڈ کے میدان سے وقت پر ضرور بھاگ جاتا۔ مگر یہ بوجھ ایسا تھا کہ بیچارے کو جنبش محال تھی

رجمنٹ کے نقصانات بہت قابل تھے۔ انگریزون مین سے صرف ایک افسر کے بازو مین ایک خفیف سا زخم سنگین سے آیا تھا۔ باقی جتنے تھے وہ سب صحیح وسلامت تھے۔ سپاہیون مین اس اہم خدمت کو دیکھتے جو انھون نے انجام دی تھی مقتولین کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ اس سے بہتر موقع انعام واکرام کا کیا ہو سکتا تھا۔ بریگیڈیر صاحب نے اپنے حکم سے۔ اپنی ذمہ داری پر حاضرین کو جورات کے کارزار مین شریک تھے ایک ایک مہینے کی تنخواہ بطور انعام تقسیم کی۔ اپنے اس فعل سے وہ اور زیادہ ہر دلعزیز ہو گئے۔ کچھ آدمی باغیون کے ساتھ بھی چلے گئے تھے۔ مگر یہ بھی تھا کہ اُنسے زیادہ آدمی باغی رجمنٹ مین کے اور کچھ دیسی افسر چھاؤنی مین رہ بھی گئے تھے۔ وہ لوگ حاضر ہوے۔ استدعا کی کہ ہمسے کام لیا جاے۔ ہم برطرف نہ کیے جائین۔ رسالے کے سب سوار بھی شریک بغاوت نہین ہو گئے تھے۔ قریب سو سوارون کے اپنے دیسی افسرون کے ساتھ بریگیڈیر صاحب سے فرمانبرداری۔ اور اطاعت کا اظہار

کرنے لگے۔ مگران واقعات کا یہ نتیجہ اور نیک نتیجہ کیون نہ سمجھا جاے کہ نور پور باغیون سے مفسدون سے۔ شرارت اندیش سپاہیون سے پاک وصاف ہوگیا۔ یون تو سب پر شک تھا۔ روز تشویش اور بدگمانی رہا کرتی تھی۔ اب یہ مرحلہ طے ہوگیا۔ جو نمک حرام تھے وہ چلے گئے۔ جو وفادار تھے وہ راسخ دم اور ثابت قدم رہ گئے۔

مسٹر سیرل برنڈن اور مقامات پر اپنے فرائض کے ادا کرنے مین مصروف تھے۔ قلعے سے نکلکر وہ سیدھے پولیس لین پہونچے۔ وہان دیکھا کہ مسٹر نوبل صاحب سب آدمیون کو مسلح لیے تیار کھڑے ہین۔ بڑے ذوق وشوق اور نعرہ تحسین کے ساتھ مسٹر سیرل کا لوگون نے خیر مقدم کیا۔ مگر خزانے اور کچہری کی حفاظت مین دیر ہوگئی تھی۔ موقع ہاتھ سے جاتا رہا تھا۔ اُسدن باغی رجمنٹ کا ایک گارد خزانے کے پہرے پر متعین تھا۔ اشارہ پاتے ہی اُن لوگون نے مکانات مین آگ لگادی۔ خزانے مین جو کچھ روپیہ موجود ملا اُسکو گاڑی پر لاد کر فتحپور کی راہ لی۔ مگر خزانے مین روپئے کی تعداد کچھ ایسی کثیر نہ تھی جسکا افسوس ہوتا۔ اسمین کچھ شک ہی نہین باقی رہ گیا تھا کہ خزانہ نصیب اعدا ہوگیا تھا۔ مسٹر سیرل نے آدمی ساتھ لیے اور جیلخانے کی طرف چلے جہان قیدیون کی بڑی تعداد تھی۔ اور اُن لوگون کے طبائع بھی ضرور مشتعل ہورہے تھے۔ مگر خوش قسمتی سے یہان صرف پولیس والونکا پہرہ تھا

جو وفادار تھے۔ اور جنھوں نے قیدیوں کی شورش بالکل فرو کر رکھی تھی۔ ضرور باغیوں نے کوشش کی تھی کہ گارد کو مار کر ہٹا دیں جیسا کہ مردہ سپاہیوں کی لاشوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ مگر وہ لوگ اپنی اس کوشش میں ناکام رہے تھے۔

سیتا کی حالت بہت ہی زار ہو رہی تھی۔ مسٹر سیرل کا قلعے بھر میں کہیں پتہ نہ تھا۔ برج میں خود سیتا نے جا کر اُنکو تلاش کیا جہاں مسٹر مانسٹن ملے اور وہ نہ ملے۔

سیتا۔ کچھ فرمائیے تو مسٹر سیرل کہاں ہیں۔

مانسٹن۔ میں کیا بتلاؤں کہ کہاں ہیں۔ میں تو خود اُنکو ڈھونڈھتا پھرتا ہوں۔ تھوڑی دیر ہوئی کہ وہ ہمارے پاس کھڑے تھے مگر دفعۃً نہیں معلوم کدھر چلدیے۔ آؤ تم بھی ساتھ آؤ۔ پھر تلاش کریں۔

بہت جستجو کی مگر مسٹر سیرل نہ ملے۔ کہیں مسٹر نوبل کے ساتھ کچہری کی طرف تو نہیں چلے گئے۔ اگر وہاں گئے ہونگے تو سمجھ لو کہ جان گئی۔ کچہری میں تو باغیوں نے آگ لگا دی تھی۔ رات کو صحیح حال دریافت ہونا دشوار تھا۔ سیتا کو مسٹر مانسٹن اپنی بیوی۔ اور گریس کے پاس چھوڑ گئے۔ اور خود بریگیڈیر صاحب اور اور افسروں کو ساتھ لے کر مسٹر سیرل کی تلاش میں سرگرم اور مصروف ہوے دوربین سے دیکھا تو پریڈیا کہیں آس پاس صاف نظر نہیں آتے تھے۔ خدا خیر کرے سیتا کو کیا جواب دیا جاوے۔ وہ کیسے سمجھائی جاے۔

واقعی سیتا کے واسطے تو یہ رات سخت مصیبت کی رات تھی۔ روتے بھی نہین کٹتی تھی۔ عجیب اضطرار اور انتشار مین مبتلا تھی۔ مسز پراٹ۔ مس گریس۔ مسز مانسٹن۔ لاکھ سمجھاتی تھین تشفی کرتی تھین۔ طمانینت دیتی تھین۔ مگر سب بے اثر۔ وہ ساکت بیٹھی تھی۔ روتی تھی۔ مگر آنسو نہین نکلتے تھے چہرہ سفید ہو رہا تھا۔ ٹکٹکی بندھی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی نالہ۔ یا آہ سرد بھرتی تھی۔ جو کچھ کہا جاتا تھا۔ وہ کچھ نہین سمجھتی تھی۔ دیکھنے والون کو یقین تھا کہ اگر کہین اسوقت مسٹر سیرل کی لاش یہ دیکھ لے تو فوراً اسکی روح پرواز کر جاے۔ اور لوگونکو بھی توطرح طرح کے شکوک گھیرے ہوے تھے۔ اس تلاطم مین مسٹر سیرل کا باہر جانا۔ اتنی دیر تک اُنکا کچھ پتہ نہ ملنا۔ اندیشے سے خالی نہ تھا۔ سیتا روتی جاتی تھی۔ اور کہتی تھی۔

سیتا۔ یہ چلے کیون گئے؟ مجھے کیون نہ ساتھ لیا؟۔ اب دیکھون کہ اُنکو پھر دیکھتی ہون کہ نہین؟۔ مین ہی جاکر اُنکو کیون نہ ڈھونڈھون؟۔

مگر سیتا خوش نصیب تھی طالع بیداری کی یاوری سے وہ اپنے مطلوب کے دیدار سے پھر مسرور ہونے والی تھی۔ یہ تو ہم لکھ چکے ہین کہ بلدیو اور لچھمن سنگھ صبح کو ۷ بجے تک گئے تھے۔ ابھی تک وہ لوگ واپس نہین آئے تھے۔ سیتا ہشت پہل کمرے کے کوٹھے پر چڑھ گئی۔ مسز مانسٹن بھی اُسکے ساتھ ہولین۔ نسیم سحر کے خوش آیند جھونکے جان فزا۔ اور دل پژمردہ کو شگفتہ کرنے والے تھے۔ سیتا نے میدان میرٹھ

لوگون کو آتے جاتے دیکھا۔ دفعتہً کوٹھے سے اُتری۔ مندر مین پہونچی۔ مردانہ لباس پہنا اور دم زدن مین قلعے کے باہر تھی۔ اُسکے ساتھ اُسکے راٹھور سپاہی بھی تھے۔ مسز مانسٹن اور گریس کو بہت تشویش ہوئی۔ مگر سیتا اب بھلا کہان واپس آسکتی تھی۔ راستے مین بلدیو۔ اور لچھمن سنگھ بھی ملے۔ مگر اُسنے کسی کا کہنا نہ مانا۔

سیتا۔ اگر جوان مرد اور جان نثار ہو تو آؤ۔ اور اپنے آقا کو تلاش کرو۔

سب ساتھ ہو لیے۔

ہمکو معلوم ہی کہ مسٹر سیرل بخیریت تھے۔ پولیس پر اُنکو اطمینان اور وثوق تھا۔ داروغہ پولیس کو تھانے پر چھوڑکر وہ اپنے بنگلے کی طرف چلے کہ دیکھین وہان کیا ہوا۔ مسٹر سیرل بالکل مضطرب نہین تھے۔ خرامان خرامان چرٹ پیتے بنگلے کیطرف آرہے تھے۔ سیتا بھی میدان کے قریب پہونچ گئی تھی۔ مف (بل ڈاگ) سیتا کو دیکھ کر بھونکتا ہوا دوڑا اور اُسکے پیرون سے لپٹ گیا۔ اور نظر جو اُٹھاتی ہی تو سامنے مسٹر سیرل موجود۔

سیتا۔ (مسٹر سیرل کے قدم پکڑکے) یہ تم مجھے کیون چھوڑ گئے تھے۔ ہاے۔ مجھے کیون چھوڑ گئے تھے۔

یہ کہکر اُسکی زبان بند ہوگئی۔ فرط مسرت اور ہیجان سے اُسپر غشی کی کیفیت

طاری ہوگئی - مسٹر سیرل سیتا کو سنبھالے ہوے بنگلے تک لے گئے - برہمن نے اُسکو تھوڑا پانی پلایا - منھ پر پانی کے چھینٹے دیے - جب ذرا حواس درست ہوے تو کہنے لگی -

سیتا - پیارے - سیرل - خدا کا ہزار ہزار شکر ہی کہ جسنے اپنے کرم سے تمسے مجھے پھر ملایا - تمکو مین نے بخیریت دیکھا - مین اُسکے حضور مین بچون کی طرح حاضر ہونگی اور وہ ایسا کریم ہی کہ وہ مجھے اپنے آستانے سے محروم نہ پھیریگا - مجھپر عتاب نہ کرے گا - تم مجھے تنہا نہ چھوڑ جایا کرو - خدا کے واسطے مجھے ہرگز چھوڑکر نہ جایا کرو - ہرگز نہین - ہرگز نہین - رات تو میری جان ہی گئی ہوتی اُس کارزار مین مین موت سے دو چار ہوگئی ہوتی - مگر رشتہ جان یون باقی رہ گیا کہ تمھاری سلامتی کی دعا کر رہی تھی - دیکھو اب مجھے نہ چھوڑ جانا - لڑائی مین بھی جاؤ تو مجھے ساتھ لے لینا - مجھے کچھ بھی خوف نہ ہوگا اگر چھوڑ جاوگے رنج اور ہراس سے جان دے دونگی - مجھ سے وعدہ کرلو - اِسکا مجھ سے اقرار کرو - میرے پیارے میری یہی تمنا ہی - اسمین انکار نہ کرو -

مسٹر سیرل سمجھتے تھے کہ جان باز بیوی جو کچھ کہہ رہی ہی وہ مو بمو راست ہی

سیرل - نہین اب مین تمھین ہرگز نہ چھوڑونگا - چاہے کیسا ہی بُرا وقت ہو کیسی ہی آفت آوے - مگر تمھارا میرے ساتھ ہی رہنا اچھا - کیا کہون کل رات کو تو مین مجبور تھا اتنا وقت ہی نہ تھا کہ تمھین بلا لیتا خیر جو کچھ ہوا

وہ ہوا۔ تم ناحق پریشان ہوئین۔ مین تو بالکل محفوظ ہی تھا۔

یہان سے اُٹھ کر مسٹر سیرل نے میدان۔ اور صحن کی صفائی کا حکم دیا بلدیو نے اُنکو جمیلہ کی لاش دکھائی۔

بلدیو۔ حضور ملاحظہ کرین۔ یہ ماما جی ہین۔ جو ہماری کرپا ندھان مہارانی کی تلاش مین آئی تھین۔

سیرل۔ بڑی خیریت ہوئی۔ کہ بیچاری سیتا اس مکار عورت کے دام سے بچ گئی۔ اسکو بھی اس عورت کا حال معلوم ہوا کہ نہین۔

بلدیو۔ نہین سرکار ہمنے اُنسے نہین اطلاع کی۔ مین نے اور لچھمن سنگھ نے لاش سے سب زیور اُتار لیا ہی۔ اور حفاظت سے رکھدیا ہی۔ نہین معلوم ماما صاحب یہان کس کام کو آئی تھین۔

سیرل۔ محض اُسکی شرارت۔ اور دغابازی تھی۔ یا موت اسکو گھسیٹ لائی تھی۔ نہین کام تو اُسکا یہان کچھ بھی نہ تھا۔

مسٹر سیرل نے اس سے زیادہ ماما جمیلہ کے بارے مین بلدیو سے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا اور پھر سیتا کے پاس چلے گئے۔

سیرل۔ تمکو کچھ یہ بھی خبر ہی کہ کون قتل ہوا۔

سیتا۔ مجھے تمھاری جان کی سلامتی کی پڑی تھی۔ مجھے اتنے ہوش کہان تھے کہ یہ باتین پوچھتی پھرتی۔ یہ مین نے دیکھا تھا کہ نوابصاحب کے یہان کے

کوئی فوجی افسر ہاتھی پر بیٹھے ہوے تھے۔ جو شائد مکان پھونکنے آئے تھے۔ مگر سارجنٹ صاحب پہونچ گئے۔ اور مکان مین آگ لگانے کا موقع نہین ملا یہ بھی دیکھا تھا کہ ہاتھی گر پڑا۔ اور ہودے مین سے کوئی چیز زمین پر آرہی آخر وہ کیا چیز تھی۔

سیرل۔ وہ مالا جمیلہ تھین۔ وہ بھی عجیب چیز تھین۔ خدا کا شکر کرو کہ تمھارا ایک ہی دشمن کم ہوا۔ مگر سچ کہو اُس طوائف نے کیا سچا حال بیان کیا تھا۔ اسکو تو انعام دینا چاہیے۔

سیتا۔ ضرور۔ اُسکو ضرور انعام دینا چاہیئے۔

سیتا کے بدن پہ لرزہ تھا محض اُس مصیبت کے خیال سے جس سے خدا نے اُسکو بچایا تھا وہ کانپ رہی تھی۔ اگر کہین بنگلے ہی مین ہوتی تو کون بچاتا۔ یا مسز انسٹن اور گریس ہی کو کون بچا لیتا۔ یا تو جان جاتی یا ایسی گت بنتی جو موت سے بدتر ہوتی۔ خدا نے بڑی خیر کی۔ جان بچی آبرو رہ گئی۔

یہ راے قرار پائی کہ آیندہ اتوار کی شام کو پادری صاحب عیسائی جماعت کے ساتھ نماز شکرانہ ادا کرین۔ نورپور مین جو گرجا بنا تھا وہ پھونکا تو نہین گیا تھا۔ مگر باغیون نے وہان کا سب سامان ضرور درہم برہم کر دیا تھا۔ جتنے عیسائی تھے۔ وہ قلعے مین موجود تھے۔ اسیوجہ سے دیوان عام

اس نماز کے ادا کرنے کے واسطے موزون سمجھا گیا۔ سیتا کو بھی اس ارادے کی خبر ہوئی اور اشتیاق سے مسٹر سیرل سے پوچھنے لگی۔

سیتا۔ میرا جی چاہتا تھا کہ مین بھی نماز دیکھنے جاتی۔ بہت سی کرانی عورتین جائینگی۔ مین اُنکے ساتھ ہولیتی۔ کوئی مجھے پہچانتا بھی نہ۔

سیرل۔ مسز پراٹ کے ساتھ کیون نہ جاؤ۔ جاؤ۔ اور ضرور جاؤ۔ تم برابر جاسکتی ہو۔ ہمارے گرجا مین جسکا جی چاہے جاے۔ کوئی روک ٹوک نہین ہی۔ وہان تو خدا کی نماز پڑھی جاتی ہی۔ خدا کے گھر جانے مین کون کسکو روک سکتا ہی۔ تمکو مسز پراٹ۔ اور تمھاری دوست مسز ہانسٹن اور گریس ضرور اپنے ساتھ لے جائینگی۔ اگر وہ نہ لے جائین۔ تو مین لیچلونگا مجکو تو بڑی خوشی ہوئی کہ تمھارے دل مین ایسا خیال تو پیدا ہوا۔

اسکے جواب مین سیتا مسٹر سیرل کے سینے سے لپٹ کر بچون کی طرح رونے لگی۔ اور اُسکو کچھ ایسے حالات اور معلومات کی تفتیش تھی جو اب تک اُسپر ظاہر نہین ہوے تھے۔

سیتا۔ سیرل جو تم کہین مجھے ساتھ لیتے چلتے۔ چاہے ایک ہی مرتبہ سہی تو مین اُس خدا کا شکر ادا کرلیتی۔ جسنے تمکو صحیح وسلامت مجھ سے پھر ملایا۔ مجھے بڑی خوشی ہوتی۔ مین اُسکو ہرگز نخفانہ کرتی۔ مین تو اُس سے بچون کی طرح دعا کرتی۔ مین جانتی ہون کہ اُسکی رحمت کی کوئی انتہا نہین ہی

جب مسٹر سیرل نے مسز براٹ اور گریس اور مسز مانسٹن سے یہ حال بیان کیا اور سیتا کے ارادے کو ظاہر کیا تو وہ خوشی سے اُسکو ساتھ لے جانے پہ تیار ہو گئین اور اُنھون نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھی رہے گی اور جسطرح جی چاہے جن الفاظ مین چاہے خداوند عالم کا شکریہ ادا کرے۔ اُنھون نے یہ نہین خیال کیا کہ اُسکے ہندو مذہب مین کوئی فرق آیا۔ اور سمجھ گئین کہ یہ محض جوش امتنانی ہی جسکی وجہ سے وہ عورت اِس شکر گذاری پر مائل اور آمادہ ہی۔ البتہ اِس جوش و رجحان کے نتیجے کے دیکھنے کی ضرور منتظر ہو گئین۔

اتوار کے دن صبح کو سیتا مسز مانسٹن کے پاس گئی۔ اُنھون نے فرط محبت سے اُسکے روے درخشان کا بوسہ لیا۔ اور خوشی سے ایک بہت ہی خوبصورت جلد انجیل مقدس کی اُسکو بطور تحفے کے عنایت کی جسکے حروف بہت جلی تھے۔ لوگون نے اور کچھ نہین کہا۔ نہ سیتا پر کوئی جوش وحدانیت طاری تھی نماز کا وقت آیا۔ اور سیتا دیوان عام کو گئی۔ صرف سفید ململ کی ساری پہن لی تھی۔ زیور سب اُتار ڈالا تھا۔ معبد مین برہنہ پا حاضر ہوئی۔

دیوان عام کا مکان ایک عظیم الشان اور مرتفع دالان تھا جس کی دیوارون پر ہر چہار طرف پچی کاری کا نہایت خوشنما نقش تھا۔ یہ مکان از سر نو صاف کیا گیا تھا۔ ہر طرف اِس دالان مین روشندان تھے اگر روشندان نہ ہوتے تو یہ جگہ ضرور تیرہ و تار ہوتی۔ محرابون کے دونو طرف

ترے ترے طاق بنے تھے۔ شہ نشین پر ایک قالین بچھا دیا گیا تھا جسکے سامنے ایک میز رکھی گئی تھی۔ جسپر سفید چادر اُڑھائی ہوئی تھی۔ میز پر ایک نقرئہ ظرف مین آب اصطباغ رکھا ہوا تھا۔ گورون کے واسطے بنچ بچھا دی گئی تھی۔ اور افسرون اور میمون کے لیے کرسیان تھین۔

حاضرین پر سیتا کی موجودگی کا اثر غیر معمولی نہین تھا۔ بعض میمین تو کہتی تھین کہ یہ بڑی بدعت ہی کہ عیسائی معبد مین ایک کافر عورت آکر داخل ہوئی ہی۔ ایسی بدعت کسیطرح جائز نہین رکھی جاسکتی ہی۔ سیتا۔ مسز پراٹ اور گریس کے بیچ مین بیٹھی تھی۔ اُسنے ساری کے آنچل سے اپنا مُنھ چھپا لیا تھا۔ مسز پراٹ مسز ہل۔ اور لیوسی ہوم بار بار اُسکو نظر التفات سے دیکھتی تھین۔ مسز ہانسٹن اور اُنکی عورت کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سیتا اس موقع پر ایسے صبر اور استقلال سے بیٹھی رہی جسکی اسکو خود امید نہ تھی اگر سیتا نے اپنی مقتضاے طبیعت اور میلان خاطر کی تعمیل کہین کی ہوتی۔ تو سیدھی میز کے سامنے جاکر سر بسجدہ ہو جاتی۔ اور اپنے سیدھے اور سادے الفاظ مین پروردگار عالم کا شکر احسان ادا کرتی۔ مگر وہ دیکھ رہی تھی کہ اس طریقے سے کسی نے نماز نہین ادا کی تھی۔ اور اسیوجہ سے بجاے خود وہ بھی ساکت بیٹھی رہی۔ سب کے ساتھ صدق دل سے وہ بھی مقررہ دعا پڑھتی گئی۔ اُسکے دل مین اسوقت تمنن اور فکر کا خلوص اور صفا کے ساتھ عجیب جوش تھا۔ جب دوران جنگ و جدال مین

صلح دامن کی دعا کی گئی تو وہ اپنے جذبات اور اپنی بیخودی کے اظہار و اعلان کو کسیطرح نہ روک سکی۔ تمام مضمون دعا کا بہت طویل تھا جو وہ سب نہ پڑھ سکی۔ مگر اُسنے دیکھا کہ اُسکے دوستون نے کتاب مین ضروری مقامات اور مضامین پہ نشان بنا دیے تھے۔ جنکا مفہوم بالکل اُسکے شکر گذار دل کے محسوسات کے اظہار کے مطابق تھا۔ سیتا کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ کبھی کبھی نظر اُٹھا کر اوپر دیکھتی جاتی تھی۔ لبون کو بھی جنبش تھی۔ سب نے دیکھا کہ روشنی کی ایک کرن سیتا پر پڑ رہی تھی جس سے اُسپر ایک عالم نور طاری تھا۔

نماز بھی آج بڑی خوبی سے ادا ہوئی تھی۔ گرجا کا ہارمونیم بجگیا تھا جو قلعے مین منگا لیا گیا تھا۔ اشعار نہایت خوش آوازی سے گائے گئے۔ مسز براٹ باجا بجاتی تھین اور کچھ گورے اور اُنکی بیویان ہم آواز ہو کر گاتی جاتی تھین۔ دیوان عام مین آواز بھی خوب گونجتی تھی۔ ایک نظم کے گانے مین تو گریس کے اشارے پر سیتا بھی شریک ہو گئی اور اُسکی خوش آوازی سب پر فوق لے گئی۔

مسٹر براٹ نے جو وعظ ارشاد کی وہ سیتا تو بخوبی سمجھ نہ سکی لیکن اور حاضرین بخوبی سمجھتے تھے۔ وعظ کا مضمون نہایت مناسب حال تھا۔ سب کو موت کے واسطے مستعد رہنا چاہیئے۔ مرگ ناگہانی سے خبردار رہنا چاہیئے۔ دیکھنے کی بات ہے اور افسوس ہے کہ جا بجا عیسائی کس سفاکی اور بیدردی سے قتل کیے گئے اور اُنھون نے کیسے صبر اور شکر سے جان دی۔ لازم ہے کہ غفلت کے پردے

آنکھون سے اُٹھا دو۔ اور خدا کے رحم اور کرم کے مترصد ہو جس نے اپنے فضل سے کیسی آفت ناگہانی سے ابھی نجات فرمائی"

وعظ ختم ہوئی۔ بہت سے لوگ چلے گئے۔ مگر نماز ما بعد باقی تھی۔ بہت اُسکے انتظار مین بیٹھے رہے۔ میز کے پاس جاکر شراب اور روٹی لی۔ ممکن ہوتا تو سیتا بھی جاکر گرجیس کی طرح نماز ادا کرتی۔ مگر کیسے ممکن تھا۔ درمیان مین تو سمندر حائل تھا۔ جسکا عبور کرنا اُسکے امکان سے خارج تھا۔ خاموش مگر آبدیدہ اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔

وہ اِس خیال مین کچھ ایسی محو ہو رہی تھی کہ "وہ عیسوی اصول کے نماز کے مشاہدے کو گئی تھی" اُسکو یہ خبر بھی نہ رہی کہ مین نے کیا دیکھا اور کیا سُنا۔ گھر پہونچی۔ اور وہان سے اپنے ٹھاکر دوارے مین گئی۔ کچھ راکھ اُٹھا کر اپنے ماتھے پر لی۔ اور سربسجدہ ہوگئی۔ یہان کرشن جی کی صرف ایک نقرئی تصویر رکھی تھی۔ یہ تصویر فرانسہ اور ایلا سیتا کو دیتے گئے تھے اور سمجھا دیا تھا کہ اِسکی پوجا کرتی رہنا۔ اُس تصویر کی طرف سے اب اسکا دل کچھ سرد ہو گیا تھا۔ اپنے قاعدے اور اصول سے اُسنے رسم عبادت تو ضرور ادا کی مگر کچھ تسکین نہ ہوئی۔ عیسائی لحاج اور التماس کے الفاظ دفعتہً اُسکے خیال مین آئے "اے خدایا! تو ایسا رحیم اور کریم ہی کہ گنہگارون کی توبہ قبول کرتا ہی۔ بدون کی بھی حاجت روائی فرماتا ہی" اور سوچتی جاتی تھی کہ یہ خدا ہی کا فضل تھا جس سے مین انسان یا شیطان کے

مکائد اور شر سے محفوظ رہی۔ اُسی حافظ حقیقی نے اُس شریر النفس عورت کے حملے سے مجھے مصئون و مامون رکھا۔" وہان سے اُٹھ کر سیتا اپنے شوہر کے پاس گئی۔ میرا یہ خیال ہی کہ نورپور مین جس صدق و اخلاص سے سیتا کو رحمت یزدانی کا اعتراف تھا ویسا اور کسی کو ہرگز نہ تھا ۵

اے خدا قربان احسانت شوم	این چہ احسان ست قربانت شوم

باب چہل و چہارم

سیتا کے اعزا

جس اضطراب اور سراسیمگی مین نورپور کے بلوے کی افواہ سنکر نوناندر اور ایلا مبتلا تھے اُسکا تذکرہ خارج از تحریر ہی۔ وہان تو یہ مشہور تھا کہ "جتنے انگریز تھے وہ سب مار ڈالے گئے۔ گورے اور افسر قلعے سے نکلکر مقابلے پر آئے مگر دونون رجمنٹون نے دن بھر کی لڑائی مین سبکو قتل کر ڈالا۔ شام تک ایک انگریز بھی زندہ نہین بچا۔ نوابصاحب کی فوج اور توپین بھی آئی تھین۔ مقتولین کی لاشون کے نورپور مین انبار لگے تھے۔"

جھانسی اور کانپور کے واقعات کی اطلاع تو نوناندر کو اپنے کارندون کے خطوط سے ہو ہی چکی تھی جنکی راستی مین اُسکو کوئی شک ہی نہ تھا خیال تھا

کہ ایسے ہی واقعات نوربور میں بھی پیش آئے۔ فرط غم سے اس حرماں نصیب کی کمر خم ہوگئی۔ ایلا رات دن نالہ وزاری میں بسر کرتی تھی۔ کھانا پینا چھوڑ دیا تھا۔ دیوار و در سے سر ٹکراتی پھرتی تھی۔ آخر یہ دن ہی کا قتل عام کیا کم رنج و صدمہ کا سبب تھا اُس پر سیتا کی حالت خیال کر کے کلیجہ اُلٹا جاتا تھا۔ یہ بیان کیا گیا تھا۔ کہ سیتا کو اور جج صاحب کی سالی کو نوابیاں پکڑ لے گئے۔ دونوں کو اپنے زنانخانے میں داخل کیا اور سیتا کو فوراً گائے کا گوشت کھلا کر مسلمان کر ڈالا۔ تب سے ان دونوں کا اور کچھ حال نہیں معلوم ہوتا۔

جب ایلا سے اُسکے بیان کے نوکروں نے یہ خبر بیان کی تو اُسکی جان پر بنگئی تھی اور بڑی آفت تو یہ تھی کہ پرو ہت بھی اس خبر کی تکذیب نہیں کر سکتے تھے نہ کچھ بہتری کی اُمید دلاتے تھے۔ اُسکے رنج و الم کا تو یہ عالم تھا کہ اُسکی مصیبت اور حالت دیکھ کر نراندر کہتے تھے کہ اس سے موت بدرجہا اسکے واسطے بہتر ہوتی۔ بہت ہی زار حالت ہوگئی تھی۔ رام۔ رام۔ کی رٹ بھول گئی تھی اب تو سیتا۔ سیتا کی رٹ تھی کبھی رو رو کر یہ بھی کہا کرتی تھی "سیتا ہائے سیتا تو مر گئی ہوتی۔ اپنے شوہر کے ساتھ ستی ہو گئی ہوتی وہ اس سے کہیں اچھا تھا کہ تو بیدھرم کی گئی اور تو مسلمان بنائی گئی"۔

آخر ہونا کیا ہے۔ کیا سب انگریز جان سے گذر جائینگے۔ نیست و نابود

ہو جائینگے - یا شمالی ہند مین جتنے انگریز تھے وہ قتل ہو چکے تھے -

دکن مین البتہ ہر طرح امن و امان تھی - پونا اور حیدرآباد سے جو خطوط آئے تھے اُن مین ضرور متوحش اخبارات تحریر تھے - نورپور مین بھوسلا خاندان کے ہوا خواہ سازشون مین سرگرم تھے - اور چاہتے تھے کہ کسیطرح اس خاندان کی فرمانروائی پھر قائم ہو - بمبئی مین بھی ہراس اور اضطراب کے علامات آشکارا تھے - ایسی ہی افواہ اور اخبارات وحشت آثار نراندر کی سماعت مین آتے تھے - اور یہ بھی درجہ یقین تک پہونچ گیا تھا کہ نورپور بھی نصیب اعدا ہو گیا - ضرور سکو مایوسی تھی - وہ انگریزون کا سچا خیر طلب اور باوفا رفیق تھا - شام گنج مین جتنے دغاباز اور جنگجو لوگ تھے اُنکی زبان پر جو کچھ آتا تھا بکتے تھے - اور خیالی تباہی اور بربادی کے حالات سنکر سب بہت خوش ہوتے تھے - مگر افسوس یہ تھا کہ نراندر کسی اُمید پر اور کسی اطلاع پر ان بیہودہ افواہون کی تردید اور تکذیب نہین کر سکتے تھے اُنکے بہت سے مصنوعی گندم نما جو فروش - احباب نے اُنکو یہ بھی مشورت دی کہ اب تم اپنا کاروبار سمیٹ کر سیدھے بنارس چلے جاؤ - وہان حفاظت اور پناہ مین رہوگے - مگر اُنھون نے کچھ سماعت نہ کی مستقل اور ثابت قدم رہے - اُن کو یقین کامل تھا کہ بُرا وقت آیا ہی وہ نکل جائیگا - برسات کے اختتام پر انگریز جنوب و مغرب سے یورش کر کے باغیون کو نکالدینگے اور جو آفت دشمنون نے فی الحال برپا کر رکھی ہی اُسکو فرو کر دینگے - اُنکے اس یقین اور اس امید مین سوائے

دامون بھٹ کے اور کوئی بھی شاہ گنج مین اُنکا ہم خیال نہ تھا۔ انھین خیالات اور امیدون مین نور پور کے حالات سُنے۔ ساری اُمیدین خاک مین ملگیئن۔ اور خیالات منتشر ہو گئے۔

آرزوئین ہوئین سب خاک پراگندن کیسا	

افسوس اور ہزار افسوس۔ کہ مسٹر سیرل برنڈن قتل کیے گئے۔ اور اُنکی پوتی کی جو ذلت اور رسوائی ہوئی وہ ناگفتہ بہ۔ مجھے الفاظ نہین ملتے جنمین مین اُن لوگون کے رنج اور حسرت کا صحیح اندازہ بیان کرسکون۔

کیا محض یہ ہی مصیبت بیچارے سُنار کے گھر پر نازل تھی؟ نہین! وہ تو مورد ہزار رنج و محن تھا!۔ ایک طرف تو نور پور کے غدر کی کیفیت سُنی۔ دوسری طرف تازہ آفت یہ آئی کہ راجہ ہرپال سنگھ نے اپنی معمولی غفلت اور کاہلی کو ترک کرکے موقع غنیمت سمجھا اور نقل و حرکت شروع کردی۔ ادھر اُدھر سے باغی سپاہی آکر اُسکے پاس یکجا ہو گئے تھے۔ جنکی تعداد اُسکے مستقلہ غارتگری اور نبرد آزمائی کے واسطے کافی اور وافی تھی۔ اُسکے خود جتنے سپاہی اور ملازم تھے وہ تو پُرانے لوٹیرے اور ڈاکو تھے۔ اُسنے نور پور کے صوبے مین اپنا حصہ لگانے کی نیت سے فوراً چڑھائی کردی۔

دست بُرد اور لوٹ مار کا میدان گرم تھا۔ جو زور آور اور طاقت دار ہوتا اُسی کے ہاتھ میدان رہتا۔

شادگنج ایسا مقام نہین تھا کہ اسکی خبر نہ لیجاتی - اور اسکی طرف سے غفلت کیجاتی - رام داس سے ہرپال سنگھ نے خفیہ خط وکتابت کر رکھی تھی - اور اس دغاباز نے جتنے متمول اور ذی مقدرت شہر مین تھے اُنکے سب کے نام راجہ کو لکھ بھیجے تھے خیال کرنے کی بات ہی کہ نراندر کا نام اس فہرست سے کیسے فروگذاشت ہوسکتا تھا - دفعۃً راجہ نے کچھ سپاہی اور توپ خانہ لیکر نوربور پر چڑھائی کردی پولیس کے معدودے چند سپاہی جو حفاظت پر متعین تھے دو یا تو مفرور ہوگئے یا تلوار سے قتل کرڈالے گئے تحصیلدار کو پھانسی دے دیگئی - رام داس راجہ کے ساتھ جبرستانی مین شریک ہوگیا -

بڑا گھاتیا تھا - نراندر کے زیادہ ستانے کی صلاح راجہ کو نہین دی کچھ اور حکمت سوچ رکھی تھی اُسکی یہ نیت تھی کہ کسی تدبیر سے نراندر کے مال وجائداد پر خود قابض ہوجاے - راجہ نے دس ہزار روپیہ مانگا - نراندر نے کچھ نقد اور کچھ بنارس اور مرزاپور پر ہنڈیون سے جو فوراً سکھ سکتی تھین مطلوبہ رقم کی خانہ پُری کردی - اگر رام داس کو اس مہاجن کے دفینے کی خبر ہوتی تو اس قلیل معاوضہ پر اُسکو رنگاری نہ ملتی - ہرپال سنگھ بہت سخت گیری کرتا اور رام داس اُسکی تائید کرتا - مگر اُس مدفون خزانے کی خبر صرف اُن راٹھور سپاہیون کو تھی جو اسوقت نوربور مین تھے - اور جو ایسے وفادار اور معتبر تھے کہ اس راز کو اپنی زبان سے تبلا ہی نہین سکتے تھے - نراندر کی جان عذاب مین تھی

ہر وقت اندیشہ تھا کہ دیکھیے کیا تازہ واردات پیش آوے۔ اور کیا کیا جبر ہو۔ اگر رام داس کو اُس خزانے کی اطلاع نہ تھی تو نہ ہو۔ مگر با ہر جو روپیہ پھیلا ہوا تھا اُسکی تعداد اور مقامات سے وہ واقف ہو گیا تھا۔ امراؤ ٹی۔ مرزاپور۔ بمبئی۔ اور پونا مین جو کوٹھیان تھین۔ وہان کی موجودہ تحویل اور کاروبار سے وہ بخوبی آگاہ تھا۔ نراندر کے ایک منشی نے بڑی نمک حرامی کی کہ رام داس کو کچا چٹھا حوالے کر دیا۔ اِس منشی پر نراندر کو بہت اعتبار تھا مگر اُسنے موقع پر بڑی بیوفائی اور محسن کشی کی۔

نراندر اپنے مکان ہی مین قید کر دیا گیا۔ اور بیچارہ قید بھی اُس کمرے مین کیا گیا تھا۔ جہان سیتا رہا کرتی تھی۔ اُسکی یاد اُس زندان غم مین اُسکو اور زیادہ رنج دہ تھی۔ ایلا نے بھی اُسے اور موجودہ مصیبت سے قطع نظر کرکے رام داس سے بدزبانی کی تھی اور کہہ اُٹھی تھی کہ "انگریزون کا راج ہوئے تو تمکو اس بے ایمانی۔ اور جبرستانی کا مزہ چکھاؤنگی" اِس پاداش مین وہ بھی کوٹھے پر ایک کمرے مین نظر بند کر دی گئی تھی۔ اِس گفتگو کے جواب مین جو کریہہ الفاظ رام داس نے کہے اُنکا تذکرہ فضول ہی۔ باوجودیکہ ایلا بھگت تھی۔ اور عقائد مذہبی کی رو سے واجب التعظیم تھی مگر وہ اُسکو کشان کشان بہت ذلت سے کوٹھے کے زینون پر گھسیٹ لے گیا۔ اور اُس مظلومہ پر یہ تازہ ستم ڈھایا گیا کہ بنارس سے واپسی کے بعد مندر مین جو آگ اُسنے سُلگا رکھی تھی جو

کبھی بجھنے نہین پائی تھی - وہ بجھادی گئی - اب یہ آگ بغیر تازہ رسم مذہبی ادا کرنے کے روشن نہین ہوسکتی تھی - یہ مصیبت اُسکو اور مصیبتون سے کہین زیادہ سخت تھی - یہ ایسی مصیبت تھی اور اس مصیبت کا اسکو ایسا صدمہ تھا کہ بھائی کے ٹوٹے پھوٹے تسکین دہ کلمات سے بھی اُسکی تشفی نہین ہوسکتی تھی - دامون بھٹ پر دہبت کی آمد و رفت قطعاً مسدود کردی گئی تھی - ایلا کے تو حواس باختہ تھے - بات نہین کیجاتی تھی - عجب سراسیمگی اور پریشانی مین مبتلا تھی -

شہر مین اور ایسے لوگ بھی تھے جنگی گت نراندر سے کہین زیادہ بری بنائی گئی تھی - چھوٹے چھوٹے مہاجن - صراف - جولاہے - کھٹک - بنیے - بزاز - ٹھٹھرے - لوہار - سُنار - کاشتکار - زمیندار - جتنے جوار و دیار مین اہل حرفہ تھے سب سے جبرستانی کیجاتی تھی - سب لوٹ لیے جاتے تھے - سخت تشدد اور تظلم تھا - جسکی ذرا بھی حیثیت تھی وہ تعدی سے محفوظ نہین رہا تھا - راجہ - اور اُسکے مصاحب اور اراکین تحصیل کی کچہری مین بیٹھتے تھے - لوگ پکڑ بلائے جاتے تھے اور دھوپ مین لٹا کر اُنکے سینون پر پتھر لادے جاتے تھے - ناک بند کیجاتی تھی - اور طرح طرح کی اذیت اور تکلیف دیجاتی تھی اور یہ راجہ صاحب کا ایک مشغلہ تھا - ایک تفریح تھی - بھلا انگریزون کے وقت مین یہ شدائد کیسے ہوسکتے تھے -

لوگون کو عجیب عجیب اذیت دیجاتی تھی - جسکا تذکرہ فضول سمجھتا ہون

سکان

مسلمان اول تو شہر مین تھے ہی بہت کم۔ مگر جتنے تھے اُنسے ہندوؤن نے کینہ دیرینہ نکالنا چاہا۔ راجہ کو ذرا توجہ دیدیگئی۔ پھر کیا تھا سب کی جان پر آفت آگئی۔ وہ تھا بڑا متعصب تھا۔ سور مرنگا کر مسجد مین مارا گیا اور اُسکا خون صحن مسجد مین بہایا گیا۔ محراب۔ اور منبر پر ملا گیا۔ اور مسلمانون کا معبد تمام و کمال نجس کر دیا گیا۔ مسلمان بھی دنون مین کہتے تھے کہ ایسی زیادتیان اور ایسے مظالم انگریزی عہد مین کبھی نہین ہوے تھے۔ ابھی کل کی بات ہو کہ مسٹر برنڈن نے کس فیاضی اور سخاوت سے مدرسہ کے واسطے ایک رقم کثیر عطا کی تھی۔ لڑکونکا امتحان لیکر خوش ہوے تھے سب کو مٹھائی تقسیم کی تھی۔ اور وعدہ کیا تھا کہ وقتاً فوقتاً مدرسہ کی اور طلبا کی ترقی اور بہبود مین توجہ اور اعانت ہوتی رہیگی مگر افسوس کہ اب وہ وقت ہی نہ رہا۔ وہ حاکم ہی نہین ہین۔ مجبوری تھی اور مصیبت تھی۔

آس پاس۔ قرب وجوار کے دیہات پر بھی دست تظلم دراز تھا۔ رام داس اور اُسکے کارندے تحصیل مالگزاری پر مامور ہوے تھے۔ جو ایک سال کا پیشگی مطالبہ مالگزارون سے طلب کرتے تھے۔ اور ہر طرح کی سختی سے وصول ہی کر لیتے تھے۔ جن زمیندارون کے بنائے کچھ نہین بنتا تھا وہ اپنے گھر کا زیور۔ اثاث البیت۔ مویشی۔ بے ایمان مہاجنون کے ہاتھ ارزان سے ارزان قیمت پر فروخت کر کے روپیہ ادا کرتے تھے۔ اِن مصائب اور مظالم کی کہانتک تفصیل بیان کرون

بدعملی اور بدنظمی کی کوئی انتہا نہین رہ گئی تھی۔ معلوم نہین ہوتا تھا کہ کبھی ان ممالک مین انگریزی عملداری رہی تھی بلکہ قدیم الایام کی حکومت شاید ایسی ہی ہو۔

بڑی حیرت تو یہ تھی کہ یہ ہنگامہ اور یہ نقض امن صرف کچھ ہی دنون مین ہر چہار طرف پھیل گیا تھا۔ ڈاکو۔ ٹھگ۔ چور۔ بدمعاش ہر چہار طرف سے ٹوٹ پڑے تھے۔ جنکے مظالم کا کوئی انسداد نہین ہوسکتا تھا۔ کہ نیاید زگرگ چوپانی کون محافظ ہوتا۔ کون امن وامان قائم کرنے کی کوشش کرتا جو راجہ بنے تھے وہ خود ہی ڈاکوؤن کے سردار تھے۔

مگر اُس مصیبت رسیدہ مہاجن کو ایک ایسا مژدہ ملا کہ جسکے سننے سے وہ سب رنج وغم بھول گیا۔

یوسفِ گم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور خانۂ احزان شود روزی گلستان غم مخور	

جس دن نورپور مین نماز شکرانہ ادا کی گئی تھی اُسکی صبح کو بلدیو ایک راٹھور سپاہی اور ایک ہرکارے کو جو نرائندر کے گماشتے کے پاس وہان رہا کرتا تھا ساتھ لیکر نرائندر کے نام خطوط لیکر شاہ گنج کو روانہ ہوا۔ بلوے کے بعد سیتا نے ضرور اپنی خیریت اپنے اعزا کو لکھی ہوتی۔ مگر نواب نے ایک یہ بھی انتظام کیا تھا کہ ڈاک مسدود کردی تھی۔ ہرکارے پکڑ کر قتل کردیے جاتے تھے۔ یا روک لیے جاتے تھے۔ نورپور کے محصورین نہ دنیا کو اپنی حالت کی اطلاع دے سکتے تھے۔

نہ دنیا کے حالات خود معلوم کرسکتے تھے۔ سیتا خاموش رہی۔ جب گماشتے نے موقع مناسب دیکھا تو دستی خطوط بھیجنے کی صلاح دی۔ قاصد خفیہ راہوں سے خوب واقف تھے۔ قرب وجوار کے دیہات کے لوگوں سے وہ خوف نہیں کرتے تھے۔ اِسمیں شک نہیں کہ اِس زمانے میں تو ہر شخص کشت وخون پر آمادہ اور مستعد تھا اور ایک دوسرے کی جان کے درپے رہتا تھا۔ اِسوجہ سے احتیاط بھی لازم تھی۔ اِن لوگوں کی ہوشیاری اُنکے کام بھی آئی۔ کامیاب ہوے۔ سب سے آخر منزل اُنکی اُس مندر میں ہوئی جہاں کے واقعے سے اِس قصے کا آغاز ہوا ہی۔ شام کو یہ لوگ بہت خرم واحتیاط سے شاہ گنج پہونچے۔ بلدیو کو نراندر کے مکان کا کوئی خفیہ راستہ معلوم نہ تھا۔ بہت حیران ہوا کہ کسطرح خطوط اُس مہاجن تک پہونچا دے۔ مگر۔ اتفاق سے اُسکے یہاں کی ایک خادمہ ملگئی جو عقب مکان کے احاطہ سے ایک زینے کے راستے اُسکو نراندر کے پاس لے گئی۔ بلدیو نے بہت خوش ہوکر نراندر کو سلام کیا اور خط دیے۔

بلدیو۔ وہاں سب خیریت ہی۔ سب صحیح سلامت ہین۔ کسی انگریز کا رویان تک میلا نہین ہوا۔ نورپور میں بڑی حفاظت ہی۔ نراندر حیرت سے بلدیو کو دیکھتا رہا۔ صورت نہین پہچانتا تھا۔ مگر اُسکی کرخت آواز سے ضرور گوش آشنا تھا۔ چونک اُٹھا۔ مگر کچھ کہا نہین۔ بلدیو سے خط لیے۔ اور کھولے۔ مگر ہاتھون مین خط کھولتے وقت رعشہ ہوگیا تھا۔ ایلا بھی اجنبی کی آواز سُنکر

بھائی کے پاس آئی۔ بلدیو نے ایلا کے قدم چھوے "پالاگی کی" اور نراندر کی طرف اشارہ کیا جو ہاتھ مین خط لیے کھڑے تھے۔ ایلا نے دیکھا کہ نراندر کے جسم پہ لرزہ چڑھا ہی۔ مگر چہرے پر خوشی کے علامات نظر آتے ہین۔

نراندر۔ ایلا۔ میری پیاری بن ایلا۔ شکر کرو۔ کہ دونون زندہ ہین اور خیریت سے ہین۔

ایلا کے جسم ناتوان سے اس بے اندازہ مسرت کی برداشت نہو سکی۔ سکتہ ہوگیا۔ لبون کو جنبش ہوتی تھی۔ اور قریب تھا کہ بیہوش ہوکر گر پڑے مگر بلدیو نے سنبھال لیا۔ اور پلنگ پر لٹا دیا۔

بڑی دیر کے بعد ایلا کو ہوش آیا۔ پہلے تو ایک خادمہ نے یہ ہی کہدیا تھا کہ اُسکی روح پرواز کرگئی۔ مگر رفتہ رفتہ پھر سانس لینے لگی۔ تھوڑا پانی پلایا گیا۔ آنکھین کھولدین اور پوچھنے لگی۔

ایلا۔ کیا سب مرگئے؟۔ ہاے سب مرگئے۔! کوئی جیتا نہین بچا۔

نراندر۔ نہین کوئی نہین مرا۔ سب زندہ ہین۔ سب اچھے ہین دیکھو سیتا کی چھٹی ہی۔ اور یہ مسٹر برنڈن کا خط ہی۔ تم خوش ہوجاؤ۔ اپنے ہوش مین آؤ۔ کوئی بچ کی بات نہین ہی۔

بڑی دیر کے بعد ایلا کو یقین ہوا کہ اُسکے پیارے اُسکی آنکھون کے تارے صحیح اور سلامت ہین۔ بھائی سے خط لے کر آنکھون سے لگایا سینے

سے لگایا ؎

قاصد رسید نامہ رسید و خبر رسید
در حیرتم کہ جان بہ کدامے کنم نثار

مارے خوشی کے بھائی کے گلے مل کر کبھی ہنستی تھی کبھی روتی تھی۔ اُس پر تو ایک دیوانگی کی کیفیت طاری تھی۔ جیسی خوشی اُن دونون کو ہوئی تھی اُسکا اندازہ اور اُسکی انتہا بیان کرنا اُس خوشی کی وقعت کو گھٹانا ہی۔ اُسکا بیان خارج از بیان ہی۔ ہائے اِس تھوڑی ہی مدت مین اِن مظلومون اور آفت رسیدون پر کیا کچھ نہین گذری تھی۔ کیسے مصائب کیسے شدائد برداشت کیے تھے

جب نراندر کے حواس ٹھکانے ہوے تو اُنھون نے سیتا اور مسٹر برنڈن کا خط بار بار پڑھا۔ سیتا کے خط مین مفصل حالات لکھے تھے۔ اور مسٹر برنڈن نے اپنی تحریر مین شکر گذاری کا اظہار کیا تھا۔ کچھ حصہ اُس خط کا درج کتاب کیا جاتا ہی۔ "خوش ہو جایئے کہ ہم یہان بخیریت ہین اور ہماری حکومت برقرار ہی جو نمک حرام تھے وہ چلے گئے۔ دفع ہو گئے۔ اب جتنے باقی ہین وہ وفادار اور جان نثار ہین شاہ گنج مین سب سے کہدیجیے گا کہ سمبت ۱۹۱۴ کا طوفان گذر گیا اور ہم اُسکی آفت سے محفوظ رہے۔ بہت جلد ہم فوج لیکر باغیون کی سرکوبی کرینگے اور پہلے کی سی حکومت قایم کرینگے۔ اطمینان رہے"۔ مسٹر برنڈن کا لکھنا ایسا نہ تھا جسمین کچھ شک و شبہہ ہو سکتا ہو۔ دونون نے خط کے مضمون کو

خوشی کے ساتھ یقین کیا اور رات بھر بیٹھے بلدیو سے باتین کرتے رہے۔ ماما جمیلہ کی کارگزاری اور موت کی داستان عبرت نشان سنی۔ قلعے کے استحکام اور نمبر رجمنٹ کی خیر خواہی کے حالات معلوم ہوے۔ صبح ہوئی اور ایلا سیدھی شیوالے پہونچی۔ دیبی جی کے سامنے سربسجدہ گر پڑی روتی جاتی تھی۔ اور شکریہ کے کلمات کہتی جاتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد دامون بھٹ سے سب قصہ کہا جب ایلا گئی تھی تو نراندر بیٹھی نیند سو رہے تھے۔ جب واپس آئی۔ تو دیکھا کہ وہ خطون کا جواب لکھ رہے ہین۔

نراندر۔ بلدیو کو نورپور جانے کی جلدی ہی۔ اسوقت تو وہ اپنی پرانی جگہ پر جاکر چھپ رہا ہی۔ مگر رات کو آکر جواب لے جائیگا۔

اب ایلا کی "رام رام" کی رٹ زیادہ بڑھ گئی اُسکا اعتقاد یہ تھا کہ رام جی کی عنایت ایسی ہوئی کہ مسٹر سیرل اور سیتا بخیریت اور بہ عافیت اتنی بڑی آفت سے بچ گئے۔

ادھر فتحپور مین ہل چل مچی تھی۔ گوربخش حولدار نے نوابصاحب کی پرانی توپین صاف کرائین۔ جو مدت سے بیکار پڑی تھین زنگ خوردہ تھین مگر ازکار رفتہ نہین ہوگئی تھین اگر احتیاط اور ہوشیاری سے اُنسے کام لیا جاتا تو خوب کام دے سکتی تھین۔ اور گوربخش کو توپخانے کے فنون مین ید طولےٰ تھے۔ گوربخش باغیون سے مزاحمت اور مخالفت کی جرأت نہین کرتا تھا۔

مخالفت

مخالفت مناسب وقت خیال کرتا تھا - ایک گروہ کی تو یہ راے تھی کہ فوراً بھونچکر نانا صاحب - یا جھانسی کی رانی کی شرکت کرنا چاہیئے - ایک گروہ جولدار کی راے کی تبعیت مین اس بات پر رضامند تھا کہ برسات بھر یہین مقیم رہین اور بعد برسات جہان سب کی راے ہو اُس طرف کوچ کرین -

جولدار لوگونکو سمجھاتے کہ برسات بھر باہر چلنا زحمت سے خالی نہین اگر ایسی ہی لڑائی کی تلاش ہو - تو آس پاس کے علاقون پر یورش کرو - یہ کام بھی فاتحے کا کام ہوگا -

نواب صاحب کے حواس ٹھکانے نہین تھے نہ اُنکی راے کسی امر پر مستقل ہوتی تھی - دونون بیویون سے مخالفت ہوگئی تھی - مگر ایک بیوی "نجم النسا خانم صاحبہ" کو اُنکے ساتھ ہمدردی بھی تھی - ماما جمیلہ سی شیراور معتمد کی موت سے دنیا مین اُنکا کوئی سرپرست باقی نہین رہ گیا تھا - نہ کوئی میم ہاتھ آئی جو اندھیرے گھر کا اوجالا ہوتی نہ سیتا جو یوخصال عزرائیل پانڈے کی بھینٹ چڑھائی جاتی - بیچاری کی جان مفت گئی - عزرائیل پانڈے نے جب حملے کی ناکامی کی کیفیت سُنی اور سنا کہ کوئی انگریز قتل نہین ہوا تو اُسکا جنون تازہ جوش کے ساتھ عود کر آیا وہ پھر تہ خانے مین رہنے لگا اور اپنے منتر جگانا شروع کیے - وہ اسقدر خوفناک اور تند خو ہوگیا تھا کہ اُسکے ساتھی بمشکل اُسکو مجنونانہ حرکات سے باز رکھ سکتے تھے - باغیون مین سے کچھ سپاہی نمبر - رجمنٹ کے پاس گئے اور اُنکو بغاوت

اور شورش کی فہمائش کرتے رہے۔ مگر دو کو تو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اور ایک کو تفتیش سے رجمنٹ کے سپاہیوں نے ڈھونڈھ نکالا۔ تینوں مجرم قاعدہ مجاریہ کے وقت کے موافق مختصر تحقیقات کے بعد توپ میں باندھ کر اُڑا دیے گئے۔

جب توپیں صاف ہو گئیں تو کرنیل نے نوابصاحب کی فوج اور توپ خانہ آراستہ کر کے نور پور پر چڑھائی کر دی۔ رہپو پہنچتے ہی قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ مگر توڑے دار توپوں سے کرنیل صاحب سے کچھ بنائے نہیں بنتی تھی۔ محصورین بہت جرأت سے داد مردانگی دیتے تھے۔ بروقت قلعے سے گولہ باری کرتے رہتے تھے۔ بلکہ ایک موقع پر تو اُن لوگوں نے کرنیل صاحب کی ایک توپ چھین بھی لی۔ روز لڑائی رہا کرتی تھی۔ مسٹر برنڈن۔ اور مسٹر نوبل پولیس کی فوج سے جیلخانہ کی حفاظت کرتے تھے۔ سیتا ہر موقع پر اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھی۔ اور کسی خوف اور خطرے کی پروا نہیں کرتی تھی۔ لوگوں نے اُسکی جان کی حفاظت اپنے ذمے فرض اور مقدم سمجھ لی تھی۔ اکثر گورون نے اور رجمنٹ والوں نے برگیڈیر صاحب سے درخواست کی کہ "اجازت ملے تو ہم فتحپور پر جا کر قبضہ کر لیں اور اس روز کے بکھیڑے اور لڑائی سے چھٹکارا پا دیں۔ یہیں فساد کی جڑ ہے۔ یہیں سے فساد اُٹھتا ہے"۔ مگر برگیڈیر صاحب کسی دور اندیشی کے خیال سے اس ارادے میں مانع تھے اور کہتے تھے کہ بالفعل محض مقامی حفاظت پر تم سب مستعد رہو۔

نواب نے دیکھا کہ نورپور پر قبضہ کرنے کی کوشش محض تضییع اوقات ہے لوگون کی زبانی رانبہ ہرپال سنگھ کی غارت گری اور لوٹ مار کی کیفیت سنکر حضرت کے منھ مین بھی پانی بھر آیا اور آپ بھی بڑی ہمت اور شجاعت سے نفس نفیس فوجکشی پر آمادہ ہو گئے۔ خدا خیر کرے اب رستم ہند گھر سے باہر قدم نکالتے ہین۔ ایکطرف تو مولوی صاحب کو روانہ کیا اور دوسری طرف خود چلکھڑے ہوے جس موضع اور جس مقام پر پہونچتے تھے۔ وہان کے معدودے چند پولیس والونکا نکال باہر کرتے تھے اور اپنا تھانہ قائم کرتے تھے اور منادی کراتے تھے۔ یا منادی ہواتے تھے کہ مدتزیر فرمان جہان پناہ مین نواب دل خان صوبہ نورپور کا جاگیردار اور صوبہ دار ہوا۔ جتنے زمیندار رعایا باشندے ہین وہ میرا حلقہ اطاعت زیب گوش حقیقت نیوش کرین مجھے اپنا حاکم اور ولی نعمت مانین۔ درصورت خلاف ورزی اپنی جان و مال سے ہاتھ دھو دین۔

نواب صاحب کے اور ہرپال سنگھ کے حرکات مین کچھ ایسا فرق نہ تھا۔ اگر فرق تھا تو صرف اس قدر کہ نواب اُس حد کے مظالم اور شدائد نہین کرتے تھے جیسے ہرپال کر رہا تھا۔ مگر جبرستانی۔ اور لوٹ مار دونون کا شیوہ ہو رہا تھا۔ دونون غارتگری اور تظلم پر کمربستہ تھے۔

اگر روزانہ لڑائی کا سلسلہ قائم نہ رہا ہوتا تو نورپور کی متعینہ فوج

غافل اور کاہل ہو جاتی - اِس لڑائی سے اُنکا کچھ بگڑتا نہین تھا البتہ اُسکا فائدہ اُنکو یہ تھا کہ اُن مین تازہ مستعدی اور جوش پیدا ہو گیا تھا - باہر سے کوئی خبر سننے مین نہین آتی تھی - بابا صاحب سررشتہ دار کو تحریرات کی بڑی جستجو رہا کرتی تھی - مگر شاید لکھنے والون نے اب روز کی خانہ جنگی کا تذکرہ فضول سمجھکر لکھنا چھوڑ دیا تھا - یا کچھ ایسے واقعات پیش تھے جنکا ذکر لکھنے مین اُنکو تامل تھا - بہرحال کوئی خبر دریافت نہین ہوتی تھی -

گورے سپاہی بہت مطمئن اور خوش تھے اُنکی دلبستگی کے واسطے کافی سامان مہیا کر دیا گیا تھا - کرکٹ - کتابین - اور طرح طرح کے کھیلون مین وہ لوگ اپنا وقت کاٹتے تھے - ناچ کرتے تھے - تماشے دکھلاتے تھے کپتان ہابسن تفریحات مین اُنکے شریک رہا کرتے تھے - پیاری مسز مانسٹن اور گریس بھی تماشا دیکھنے آتی تھین - اور کسی کونے مین سیتا بھی چھپکی کھڑی دیکھ پڑتی تھی - کپتان صاحب اپنا بایان ہاتھ ایک انداز کے ساتھ رومال کے سہارے لٹکائے رہتے تھے -

اور جو لوگ سوسائٹی کے ممبر تھے اُنکا زیادہ تفصیل کے ساتھ تذکرہ لکھنا فضول ہے - لوگ حالات اور واقعات کا تذکرہ تحریر کرتے تھے مگر خیالات مین کوئی کسی کے مخالف بھی ہو جاتا تھا - ایسے اختلافات ایک ہی موقع اور ایک ہی حال کے تذکرہ مین لوگون مین ہو جاتے ہین -

خیر یہ جو کچھ ہو۔ مگر ہمارے گروہ کے لوگ باہمہ اور بے ہمہ۔ مرنجان مرنج۔ اپنے دن بسر کرتے تھے۔ جو اُنسے ملتا تھا اُس سے بہ ملاطفت اور بمدارات پیش آتے تھے جسکو اُنسے اختلاف تھا اُس سے خبر نہین ہوتے تھے۔

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

باب چہل و پنجم

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یون ہی کہ حق ادا نہ ہوا

اب تو قلعے مین رہنے سے جی بہ تنگ آگیا تھا۔ لڑائی کا کچھ ٹوٹا پھوٹا مشغلہ رہا کرتا تھا وہ بھی جاتا رہا۔ نواب صاحب اپنی فوج لیے ضلع بھر مین اِدھر اُدھر فتوحات کرتے پھرتے تھے۔ فی الحال اُنکی فتحپور کو واپسی کی بھی امید نہ تھی۔ نوابصاحب بڑے غور سے ہرپال سنگھ کے افعال اور حرکات دیکھتے جاتے تھے۔ اور اُس دن تو نوابصاحب اور جناب مولویصاحب کے غیظ و غضب کی کوئی حد ہی نہ تھی۔ جب شاہ گنج کے موذن نے ماتمی لباس پہنے آکر نوابصاحب سے مسجد کی بے حرمتی کی فریاد کی۔ مؤذن کے ساتھ اور

کئی مسلمان تھے جو ہاتھون مین مشعلین لیے ہوے سر پر خاک اُڑاتے آئے تھے۔

مؤذن۔ آپ شہنشاہ عالم پناہ کے قائم مقام ہین۔ اور اُنھون نے ہمکو آپ کی حفاظت مین چھوڑ دیا ہی۔ آپ ہماری فریاد رسی کیجیے۔ اور انصاف کیجیے۔ کہ اُس کافر نے ہمپر کیسی بدعت کی ہی۔ ہمارے دین پر کیسا حملہ کیا ہی انگریزون کے وقت مین ایسا ظلم کبھی نہین ہوا تھا۔ ابھی پارسال اُنھون نے ہمکو بہت روپیہ مدرسہ کے واسطے بطور عطیے کے دیا۔ یا تو آپ چلکر ہمارے مذہب پر جو حملہ ہوا ہی اُسکا انتقام لیجیے۔ نہین ہمکو اجازت دیجیے۔ کہ ہم دہلی جاکر حضرت ظل سبحانی و خلیفۃ الرحمانی سے داد خواہی کرین الغیاث! الغیاث!

یہ تازہ واردات سنکر تو نواب صاحب بہت چکرائے۔ ہمارے ہی علاقے مین ایسی بدعت کی گئی ایسا ظلم کیا گیا۔ غضب ہوگیا۔ نہ یہ بن پڑتا ہی کہ مقابلہ کرون۔ اپنے مین اتنی قوت نہین پاتا ہون۔ نہ یہ موقع ہی کہ اِس معاملے کو بحال خود چھوڑ دون اسمین میری حقارت اور بےعزتی ہی۔ اِس جفا شعار بدکردار۔ ہرپال سنگھ نے جان بوجھکر یہ چھیڑ کی ہی میرے آبا و اجداد نے اسکے مورثون کو نیچا دکھایا تھا۔ زیر کر رکھا تھا۔ وہی عداوت اسکے دل مین چلی آتی ہی۔ کینہ دیرینہ نکال رہا ہی۔ اَب مجھے بھی نوبت مقابلہ آگئی ہی۔ مگر بڑی مشکل یہ ہی کہ میری فوج کے جتنے افسر ہین

اور جتنے سپاہی ہین وہ سب ہندو ہین - کرنیل گوربخش - عزرائیل پانڈے اور نمبر ۔۔۔ رجمنٹ کے صوبہ دار میجر برہمن ہین - اُنکو موقوف کرنا کسی طرح مصلحت وقت نہین - اُنکو علیحدہ کرنا اپنے سر آفت لینا ہی - سپاہی اور باغی سپاہی جتنے ہین وہ سب برہمن اور راجپوت ہین - یون ہی اُنکی طرف سے اندیشہ رہا کرتا ہی - کہ موقع پاکر کہین ہرپال سنگھ کے شریک نہ ہو جائین ذرا سی طمع پر تو وہ برگشتہ ہو کر اُس راجہ سے مل سکتے ہین - یہ بھی ممکن ہی کہ جب جی مین آوے تو سیدھے جھانسی چل کھڑے ہون - رانی کا ساتھ دین - اگر یہ لوگ کہین چلے گئے - اور میری رفاقت چھوڑ دی تو میرا تو دین و دنیا مین کہین ٹھکانا نہین - جو میرے سپاہی ہین وہ بالکل ناتجربہ کار اور بزدل اُنکو تو نورپور کے انگریز دم زدن مین قتل کر ڈالینگے - ایک بھی تو زندہ نہین بچ سکتا - فتحپور پر قبضہ ہو جاے گا - اور مین بھاگتا پھرونگا کہیں بھی تو پناہ نہ ملے گی - ایک لمحے مین نوابصاحب کے یہ سب خیالات مخطوط ہو گئے - حواس منتشر تھے - اور باہر مؤذن اور اُسکے ساتھی شور اور غل مچا رہے تھے - دین ! دین !! کی دوہائی دے رہے تھے - ہوا مین مشعلین ہلاتے تھے - اور خدا اور رسول سے داد خواہ تھے -

مولوی صاحب اندر کے خیمے مین تشریف رکھتے تھے اور منادی کے مضامین قلمبند فرما رہے تھے - اور شہنشاہ جم جاہ کے حضور مین عرضداشت نامہ

لکھ رہے تھے۔ کہ کس مستعدی اور دلاوری سے صوبہ نورپور پر حضور کا سکہ و فرمان جاری ہوگیا ہی۔ جب اُنکے کانون مین شور و شغب کی آواز پہونچی تو برآمد ہوے اور دریافت حال کیا۔ مسجد کی بے حرمتی سنکر مولوی صاحب کو عجیب جوش پیدا ہوا بہت برافروختہ ہوے۔

مولوی صاحب۔ دل خان۔ کیا یہ بھی غضب کروگے کہ دین کی حمایت سے منہ موڑوگے۔ خدا کو کیا منہ دکھلاؤگے۔ رسول کو کیا جواب دوگے مسلمانون کی اور سچے مسلمانون کی داد رسی مین تامل کرتے ہو۔ یہ کیا آفت ہی۔ اُٹھو۔ اور فوراً شاہ گنج چلکر اُن کفار جفا شعار کا قلع و قمع کردو نہین کچھ مردان باایمان میرے ساتھ کرو۔ مجھے خود اِس جہاد پہ جانے مین کچھ پس و پیش نہین ہی۔

مولوی صاحب نے اپنا عمامہ اُتار کر زمین پر پھینک دیا اور برہنہ سر حمائل شریف ہاتھ مین لیے دین! دین!! کا نعرہ مارنے لگے۔

مولوی صاحب۔ کہان ہو سچے مسلمانو! کہان ہو دین پہ جان دینے والو! سنو تو کہ دین کی کیسی تحقیر کی گئی۔ اگر کچھ حمیت اسلامی تمہارے دلون مین باقی ہی تو آؤ۔ نکل آؤ۔ اِس آسمانی کتاب پر قسم کھاؤ کہ جان دینگے اور ایمان بچا دینگے۔ دیکھو تو کہ اُس کافر نے کیسا کفر کیا ہی معاذ اللہ عیاذاً باللہ۔ اے فرزندان دین۔ اے دلدادگان مذہب حقہ۔ اُٹھ کھڑے ہو۔

کمر ہمت باندھو۔ اور میرے ساتھ چلو اور اُس کافر کو فی النار واسقر پہونچاؤ
مولویصاحب کا یہ استغاثہ اپنا اثر دکھلا گیا۔ کون مسلمان اور سچا
مسلمان دین کی حمایت سے انکار کرسکتا تھا؟۔ لشکر کے ہر چہار طرف سے
مسلمان سپاہی ٹوٹ پڑے اور سب مولوی صاحب کی ہمراہی پر آمادہ ہوگئے
رسالے کے سواروں مین بھی جوش اور تعصب پیدا ہوگیا اور تھوڑے
ہی دیر مین مولویصاحب کے گرد قریب ایک ہزار مسلمان کے جمع ہوگئے
مولوی صاحب نے اس مجمع سے کچھ کلمات موعظت ارشاد فرمائے اور کہا
"کہ اگر تم مقتول ہوے تو حیات ابدی پاؤگے درجہ شہادت تمکو نصیب ہوگا
بہشت مین حور و قصور تمھارے واسطے موجود ہین۔ اور اگر فتح و نصرت پاؤگے
تو غازی ہوگے دنیا مین سرخرو اور سرفراز رہوگے آخرت مین جزاے خیر
کے مستحق ہوگے۔ یہ موقع ایسا ہی کہ دین محمدیؐ پر جان نثار کردو۔ اور داد
شجاعت دیکر صفحۂ تواریخ مین اپنا نام نیک لکھوالو۔ اللھم انصر من نصر دین
محمد صلے اللہ علیہ وسلم!" ہر زبان پر۔ آمین۔ آمین کا لفظ جاری ہوگیا۔
نوابصاحب کی کیا مجال تھی کہ اس دیندار گروہ کو منتشر کرتے یا اُنکے
نیک ارادے مین سدراہ ہوتے۔ نوابصاحب بہت خوش تھے کہ اسی حیلے
سے مولویصاحب سے نجات ملے گی اور خوب ہوا کہ یہ ایسے مہم پر جاتے
ہین جسمین اِنکی جان کا خطرہ ہی۔ شاہ گنج اور اُن مقامات پر جو ہر پال نگھ

نے غصب کر لیے تھے قبضہ ہو جانا نواب صاحب کے استحکام حکومت کے واسطے ایک ضروری جزو تھا۔ اُنھون نے مولوی صاحب سے وعدہ کیا کہ اگر آپ نے اس موقع پر کارنمایان کیا اور مقامات مغصوبہ کو اُس بدکیش اور بداندیش سے چھین لیا تو آپ کو بہت معقول جاگیر استمراری حقوق کے ساتھ نذر کیجائیگی" اور اس وعدے اور اُمید سے مولوی صاحب کا جوش اور اشتعال دوبالا ہو گیا۔

اس بات کے تذکرے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی کہ کیا مرحلے درپیش آئے۔ اس قدر لکھنا کافی ہی کہ تیسری رات کو شاہ گنج مین ایک تازہ محاربہ برپا ہوا۔ راجہ ہرپال سنگھ تو یہان موجود نہ تھا۔ اپنے ایک لفٹنٹ کو وہ شاہ گنج مین چھوڑ گیا تھا۔ جو گرفتار کر کے قتل کیا گیا۔ جتنے سپاہی اُسکے ساتھ تھے وہ یا تو بھاگ گئے یا قتل کیے گئے۔

مولویصاحب نے تعصب مذہبی کے جوش مین شیوالے مین گائے ذبح کی جو بت وہان رکھا تھا اُسکو اُلٹ دیا۔ اور اُسپر گائے کا خون ملا جسطرح مسجد کی بے حرمتی کی گئی تھی ویسی ہی شیوالے کی بھی بے حرمتی کی گئی اسکے بعد مولویصاحب نے بانگ دہل پر منادی کرادی۔ کہ "کوئی ہندو ماتھے پر ٹیکا لگا کر نہ نکلے۔ نہ منادر مین گھنٹے بجائے جائین۔ نہ پوجے مین سنکھ پھونکے جائین۔ اگر کسی ہندو نے اِن احکام کے خلاف کوئی حرکت کی تو وہ

قتل کیا جائیگا اور اُنکے معابد منہدم اور مسمار کردیے جائینگے"، مجھے خوشی ہوتی اگر مین اُس عرضداشت کی نقل اِس کتاب مین لکھدیتا جو مولوی صاحب نے اِس فتح کی اطلاع مین نواب صاحب کو لکھی تھی۔ مگر اُسمین اس قدر عربی اور فارسی جملے ہین۔ جنکا پڑھنا ناظرین کے واسطے بالکل دلچسپ ہوگا مولوی صاحب نے اپنی پوری قابلیت اِس تحریر مین صرف کردی تھی۔ اور کمال شاعری دکھلایا تھا۔

اگر محاصرہ اور مجادلہ شاہ گنج کا تعلق اُن اشخاص سے نہ ہوتا جنکا تذکرہ اِس کتاب مین ہو رہا ہی تو شائد وہ حالات درج کتاب ہی نہ کیے جاتے۔ کیونکہ اُنکی نسبت تو میرا اب بھی یہی خیال ہی کہ وہ تعصب مذہبی کا ایک جوش تھا جو وقت پر ہندو یا مسلمان ظاہر کر رہے تھے۔ مخالفت مذہبی جو مدت سے دلون مین بسی ہوئی تھی اِس موقع پر جب ہر چہار طرف بغاوت اور فتنہ برپا تھا۔ اکثر مقامات پر اپنا رنگ دکھلا رہی تھی۔ اور اسکے شدائد اور مصائب بھی عامہ خلائق ہی کو برداشت کرنے پڑتے تھے اگر ہرپال سنگھ نے سختیان کی تھین تو مولوی صاحب نے اور اُنکے ساتھیون نے اُس سے کہین زیادہ مظالم رعایا اور برایا پر کیے۔ اب اور زیادہ ابتری پھیل گئی تھی۔ رام داس نے اسوقت بھی چالاکی سے کام لیا۔ جاکر ایک رقم کثیر بطور نذر مولوی صاحب کے حضور مین پیشکش کی اور اُنکا بھی مقرب اور معتمد بن گیا

جو بات اُسکو ہرپال سنگھ کے دور مین حاصل تھی وہی جناب مولویصاحب کے عہد ذلت یا معدلت نہد مین پیدا تھی۔ جبرستانی اور مظالم مین وہ مولویصاحب کا داہنا ہاتھ ہو رہا تھا۔

مسلمان سپاہیون کی زیادتی اور بے عنوانی۔ اور مولوی صاحب کے تعصب اور زیادہ ستانے سے شاہ گنج کی رعایا پناہ مانگتی تھی۔

جیسا کہ اس باب کے آغاز مین لکھ چکا ہون کہ قلعہ مین رہنے سے لوگ گھبرا اُٹھے تھے۔ گروہون مین اختلاف اور عناد شروع ہو چلا تھا۔ باہمی رشک و حسد کیوجہ سے تفریحات اور تماشون مین کچھ لطف نہین آتا تھا مسکوٹ مین سب یکجا کھانا کھاتے تھے۔ مگر اب مزاجون کی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ لوگ غور کرتے تھے کہ کسکے سامنے عمدہ کھانا چنا گیا۔ اور کسکے سامنے خراب۔ اگر گھر پر کھانا کھاتے تھے تو صاحب خانہ یا اہل خانہ شکایت کرتی تھین "کہ کیا خراب گوشت ہمارے ہی یہان بھیجنا تھا۔ سب کو ایک آنکھ سے دیکھنا اچھا ہوتا ہی" ایسے ہی کلمات شکوہ و شکایت پہلے لوگون کی زبان تک آجایا کرتے تھے۔ جنکا رفتہ رفتہ بہت اثر ظاہر ہوا دو یا تین اور بھی تھین جنسے خواتین کی برہمی بڑھتی جاتی تھی۔ ایک تو سیتا کا اُس دن نماز شکرانہ مین جاکر شریک ہونا۔ دوسرے وہ پیانو جو لیڈیز ڈرائینگ روم" مین رکھا ہوا تھا۔ ایک ہی وقت سب کو پیانو

بجانے کی خواہش ہوتی تھی - اِن دونون امور مختلف فیہ سے گروہون مین عام ناراضی پھیل گئی تھی - اکثر مردون کو اس اختلاف مین شرکت سے احتراز رہا کرتا تھا مگر کبھی کبھی ایسا موقع بھی آجاتا تھا کہ وہ اپنی بیویون کی جنبہ داری کرہی اُٹھتے تھے - کیا کہون اگر مسٹر ٹرولپ کی سی ذہانت اور زبان آوری مجھ مین ہوتی تو مین بہت دلچسپ واقعات مردون اور عورتون کے تنازعات اور گفت وشنید کی تفصیل کے ساتھ نذر ناظرین کرتا اور اِس عشقبازی کے حالات بھی لکھتا جو لوگون نے مس گریس - مس لیوسی اور بیچاری مس کلے سے کی تھی - مس کلے قدیم الایام کنواری تھین جنکی عمر ناکتخدائی ہی مین بسر ہوتے ہوتے رہ گئی تھی اور نتائج عشق کے بھی من وعن بیان کرتا - مگر کیا کرون مجبور ہون - ورنہ افسانہ تو بہت دلچسپ اور عجیب ہی نا چارمین ضروری واقعات کی تحریر پر افسوس کے ساتھ کفایت کرتا ہون -

مسز ہانسٹن اپنے قلعے والے کمرے کو غار کہا کرتی تھین - ایک روز اپنے شوہر سے کہنے لگین -

مسز ہانسٹن - دیکھو فلپ ! - اب مجھے اِن باتون کی برداشت نہین ہی انتہا ہوچکی - یہ عورتین تو بڑی ہی بدمزاج ہین - ایسی کمینہ طبیعت ہین کہ مین کچھ کہہ نہین سکتی -

مسٹر ہانسٹن - خیر تو ہی - اب کیا تازہ واقعہ درپیش آیا - یہ مٹن اور پڈنگ کے

جھگڑے سنتے سنتے تو مین عاجز آگیا ہون۔ کچھ کہو تو۔ مین بھی سنون کہ اب کیا نئی بات ہوئی۔

مسز ہنسٹن۔ نہین۔ نہ مُن کا جھگڑا ہی۔ نہ رائس پڈنگ کا بکھیڑا ہی اب تو کھلی کھلی عداوت پڑتی جاتی ہی۔ تمکو خبر ہی نہین کہ دو مہین مجھے سُنانے کو کیا باتین زور زور کر رہی تھین!۔ یہ تو اُنکا مطلب ہی تھا کہ مین سُن لون تم جج سہی۔ مگر تم سمجھ ہی نہین سکتے کہ وہ کیا باتین تھین۔

مسٹر ہنسٹن۔ ہان۔ مین نہین سمجھتا۔ شاید کچھ سیتا کا ذکر ہو۔ مین دیکھتا ہون کہ اکثر عورتین اُس بیچاری سے نفرت کرتی ہین۔

مسز ہنسٹن۔ نہین یہ بات نہین ہی۔ غور تو کرو۔ وہ کہہ رہی تھین کہ گریس ادستانی ہی اسی سے اُس کالی عورت کو (سیتا کو) پڑھایا کرتی ہی اور اُس احمق لیوسی کو تعلیم دیا کرتی ہی۔

مسٹر ہنسٹن۔ (ہنسکر) اچھا۔ تو اسمین ہرج ہی کیا ہی۔ اگر گریس ادستانی بھی ہوتی تو مجھے اسمین کوئی حقارت نہین سمجھ پڑتی۔ نہ مین اس بات سے شرما سکتا تھا۔ اور تم بھی نہ شرماتین۔

مسز ہنسٹن۔ یہ اور بات ہی۔ مگر تم اُن لوگون کی عداوت تو دیکھو۔ کیسی بدزبان ہین کیسی حاسد ہین۔ کیا کہون۔ میرا تو جی چاہتا ہی کہ مسز اسمتھ کی دن مین دس مرتبہ گوشمالی کیا کرون۔ اُنکی حرکتین دیکھ کر ایسا غصہ

آتا ہی کہ کچھ پوچھو نہین - اور سنیئے - پہلے تو مجھے ہدف تیر طعن بنایا - اسکے بعد جب بیچاری گریس ہاتھ مین کوئی موسیقی کی کتاب لے آئی - اور مین جانتی ہون کہ اُسکو کوئی چیز مشق کرنی تھی - بس اسکو دیکھتی ہی مسز اسمتھ پیانو پر جا کر پھٹ پڑین - ایک اسٹول پر بیٹھکر باجے کو بے تال بے سُر بجانا شروع کیا - ابھی تک اُسی جگہہ بیٹھی ہین - بیچاری گریس آبدیدہ کھڑی ہی - ذرا تم بھی چلکر دیکھ لو - اور اُس شریر بیوہ کو تم ہی کچھ سمجھا دو -

مسٹر ہانسٹن - نہین - مین نہ چلونگا - مین جانتا ہون کہ وہ بہت ہی بے تمیز عورت ہی - مین مسز اسمتھ کو سمجھا دونگا کہ وہ اپنی بیوی کو فہمائش کردین وہ تو خود اُسکی بدزبانی اور بیہودگی سے سخت متنفر ہین -

مسز ہانسٹن - بہتر ہی - جو تمھارا جی چاہے - کیا کہون - اگر مین کہین مرد ہوتی ——— مگر خیر - اسکا ذکر ہی نہ کرو - مگر ہم سب اپنی کوٹھی کیون نہ چلے چلین - کسیطرح تو اُسکی بدزبانی سے چھٹکارا ملے - مسز اسمتھ کا گھر تو جل گیا ہی وہ جائینگی نہین - ہماری کوٹھی محفوظ ہی - کل مین مسٹر برنڈن اور سیتا کے ساتھ اپنا مکان دیکھنے گئی تھی - پھولون کی تو وہان بڑی بہار ہی - اب تو تم جانتے ہو کہ سب امن و امان ہی - مہینہ بھر سے کوئی فساد بھی نہین ہوا نہ کوئی اندیشہ ہی -

مسٹر ہانسٹن - ہان - تمھاری یہ رائے البتہ مجھے پسند ہوئی - پھر کیوں اسطے

پولیس کے سپاہی کافی ہین برگیڈیر صاحب کو بھی تکلیف دینے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اور اسکے علاوہ میری طبیعت بھی نہین اچھی رہتی شاید وہان قیام سے کچھ اصلاح ہو۔ اور (کچھ سوچکر) ہمارا مکان تو ٹھیک توپون کی زد پر ہی۔ ایک مرتبہ نواب کے آدمیون نے اُس کوٹھی پر بھی تو حملہ کیا تھا۔ مگر اُنکو بھی قدر عافیت معلوم ہوگئی ہوگی اب شائد ایسی جرأت نہ کرین۔ اچھا۔ مین ابھی ابھی برگیڈیر صاحب سے ملکر باتین کرونگا۔ اچھا۔ لے اب تم جاؤ میری پیاری بیوی اب تم جاؤ۔ دیکھو تو مجھے ایک طول طویل رپورٹ لکھنی ہی نقشے بھیجنا ہین۔ بہت کام ہی۔ مسز اسمتھ کی باتون پر تم کچھ توجہ نہ کیا کرو۔ وہ ایک فضول اور مہمل عورت ہی۔

برگیڈیر صاحب مسٹر مانسٹن کے ارادے مین حارج نہین ہوئے انھون نے یہی کہا کہ حزم و احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ رات کو قلعے ہی مین آرام کیا کیجئے۔ برائے چندے یہی مصلحت ہی اُنکی اِس رائے کی پابندی کی گئی۔ سویرے سب کوٹھی چلے جایا کرتے تھے اور شام کو قلعے مین واپس آجاتے تھے۔ سیتا کبھی اُنکے ساتھ جاتی تھی کبھی نہین جاتی تھی۔ سیتا کو اب معمول سے بھی زیادہ تنہائی پسند تھی۔ نہین معلوم کیا خیالات ایسے تھے جو اُسکو منتشر رکھتے تھے اور وہ خیالات ایسے تھے جنکو وہ مسٹر سیرل۔ اور مس گریس سے بھی نہین ظاہر کرتی تھی۔ حالانکہ انکو محسوس

ہوتا تھا کہ وہ متفکر ہی اور متفکر رہا کرتی ہی۔ مگر وہ اُس سے دریافت نہین کرتے تھے نہ مسز پراٹ اُس سے کچھ پوچھتی تھین۔

کہین ایسا تو نہین تھا کہ اُسکے مذہبی عقائد مین کچھ لغزش آرہی ہو بھگوت گیتا کے حصار کو کہین جنبش تو نہین ہو رہی تھی۔ کبھی تو مسٹر سیرل کو خیال ہوتا تھا کہ ضرور لغزش ہی اور مسز پراٹ بھی اُنکے ہمخیال تھین۔ مگر یہ خیال شاذ و نادر ہی ہوتا تھا اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ سیتا کے عقائد بہت راسخ اور استوار تھے اُسکے خیالات بہت عالی تھے۔ اُسنے وامون بھٹ ایسے کامل پنڈت سے تعلیم پائی تھی۔ اُسکو دلائل اور براہین حفظ تھے اور بحث مین کبھی جوش بھی آجاتا تھا۔ بلکہ جب اُسنے دیکھا کہ اِن مباحث مین اُسکا حافظہ اور اُسکی یاد کچھ قصور کرتی ہی تو اُسنے انگریزی پڑھنا بالکل چھوڑ دیا اور معلومات مذہبی کی تجدید اور ترقی مین مصروف ہوگئی۔ اگر مسٹر سیرل اور مسز پراٹ سیتا کی طرح ہندو مذہب کے اصول سے واقف ہوتے۔ تو خوب مناظرہ رہا کرتا۔ مگر اب تو اُسکے جواب مین وہ اپنے سچے۔ اور سادے عقائد بیان کر دیا کرتے تھے۔ کوئی اصول نہین بیان کیے جاتے تھے۔ صرف یہ کہا جاتا تھا کہ "شفیع ہین جو شفاعت کرینگے۔ درماندون کی اور گنہگارون کی اعانت اور نجات کرتے ہین اور کرتے رہینگے۔ اُنکے کریمانہ وعدون کی ایفا کی امید رکھنا لازم ہی" سمندر کی لہرین پہاڑ سے ٹکر کھاتی ہین۔

لہرین بھی زوردار تھین اور پہاڑ بھی مستحکم تھا۔ مسٹر سیرل۔ اور گریس اس بات کو دیکھ رہے تھے کہ سیتا مناظرے کی شائق اور بہت شائق ہو رہی تھی مگر حتے الامکان وہ لوگ خود محترز رہتے تھے۔ مگر مسز پراٹ کو اسمین دلچسپی تھی اور وہ اس مشغلے کو برقرار رکھتی تھین مسز پراٹ کا سیتا کی مصروفیت دیکھ کر یہ خیال مضبوط ہو گیا تھا۔ کہ بیج جو بویا گیا تھا وہ جڑ پکڑ گیا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ اس درخت مین کیسے پھل آتے ہین۔ زمین جسمین یہ بویا گیا ہے اُوسر ہے۔ اور درخت جو اُگیگا وہ خاردار ہوگا۔ یا زمین شاداب ہے اور درخت بارآور ہوگا۔ یہ ابھی نہین معلوم ہو سکتا تھا۔ کون بتلا سکتا تھا؟ واقعی کون بتلا سکتا تھا؟۔ وہ ہندو عورت کیا بتلا سکتی تھی۔ وہ تو جب اٹھا کر دوارے مین بیٹھتی تھی یا دیوانخانہ مین بیٹھکر جھیل کی سیر دیکھتی تھی۔ تو رویا کرتی تھی اور دعا کرتی تھی۔ کہ خدایا مجھے راہ نیک دکھلانا۔ جو حق ہو اُسپر ثابت قدم کر دینا۔

مسز پراٹ بہت ہی سادہ مزاج اور مستغنی تھین اور بڑی خوشی اُنکو یہ تھی کہ سیتا کا بھی یہی مزاج تھا۔ وہ بھی دنیا کو چندروزہ اور ہیچ سمجھتی تھی مسز پراٹ کو معلوم تھا کہ سیتا متمول ہے مگر اُسکی نظر مین مال و دولت کی کوئی وقعت اور حقیقت نہ تھی نہ اُسکو دولت کا مصرف معلوم تھا نہ دولت کی اُسکو پروا تھی۔ جو کچھ اُسکے پاس تھا وہ اُسنے اپنے دادا کی امانت مین

دے دیا تھا۔ اور کہا کرتی تھی کہ "اگر کوئی لڑکا میرے ہوگا تو اُسکا وارث ہوگا"

مسز پراٹ۔ مجھے افسوس ہی کہ تمھارا یہ خیال غلط ہی۔ ہندو کے مال کا وارث ہندو ہوسکتا ہی۔ کم سے کم میرا تو خیال یہ ہی۔ اور تمھارے یہان یہ بھی دستور نہین ہی کہ تم کوئی وصیت کرسکو۔ البتہ ہمارے یہان یہ قاعدہ ہی۔ تم مسٹر انسٹن سے یہ باتین کیون نہین دریافت کرلیتی ہو۔ اُنسے صلاح لو۔ اگر تمھارے کوئی رشتہ دار اور عزیز ہین تو تمھاری متروکہ جائداد کے واسطے بڑی مقدمہ بازی ہوگی۔ ہوسکتی ہی۔ معاف کرنا۔ میری پیاری۔ جو کچھ میرا خیال ہی وہ مین صاف کہے دیتی ہون۔ مگر سیتا کو سوائے رام داس کے اور کسی رشتہ دار کی طرف سے کوئی اندیشہ نہ تھا۔

سیتا۔ مگر میرا لڑکا اپنے باپ کی جائداد تو پاویگا اُس سے تو کوئی اسکو محروم نہین کرسکتا۔ اُس سے تو ہندو دن سے کوئی مطلب نہین ہی۔ (آخر چارہ کار سوچی تھی)۔

مسز پراٹ۔ (رنگ متغیر ہوگیا)۔ میری پیاری۔ اسکا تو حال کسی ایسے سے پوچھو جسکی بات پر تمھین اعتبار ہو۔ کیا تمھارے شوہر نے تم سے اس بارے مین کبھی کچھ نہین کہا ہی۔

سیتا۔ ہان مائی (سیتا مسز پراٹ کو مان کہا کرتی تھی) اُنھون نے کچھ تو کہا ہی (چہرہ متغیر ہوگیا) مگر ولایت کی کوئی بات نہین تبلائی۔ مین تو چاہتی تھی کہ میرا بیٹا بھی اپنے باپ کی طرح انگریز ہوتا۔ اور کیون۔ ہوتا کیون نہ۔ (فخر سے) وہ بھی آنریبل سیرل برنڈن ہوگا۔

مسز پراٹ۔ میری پیاری۔ میری نورِ نظر۔ اب تمھین میری باتون پر غصہ آئیگا۔ تم خفا ہوگی۔ مین تمسے سچا حال تبلائے دیتی ہون۔ اگر مین نہ کہونگی تو کوئی اور کہیگا۔ البتہ گریس نہ کہے گی۔ تو مین ہی کیون نہ کہدون

سیتا۔ (مضطرب ہوکر) کیون۔ خیر تو ہی۔ اچھا مجھے اپنے سینے سے لگا لیجیے۔ پھر جو چاہے کہہ لیجیے۔ مین ذرا بھی نہ ڈرونگی۔

مسز پراٹ۔ مین تمسے ایمان سے کہتی ہون۔ اور سچی بات کہتی ہون تم مجھے مان سمجھتی ہو اور مین تمھین اپنی بیٹی سمجھتی ہون۔ تمسے سچا حال کہے دیتی ہون۔ انگریزی قانون اور رواج کے مطابق اگر تمھاری موجودہ حالت اور حیثیت مین تمھارے لڑکا پیدا ہو تو وہ اپنے باپ کی جائداد کا وارث نہین ہوسکتا یہ اور بات ہی کہ اُسکو خاصکر کچھ دیدیا جاے۔ مگر قانون کی رو سے اُسکا کوئی حق نہ ہوگا۔ نہ اُسکی کوئی حیثیت ہوگی نہ اُسکی کوئی عزت ہوگی وہ تو محض ناجائز پسر ہوگا۔

سیتا۔ (چونک کر) مگر میری تو شادی ہوگئی ہی۔ مجھے سیرل۔ نراندر

اور دامون بھٹ سب ہی نے کہا۔ کہ تمھاری شادی ہوگئی۔ مائی جی۔ کیا
مین گناہ مین آلودہ رہی ہون سچ بتلاؤ کہین یہی نہ کہدینا نہین تو مین مرہی جاؤنگی

مسٹر پراٹ۔ نہین میری پیاری۔ ضرور ہی کہ اپنے مذہب اور عقائد
کے اصول سے تو تم مسٹر سیرل کی بیوی ہو اور اُنکی بیوی سمجھ کر ہم سب نے
تمکو اپنے سینے سے لگایا۔ تمھاری قدر کی تمکو عزیز رکھا مگر انگریزی قانون
کی رو سے تم اُنکی بیوی نہین ہو۔ تمھارا مذہب اور ہمارا مذہب ایک نہین ہی
یہ تو سمجھ لو۔ میری پیاری سیتا! تم خود غور کرلو۔

سیتا۔ (رو کر) اچھا اگر مسٹر براٹ نے میرا اُنکے ساتھ نکاح پڑھا ہوتا
تب تو مین آپ کے مذہب کے قاعدے سے بھی اُنکی بیوی ہوتی کہ نہوتی
اپنے مذہب کی رو سے تو مین نہیں ہون۔ آپ کے مذہب سے بھی ہوجاتی
کہ نہین۔

مسٹر پراٹ۔ مگر یہ تو سمجھ لو۔ کہ تم ہندو ہو۔ تمھارا نکاح مسٹر براٹ
کیسے پڑھا سکتے ہین۔ اگر ہندو نہ ہوتین تو وہ تمھارا نکاح مسٹر برنڈن کے
ساتھ پڑھ دیتے اور ہمارے مذہب کے موافق تم اُنکی بیوی ہوجاتین۔

سیتا۔ (مسٹر پراٹ کے سینے سے لپٹ کر۔ اور رو کر) خدا میری مدد
کرے۔ خدا ہی میری مدد کرے۔ مجھ سے کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتا۔
عجیب پریشانی مین ہون۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا۔

مسز پراٹ۔ (رو کر) اگر تم اُس سے مدد مانگتی ہو تو وہ تمھاری مدد کریگا۔ جسنے کسی مصیبت اور کسی مشکل مین اُس سے صدق دل اور لجاجت سے دعا کی ہو اُسنے ضرور اُسکی مدد کی ہو اور اُسکی دعا قبول کی ہو۔ کچھ ہرج نہین جو اُس بارگاہ مین عرض کروگی اُسکی سماعت ہوگی۔ وہ داور رس ہو مگر خیال رکھو کہ اُس سے دعا کرتے وقت دنیاوی اغراض اور طمع کو دور رکھو۔ اپنے اور خدا کے درمیان مین مکروہات دنیا کو نہ ڈالو۔ مین تمھارے مصائب خوب جانتی ہون میرے امکان مین جو کچھ مدد ہو مین حاضر ہون۔ مگر ہدایت تمکو خدا ہی کی طرف سے ہو تو اچھی بات ہو۔ مین کس قابل ہون۔ مین کیا ہدایت اور رہنمائی کرسکتی ہون۔ اب آنسو پونچھ ڈالو۔ خدا پر بھروسہ رکھو ہمت نہ ہارو۔ اور مجھے یقین ہو کہ تم حق ہی پر ہو جاؤگی ؎ رہتی موجب رضائے خداست ۔ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست۔

مترجم۔ ماشاء اللہ میم صاحب۔ آپ ہاشی بھی تخمریزی کے بعد ایک ترکیب ہو۔

مین نہین بیان کرسکتا کہ اس گفتگو کا سیتا کے دل پر کیا اثر ہوا اُسکے دل ناصبور۔ اور خاطر شیفتہ مین دو مخالف خیالات پیدا ہو گئے تھے اور دونون اپنا زور دکھلا رہے تھے۔ اُن خیالات کی تفصیل لکھنا سراسر بے ادبی ہو۔ بظاہر تو اُسکا چہرہ خوش اور بشاش نظر آتا تھا۔ مگر یہ بات

صرف گریس اور سیرل ہی کو کچھ کچھ معلوم ہوتی تھی کہ اب اُسکی حالت مین کوئی نہ کوئی تغیر اور تبدل ضرور ہوا چاہتا ہی۔ سیتا نے مسٹر مانسٹن سے بھی توصلاح لی تھی۔ جیسے بچہ اپنے باپ کے پاس جاتا ہو ویسے ہی سیتا ایک دن جج صاحب کے پاس گئی۔ اور اُنسے اپنی موجودہ حالت بیان کی۔ مذہبی عقائد کے متعلق کچھ نہین کہا البتہ اپنی موجودہ دنیاوی حیثیت کا مشرح احوال کہسنایا۔ کیا یہ بھی لکھنے کی ضرورت ہی کہ مسز پراٹ ہی کے خیالات کی تصدیق کی گئی۔ اُنھین کا کہنا سچ نکلا۔ مسٹر مانسٹن نے اپنی بیوی سے اِس مشورت کا کچھ ذکر نہین کیا مگر اِس قدر ضرور کہا کہ۔

مسٹر مانسٹن۔ میری یہ تمنا تھی۔ کہ سیتا کو اصطباغ دیا جاتا۔ اور پھر سے اُسکا نکاح ہوتا۔

مسز مانسٹن۔ واہ جو کہین ایسا ہوتا تو پھر کیا کہنا تھا۔ میری پیاری بہت ہی خوش رہتی اور مسٹر سیرل اُس سے بھی زیادہ خوش ہوتے۔

کیسی خوشی تھی لوگون کو کیسی مسرت تھی کہ مدت کے بعد پُرانے مشاغل اور قدیم تفریحات مین کس ذوق وشوق سے لوگ مصروف ہوے جج صاحب کے یہان کا پیانو احتیاط سے رکھا تھا۔ یاران ہمدم نے پھر موسیقی نقاشی عکس کشی۔ اور مصوری مین زیادہ اشتیاق کے ساتھ دل بہلانا اور وقت کاٹنا شروع کیا۔ جو کچھ مخاطرے اور اندیشے تھے وہ سب دفع ہوگئے تھے۔

نورپور کے مہاجنون کے یہان دہلی سے خط آئے تھے کہ "شہر کا محاصرہ انگریزی فوج بہت کامیابی سے کیے ہوے ہی۔ سپاہیون کا کوئی قابو نہین چلتا۔ اور شہر پر عنقریب انگریزون کا قبضہ ہوا جاتا ہی" ہملوگ جب اس خبر کو سنتے تھے تو اُس زمانے کی برافروختگی اور اشتعال ہمارے پیش نظر ہو جاتا تھا۔ یہی تو ایک مہم تھی اور یہی ایک ایسا معرکہ تھا جسپر سپاہیون اور باغیون کا دار و مدار تھا۔ اسی پر امید و بیم محمول تھی۔ اور اسی کے بعد ہی حالات مین انقلاب عظیم پیدا ہو گیا تھا۔

نورپور مین اور کہین سے کوئی خبر نہین آتی تھی۔ البتہ بلدیو گھسٹ پٹھلکر شاہ گنج سے نراندر اور ایلا کے خطوط لے ہی آیا۔

نراندر نے جو خط مسٹر برنڈن کو لکھا تھا اُسکا کچھ حصہ درج ذیل ہی۔

"ہم لوگ تو ظلم و ستم سے عاجز آ گئے۔ جتنے آدمی ہین سب انگریزونکو یاد کر کے روتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ پھر کہین انگریزی عملداری ہو جاے ہمارا مسجد۔ ہمارا شیوالہ نجس کیا گیا۔ مورت کی بے حرمتی کی گئی۔ مولوی نے کیا کچھ ظلم نہین کیا۔ یہان کے لوگ اور جوار و دیار کے لوگ آپ کو یاد کرتے ہین۔ آپ کے مشتاق اور منتظر ہین۔ آپ کب تک ہماری مدد کو آئیے گا جب آپ آوینگے تو ہزارہا آدمی آپ کے ساتھ ہونگے اور خرچ کے واسطے میرے پاس کافی سرمایہ موجود ہی۔ میرا حال اگر آپ پوچھتے ہون؟ تو؟

یہ ہی کہ مین مقید ہون - رام داس نے میرے حساب اور کتاب کی کتھا بونپر قبضہ کرلیا ہی اور اپنے نام سے کاروبار کرتا ہی - نوابصاحب اور مولویصاحب نے مقدے کا فیصلہ اُسکے مفید کیا ہی - مگر مجکو اِسکا ملال نہین ہی - اگر آپ ایک مرتبہ بھی یہان آگئے تو میرا جو کچھ نقصان ہوا ہی اُسکی تلافی ہوجائیگی - مجھ سے جو کچھ چھین لیا گیا ہی مجھے واپس ملجائے گا - اور اگر نہ بھی ملے - تو کچھ پروا نہین - مگر آپ آئیے - اور ضرور آئیے -

سیرل - میری پیاری سیتا - اور مین جاؤنگا - ضرور جاؤنگا - مین نے ایک تدبیر سوچ لی ہی مین چلکر بانیونکو بھگائے دیتا ہون - اور ایلا - کو شیوالہ دلوائے دیتا ہون - وہان بیٹھکر اُنکا جتنا جی چاہے "رام رام" کا نام پڑھین -

کچھ دنون کے بعد بابا صاحب سررشتہ دار ایک دن صاحب کی کوٹھی پر آئے - مارے خوشی کے باچھین کھلی جاتی تھین -

سررشتہ دار - حضور ذرا باہر تشریف لادین تو کچھ خوشخبری سناؤن - دہلی فتح ہوگئی - حضور - خدا کا ہزار ہزار شکر ہی کہ دہلی فتح ہوگئی کل رات کو پورن مل مہاجن کے یہان ہرکارہ آیا ہی خط بھی لایا ہی اور یہ حضور ملاحظہ فرمالین ایک چھپا ہوا کاغذ بھی لایا ہی - پورن مل نے یہ کاغذ حضور کے ملاحظہ کے واسطے بھیجا ہی اور مبارکباد عرض کی ہی خدا کی بڑی

عنایت ہوئی کہ یہ سمت ۱۹۱۴ کا طوفان کسی طرح فرو تو ہو گیا بڑی بات ہوئی۔
سیرل بمشکل اخبار کا زائد پرچہ پڑھ سکے۔ مگر کچھ غلط بیانی نہیں تھی۔ یہی
واقعہ تھا۔ چھ دن کی زور و شور لڑائی کے بعد دہلی فتح کر لی گئی تھی۔ ۱۹
ستمبر کو فتح ہوئی تھی۔ اور جہان پناہ۔ پناہ خواہ تھے۔ پہلے تو مسٹر سیرل نے
یہ مژدہ جانفزا سیتا کو سنایا پھر دوڑے ہوئے جج صاحب کے یہاں گئے اور
اُنسے بیان کیا۔ وہاں سے کھڑکی کے راستے قلعے کو گئے۔ دروازے پر جو گورے
پہرے پر تھے اُنکو وہ پرچہ پڑھ کر سنایا اور اُنھوں نے نعرہ خوشی بلند کیا۔
برگیڈیر صاحب بھی اس خبر مسرت اثر کو سنکر بہت مسرور ہوے۔ خوشی کے
اظہار مین قلعے سے اتواپ سلامی داغی گئین۔ شاہی سلامی سر کی گئی۔
(رایل سالوٹ) کس عظمت اور جبروت کے ساتھ توپون کی آواز لوگون
کے کانون تک پہونچی۔ یہ دن "یوم الفرح والسرور" تھا۔ نور پور کے
رہنے والے تو غمزدہ اور مصیبت رسیدہ ہو رہے تھے۔ مگر آج ایسی خبر
سُنی کہ روح تازہ ہو گئی اس خوشی مین لوگ ذاتی اختلاف اور عناد کو بھی بھول گئے
جج صاحب نے اپنی بیوی سے کہا۔
مسٹر ہاسٹن۔ اس خوشی مین ایک دعوت کر دو۔ دیکھو۔ برگیڈیر صاحب
ایک۔ دونون کمانیر۔ اور رسالے مین سے۔ ہالبن۔ اور وارٹن۔
اور نوبل۔ بس کوئی دس آدمی ہونگے۔ ابھی ابھی تو انتظام ہو سکتا ہے

مین تو سب کو لکھنے بھیجتا ہون -

جس دن فتح دہلی کی خبر سُن پڑی اُسکے دوسرے دن لوگ مبتہج اور مسرور تھے - سیتا کی بھی خوشی کسی سے کم نہ تھی - مسٹر سیرل نے وعدہ کیا تھا کہ "مین اپنی تدبیر پر بہت جلد کامیاب ہونگا - اور تمکو نراندر اور ایلا سے ملنے کی پھر خوشی ہوگی"

جج صاحب کی یہان کی دعوت مین خوب خوب باتین رہین - لوگ کہتے تھے کہ نہین معلوم اِس وقت اور اور مقامات پر کیا ہو رہا ہو - تھوڑی دیر کے بعد جنٹلمین بھی ڈرائنگ روم مین جا کر بیٹھے - میم صاحبات وہان پیشتر سے جلوہ افروز تھین - گانا شروع ہوا -

آوازون کا آج کیا کہنا - ایک تو اتنے دنون کے بعد اِس مکان مین گانے کی نوبت آئی تھی - دوسرے خوشی سے لوگون مین کچھ اور ہی قوت عود کر آئی تھی - کچھ دیر سیتا مس گریس کے کمرے مین بیٹھی رہی مگر اُسکے بعد تبدیل لباس کے واسطے اپنے بنگلے چلی گئی - ابھی تک گشت اور گردآوری کا دستور جاری تھا - کپڑے بدلکر وہ اپنے بنگلے کے احاطے مین کچھ سوچ رہی تھی اِتنے مین بلدیو کہنے لگا -

بلدیو - نیچے چلی آیئے - جلد اُتر آیئے - بائی جی - جلد چلی آیئے - مین نے اُن لوگون کو دیکھ لیا ہو - دیر نہ کیجیے -

بلدیو یہ کہہ ہی رہا تھا کہ سیتا نے دیکھا کہ پاس کی جھاڑی کی طرف سے کچھ لوگ خاموش مگر تیز تیز بڑھے چلے آرہے ہین۔ دم زدن مین سیتا جج صاحب کی کوٹھی مین دوڑتی ہوئی پہونچی۔ اور ڈرائنگ مین بے تحاشا چلی گئی۔ جہان گریس اور مسٹر سیرل اپنی پسند کی وہی پرانی غزل گا رہے تھے۔ اُسکو دیکھ کر سب حیران اور ششدر رہ گئے۔ مگر بدحواسی تو اُسکے چہرے سے ظاہر تھی۔ اُسکی سانس پھول رہی تھی۔ بات کرنا دشوار تھا۔ مگر کوشش کرکے اُسنے زور سے کہا۔

سیتا۔ بھاگو۔ قلعے مین ہو رہو۔ باغی آپہونچے۔

باہر سے کچھ غل اور شور کی آواز آئی اور باغیون نے کھڑکیون پر بندوق کی ایک باڑھ ماری جس سے سب شیشے چور چور ہو گئے۔ اور دیوار کا بہت سا چونہ گر پڑا۔

اُس زمانے مین لوگ غیر مسلح نہین رہا کرتے تھے۔ سب نے کونون سے اپنی اپنی بھری ہوئی بندوقین اور تمنچے اُٹھا لیے۔ ابھی تک کوئی مضروب اور مجروح بھی نہین ہوا تھا۔ اگر ممکن ہوتا تو حکام ڈرائنگ روم مین قلعے سے کمک کی انتظار مین موجود رہتے۔ مگر باغیون نے ہر چہار طرف سے مکان مین آگ لگا دی تھی۔ اور شعلے اُٹھ رہے تھے۔

برگیڈیر۔ دیکھو میمون سے خبردار رہو۔ اُنکی حفاظت رکھو۔

باہر بازار کشت وخون گرم تھا۔ جج صاحب کے پہرے کے سپاہی مسٹر سیرل کے بھائی کے سپاہی اور راٹھور بڑی جرأت سے آکر باغیوں سے لڑ رہے تھے مگر اُنکی تعداد بہت ہی قلیل تھی۔ حملے کو روک نہیں سکتے تھے۔ فتنہ بیدار کو فرو نہیں کر سکتے تھے۔

گریس مسٹر سیرل سے آکر لپٹ گئی تھی اور مسٹر سیرل اُسکو سنبھالے تھے سیتا کے حواس بجا تھے۔ وہ بھی اپنے ہاتھوں سے گریس کو سنبھالے لیئے جا رہی تھی۔ مسٹر مانسٹن اور ایک افسر اور مسز مانسٹن کو ساتھ لیے جا رہے تھے۔ اور وہ لوگ زینے اُتر چکے تھے۔ اور مسٹر سیرل اُنکے پیچھے جا رہے تھے کہ دفعتاً عزرائیل پانڈے جسکی صورت ہمیشہ سے زیادہ اسوقت مہیب اور خوفناک ہو رہی تھی۔ برآمدے کے ایک کونے سے اُنپر جھپٹ پڑا۔ اور اُنپر بھالے سے ایک وار کیا جسکو مسٹر سیرل نے تلوار پر روکا۔ اور اُنھوں نے اُس ڈاکو پر تلوار چلائی۔ تلوار کو اُسنے اپنے بھالے پر روک لیا۔ اتفاق سے کسی طرف سے ایک گولی آکر مسٹر سیرل کے داہنے بازو میں لگی۔ بازو بیکار ہو گیا۔ اور تلوار اُنکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی۔ اور مسٹر سیرل اپنے حریف کے قابو میں ہو گئے۔

عزرائیل۔ جے کالی ماتا کی! ہات ترے فرنگی کی۔ اب مجھ سے بچکر کہاں جاتا ہی۔ جیسے اُسنے اپنے بھالے سے سیرل پر وار کیا کہ

اُنھون نے کسی کے چیخنے کی آواز سنی۔ مگر یہ آواز کبھی خوف زدہ کی آواز نہ تھی سیتا نے آگے بڑھ کر ڈاکو کے وار کو اپنے سینے پر روک لیا تھا۔ کپتان ہابسن نے جو سیتا کو مگر اپنے خیال مین مسٹر سیرل کو سنبھالے کھڑے تھے۔ اپنی تلوار اُس بدذات کے دل کے قریب بھونک دی۔ جو پیچ و تاب کھاتا لمحے کا لمحہ بھالے کے بھل کھڑا رہا اور پھر دھم سے زمین پر گر پڑا۔ کام تو اُس بجبت کا تمام ہی ہو چکا تھا۔ رہی سہی جان بلدیو کے بھالے کے متواتر زخمون سے نکل گئی ہوگی۔

یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہی یہ آناً فاناً واقع ہوا تھا۔ اسمین ذرا بھی دقت نہین گذرا تھا۔ برآمدے مین اور باغ مین ابھی راٹھور سپاہیون۔ اور پولیس والون سے اور باغیون سے لڑائی ہو رہی تھی۔ مسٹر سیرل کچھ سکنڈ تک ساکت اور حیران کھڑے رہے۔ اُنکے داہنے ہاتھ مین زخم آہی چکا تھا۔ مگر اُنھون نے سیتا کو اُٹھانے کی کوشش کی۔ گریس نیٹن کے بھی حواس درست تھے۔ وہ اپنے درس۔ اور رومال سے اُنکا خون پوچھتی جاتی تھی۔ بلدیو۔ اور کپتان ہابسن نے ملکر مجروح عورت کو اُٹھا لیا۔ اور زینون کے نیچے اُتار لے گئے۔ مسٹر سیرل ساتھ تھے اور گریس سیتا کے دونون ہاتھ سنبھالے تھی۔ سیتا نے آنکھین کھولدین "چلے جاؤ۔ اپنی جان بچالو مجھے یہین مرجانے دو" اور پھر بیہوش ہو گئی۔ باغ سے جب وہ لوگ کچھ فاصلے پر ہو گئے تو

بلدیو نے اپنا پٹکا کھولکر بچھایا۔ اور اُسپر سیتا کو لٹایا۔ اور کئی آدمی اُسکے کونے پکڑکر سیتا کو آہستہ آہستہ قلعے پر لیے جا رہے تھے آگے آگے مسٹر ہانسٹن اور اُنکی بیوی بھی جا رہی تھین۔

قلعے کے پھاٹک پر جو افسر تعینات تھا اُسنے مسٹر ہانسٹن کی کوٹھی پر یورش دیکھ کر کچھ آدمی ساتھ لیئے اور چل کھڑا ہوا۔ مگر یہ اعانت دیر مین پہونچی۔ باغیون کا سرغنہ قتل ہو چکا تھا۔ گارد والون نے اور راٹھور سپاہیون نے بہت جوانمردی کے ساتھ اُسکا مقابلہ کیا تھا۔ مکانات مین آگ لگی ہوئی تھی روشنی کافی تھی۔ سارجنٹ نے نشانہ باندھ کر توپ مین گراب بھر کر دو تین فیر داغے۔ باغیون کے جی چھوٹ گئے ہمت ہار گئے۔ سراسیمہ اور منتشر بھاگے گورون نے کچھ دور تعاقب کیا۔ مگر واپس آئے جب مخزون اور ملول گروہ قلعے کیطرف جا رہا تھا تو راہ مین کسی نے کوئی بات نہین کہی شاید دو چار حسرت اور افسوس کے الفاظ یا کلمات کسی کی زبان سے نکلگئے ہون نہ مکانات کے جلنے کی کسی کو پروا ہوئی۔ نہ بندوقون کی آواز پر کسی نے توجہ کی۔

رسالے سے بھی کچھ بندوقین فیر ہو رہی تھین جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن لوگونکو بھی کسی سے مقابلہ پڑا ہے۔ جج صاحب کی کوٹھی پر تو لوگ بہلاوا دیکر چڑھ دوڑے تھے۔ آج کی لڑائی پہلے سے زیادہ سخت تھی۔



حصۂ چہارم

باب چہل و ششم

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کاری کردم

سیتا کی ابھی جان باقی تھی - اسمین شک نہین کہ جو لوگ اُسکو لیے جا رہے تھے وہ یہی سمجھتے تھے کہ اُسکی روح پرواز کر گئی - گریس اور مسز پراٹ اور بھیمی کمرے مین اُسکے ساتھ ہی چلی گئی تھین - اُسکے کپڑے اوتار کر زخم سے خون دھویا بندش کی اور اُسکے بعد مسٹر سیرل اور ڈاکٹر ہوم کو کمرے کے اندر بُلا لیا - ابھی تک تو سیتا بیہوش پڑی تھی - مگر زخم کی صفائی اور بندش کے بعد اُسکو کچھ ہوش آیا - ہر چہار طرف دیکھا مگر کسی کو پہچانتی نہ تھی بڑی سماجت سے پانی مانگا - بھیمی نے دیکر پانی دیا - خوب سیر ہو کر پیا - اور پھر

بیہوش ہو گئی۔ مسٹر سیرل کے مُنھ سے بات نہین نکلتی تھی۔ صرف اس قدر ڈاکٹر سے البتہ پوچھا۔

سیرل۔ ڈاکٹر صاحب! فرمائیے تو کچھ اُمید بھی ہی۔

ڈاکٹر۔ مجھے بہت اندیشہ ہی۔ بہت اندیشہ ہی۔ افسوس۔ مین نے اس سے زیادہ زخم کاری دیکھے ہین جنسے لوگ جانبر ہو گئے ہین۔ مگر اس نازنین کا تو خدا ہی حافظ ہی۔ زخم بالکل دل کے قریب ہی۔ مسٹر برانڈن۔ میرے امکان مین جو تدابیر ہین وہ سب کرونگا۔ کسی طرح اسکو مسکن دوا پلا دیجاتی۔ تو اُسکا کچھ حال معلوم ہوتا۔ کچھ کیفیت سمجھ مین آتی۔ کہین ایسا نہ ہو کہ ایسی بیہوشی مین اُسکی روح پرواز کر جاے اور ہمارے بنائے کچھ نہ بنے۔

ڈاکٹر کے ہاتھ سے دوا کا گلاس لے لیا اور کہا۔

مسٹر سیرل۔ دیکھیے مین کوشش کرتا ہون (سیتا سے) سیتا۔ میری پیاری سیتا۔ (گلاس سیتا کے مُنھ سے لگا کر) ذرا سی یہ دوا پی لو۔ دوا تمکو فائدہ کرے گی۔

سیتا سے جو کچھ کہا گیا وہ سمجھی۔ اُٹھنے کی کوشش کی مگر جنبش محال تھی۔ مسٹر سیرل کا داہنا ہاتھ کانپنے لگا۔ گریس کو اشارہ کیا اور اُنھون نے اُنکے ہاتھ سے دوا کا گلاس لے لیا۔ سیتا نے دوا پی لی۔

ڈاکٹر نے آنسو پونچھ کر) بس یہ کافی ہی کیسی ہمت کی عورت ہی۔ مگر مسٹر

برنڈن آپ کے شانے پر بھی تو زخم لگا ہی۔ آپکو تو بڑی تکلیف ہوگی۔ آپ درد سے بیچین ہونگے۔ لائیے تب تک مین آپ کے زخم کی بندش کر دون۔ بڑی خیریت یہ ہوئی ہی کہ گولی پار نکل گئی ہی۔ گولی نکالنے کی اذیت اور صعوبت سے آپ محفوظ رہے۔ مگر زخم بہت کاری ہی۔ رفتہ رفتہ مندمل ہو جائیگا۔ اور آپ کا ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آجائیگا۔

گریس اور مسز پراٹ برابر موجود رہین۔ مسز ہنٹن بھی آئین۔ مگر اختلاج سے سخت بدحواس اور پریشان تھین۔

مسز پراٹ۔ مسز ہانسٹن تم اپنے کمرے مین جاکر لیٹ رہو۔ تمھارا یہان ٹھہرنا کچھ ضرور نہین ہی۔

مسٹر ہنٹن دروازے کے پاس ہی کھڑے تھے وہ اُنکو علیٰحدہ لیے چلے گئے۔ واقعی مسز ہنٹن کی حالت بہت ہی زار ہو رہی تھی اور کسی اشتعال اور صدمے کی برداشت اُنسے محال تھی۔ سیتا کے زخم کا حال اُنکو نہین معلوم تھا تاہم جو کچھ اُس مکان مین دیکھ آئی تھین اُسی سے منتشر اور بیقرار ہو رہی تھین مسٹر سیرل نے گریس سے بھی اصرار کیا کہ اپنی بہن کے ساتھ چلی جاؤ۔ مگر اُسنے نہ مانا۔

گریس۔ مین یہین رہونگی۔ آپ زور زور باتین نہ کیجیے۔

مسز پراٹ۔ اچھا مسٹر سیرل۔ اگر اُنکی یہی خوشی ہو تو آپ اُنکو کیون جانے

مجبور کرتے ہین - مین تو اُنکے حواس کی قائل ہون -

کیسی بھیانک رات تھی - کیسی خوفناک رات تھی - قلعے کی کھڑکی کیطرف پھر کوئی حملہ نہین ہوا - قلعے سے جو توپین فیر کی گئین تھین اُنسے باغیونکو بہت نقصان پہونچا تھا - مگر سامنے باغی بہت ہمت اور جرأت سے نمبر - سے لڑ رہے تھے - ظاہر تھا کہ کسی آزمودہ کار اور جرار کی سرکردگی مین یہ لوگ مقابلہ کر رہے تھے - وفادار فوج پیدل ہو چلی تھی - مقابلہ سخت تھا - اور انگریزی فوج پسپا ہو گئی تھی - برگیڈیر صاحب نے موقع دیکھکر فوراً گورونکی کمک بھیجدی - اور کمک کے پہونچتے ہی مغلوبین کا دل بڑھ گیا - اُنمین ایک تازہ جوش اور ہمت پیدا ہو گئی - کمک کے آجانے سے باغیونکو ہراس ہو گیا - انگریزون نے باغیونکا ویسا ہی مقابلہ کیا - جیسے دہلی مین کیا گیا تھا - یا لکھنؤ مین ہیولاک - اور اُٹرم نے مقابلہ کیا تھا - باغی مفرور ہو گئے - اُنکو فاش ہزیمت ہوئی اور میدان صاف ہو گیا -

سیتا کے پاس جو لوگ بیٹھے تھے وہ اس کارزار کے حالات سنتے تھے توپون کی مہیب آواز سنتے تھے - اور بہت گھبرائے ہوے تھے - مگر سیتا بیہوش ہی پڑی تھی - وہ چونکی تک نہین معلوم ہوتا تھا کہ سو رہی ہی - البتہ سانس بہت زور زور سے رہی تھی - ڈاکٹر ہوم بار بار آکر نبض دیکھ جاتے تھے - ڈاکٹر - پیشتر سے اب نبض مین کہین زیادہ توانائی پائی جاتی ہی - دیکھئے

شاید بچ ہی جاے۔

کچھ دیر تک تو مکانات سے شعلے اُٹھتے رہے جنکی روشنی سے رات دن ہو رہی تھی۔ مگر پھر جب مکانات جلکر خاکستر ہوے۔ شعلے فرو ہو گئے۔ سیتا کے کمرے مین شمع روشن تھی جسکی روشنی فانوس سے دھیمی کردی گئی تھی۔ حاضرین باتین بہت آہستہ آہستہ کرتے تھے۔ سیتا کو بار بار دوا پلائی جاتی تھی۔ گریس سیتا سے پوچھتی جاتی تھی کہ کیسی طبیعت ہی مگر کچھ جواب نہین پاتی تھی۔ مسٹر سیرل کو اشارہ کیا کہ تم ہی کچھ پوچھو۔

سیرل۔ (بہت ہی محبت سے) سیتا۔ پیاری سیتا۔ پھر دوا پی لو۔ دیکھو گریس دوا لیے کھڑی ہین۔

اُس دلدادہ کو آخر ہوش آ ہی گیا۔ اُسکے کانون مین وہ آواز پہونچی اُس شخص کی آواز سنی جسکو وہ دنیا مین سب سے زیادہ عزیز رکھتی تھی۔ چاہا کہ اُس آواز کی طرف پھر جاؤن۔ مگر ہل نہین سکتی تھی۔ ناتوانی سے مجبور تھی۔ گریس کے ہاتھ ہٹا دیے۔ اور شوہر کیطرف نگاہ حسرت سے دیکھنے لگی سیرل کو معلوم ہوا کہ اُسکو کچھ ہوش آیا ہی۔ گریس سے دوا لے کر سیتا کے مُنھ سے لگا دی سیتا نے دوا پی لی اور آہ سرد بھری۔ اپنے شوہر کے ہاتھ نہین چھوڑے مسٹر سیرل اُسکے پلنگ کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ اُسی نگاہ حسرت آگین سے سیتا اُنکو دیکھتی رہی اور کچھ متبسم بھی ہوئی۔ ابتک تو سیتا کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ مین زندہ ہون

پہلے الفاظ جو اُسکے مُنہ سے نکلے یہ تھے

سیتا - بچ گئے - بچ گئے - شکر ہی - خدا کا شکر ہی -

سیرل - ہان میری پیاری - سب بچ گئے - دیکھو تمھارے دوست تمھارے پاس بیٹھے ہین - اُنسے کچھ باتین کرو - سیتا اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور گریس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا - گریس اور مسز براٹ بھی سیتا کے پلنگ کے پاس زمین پر بیٹھی تھین - سیتا اُنکو چُپ چاپ دیکھ رہی تھی -

سیتا - بچگئے بچگیے - ہاے یہی تو میری تمنا تھی ! - سیرل پر مین جان دے دیتی - میرے سرکار - میرے آقا - میری طرف دیکھو ادھر نظر اُٹھاؤ -

سیرل - سیتا - پیاری سیتا - مین تمھارے پاس ہی تو بیٹھا ہون

سیتا - مین نے جانا - مین نے جانا - کہ وہ آدمی جو بھالا لیے کھڑا ہی - ارے کوئی اُنکو بچالے - خدا کے واسطے بچالے - دیکھو وہ وار کر رہا ہی

سیرل - سیتا - پیاری سیتا - یہان کوئی نہین ہی - تم کیون ڈرتی ہو تمھارے پاس مسز براٹ اور تمھاری گریس بیٹھی ہین -

مگر وہ تو ابھی تک کسی کو پہچانتی نہ تھی - اپنے شوہر کا ہاتھ اپنے دونون ہاتھون مین لیے اپنے دل کے پاس رکھے تھی -

ذرا سے کچھ فائدہ ضرور ہوا - ذرا حواس درست ہوے - پانی مانگا - بہیمی جو باہر بیٹھی زار زار رو رہی تھی - چاندی کے کٹورے مین لیمونیڈ لائی -

ڈاکٹر ہوم نے لیمونیڈ پلانا تجویز کیا تھا۔ سیتا نے بھیمی کے ہاتھ ہٹا دیے۔ وہ دوا بھی اپنے شوہر ہی کے ہاتھ سے پینا چاہتی تھی۔ پانی پیکر۔

سیتا۔ میرے پیارو! مین اب تم سب کو پہچانتی ہون۔ میرے سخت درد ہی۔ کہو تو ہوا کیا۔ اب مجھے یاد پڑا۔ تم سب بچ گئے۔ سب بچگئے۔ سیرل! تمھاری جان خدا نے بچالی۔

گریس۔ (سیتا کا بوسہ لیکر) پیاری سیتا۔ سب بچگئے۔ اور وہ بدذات مار ڈالا گیا۔ ہم سب بخیریت یہان موجود ہین۔ میری پیاری۔ خدا کا شکر ہی کہ تمنے ہم سب کو پہچانا تو۔ اب تم جلد اچھی ہو جاؤ گی۔ ہم سب تمھاری تیمارداری مین مصروف ہین۔ خدا تمکو شفا دیگا۔

سیتا۔ (چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا) ہان خدا مجھے شفا دیگا۔ اُسیکا تو بھروسہ ہی۔ مین تو جان دینے پر تیار ہی تھی۔ شاوتری کیطرح مجھے مرنے کی تمنا تھی ـــــ مین جانتی ہون ـــــ مین سمجھتی ہون۔ کہ شائد وہی حال میرا ہو۔ یہی اچھا بھی ہی۔ یہی ہو۔ سیرل! یہ بندش کیسی۔ کیا تم بھی زخمی ہوگئے۔

سیرل۔ نہین۔ میری پیاری۔ یہ زخم کوئی ایسا زخم نہین۔ جو زخم ہی وہ خدا ہی اچھا کرے تو ہو۔ تمنے میری جان بچالی۔ مین تو بیدست و پا ہوگیا تھا۔ بے قابو ہوگیا تھا۔ تمنے مجھے بچایا۔ اور رابسن نے اُس ظالم کو مار ڈالا۔

سیتا۔ کیا وہ مارڈالا گیا؟۔ مارڈالا گیا!۔ خدا اُسکی مغفرت کرے۔

مسز پراٹ۔ کیا تم اُسکا قصور معاف کرتی ہو۔ کیا تم اپنے دشمن کی خطا معاف کرتی ہو۔ دل سے معاف کرتی ہو۔

سیتا۔ (استقلال سے) ہان۔ مین معاف کرتی ہون۔ وہ میرا دشمن کیون ہوتا۔ مین نے اُسکا کیا بگاڑا تھا۔ مائی جی۔ میرے واسطے دعا کرو۔ کہ خدا مجھے اپنی رحمت سے اپنے پاس بُلالے۔ ایسے بُلالے جیسے بچونکو بلاتے ہین۔

مسز پراٹ پلنگ کے پاس دوزانو بیٹھکر مصروف بہ دعا ہوئین اِس عمر مین وہ بار ہا بستر مرگ کے قریب بیٹھکر دعائے خیر دے چکی تھین۔ بہت سے مضطرب اور بے قرار عیسائی رُوحون کے واسطے اُنھون نے تسکین اور نجات کی دعا کی تھی۔ مگر آج تو عجیب سانحہ دیکھا۔ خدا کے پاس بچون کی طرح جانے کی متمنی تھی۔ درد۔ رنج اور غم مین اُسکی وحدانیت کی قائل تھی اُسکی رحمت کی امیدوار تھی۔ اُسکی وحدانیت اور رحمت پر یقین کامل تھا۔ فرط غم اور جوش گریہ سے مسز پراٹ کے منھ سے صاف الفاظ نہین ادا ہوتے تھے۔ مگر وہ بہت عام فہم اور سہل الفاظ مین دعا کر رہی تھین جسنے دعا کے لیے کہا تھا وہ دعا کے مضمون کو سمجھتی جاتی تھی اور دعا مین خود بھی شریک

تھی۔ سیرل کے ہاتھ اپنے ہاتھون مین لیے تھی اور خود بھی دعا کرتی جاتی تھی۔
حاضرین پر عالم سکوت طاری تھا۔ سب دیکھتے جاتے تھے کہ سیتا
کے چہرے پر کیسی رونق آگئی ہی۔ اُسکے چہرے سے تسکین کے آثار ہویدا
تھے۔ لبون کو جنبش تھی۔ اور آنکھین رحمت کی اُمید مین دا تھین۔

سیتا۔ (اپنی زبان مین۔ سیرل کیطرف آنکھین پھیرکر) میرے شوہر
میرے آقا۔ میرے سیرل۔ کیا کہون میری تمنا تھی۔ کہ کچھ زندہ رہتی۔ اور
تمھارے ساتھ رہتی۔ مگر مجبور ہون میری طلبی ہی۔ اب مجھے خدا کے حضور
مین حاضر ہونا ہی۔ میرے واسطے ملال نہ کرنا۔ رنج نہ کرنا۔ اپنی نادانی
کے قصور معاف کردینا۔ وہ جاہل تھی۔ ناسمجھ تھی۔ اور تمھاری خطاوار
تھی۔ مگر میرے پیارے۔ مین تمھاری عاشق زار تھی۔ تم پر
دلدادہ تھی۔ تمھارے ساتھ مجھے جو محبت تھی وہ خدا خوب جانتا ہی۔ اگر
مجھے سمجھ ہوتی تو مین اس سے زیادہ محبت کرتی۔ مگر میری نادانی کو معاف
کرنا۔ اور دیکھو جو کچھ ہوا ہی اُسکا حال اُن سب سے یہی کہدینا۔ سیرل وہ سب
بھی مجھے نہ بھولینگے۔ بیچاری سیتا کو وہ بھی نہ بھولینگے۔ عمر بھر یاد رکھینگے
ابلا سے کہدینا سمجھادینا۔ کہ وہ بھی سیتا کے واسطے رنج نہ کرین۔ سیتا انکو بہت
چاہتی تھی اور اُنکا دل بہلایا کرتی تھی۔ سیرل تم اُنکے پاس ضرور جانا۔
اور اُنکو سمجھادینا۔ مجھ سے وعدہ کرلو۔ دامون بھٹ سے بھی کہدینا کہ مین

اُنکو بھی عزیز رکھتی تھی اور میری نگاہ مین اُنکی عزت تھی۔

سیرل۔ (گرفتہ آواز مین) مین ضرور جاؤنگا۔ اگر خدا نے اپنی عنایت سے تمھاری جان بچادی اور تمکو مجھے عطا کردیا تو تمکو ساتھ لے چلونگا تم اپنا دل قابو مین رکھو۔ مایوس نہ ہو۔

سیتا۔ (زیادہ محزون آواز مین) نہین۔ یہ اب کہان ممکن ہی۔ خدا مجھے بلا رہا ہی اُسکا تو حکم ہی کہ جو عاجز اور درماندہ ہین وہ میرے پاس چلے آوین

دفعتہً اُسکو حیرت سی ہوگئی۔ سنسکرت کے کچھ اشلوک پڑھنے لگی۔ جو کچھ انگریزی دعا کے الفاظ یاد تھے وہ بھی پڑھتی جاتی تھی۔ سب پاس بیٹھے تھے اور اُسکے چہرۂ نورانی کا تغیر دیکھتے جاتے تھے۔ ڈاکٹر ہوم آئے۔ نبض دیکھی سر ہلایا۔

ڈاکٹر۔ اب تسکین دینا بیکار ہی۔ جو تدابیر میرے امکان مین تھین وہ اُٹھا نہین رکھین۔ مگر افسوس۔ ہزار افسوس۔ اب بیچاری کوئی دم کی مہمان ہی۔

صبح ہو رہی تھی۔ رات کا ہنگامہ فرو ہوگیا تھا۔ تاریک ابر مین کچھ سُرخی آگئی تھی۔ جسکی طلائی روشنی زمین تک آتی تھی۔ تالاب مین اِس سمان کی عجیب رونق نظر آتی تھی۔

سیتا کو تنفس شروع ہوگیا تھا۔ نہ درد تھا۔ نہ تکلیف تھی۔ کبھی کبھی آہ سرد بھرتی تھی۔ دفعتہً کچھ کچھ اُٹھ بیٹھی۔ گویا روشنی نے اُسکو بیدار کردیا تھا۔ یہ مین

جو سوہج کی شان مین اشلوک ہین۔ جنکو گایاتری کہتے ہین پڑھنے لگی۔ وہ پھر پڑھتی۔ مگر ضعف اور ناتوانی انتہا کو پہونچ چکی تھی۔ لیٹ گئی۔

سیتا۔ (آہستہ سے) سیرل! ۔ گریس! میرا منہ چوم لو۔ مین اب رخصت ہوتی ہون۔ معاف کرنا۔ مائی جی۔ دیکھو۔ سنو۔ میری طلبی ہی۔ کیا پھولونکا باغ ہی۔ مین حاضر ہوتی ہون!۔

لوگون نے ہاتھو پر اُسکو سنبھالا۔ اُسکے لبون پر تبسم۔ چہرے پر سکین تھی آفتاب کی شعاع بخط مستقیم اُسکے نورانی چہرے پر پڑ رہی تھی۔ اُسکی درماندہ روح پرواز کر چکی تھی منزہ اور پاک روح کا لبد خاکی سے مفارقت۔ اور دائمی مفارقت کر چکی تھی۔

بھیمی۔ جب تک زمین پر نہ لٹاؤ گی۔ جان نہ نکلے گی۔

مسز پراٹ۔ جان تو نکل گئی۔ وہ تو خدا کے حضور مین حاضر ہو چکی۔ دیکھو کیسا نورانی چہرہ ہی۔ آؤ دعاے خیر کرین۔

مسز پراٹ نے دعا شروع کی "خدایا۔ ہمنے سیتا کی موت اپنی آنکھون دیکھی۔ وقت پر ہماری موت بھی ایسی ہی آسان ہو۔ ہماری روح بھی ایسی ہی آسانی اور آسائش سے پرواز کرے۔ ہمارا ایمان بھی یون ہی سلامت رہے ہم بھی دنیا سے با ایمان اور بے گناہ اُٹھین۔ آمین"

یہان سے اُٹھکر مسٹر سیرل فصیل قلعہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ سیتا کے بالون کی ایک

کترلی تھی اور اپنے دل کے پاس رکھی تھی۔

جن جن لوگون نے اِس واقعۂ جانگزا اور سانحہ روح فرسا کی خبر سنی زار زار رونے لگے مسٹر سیرل غم والم سے دیوانے ہوگئے تھے۔ بس اُنکو یہ بات یاد تھی اور اُنکا یہ خیال مضبوط ہوگیا تھا کہ سیتا نے میری جان کی حفاظت مین اپنی جان دیدی۔ وفاداری مین اپنی جان مجھ پر فدا کرگئی۔ جن لوگون نے ایسے سانحے دیکھے ہون وہ ہی اِس مصیبت کا کچھ خوب اندازہ کرسکتے ہین۔ جانے والے کی مفارقت کا اثر فوراً محسوس نہین ہوا کرتا۔ سامنے وہ گلزار۔ اور بارونق مکانات جلکر خاکستر ہوگئے تھے نہین معلوم بیٹھے بیٹھے مسٹر سیرل کیا سوچے۔ اُٹھے اور بلدیو اور تھوڑے سے پولیس کے سپاہیونکو ساتھ لے کر قلعے سے نیچے اُتر گئے پھاٹک پر پہرے والون کے افسر نے پوچھا۔

افسر۔ اگر آپ باہر جاتے ہون تو کچھ آدمی ساتھ لے لیجیے۔ شاید باغی دو چار اِدھر اُدھر چھپے ہون۔ کچھ آدمی تو ساتھ لے لیجیے۔

سیرل۔ نہین مجھے معاف کیجیے۔ مین آپ کی مہربانی کا ممنون ہوا۔ میرے ساتھ آدمی ہین۔ مین نہین چاہتا کہ میری وجہ سے آپ پر کوئی اعتراض ہو۔ مین اوپر سے دیکھ رہا تھا۔ کوئی باغی کسی طرف نظر نہین پڑا۔

مسٹر سیرل سیدھے جج صاحب کی کوٹھی پہونچے۔ اُنکو دیکھ کر کچھ سپاہی اِدھر اُدھر بھاگے۔ جب زینے پر چڑھے تو سامنے عزرائیل پانڈے کی لاش پڑی

دیکھی کیسی خوفناک صورت تھی۔ آنکھون مین وہی نگاہ باقی رہ گئی تھی جس نگاہ سے مسٹر سیرل پر وار کیا تھا۔

مسٹر سیرل۔ (پولیس والون سے) اسکی تلاشی لے لو۔ دیکھو تو اسکے پاس کچھ کاغذ ہین۔

پولیس والے خون سے ٹھٹک رہے۔

بلدیو۔ جب یہ زندہ تھا۔ تب مین اُسکو کب ڈرتا تھا اور اب کیا ڈرونگا۔

آگے بڑھ کر عزرائیل پانڈے کی جامہ تلاشی لی۔ کمر مین ایک اشرفیون کی تھیلی بندھی تھی۔ ایک اور چھوٹی سی تھیلی تھی جسمین بیش قیمت جواہرات بھرے تھے

بلدیو۔ حضور یہ ہم لوگون کو بھی دکھو کھا دیا کرتا تھا۔ دیکھیے یہ جواہرات تو ـــــ والی ڈکیتی مین ملے تھے۔ اور دیکھیے یہ وہ ہیرے اور زمرد ہین جنکو گروجی نے کالی ماتا کی بھینٹ چڑھانے کے واسطے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ چور بھی تھا۔

ایک کپڑے مین ایک کتاب بھی لپٹی ہوئی تھی۔ کتاب کھولی گئی تو اُسمین کچھ کاغذات بھی رکھے تھے۔ کاغذ ایک ایک چھانٹ لیے گئے۔ اور کتاب جلا دی گئی۔ یہ کتاب گرنتھ پُران تھی جسکو عزرائیل پانڈے پڑھا کرتا تھا۔

بلدیو۔ سرکار دیکھیے۔ اب ایک تھیلی مین اور کاغذ تلاش کرتا ہون۔ بس اب جو کچھ اسمین ہو وہی کاغذ سمجھیے۔ اسکے علاوہ اب کہین کوئی چیز چھپی نہین ہے۔

تھیلے مین سے دو ملفوف کاغذ ملے۔ ایک ہندی مین لکھا تھا۔ ایک فارسی مین۔

بلدیو۔ سرکار نے اب چلے آیئے۔

سیرل نے ڈرائنگ روم پر ایک نظر ڈالی۔ ہائے رات یہان سیتا کیسی دوڑتی ہوئی آئی تھی۔ پیانو اُسی غزل پر ملا ہوا رکھا تھا جو رات کو وہ گریس کے ساتھ گا رہی تھی۔

سیرل۔ یہ پیانو مین اُس رات کی یادگار مین اپنے پاس رکھونگا اپنے آدمیونکو ساتھ لیکر مسٹر سیرل قلعے مین چلے گئے۔

بابا صاحب سررشتہ دار۔ اپنی بیوی کو لیکر اس حسرت ناک موقع پر پہونچ گئے تھے۔ برہمن جمع تھے۔ مسٹر سیرل فرط الم سے رفیق سررشتہ دار سے کچھ بھی نہ کہہ سکے۔ فلپ مانسٹن بھی آئے۔ کف افسوس ملتے تھے۔ اور زبان سے کچھ نہین کہہ سکتے تھے۔ کوئی کیا کہہ سکتا تھا۔ مسٹر سیرل پر تو کوہ الم ٹوٹ پڑا تھا۔

مانسٹن۔ جب جنازہ تیار ہو جائے تو مجھے بتلا دینا۔ روف۔ اور گریس

آکر الوداع کہینگی - اور رخصت ہونگی - سیتا کا کفن سفید تھا - لاش پر پھولون کے ہار پہنائے گئے - گریس - مسز ہنٹن - مسز پراٹ - مسز ہل - لیوسی سب جنازے کے پاس مؤدب کھڑی تھین - گریس - اور روز کی روتے روتے ہچکیان بندھ گئی تھین - اُنکی تمنا تھی - کہ ایکمرتبہ سیتا کا چہرہ اور دیکھ لین مگر بابا صاحب کی بی بی نے اُنکو باز رکھا - اُنھون نے مسز پراٹ سے اپنی زبان مین بتلا دیا کہ -

سررشتہ دار کی بیوی - اب یہ نہلا چکی گئی - پاک ہوگئی - اب اسکو کوئی نہ چھوے -

دونون نے جنازے پر سے دوہار لے لیے - اور روتی ہوئی چلی گئین - پھاٹک پر جنازے کی گورنر اور گارڈنے فوجی قاعدے سے سلامی لی - مسٹر سیرل - مسٹر نوبل - مسٹر ہنٹن - جنازے کے ساتھ گئے - بابا صاحب سررشتہ دار بھی ننگے سر ساتھ تھے - بہت سے برہمن مرد اور عورتین بھجن گاتی ہوئی ساتھ گئین - تالاب پر لاش پھونک دیگئی ۔

صد حیف کہ گلرخان کفن پوش شدند	وز خاطر یکدگر فراموش شدند
آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند	آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

اسکو وفاداری کہتے ہین - اسکو عشق کہتے ہین - حیران نصیب سیتا زندگی نے تیرے ساتھ نہ وفا کیا - مگر تو نے جس سے وفا کا وعدہ کیا تھا اُسکے

ساتھ وفا کر گئی - تیری موت بھی ہزار زندگی سے اچھی - موت تو ایک ایک دن آتی ہی - مگر تجکو وہی موت نصیب ہوئی - جسکی تجھے تمنا تھی - تیری موت کا بھی یادگار موت ہوئی - تو دنیا سے پاک اور صاف کیسے اعمال نیک - خیالات نیک ساتھ لیکر گئی -

فلپ نسٹن - مسٹر سیرل - اب جو کچھ تمھارے امکان مین تھا تم کر چکے چلے آؤ -

مسٹر فلپ سیرل کو لیکر چلے گئے -

کیا سیتا کی موت کا مسٹر سیرل کے ذمے اتنا ہی جواب تھا ؟ - سچ کہیئے ! -

مسٹر سیرل قلعے پر جا رہے تھے -

مسٹر سیرل - مجھے وہ کاغذات دیکھنے ہین - مین نے کاغذات پائے ہین - شاید اُن مین بیچاری سیتا کی موت کا کوئی سبب لکھا ہو - بے اُن کاغذون کے دیکھے مجھے چین نہین - آؤ فلپ - تم بھی پڑھو -

دو کاغذ تھے - ایک تو رامداس کا اقرار نامہ مورخہ - اگست ۱۸۸۵ء تھا - جسمین محاصہ کا وعدہ لکھا تھا - اور اُسکی پشت پر اُسکا وعدہ لکھا تھا - کچھ روپیہ ادا بھی ہوا تھا - جسکی تفصیل درج تھی -

مسٹر نسٹن - اخاہ - یہ تو بڑا ضروری کاغذ ہی - ذرا مین دیکھون تو

یہ تو ہریداس کے قتل کی صبح کی تاریخ کا لکھا ہوا کاغذ ہی۔ مجھے اب ذرا بھی شک نہین کہ ہریداس کے قتل مین رام داس کی شرکت تھی۔

مسٹر سیرل۔ ضرور آپ کا خیال صحیح ہی۔ اور یہ کاغذ تو پڑ بھے۔ اسپر نوابصاحب کی مہر ہی۔

مسٹر مانسٹن۔ لائیے مجھے دیجیے۔ اسوقت آپ کے حواس درست نہین ہین۔ آپ اسکو نہ پڑھ سکینگے۔

مسٹر سیرل کو مسٹر مانسٹن نے وہ کاغذ پڑھ کر سنایا جسکا مضمون درج ذیل ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مین نواب دل خان بہادر۔ (جدید خطاب نہین لکھا گیا تھا) کرنیل عزرائیل پانڈے بہادر سے وعدہ کرتا ہون اور لکھے دیتا ہون۔ کہ مین کرنیل صاحب کو صمت پانچہزار روپیہ نقد اور مواضعات زین آباد۔ اور سیتا پور متعلقۂ تعلقۂ نور پور جنکی سالانہ کاسی خام للعمل روپیہ ہی مع جمیع حقوق داخلی و خارجی متعلقۂ جائداد مذکور نذر کرونگا۔

اس عطیہ کے معاوضے مین کہ کرنیل صاحب موصوف مسٹر برنڈن اور جج صاحب کے مکانات مین آتش زنی کرینگے اور اُن دونونکو اور تمام انگریزونکو اور اُنکی عورتون اور بچونکو جو نپور مین مقیم ہین قتل کرینگے اور مس مانسٹن کو صحیح وسلامت میرے پاس پہونچا دینگے۔ اور میری فوج قلعے اور ضلعے پر قبضہ کریگی۔

مجھ نواب دل خان بہادر کو سیتا بائی پر کوئی دعوی نہین ہی۔ وہ جانے اور کرنیل صاحب جانین۔ وہ چاہے اُسکو لونڈی بنا دین خواہ اُسکو قتل کرین۔ مجھے کوئی سروکار نہ ہوگا۔

آج کی تاریخ مین مین نے بمقام رینا یہ اقرارنامہ بہ طیب خاطر اپنی آزاد رائے سے اپنی مہر و دستخط سے سنداً لکھدیا۔"

دستخط

دل خان بقلم خود

سیرل۔ کیا کہون۔ مگر خیر۔ ابھی مین اپنی زبان سے کچھ نہین کہنا چاہتا ہان ٹھیک ہی۔ مین ابھی دیکھے چلا آتا ہون۔ دو خالی پالکی میرے مکان کے احاطے مین رکھی ہین۔

سمجھ لیجیے کہ کس ضرورت سے وہ پالکیان ڈالی گئی ہونگی۔ (رو کر) میری پیاری تو اب چین سے سو رہی ہی۔ اب تو اُسکے واسطے سب ناحق زحمت کرتے ہین۔ اُسکے واسطے ظالمانہ افکار اب فضول ہین۔

فلپ پانسٹن کا دل بھر آیا۔ اُنکو خوب معلوم تھا کہ سیرل نے میری بہن کی جان بچائی ہی۔ اُنھون نے اپنی آنکھون سے لڑائی دیکھی تھی۔ اور دیکھا تھا کہ سیتا اور سیرل گریس کو اپنی حفاظت مین لیے ہین۔

مسٹر پانسٹن۔ غضب ہوگیا۔ غضب ہوگیا۔ مین کہہ نہین سکتا کہ گریس

کیسی آفت سے بچی - مین جانتا ہون کہ تمھارا اور اُسکا جو ہمیشہ کے واسطے ہمسے جُدا ہوگئی کریس پر کتنا احسان ہی -

مسٹر سیرل - نہین - میرا کوئی احسان نہین ہی - احسان تو ہابسن کا ہی جنھون نے ہماری سب کی جان بچائی (زخم دکھا کر) اسکی وجہ سے تو مین بالکل مجبور ہی ہوگیا تھا - مین کچھ نہین کرسکتا تھا - مگر وہی آڑے آئے نہین تو مین بھی اُسی کے ساتھ مرگیا ہوتا - اور یہ ہی خوب ہوتا - مگر خیر الٰہی دیکھیے - کیا اور دیکھنا ہی -

باب چہل و ہفتم

شاہ گنج

سیتا کی وفات کو چند ہفتے گذرے - مسٹر سیرل اُسکی مفارقت مین بیحد اور بدحواس تھے در و دیوار سے اُسکی صورت نظر آتی تھی - ایسی رفیق وفادار اور فی الواقع جان نثار بیوی کی جُدائی ایسی تھی - کہ جو کچھ رنج و صدمہ کیا جاتا وہ کم تھا - اس مافات کی تلافی غیر ممکن تھی - پہلے تو باہم کچھ بیگانگی کا برتاؤ رہا مگر بعد کو تو وہ ایسی مونس و غمگسار ہوگئی تھی - کہ کسی حالت مین جدا ہی نہین ہوتی تھی - کس ذہانت سے اور کس تیزی سے اُسنے انگریزی زبان حاصل

کرلی تھی - ابھی چار ہی مہینے گذرے تھے کہ اُسنے انگریزی شروع کی تھی - مگر اس قلیل مدت مین اُسنے کیسی حیرت انگیز ترقی اس زبان مین کی تھی - وہ دن بہت قریب تھے کہ مسٹر سیرل فخر کے ساتھ اپنے ہم قومون مین اپنی بیوی کو اپنے ہم پہلو بٹھاتے - مگر افسوس ہزار افسوس - یہ ایسی حسرت تھی کہ دل کی دل ہی مین رہی - کیا یہ بھی خیال ہوسکتا تھا کہ وہ تبدیل مذہب کرے - اس امر پر سیتا کے خیر طلبون مین بڑی بحث رہا کرتی تھی - اور باوجود مدید تجربے کے مسز پراٹ بھی اس بارے مین کوئی قطعی راے نہین قائم کرسکتی تھین - وہ کہا کرتی تھین -

مسز پراٹ - ابھی سیتا تبدیل مذہب کے واسطے تیار نہین ہی - وہ اپنے قدیم عقائد کو ترک نہین کرسکتی وہ اپنے اعزا سے علیحدگی نہین پسند کرتی جن عقائد مین اُسنے پرورش پائی - جنپر اُسکو ابتداے عمر سے وثوق ہوگیا وہ اس آسانی سے فراموش نہین کیے جاسکتے

پیشتر تو سیتا - مذہب عیسوی کے سادہ عقائد کو بچون کا کھیل سمجھتی تھی مگر رفتہ رفتہ اُسکے دل مین اُنکا اثر پیدا ہوچلا تھا -

اُس سے اصرار کیا جاتا تھا کہ ایک مختتم راے قائم کرلو - اور جو مذہب عقیدتاً راست سمجھتی ہو وہ اختیار کرلو - مگر کھلے کھلے وہ تبدیل مذہب پر مجبور نہین کیجاسکتی تھی - نہ ایسا ارادہ ہوسکتا تھا -

اُن خیالات کا تذکرہ کچھ نہ کچھ ہو چکا ہی جو اِس مسئلے پر اُس پرہیزگار اور خیراندیش دل مین گذرا کرتے تھے۔ اور اسمین ہرج ہی کیا تھا اگر عیسائی عقائد کی استواری اور استحکام کے واسطے کیسی کیسی تحقیق کر گذرتے ہین اور اپنے مذہبی شکوک رفع کرتے رہتے ہین۔ تو کیا تعجب تھا۔ اگر ایک کافر عورت کافی قابلیت اور علم رکھ کر اپنے قدیم اور مضبوط عقائد کی تبدیلی کے واسطے بحث کیا کرتی تھی۔ اگر وہ ہندو نہ رہتی۔ تو اپنے اعزا سے بیگانہ ہو جاتی۔ نہ اُنسے مراسم رہ سکتے تھے۔ نہ اُنکے ساتھ خورد و نوش ہو سکتا تھا اُسکے اعزا اُسکو ملامت کرتے۔ اُس سے ملنا چھوڑ دیتے اور اُس سے نفرت کرتے اور پروہت کو کیسا صدمہ ہوتا۔ نہ برادری والے شریک حال ہوتے نہ ہمجولیان پاس بٹھانے کی روادار ہوتین۔ موت اور زندگی کا اعتبار ہی کیا۔ اگر کہین مسٹر سیرل اُسکو عیسائی چھوڑ کر وفات پاتے تو اُس بیچاری کا کون پرسان حال ہوتا پھر تو وہ کسی توبہ اور طہارت سے ہندو نہین بنائی جا سکتی تھی نہ کسی جاترا سے اُسکا مذہب پلٹ سکتا تھا۔ نہ گنگا کے پانی سے وہ پاک ہو سکتی تھی۔ نہ کوئی برہمن اُسکو اُسکی برادری مین شامل کر سکتا تھا۔ بقیہ عمر تنہائی اور ذلت مین بسر ہوتی۔ سخت مصیبت پڑتی۔ اُسکی تجہیز و تکفین کرنے والا بھی تو کوئی نہ ہوتا۔ موت اور زندگی دونون خراب

بس ایسے ہی خیالات اور ہزارون اسی قسم کے خیالات سیتا کے دل

ہین گذر کرتے رہتے تھے۔ مگر اسمین شک نہین کہ اُسکے سابقہ عقائد مین ضعف آچلا تھا۔ اِس بارے مین سیتا۔ اُن ہزارون مردون اور عورتون کی ایک مثال تھی۔ جو اُسکے ملک کے متوطن ہوتے ہین۔ اور جنکو عقائد کی راستی محسوس ہوتی ہی مگر ایسے ہی کسی انقلاب عظیم کے وقت وہ ایسے ارتکاب کے مرتکب ہوتے ہین جس سے وہ اپنے اعزا۔ اور اقارب سے جدا ہوجاتے ہین۔ اپنی زندگی کی عزت اور توقیر کو خیرباد کہہ گذرتے ہین۔ اپنی برادری سے خارج ہوجاتے ہین۔ اپنے ہم قومون سے بیگانہ ہوجاتے ہین یہانتک کہ وہ لوگ دم نزع ایسے شخص کے ایک پیالی پانی سے بھی نہین شریک ہوتے۔ ہم مین سے بہت لوگ غیر عیسائیون کو الزام دیتے ہین۔ اور بزعم خود اُنکے عقائد کی انواع ملامت کرتے ہین۔ مگر بلند خیالی کے حدود کو وسعت دیکر ہمکو اِن اختلافات اور اُن توہمات پر ضرور لحاظ کرنا چاہیئے جیسے توہمات سیتا کو محظور ہوتے رہتے تھے۔ مگر یاد رکھنے کی بات ہی کہ جو لوگ سیتا کے عالم نزع کے شاہد تھے۔ اُنکو بخوبی معلوم ہوگیا تھا کہ وہ خدا کی وحدانیت کی کیسی معقول ہوگئی تھی۔

دنیاوی فوائد کے لحاظ سے بھی سیتا کا تبدل مذہب قطعی اور یقینی تھا مسز پاٹ اور خود مسٹر سیرل نے اُسکی موجودہ حیثیت اُسکو صاف صاف سمجھادی تھی۔ عیسوی مذہب کے اختیار اور عیسوی مراسم نکاح کی تعمیل کے

بعد اُسکے منصب اور حیثیت سے کوئی مخرف اور معترض نہین ہو سکتا تھا۔ اگر کبھی سیرل لارڈ ہلٹن ہو جاتے تو وہ لیڈی ہلٹن ضرور ہوتی۔ خاص عزت اور توقیر ہوتی اور اُسکی اولاد انگریزی قانون کے اصول سے ناجائز نہین کہی جا سکتی تھی۔ وہ اپنی ہی میلان خاطر سے تو ایک عیسائی کی شیدا اور دلدادہ ہو گئی تھی۔ وہ اسکی بھی پابند تھی کہ اپنے شوہر کے ہم مذہب ہو جائے جو ہر آئینہ اُسکے معشوق شوہر کی مسرت کا سبب ہوتا۔ عیسائی ہو جانے پر گریس اور مسز مانسٹن اُسکی واقعی خواہر ہی ہو جاتین۔ یہ سب سیتا کو معلوم تھا۔ مگر اس سے اُسکے دل کا طوفان فرو نہین ہوتا تھا۔ اس اختلاف اور تامل مین خود غرضی کا سایہ بھی نہ تھا۔ مگر انقلاب بہت قریب تھا۔ یکسوئی ہو جاتی اور جلد ہو جاتی۔ مگر موت نے دوامی یکسوئی کا فیصلہ کر دیا۔

اس سانحہ روح فرسا کی اطلاع بابا صاحب سررشتہ دار نے نرائندر کو لکھ بھیجی۔ کون الفاظ ایسے مل سکتے تھے۔ جو اُن غمزدون کی تسکین اور تشفی کے واسطے لکھے جاتے سوائے اسکے کہ معمولی تسکین کے الفاظ اور صبر کی تلقین لکھ دی گئی تھی۔ مسٹر سیرل نے اپنے ہاتھ سے بھی اس خط مین کچھ لکھدیا تھا۔ نرائندر کو یہی بہت غنیمت معلوم ہوا کہ صاحب ہمکو بھول نہین گئے۔ یہ بھی کسی قدر اطمینان کی بات تھی کہ تجہیز و تکفین کے

مراسم برہمنون نے ادا کیے۔ خیر عیسائی ہونے سے تو بچگئی۔ ایلا اس رنج مین دیوانی ہوگئی۔ بظاہر اُسکو سکوت رہتا تھا۔ مگر یہ سکوت دیوانگی کا سکوت تھا۔ نراندر کو کچھ مُدت کے بعد صبر آچلا۔ یہ شخص دنیا کا آدمی تھا۔ افسوس ضرور تھا کہ وہ لخت جگر نذر اجل ہوگئی۔ سیتا کی تبدیلی مذہب پر بھی نراندر کو کچھ رنج اور اعتراض نہ ہوتا۔ مسٹر سیرل ایسے ستودہ اوصاف کی خوشی کے واسطے وہ یہ بھی بہ خوشی گوارا کرتا۔

بلدیو خط شاہ گنج لے گیا تھا۔ اُسنے نراندر کی حالت زار بچشم خود دیکھی۔ رام داس شاہ گنج سے کہین نہین جاتا تھا۔ نراندر کے مکان پر اُس بے ایمان نے قبضہ کرلیا تھا۔ اُسکے کاروبار پر دخل کرلیا تھا۔ البتہ اتنی خیر تھی کہ وفائن کا پتہ اُس نابکار کو نہین ملا تھا۔ نہ دور و دراز مقامات کے نیب نراندر کے دستخطی نہ ہونے کی وجہ سے اُسکی ہنڈی سکارتے تھے۔ شاہ گنج ہی کے معاملات سے اُسکو قدرے قلیل فائدہ ہوا تھا۔ باقی خیریت تھی۔

نکھرام کارندے اُس موذی کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ "تمھارے بنائے کچھ نہ بنی" اور اس امید کی پورے ہونے کی بھی امید نہ تھی کہ انگریزی عملداری اُٹھ جائیگی۔

مولوی صاحب کے دست تظلم سے شاہ گنج اور جوار و دیار کی رعایا مختلف ہوگئی تھی۔ اور وہ مخالفت بغاوت کی حد تک پہونچی تھی۔ مجرم کے سپاہی جو

مولویصاحب کے ساتھ تھے اُنکی زیادتیون اور بے عنوانیون کی تو کوئی انتہا نہین رہ گئی تھی - یہ بھی مصیبت تھی کہ کاشتکارون اور زمینداروں سے پیشگی مطالبہ مالگذاری کا ظالمانہ تقاضا ہوتا تھا - نراندر کے پاس اُن لوگون نے پیغام بھیجا تھا کہ "اگر مسٹر برانڈن آجائین تو ہملوگ جان و مال سے شریک ہوکر ضلع بھر پر اُن کا قبضہ کرادین اُنکا سکہ بٹھال دین" نراندر نے مسٹر برنڈن کو ایک خط لکھا جسمین کے چند فقرات یہ تھے -

"ہزارہا آدمی ضرور جمع ہونگے اور اُنکی تنخواہ اور مصارف کیواسطے میرے پاس کافی سرمایہ ہی - آیئے اور ہمکو ظالمون کے پنجے سے نجات دلوایئے - ہم اور تمام مخلوق ابدالاباد آپ کے مشکور رہینگے"

رعایا کی استدعا پر کامگذار کے واسطے کارگذاری کا یہ بہت عمدہ موقع تھا - صرف سرغنہ اور رہنما کی حاجت تھی مسٹر برنڈن کو یقین تھا کہ اگر باغیون کی سرکوبی کیجائے تو گورنمنٹ محض اسکو پسند ہی نہ کریگی بلکہ ایسی سرکوبی کی مصارف بخوشی عطا کرے گی - روپیہ لادیلجانے کی ضرورت نہ تھی روپیہ کے واسطے نراندر کی طرف سے پورا اطمینان تھا - بلدیو - اور راٹھور سپاہیون نے مسٹر سیرل کا یہ بھی اطمینان کردیا تھا کہ "اگر آپ چلیے تو ایسے راستے ہملوگ آپ کو لے چلین کہ کسی کو کانون کان خبر نہ ہو" مسٹر سیرل کو رام داس کی گرفتاری کی بھی فکر تھی - عزرائیل پانڈے کی جامہ تلاشی میں

بہت سے ایسے کاغذات ملے تھے جنسے ثابت تھا کہ یہ شخص ڈاکو دُن سے معاملت رکھتا تھا۔ اور گوکلپور والے ڈاکے مین بھی اسپر شرکت کا خیال ہو سکتا تھا۔

بلدیو سے بارہا گوکلپور کے ڈاکے کے واقعات پوچھنے گئے مگر اُسکا یہی جواب ہمیشہ ہوتا تھا کہ۔

بلدیو۔ سرکار۔ مین یہ حال کچھ نہین جانتا۔ مین تو ایک گانون چلا گیا تھا جب ٹھگ والے شاہ گنج پہونچ لیے ہین تو مین بھی اُنکے ساتھ ہو لیا۔ یہ سُنا تھا۔ کہ ایک سُنار مہاجن مندر تک آیا تھا۔ اور شمبھو اور گوبردھن دو شخص اُسکے ساتھ جاسوسی پر بھیجے گئے تھے۔ جو کہین وہ آدمی ملجاتے تو پورا حال معلوم ہو جاتا۔ مگر اُنکا تو اُسدن سے پتہ ہی نہین معلوم زمین کھا گئی کہ آسمان۔

بلدیو کا بھائی فرصت بھی مسٹر سیرل کا بہت کارگذار جاسوس ہو گیا تھا فرصت نے کہا۔

فرصت۔ مجکو اُس دن والی دوڑ کا حال ہی نہین ملا تھا۔ نوابصاحب فوج لیے رینا مین پڑے تھے عزرائیل تہ خانے مین واپس آکر رہتا تھا مگر اُسکا غصہ کسی کے روکے نہین رُکتا تھا۔ گوربخش نے تین آدمی بھیجدیے تھے کہ اُسکو سنبھالے رہین۔ ایکدن مجکو فتحپور مین چھوڑ کر صبح کو عزرائیل پانڈے چل کھڑا ہوا تھا۔ کئی دن کے بعد دو تین گھائل سپاہی جب لوٹے تو اُنھون نے

حال بیان کیا کہ گردجی کو تو کپتان ہابسن صاحب بہادر نے مار ڈالا۔ بلوے کا حال بیان کیا۔ پھر میرا کون روکنے والا تھا۔ مین حضور مین حاضر ہوگیا۔ اسکے بعد بلدیو اور فرصت دونون جاسوسی پر تعینات تھے۔ اور ایک دن بلدیو نے آکر اطلاع دی کہ۔

بلدیو۔ سرکار۔ راجہ ہرپال سنگھ کے اور نواب کے تو بڑی گھمسان لڑائی پڑی۔ راجہ بول گئے جاکر اپنی گڈھی مین ہو رہے۔ اب نواب صاحب کا کرنیل گورنجش اور سب سپاہی ناک مین دم کیے ہین۔ کہ جھانسی چلو یا کانپور نواب کی تو کوئی کچھ سنتا نہین ہی۔ گورنجش کے جو جی مین آتا ہی وہ کرتے ہین

اس خبر کے سننے کے کچھ دنون بعد مسٹر سیرل اپنے دوست نج صاحب سے کہنے لگے۔

مسٹر سیرل۔ موقع غنیمت ہی۔ اگر کہین شاہ گنج پر قبضہ ہو جائے تو پورے ضلع پر سمجھ لو کہ قبضہ ہوگیا۔ سب ہمارے ہی شریک ہونگے اب مین اس رنج و غم مین یہان تنہا بیٹھے بیٹھے کیا کرون۔ سمجھو تو کہ میری حالت کیسی زار ہو رہی ہی۔ اگر مین کامیاب ہوا تو میری نیکنامی ہوگی۔ اگر قتل ہوا تو سمجھ لینا کہ مین بھی راہی ملک بقا ہوا۔ ایک اور نہ سہی۔

فلپ مانسٹن۔ میری رائے تمسے متفق ہی۔ دیکھو زیادہ بے احتیاطی سے کام نہ لینا۔ یہ یاد رکھو کہ ایسے لوگ ہین جنکو تمھاری جان عزیز سے بہت عزیز

اور تنہا نہ جانا۔

سیرل۔ نہین ٹمپل کو ساتھ لیے جاؤنگا۔ اور نوبل کے تحت مین ضلع چھوڑ جاؤنگا۔ بابسن بھی جاتے مگر اُنکا ابھی زخم ہی نہین اچھا ہوا۔ وہ بیچارے بہت ملول ہین۔ اُنکے رسالے سے بچپس والنیٹر میرے ساتھ ہونگے۔

مسٹر سیرل کا جانا طے ہوگیا اور وہ بحسرت واندوہ اپنے احباب سے رخصت ہوے۔ مسز مانسٹن سے تو فرط الم سے بات نہین کیجاتی تھی اور گریس کو بھی بیحد قلق تھا۔ مگر اُسنے یہ ضرور کہا۔

گریس۔ آپ ضرور چلے جائیے۔ خدا نگہبان ہے۔ اپنا فرض ضرور ادا کیجیے۔

سیرل۔ مین تو جاتا ہون۔ اگر واپس آیا تو خیر۔ نہین تو مین آپ کا شکریہ ادا کیے جاتا ہون۔ آپ کی اُس محبت اور عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہون جو تا دم آخر میری بیوی کے ساتھ آپ کو رہی۔ جبتک زندہ ہون اِس بار احسان سے عہدہ برآ نہین ہوسکتا۔

کیسی مسرت انگیز روانگی تھی۔ کیا دلچسپ سفر تھا۔ اُس قیہ تنہائی سے تو نجات ملی۔ بذر بانون کی طنز و تشنیع سے تو چھٹکارا ملا۔ پہلا مقام گوکھ پر ہوا

دل مین اک درد اُٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا	

یاد باد آن روزگاران یاد باد روز وصل دوستداران یاد باد	

ہاے سیتا کا وہ ہار والا شگون یاد آگیا۔ فال بد کیسی راست نکلی پھر جنگلون ہی جنگل مقام اور سفر کرتی رہی۔ آخر مقام اُس وادی مین ہوا جہان سے اِس قصے کا آغاز ہوا ہی مقام محفوظ تھا۔ شاہ گنج یہان سے صرف سات میل تھا۔ بلدیو نے شاہ گنج جاکر نراندر کو چپکے سے مسٹر سیرل کی آمد کا مژدہ سُنایا۔

نراندر۔ کیا کہون قید ہون۔ نہین تو فوراً چلتا اور اُنکے قدمون پر گرپڑتا ابھی دیکھو کب تک تقدیر مین قیدی لکھی ہی۔ مگر اسوقت تو یہ قیدی کھل گئی۔ اچھا۔ کہدینا۔ کہ یہان سب سامان تیار ہی۔ کل ہزار آدمی شام کو حضور مین حاضر ہونگے۔

بس اب دیر نہ کرین۔ اب اِسی گرما گرمی مین چلے آوین۔ کچھ آدمی بھیجکر میری گلو خلاصی کی تو کوئی فکر کردین۔

دوسرے دن سہ پہر کو مسٹر سیرل اور ٹمپلی نے اپنے اردلیون اور راٹھورونکو ساتھ لیکر اُس وادی اور چشمہ سار کی سیر کی۔ کیسی لُطف اور بہار کی جگہ تھی۔ غروب آفتاب کے وقت اُس وادی مین شفق کے عجیب وغریب رنگ نظر پڑے۔

بلدیو۔ حضور یہ ہمارا پُرانا ٹھکانا ہی۔ یہین سے ہملوگ ڈاک مارنے جایا کرتے تھے۔ گو کلپور والی ڈکیتی بھی یہین سے گئی تھی۔ اُس دن سے یہان پھر کوئی نہین آیا۔ جو چیز جس ٹھکانے پڑی تھی۔ اُسی جگہ اب تک پڑی ہی

بعد غرب آفتاب ایک قرنا کی آواز سُن پڑی۔

بلدیو۔ سرکار۔ مہاتما! یہ بلرام سنگھ کی ترہی ہی۔ کوئی دم مین سرکار کے پاس دوسو آدمی لیکر وہ حاضر ہوتے ہین۔

بلرام سنگھ مسٹر سیرل کے قدیم دوست تھے۔ ضلع نور پور کے بہت سے چھوٹے زمیندار اُنکے شریک تھے۔ تھوڑی ہی دیر مین بلرام سنگھ آپہونچے مسٹر سیرل نے کچھ دور اُنکی پیشقدمی کی۔ بلرام سنگھ اُنکو دیکھکر بے اختیار رونے لگے۔ صاحب نے اُنکو گلے لگالیا اور ارشاد فرمایا کہ۔

مسٹر سیرل۔ اب خوش ہو جاؤ۔ کچھ رنج نہ کرو۔ اگر سب تمھاری طرح رفاقت کرین تو ضلع بہت جلد پاک وصاف ہوسکتا ہی۔

بلرام سنگھ۔ خداوند نعمت۔ سب حاضر ہوے جاتے ہین۔ ضرورت بھر کے آدمی۔ حضور دیکھین کہ۔ بات کی بات مین اکٹھا ہوے جاتے ہین۔ سب آجائین تو حضور کو ہم لوگ چپکے چپکے شاہ گنج لے چلین۔

اَب توجماعتین تھین کہ اُمنڈی چلی آتی تھین۔ جوق جوق سرغنہ سپاہ لیکر حاضر ہو رہے تھے۔ بلرام سنگھ کے بعد دیگرے اُن لوگونکو مسٹر سیرل کے

حضور مین پیش کرتے تھے۔ وہ لوگ صاحب کو تلوار نذر دکھاتے تھے اتنے مین کسی نے ایک مشعل روشن کردی۔ اب لوگون کی نظر اُن چہرون پر پڑی جنسے دلیری اور شجاعت مترشح تھی۔ پچاس زمیندار اور مقدم حاضر تھے اِن سب سے مسٹر سیرل بخوبی واقف تھے۔

مسٹر سیرل۔ میرے دوستو! مین اِسوجہ سے جلد نہین آسکا کہ مین زخمی ہوگیا تھا۔ میرا ہاتھ بالکل بیکار ہوگیا تھا۔ مگر اب تم لوگون کے بلانے پر مین یہان آیا ہون۔ اب ہمکو اُن ظالمون کے ہاتھ سے چھٹکارا لینا ہی۔ جنکے ظلم سے امیر و غریب سبکا ناک مین دم ہی۔ دیکھو۔ سب کے سب گروہ باندھے رہنا۔ بات نہ کرنا۔ اور نہ خبردار۔ کوئی گولی چلانا۔ آدھے آدمی میرے دوست کے ساتھ رہو۔ تم لوگ اُنکو نہین جانتے ہو۔ مگر مین جانتا ہون کہ وہ کیسے بہادر آدمی ہین اب یہان کوئی سنتا تو ہی نہین۔ انگریزون کی فتح و نصرت کی ایک صدا لگاؤ۔ جے کمپنی بہادر کی!۔

صدہا آدمی اِس نعرۂ تہنیت مین شریک ہوے۔ پہاڑون مین آواز گونج اُٹھی۔ اندیشہ ہوا کہ کہین کوسون تک نہ پہونچی ہو۔ سکھ اَردلی نے آکر اِطلاع کی۔

اردلی۔ سرکار غریب پرور۔ گھوڑے اور سوار حاضر ہین۔

لوگون نے پھر نعرہ مارا "جے برنڈن بہادر کی! برنڈن بہادر کی جے!"

آگے آگے سب سرغنہ۔ اُنکے پیچھے مسٹر سیرل اور مسٹر ٹمپل۔ ساتھ مین ایک جماعت کثیر۔ مسٹر ٹمپل بہت ہی مسرور تھے۔

ٹمپل۔ بڑا لطف آویگا۔ عجیب تماشا ہوگا۔ کیون مسٹر سیرل! ہیں نہ۔

شاہ گنج کے قریب پہونچکر لوگ ذرا ٹھہر گئے۔ مگر معلوم ہوا کہ وہان کسیکو کوئی خبر تک نہین۔ شہر پناہ کے پھاٹک بند تھے۔ مگر دیوارون مین جا بجا رخنے تھے۔ سب آدمی داخل شہر ہوگئے۔ مسٹر سیرل تو شاہ گنج کے گلی کوچے سے واقف تھے۔ اُنھون نے مسٹر ٹمپل اور بلرام سنگھ کو پرانی کچہری کی طرف روانہ کیا۔ جناب مولوی صاحب۔ مع افواج قاہرہ حسب معمول جلسہ دیکھ رہے تھے۔

ہمتو جانتے تھے کہ اُس دن نوابصاحب کے اصرار سے جناب والا کچھ دیر محفل رقص مین جلوہ افروز تھے۔ مگر آپ کی قلعی تو اب کھلی۔ آپ تو دلی نکلے۔ دفعتہً ایک انگریز آدمیونکو ساتھ لیے محل صحبت ہوا۔ سب کے ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے۔ حواس چھوٹ گئے۔ جناب مولویصاحب دشنام برزبان مسٹر ٹمپل کیطرف لپکے مگر اُنھون نے ایک فیر سے حضرت کو ڈھیر کردیا۔ پھر کیا تھا۔ بہت بھاگے جو مقابل آئے مغلوب ہوے۔ دم زدن مین میدان صاف۔

بلرام سنگھ۔ حضور نے یہ کیا غضب کیا۔ مولوی کی تاک مین تو مدت سے

مین تھا - مگر - کیا کہون - مجھے پہونچنے مین دیر ہوئی - اُنکو تومین نشانہ بناتا
ٹمپل - ہان میرے دوست تمکو دیر ہوگئی - مگر تم بھی تو کام ہی مین تھے
دیکھو تو تلوار سرخ کر لائے ہو - کیا کہنا - واہ بڑے بہادر ہو -

اِس مابین مین مسٹر سیرل اُس مکان تک پہونچ گئے جسکی در و دیوار
اُنکو عزیز تھی - پہاٹک پر پہرہ تھا - اندر سے غُل اور شور کی آواز آرہی تھی
بلدیو - اور راٹھور سپاہیون کو عقب مکان سے آنے کا راستہ ملگیا تھا
رام داس مکان مین پڑا سو رہا تھا - پہونچتے ہی لوگون نے اُسکی مشکین
کس لی تھین - جو آدمی اُسکے پہرے اور چوکی پر تھے وہ مفرور ہوگئے تھے
قبضہ اور تسلط مین جو کچھ باقی رہ گیا تھا اُسکی تکمیل مسٹر سیرل کے ہمراہیون نے
کردی - جب صاحب صحن خانہ مین داخل ہوے تو دیکھا کہ نراندر ہاتھ
پھیلائے زینے پر کھڑے ہین - اُنکو دیکھ کر وہ زار زار رونے لگے اور کہا
نراندر - آیئے سرکار - آیئے غریب پرور - سرکار نے میری جان اور
آبرو پھر بچالی - آپ کو خدا نے بچایا - آپکو بخیریت دیکھا - خدا کا شکر ہے
جسنے ہماری کارسازی کے واسطے آپ کو پھر بھیجدیا -

ایلا بھی بے تحاشا دوڑی ہوئی آئی - مسٹر سیرل کو گلے لگالیا - مگر وہ اب
مجنون ہوچکی تھی - مسٹر سیرل کو دیکھ کر وہ ہنستی بھی تھی - اور روتی بھی تھی - اور
نہین معلوم کیا کہتی بھی جاتی تھی -

مسٹر سیرل - دیکھو رام داس کہین زخم تو نہین نکلا -

راٹھور سپاہی - نہین حضور - وہ تو اپنے ہاتھون اپنا گلا گھونٹ ڈالتا تھا - مگر ہملوگون نے اُسکی پگڑی سے اُسکی مشکین کس دین - اب وہ جنبش نہین کرسکتا - جی چاہے حضور بھی دیکھ لین -

رام داس زیر حراست ایکطرف زمین پر پڑا ہوا پیچ و تاب کھا رہا تھا - اُسکی صورت پر وہ شرارت برستی تھی کہ مسٹر سیرل کے خیال مین عزرائیل کے شریر چہرے کو اُسپر ترجیح نہین دیجا سکتی تھی -

اتنے مین مسٹر ٹمپل بھی پہونچگئے - اور بلرام سنگھ کی جرأت اور بہادری کی بہت ثنا و صفت کرنے لگے -

مسٹر ٹمپل - تھوڑے باغی البتہ بھاگ گئے - اور بہت سے گرفتار ہوے - جب اُن لوگون نے دانتون کے تلے دوب دبا کر پناہ مانگی تو اُنکو قتل کرنا خلاف مردانگی تھا - مگر بہت سے مارے بھی گئے خیال بھی نہین ہوتا تھا کہ اِن لوگون سے ایسا سخت مقابلہ پڑیگا - شہر پناہ کے پھاٹکون پر پہرے کا خوب انتظام کردیا گیا ہی -

نراندر - لوگ آپ کی رہبری کے صرف منتظر تھے - خدا آپ دونون صاحبون کو خیریت سے رکھے - آپ زندہ رہین - ہزارون آدمی حضور کے قدم چومنے کو کل حاضر ہونگے -

لوگ صبح تک بیٹھے باتین کرتے رہے۔ ہائے۔ کیا افسانۂ غم تھا۔ آنکھون کے نیچے کون صورت زیبا پھر گئی۔

نراندر۔ میری نور نظر کو ہمیشہ یہ تمنا تھی کہ اپنے شوہر پر جان دیدون دیکھیئے تو کہ اُسکی آرزو کیسی پوری ہوئی۔ ہم اُسکو یاد رکھینگے کہ اُسنے آپکی جان بچائی۔ اور اُسکو خدا نے اُس بدذات کی شرارت سے محفوظ رکھا۔ بس

دوسرے دن تو شہر مین میلہ لگا تھا۔ تمام اطراف وجوانب کے لوگ مسٹر برنڈن کے سلام کو حاضر ہوے۔ شہر مین جشن تھا۔ لوگون نے اپنی اپنی جگہ پر محفل عیش و طرب منعقد کی۔ رایت انگریزی پھر بلند کیا گیا۔ پھر انگریزی حکومت ہوئی۔ پھر امن وامان کا زمانہ آیا۔ صبح کو گوکلپور آدمی بھیجکر۔ رام داس کی تمام حساب وکتاب کی کتابین منگوالی گئین۔ شام کو کامل تسلط ہوگیا تھا۔

سرسری انتظام کے طور پر بلرام سنگھ کو شاہ گنج کی حکومت سپرد کی گئی اور اس تقریر پر عامۂ خلائق کو بہت مسرت ہوئی۔ شاہ گنج کے جتنے سُنار تھے وہ نراندر کی اطاعت اور فرمانبرداری پر آمادہ اور مستعد تھے۔

باب چہل و ہشتم

نواب دل خان کا ہراس

شاہ گنج مین مسٹر سیرل چند روز مقیم رہے۔ ازسر نو تشخیص مالگذاری کی گئی۔ پولیس کے کچھ آدمی جا کر۔ نواب۔ یا راجہ کی فوج مین شامل ہوگئے تھے۔ مگر بہت سے وفادار بھی تھے جو اس موقع پر مسٹر برنڈن کے حضور مین حاضر ہوے۔ شاہ گنج مین مسٹر ٹمپل بھی متعین کیے گئے۔ رام داس کی کتابوں سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ اُسکے اور عزرائیل پانڈے کے ہمیشہ معاملت رہا کرتی تھی۔ یہ کتابین اور رام داس حراست مین کر لیا گیا۔

بابا صاحب سررشتہ دار بھی عمال کو لے کر حاضر ہوگئے۔ نظم و نسق اپنی سابقہ حالت پر اس قلیل مدت مین آگیا۔ اب تو ہر چہار طرف سے انگریزی حکومت کی برقراری کی خبرین آرہی تھین۔ جن لوگون کے دلون مین کچھ مذبذب اور تلون تھا وہ اکثر انگریزون کے ساتھ وفاداری پر راسخ ہوگئے۔

مسٹر ٹمپل کو شاہ گنج مین چھوڑ کر۔ مسٹر سیرل دیہ بدیہ پہونچکر رعایا کو ظالمون کے جبر و ظلم سے رستگاری دلاتے پھرے۔ یہ بات بڑی خوشی کی تھی

کہ رعایا اور خلائق سابقہ حکومت کے اعادے سے بہت ہی ضامند تھی۔ اس حکومت مین شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین۔ زبردست اپنے زیردستون کا کچھ نہین بگاڑ سکتے۔ حکومت چاہے سخت ہو۔ چاہے رحم اور ترس نہ ہو۔ مگر باین ہمہ انصاف تو ہو۔ یہ کیا کم ہی۔ امیر و غریب امن سے چین سے اپنے گھرون مین پیر پھیلا کر سوتے ہین۔

نور پور سے بھی قابل اطمینان اخبارات مسموع ہوتے تھے مسٹر نوبل اور کپتان ہابسن۔ کچھ سپاہیون اور سوارون کو ساتھ لیکر اُس حصہ ضلع سے جو مسٹر نوبل کے سپردگی مین تھا نوابصاحب کے سپاہیون کو نکالتے رہے خود بریگیڈیر صاحب نے اپنے زیر سرکردگی کچھ فوج لیکر اکثر مقامات پر نوابصاحب کی افواج کو فاش ہزیمت دی۔ نوابصاحب کی کچھ فوج دلیر اور مضبوط بھی تھی۔ بحالات موجودہ فتح پور پر فوجکشی مین تامل کیا گیا تھا نوابصاحب کو اسکی خبر بھی نہ تھی۔ کہ عنا ملانہ طریقے سے انگریزی عملداری اس قدر جلد بدستور قائم ہو جائیگی۔ مگر مسٹر ہرنڈن کی کارگزاری اور جفاکشی سے خلاف امید فتوحات حاصل ہوگئین۔

کمشنر صاحب نے اپنے اختیارات سے حسب ذیل اعلان شائع کیا۔

اشتہار

چونکہ نواب دل خان بہادر رئیس فتحپور نے اپنی بدکرداری اور ستم شعاری سے

سرکار انگریزی سے بغاوت اختیار کی۔ اور نوربور پر انگریزون کے قتل عام۔ اور چند عورات کے بھگالیجانے کی نیت سے فوج کشی کی۔ اور سرکار کے خزانے اکثر مقامات مفصلہ پر لوٹ لیے۔ اور اکثر حکام کو مختلف مقامات پر قتل کیا۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہی کہ جو شخص نواب مذکور کو گرفتار کرلاوے اُسکو پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ اور اگر گرفتار کنندہ خود قتل کا مجرم نہین ہی۔ تو کسی اور جرم کے مواخذے سے اُسکو معافی بھی دیجاوے گی۔

دستخط صاحب کمشنر بہادر

بلدیو اور فرصت تجربہ کار ڈاکو تھے۔ ایک اشتہار وہ لوگ نوابصاحب کے دیوانخانے مین جاکر چپان کرآئے۔ اور کسی کو کانون کان خبر نہ ہوئی۔ فتحپور مین اس اشتہار سے ہل چل مچگئی۔ کچھ ہی دن گذرے تھے کہ نوابصاحب ہزمیت خوردہ دارالریاست کو واپس تشریف لائے تھے اشتہارات کو چسپان کیا گیا تھا۔

صبح جو حضرت کی آنکھ کھلتی ہی تو سامنے اشتہار پر نظر پڑی۔ پڑھتے ہی خون خشک ہوگیا۔ واقعی اشتہار باضابطہ تھا۔ عدالت کمشنری کی مُہر تھی۔ مسٹر برنڈن کے دستخط نوابصاحب بخوبی پہچانتے تھے۔ نوابصاحب کو شک کی جگہہ یقین ہوگیا کہ عزرائیل پانڈے کے پاس جو اُنکا نوشتہ تھا

وہ مسٹر سیرل کے ہاتھ آگیا۔ سوچنے لگے کہ "مین یہ عذر کرونگا کہ عزرائیل پانڈے نے مجھ سے وہ اقرارنامہ بہ جبر لکھوالیا تھا۔ میرے سر پر تلوار کھینچے کھڑا رہا۔ اور کہتا تھا کہ یا تو یہ اقرار لکھو نہین مین تمھاری جان لونگا" مگر اس بیان کا نہ تو کوئی ثبوت پیش ہوسکتا تھا نہ کوئی اسکو یقین کرتا۔ اب تو محلسرا کے مخفی راستے سے بھی لوگ واقف ہوگئے ایسا نہ ہو کسی دن مسٹر سیرل برنڈلہ پستول ہاتھ مین لیے چلے آوین۔ اور نوابصاحب کو قتل کردین۔ اُسدن کی نجم النسا خانم کی پیشین گوئی کچھ راست آتی ہوئی نظر پڑتی ہے۔ کہ "دو ایک دن تم انگریزون سے پناہ مانگوگے۔ اور اُسوقت تمھارا کوئی شریک نہ ہوگا"

واقعی اسوقت نوابصاحب کا کون شریک تھا۔ کون اُنکا مددگار ہوتا۔ فوجی اختیارات کرنیل گوربخش کو حاصل تھے۔ جو آزاد اور خودرائے تھے۔ ممبر — باغی رجمنٹ کے صوبہ دار میجر جو یہان رسالے کے کمانیر تھے وہ بھی بالکل مطلق العنان تھے۔ مال وغنیمت جو کچھ ہاتھ آتا تھا۔ وہ دونون باہم تقسیم کرلیتے تھے۔ نوابصاحب بدستور نیمدست اور محروم رہتے تھے۔ دہلی سے اور اور مقامات سے جو خبرین سنی جاچکی تھین اُسکا اثر جمہور پر تھا۔ اب تو کرنیل۔ اور صوبہ دار میجر کو موجودہ سپاہیون کو بھی سنبھالنا دشوار تھا۔ بہت تالیف اور کثیر انعامات سے بمشکل وہ لوگ اب ساتھ

دیتے تھے۔

اب تو دونون نے مضبوط ارادہ کرلیا تھا کہ نواب کو چھوڑکر جھانسی چلے جائین۔ اُن لوگون کے چلے جانے کے بعد ایک دن بھی تو نواب صاحب مسٹر برنڈن۔ یا برگیڈیر صاحب کے مقابلے پر نہین ٹھہر سکتے تھے۔ اِس منادی اور اِس اشتہار کا جو اثر درماندہ نواب کے دل پر تھا وہ ایسا عذاب سخت تھا کہ عذاب جہنم اُسکے سامنے ہیچ تھا۔ ایک زوجہ شریفہ دہلی روانہ ہوگئی تھین اور فرمائی گئی تھین کہ "مین اپنے شوہر عالی وقار کے مراتب کے واسطے حضور مین جہان پناہ شہنشاہ ہندوستان کے حاضر رہونگی" دوسری بیوی بہت وفادار تھین وہ نواب صاحب کی رفاقت مین اب تک موجود تھین۔ اُنکی یہی صلاح تھی کہ انگریزون کے حضور مین حاضر ہوکر امان خواہی کیجائے۔ مگر افسوس کہ اِسکا موقع جاتا رہا تھا پس نواب صاحب آخر چارہ کار یہ سوچے کہ اپنی موجودہ فوج کو ہمراہ لیکر جھانسی کی رانی کے پاس حاضر ہون۔ اور اُسکے شریک ہون۔ کرنیل گورنجش لامحالہ اِس رائے سے متفق ہونگے۔ مولویصاحب مرحوم تو اِس دارنا پائدار سے پدرود کرگئے تھے۔ ورنہ یہ موقع اُنسے استصواب کا تھا۔ مگر موت کا بُرا ہو۔ کہ ایسے فرزانہ روزگار کو بھی اِسنے لقمہ ہی بنالیا۔ کیا لوگ تھے! وہ صوبہ داری جو حضرت نواب صاحب کو جناب مرحوم دلوا گئے تھے وہ تو محض خواب و خیال تھی

عزرائیل پانڈے کا انتقال پُر ملال - اُنکا اس دنیا سے اُٹھ جانا یہ بھی نوابصاحب کے واسطے کچھ کم صدمہ نہ تھا - ضرور اُنھون نے دنیا سے مُنھ موڑا تھا - مگر اُنکے حرکات دنیا مین اُنکے کافی باقیات صالحات تھے - اگر کہین انگریزون کے ساتھ وفاداری اور رفاقت کی ہوتی تو آج یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا - ریاست محفوظ رہتی - اعزاز بڑھتا - اَب اُن لوگون کو کیا مُنھ دکھلاوین - بحالات موجودہ نوابصاحب فرار ہی مناسب سمجھے - اور اپنی شکستہ فوج کو ساتھ لیکر باغیون کی شرکت کے واسطے کسی طرف روانہ ہوگئے -

صوبہ اور ضلع پاک وصاف ہوگیا - تسلط ہوگیا - جابجا محکمہ جات قائم ہوگئے - عمال مقرر ہوگئے - رفتہ رفتہ مسٹر سیرل برنڈن فتحپور کے نواح مین پہونچے - نجم النسا خانم صاحبہ نے عرضداشت بھیجی "کہ نوابصاحب کا حال معلوم نہین کہ کہان چلے گئے - یہان کوئی سپاہ اور کوئی سامان حرب نہین ہے - مین سرکار انگریزی کی حمایت چاہتی ہون - مین اور میرے تعلقہ ہمیشہ سرکار کی فرمانبردار اور خیر طلب رہے ہین" یہ حالات تحقیق سے سچے معلوم ہوے اور مسٹر سیرل فتحپور روانہ ہوگئے - وہان پہونچکر نوابصاحب کے قلعہ مین گئے - دیوان عام مین بیگمصاحبہ سے ملنے اور اُنکے معروضات سننے کی بھی زحمت گوارا فرمائی - بیگمصاحبہ بحالت زار پس پردہ سے

مشرح حالات عرض کرتی رہین - فرط غم سے اس خاتون عصمت سمات کی حالت ناگفتہ بہ تھی - مسٹر سیرل برنڈن نے بیگم صاحبہ کی بہت تشفی اور دلجوئی کی - اُنکی رائے سے اکثر ملازمین ریاست کو بدستور بحال رکھا - مگر منادی کردی گئی - کہ "بپا داش بغاوت نواب دل خان کی ریاست ضبط کرلیگئی تا صدور احکام آیندہ نظم ونسق ریاست حضور صاحب کمشنر بہادر سے متعلق ہی"

نوابصاحب کے یہان کے کوتوال شہر نے مسٹر برنڈن سے عرض کیا - کوتوال - حضور مدت سے دو قیدی ایک تہ خانہ مین قید ہین - وہ چاہتے ہین کہ حضور مین حاضر ہوکر گوکلپور کی ڈکیتی کے کچھ حالات عرض کرین - وہ دونون ڈاکو ہین - اُنکا سرغنہ کوئی شخص عزرائیل پانڈے نامے تھا جو معلوم نہین کہ مرگیا - یا زندہ ہی - نوابصاحب نے دو سال سے اُنکو قید مین چھوڑ رکھا تھا -

ان لوگون سے حالات سننا ضرور تھا - بلدیو کوتوال کے ساتھ اُن قیدیون کو لانے گیا - اور اُنکو جلد ساتھ لیکر واپس آیا -

بلدیو - حضور - یہ تو شمبھو - اور گوبردھن ہین - انکا تو پتہ ہی نہ تھا - لیجیے - اب سرکار کو کچا چٹھا معلوم ہو جائیگا - ہریداس کے قتل کا بھی حال اُنسے سن لیجیے -

دونون قیدی پا بجولان صاحب کے حضور مین حاضر کیے گئے۔ مصاحب سے ان لوگون کے حالات بہت مقیم تھے۔ محض پوست دستخوان رہ گئے تھے۔ اُن دونون نے ڈکیتی کا سچا قصہ بیان کر دیا۔ جسکے اعادے کی ضرورت نہین۔ یہ وہ دونون شخص تھے جنکو عزرائیل پانڈے نے رام داس کے ساتھ پیشتر سے بھیجدیا تھا۔ اُنھون نے رام داس اور عزرائیل کی ابتدائی مشورت سنی تھی۔ یہی وہ دونون شخص تھے جو رام داس کے ساتھ ڈکیتی والی شام کو نراندر کے مکان مین چھپ رہے تھے اُنھون نے ڈاکوؤنکے داخلے کے واسطے پھاٹک کھولا تھا۔ کیسا ہی تاریک خواب دیکھا جا رہا تھا۔ مگر اس تاریکی مین سیتا کی چمک نور افشان تھی۔

نورپور مین مسٹر سیرل کا انتظار تھا۔ اور مسٹر مانسٹن کو اُنھون نے لکھ بھیجا تھا کہ مین بڑے دن کو آکر تمسے ملونگا۔ مسٹر مانسٹن نے اپنا مکان کچھ درست کرا لیا تھا۔ البتہ مسٹر سیرل کا مکان ویران پڑا تھا۔ افسوس سالگذشتہ کا بڑا دن یاد کیجیے۔ پارسال کی صحبتین۔ مکالمے۔ چہل پہل یاد کیجیے۔ مگر سال ہی بھر مین دیکھیے کیا سے کیا ہو گیا۔ سمبت ۱۹۱۴ کی نحوست کیا کچھ اپنا رنگ دکھلا گئی۔ ضرور۔ انگریز قتل ہوے۔ آپس مین مصائب گذرے۔ مگر اب معاندین کی نوبت ہی۔ اب اپنے کیفر کردار کو پہونچین انگریزونکو کیا۔ جتنے مرے مردانگی سے مرے۔ اور اب پھر زیادہ عروج سے

حکمران۔ اور فرمان فرما ہوگئے۔

مسٹر سیرل بہزاران ہزار حسرت و حرمان بڑے دن کی صبح کو نورپور پہونچے۔ داغ دل تازہ ہوگیا۔ اُنکے احباب کے دلون مین بھی سیتا کی یاد تازہ تھی۔ وہ ایسی نہ تھی کہ کوئی اُسکو اسقدر جلد بھول جاتا۔ اُسکی وفاداری۔ اُسکی شوہر پر جان نثاری ہمیشہ کے واسطے یادگار تھی۔

بڑا دن ہوا۔ احباب خوش خوش باہمدگر ملے۔ مگر رنج و غم سیرل کے دل سے ایک لمحے کے واسطے بھی دور نہ ہوتا تھا۔ اور اسکا اثر اُنکی تندرستی پر خراب پڑنا شروع ہوا۔ اُنکو در و دیوار سے سیتا کی صورت نظر آتی تھی۔

کچھ دن مسٹر انسٹن کے یہان رہے مگر پھر قلعے کے اُس کمرے مین جاکر مقیم ہوے۔ جہان اُس عاشق زار۔ جان نثار نے وفات پائی تھی۔ سیتا کی زندگی مین گریس کے ساتھ مسٹر سیرل کے تعلقات خواہر و برادر کے تھے اُسکے بعد دلچسپی کا مشترک ذریعہ باقی نہ رہا۔ مگر وہ دل جو رجحان سے باز رہا تھا بیگانگی پر رنج و الم کے حصار مین محصور رہ کر اب کہین زیادہ مستعد تھا۔ اُس دل مین کسی کی رسائی دشوار تھی۔

ابکی مرتبہ نورپور مین بڑے دن کو کوئی رونق نہین ہوئی۔ کچھ انگریز اپنے مکانات کو چلے گئے تھے۔ برگیڈیر صاحب۔ اور بہت سے انگریز

ابتک قلعے ہی مین مقیم تھے۔ لوگون کے پاس ہر چہار طرف سے خطوط آتے تھے۔ بعضے خیریت پڑھ کر خوش ہوتے تھے۔ بعضے حالات پُر ملال پڑھ کر رنجور اور محزون ہوتے تھے۔ مگر یہ غنیمت تھا کہ جو کچھ معلوم ہونا تھا وہ معلوم ہو رہا تھا۔ امید و بیم سے نجات ملتی تھی۔ مسٹر نوبل ایک دن کے واسطے مسٹر مانسٹن کے یہان شریک دعوت ہوے تھے۔

ولایت سے مسٹر سیرل کے پاس جو خطوط آئے وہ مختلف المضامین تھے پہلے تو اُنکے بھائی کی تندرستی کی نسبت کچھ اطمینان لکھ آیا تھا۔ مگر تازہ خطوط مین بہت کچھ فکر و انتشار کا اظہار تھا۔ اسوقت اُنکے اعزا کینس مین مقیم تھے۔ اور مارچ تک وہین قیام کا قصد تھا۔ اُنکی والدہ ماجدہ نے لکھا تھا وہ منٹن کا قیام پسندیدہ نہین۔ وہان لارڈ ہلٹن کی طبیعت گھبرایا کرتی تھی۔ اب جو مقام ہی وہ بہت ہی خوشگوار ہی۔ احباب کی تعداد یہان کثیر ہی۔ اور جان کو گھوڑے پر سوار ہونے کا خوب موقع ملتا ہی۔ ایکی مرتبہ ڈاکٹرون نے صاف صاف کہدیا تھا کہ جاڑون مین اُنکا قیام انگلستان مین انکو بہت مضر ہوگا۔ شکر ہی کہ تمھاری طرف سے کچھ مجھے اطمینان ہی۔ مجھے معلوم ہی کہ تمھارے حصۂ ملک مین سپاہیون نے غدر نہین کیا ہی۔ ورنہ مجھے تو خواب و خور حرام ہو جاتا۔"

اِسکے بعد کا ایک خط اور تھا جسکا مضمون اِس سے بہت کچھ مختلف تھا

کچھ جزو اُسکا درج ذیل ہی۔

"میرے پاس ملفوفہ خط حال مین آیا ہی۔ تم مشکل اندازہ کر سکتے ہو کہ اس خط کو پڑھ کر مجھے کیسا صدمہ ہوا۔ چاہے لکھنے والے کا یہ اصرار صحیح نہ ہو کہ تمھارا موجودہ ہندوستانی تعلق مستقل ہی۔ یا مستقل نہین ہی۔ مین اسکے سمجھنے سے قاصر ہون۔ ایک صاحب نے جو ہندوستان کے رواج سے بخوبی واقف ہین یہ بھی فرمایا کہ یہ تعلق چند روزہ ہے جو مستقل ہو ہی نہین سکتا۔ مگر میرے لخت جگر۔ میرے فرزند دلبند۔ تمھاری نسبت ایسے مطاعن اور ایسے الزامات میرے لیے باعث رنج ہین۔ ایسا رنج جس کی برداشت ممکن نہین۔ مین نے اگسٹا سے کچھ ذکر نہین کیا۔ تمھارے بھائی سے کہا وہ بہت ملول ہوے اور اُنھون نے مجھ سے کہا کہ "مین کچھ نہ لکھونگا۔ آپ لکھیے شاید آپ کے لکھنے کا کچھ اثر ہو۔ پیارے سیرل تمپر مجھے اطمینان تھا۔ جب سے تم گئے۔ تمھارے خلاف کوئی کلمہ سننے مین نہین آیا۔ مگر یہ کیسا غضب ہوا۔ خدا کرے جو کچھ سنا ہی وہ جھوٹ ہو نہین تو میرا دل پاش پاش ہو جائیگا۔"

چند سطرین لارڈ ملٹن کے بھی ہاتھ کی لکھی تھین۔

"میری کیفیت والدہ صاحبہ نے تمھین لکھی ہی۔ اُنکے ارشاد کی تعمیل مین آیندہ موسم بہار تک مجھے چارناچار یہان قیام کرنا پڑے گا۔

اگسٹا بخیریت ہین - دیکھو تمھارے کسی معتبر دوست نے والدہ صاحبہ کو وہ بات لکھ بھیجی جسکو مین نے راز رکھا تھا - اُنکا اطمینان کردو - ورنہ اُنکی حالت بہت زار ہو جائے گی - کسی طرح اِس موقع پر اور اِس آفت مین باغیونکو ہزیمت دیکر نیکنامی حاصل کرنا ضرور ہی"

جو خط لیڈی ہلٹن کے خط مین ملفوف آیا تھا اُسکے لفافے پر کلکتے کے ڈاکخانے کی مہر تھی - مگر خط ہر چند کہ حروف بگاڑ کر لکھا گیا تھا - مگر کاتبۃ الحروف سوائے مسز اسمتھ کے اور کوئی تھا ہی نہین - مین اُس خط کی نقل درج کتاب کرتا - مگر افسوس ہی کہ مسز اسمتھ نے ہندوستانیون کے خلاف علی الخصوص سیتا کے خلاف اسقدر کلمات لکھے تھے کہ جنکا اعادہ مین کسیطرح گوارا نہین کرسکتا - خط مین سیتا کی اور علی العموم ہندوستانی عورات کی اخلاقی حالت پر مخالفانہ بحث کی تھی - اور لکھا تھا - کہ مضمون خط اغیار سے مخفی رکھا جاے -

اتنے مین مسٹر مانسٹن مسٹر سیرل سے ملنے آئے - دیکھا کہ اُنکا چہرہ سرخ ہو رہا ہی - سمجھے کہ گھر سے شاید کوئی ناخوش آیند خبر لکھ آئی ہو - مگر مسٹر سیرل نے مسز اسمتھ کا خط جج صاحب کے سامنے رکھدیا -

مسٹر سیرل - ملاحظہ فرمائیے کہ اُس مرحومہ کی نسبت کیا لکھا گیا ہی ایک مرتبہ مین نے حماقت سے مسز اسمتھ کو معاف کردیا مگر اب مین اُن کی

شرانگیزی اور فتنہ پردازی کا اُنکو مزہ چکھاؤنگا۔ قلب خیال تو کرو کہ اسی کمرے مین اُس فرشتہ خصال کی روح پرواز کی اور یہین مجھے اُسکی شان مین ایسے کلمات پڑھنا پڑے جیسے تم خود دیکھ رہے ہو۔

مسٹر ہانسٹن خط پڑھکر آبدیدہ ہوگئے۔

مسٹر ہانسٹن۔ اگر وہ کہین زندہ ہوتی تو جیسے اُسنے عزرائیل پاندے کے سے بدذات کو معاف کیا تھا اِس جرم کو بھی معاف کرتی۔ مگر افسوس کہ وہ نہین ہی۔ اب مین تمسے درخواست کرتا ہون کہ تم اِس خط کو معاف کرو۔ مگر شرانگیز کی شرانگیزی البتہ یاد رکھو۔ اِس بات سے اُس باعصمت کی روح خوش ہوگی۔

مسٹر سیرل۔ (کچھ سکوت کے بعد) تم میرے دوست ہو۔ اور تمنے ایسی روح کا واسطہ دلایا ہی۔ کہ مین لامحالہ معاف کرتا ہون۔ نہین تو لکھنے والے کو شاید بہت زحمت سے دوچار ہونا پڑتا۔ مگر۔ خیر۔ (خط پھاڑکر پھینکدیا) اَب خدا نے اُسکو راحت دائمی عطا فرمائی۔ اب تو طعنہ زن زبانین بند ہون

باب چہل و نہم

جھانسی کی رانی

جب نواب دل خان اپنی افواج قاہرہ لیکر جھانسی مین داخل ہوے ہین اُس زمانے مین سر گھر روز انگریزی افواج سے معاندین کو دکن کیطرف بھگا رہے تھے۔ اور جنرل ڈھلاک نواب باندہ۔ اور راجہ بان پور سے مصروف کارزار رہتے۔ شمال مغرب سے دشمنونکو کالپی کی طرف بھگا دیا۔ مشرق سے افواج محاصرہ لکھنؤ کے واسطے یکجا ہو رہی تھین۔ یہ تو پہلے ہی عرض کیا گیا ہی کہ اس کتاب مین مورخانہ تذکرات زمانہ غدر کے نہین کیئے جا سکتے۔ تاہم قصہ متعلقہ کے تسلسل مین بعض واقعات معرض تذکرے مین آ ہی جاتے ہین۔ جھانسی کی لڑائی بھی اُس پُر آشوب زمانے کی عجیب یادگار رہے گی۔

جھانسی چلے جانے سے بظاہر نواب دل خان کو کسی بہبود کی امید نہ تھی۔ اُنکا وہان جانا محض خوف سے تھا۔ کسی امید سے وہ خود گئے بھی نہین تھے۔ اگر فتحپور مین رہتے تو سوائے ذلت اور خواری کے اپنے اعمال کا کوئی نیک انجام نہ پاتے۔ تن بہ تقدیر راہ فرار لی تھی۔

نوابصاحب مین کوئی علمی یا جنگی قابلیت نہ تھی۔ آپ کے افواج کی مضبوطی اور بہادری اسی سے ظاہر ہوگئی کہ دم زدن مین اُنکو انگریزون نے صوبہ نورپور کے تمام مقامات سے بھگا دیا۔ جب نوابصاحب جھانسی روانہ ہوے تو اُنکی فوج کے سردارون مین اختلاف تھا۔ بہت لوگ نمبر رجمنٹ کے صوبہ دار میجر کے ساتھ ہوگئے۔ جو کالپی مین جاکر تانتیا ٹوپی کی فوج مین شریک ہوگیا۔ یہ فوج نانا صاحب نے رانی جھانسی کی اعانت کے واسطے بھیجی تھی۔

معدودے چند سپاہی۔ کچھ ٹوٹا پھوٹا توپخانہ کرنل گوربخش کی سپردگی مین ساتھ لیکر نوابصاحب منزل مقصود پر پہونچے کرنل گوربخش کی سپہگری البتہ مسلم تھی اور اُنکا رانی کی طرف سے تیر مقدم ہوا تھا۔ محاصرہ کی حالت مین اُنکے خدمات کی ضرورت ضرور پڑتی مگر دل خان کس وجاہت سے پوچھے جاسکتے تھے۔ کس قابلیت سے اُنکی قدر ممکن تھی "توبکسی وغریبی تراکہ مے پرسد" انکی قابلیت اور لیاقت تو اسی سے ظاہر تھی کہ اپنے ممالک محروسہ کھوکر اُفتان وخیزان یہان پہونچے تھے۔ نوابصاحب نے رانی کو تلوار نذر دکھائی۔ مگر اُس طرف سے بے اعتنائی کا برتاؤ رہا۔

رانی پردے کی پابند نہ تھی۔ اسکا نام لکشمی بائی تھا۔ قوم کی مرہٹہ برہمن تھی۔ دربار عام مین اجلاس کرتی تھی اور ریاست کا یعنی اپنے متوفی شوہر کی

ریاست کا نظم و نسق بچشم خود دیکھتی تھی عجیب دلیر عورت تھی۔ شکل و شمائل مین حسین اور پسندیدہ تھی۔ مزاج مین استقلال تھا۔ عجیب آنکھین تھین۔

رانی۔ نوابصاحب آپ تھوڑی دیر تشریف رکھین۔ مین آپ کے حالات سنونگی۔ مگر مجھے ابھی اور کامون سے فرصت نہین۔

نواب دل خان کی کوئی بات تک نہ پوچھتا تھا۔ انکے چوبدارونکو دربار کے چوبدارون نے سخت ڈانٹ بتائی کہ "تم کہان ہاتھ مین عصا لیے پھرتے ہو۔ کس خطاب کے نقیب ہو"

دربار مین اکثر ہندو حاضر رہا کرتے تھے۔ شاذ مسلمان بھی کبھی آجاتے تھے۔ ایک مسلمان ڈاکٹر باریش سیاہ نوابصاحب سے اپنی کچھ کارگزاری یون بیان فرمانے لگے۔

ڈاکٹر۔ مین انگریزون کا ملازم تھا۔ مین نے عجیب چکمے سے انگریزونکو باغ مین لیجاکر زن و مرد بچہ و جوان سبہی کو قتل کرڈالا۔ بچھتر انگریزون کی جانین لین۔ بہتون کو تو مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

حالانکہ نواب باغی تھے مگر اس موقع پر وہ شکر گذار ہوے کہ میرا ہاتھ کسی انگریز کے خون سے آلودہ نہین ہوا۔

اگلا زمانہ یاد آتا تھا۔ کیسا اطمینان تھا۔ کس عیش و راحت سے

بسر ہوتی تھی۔ ؎

ہمہ اسباب شاہی حاصل او
نہ ماندہ آرزوے در دل او

کیسی صحبتین رہا کرتی تھین۔ مولویصاحب مرحوم و مغفور کے مواعیظ بار اوقات یاد آجاتے تھے۔ ہاے۔ تمنا تھی۔ کہ شہنشاہ عالم پناہ کو سلام کرینگے۔ مگر گردش تقدیر کو دیکھیے کہ ایک کافر رانی کے دربار مین کیسی کس مپرسی کی حالت مین حاضر ہین ؎

ارادہ کسیکا نہ پورا ہوا
خدا ہی نے جو کچھ کہ چاہا ہوا

افسوس کیا سوچے تھے کیا پیش آیا۔ ع

من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

انگریزون نے ریاست پر قبضہ کر ہی لیا ہوگا۔ کیا ممکن ہی کہ اس رانی کی شرکت سے گم گشتہ جائداد واپس ملے؟ اب نہین ممکن۔ اب تو انگریزونکو پیشتر سے کہین زیادہ عروج ہوگیا۔ اب اُنکے مقابل کون آسکتا ہی۔ اب رانی اپنی ہی خیر منا دین۔ کسی کی شرکت اور دستگیری اب اُنسے کہان ممکن۔ ان خیالات پر نواب صاحب دیوان عام مین بیٹھے بیٹھے بے اختیار رونے لگے۔ بہت روئے۔ ضبط گریہ محال تھا۔ مگر۔ خیر

چوبدار حاضر ہوا کہ سرکار رانی صاحبہ نے آپ کو یاد فرمایا ہی۔ نوابصاحب اُٹھے۔ اور رانی کے تخت گاہ کے سامنے مؤدب حاضر ہوے تلوار بطور نذر پیشکش کی۔ رانی صاحب نے دست ہمایون سے تلوار چھولی۔ رانی صاحبہ اُردو خوب سمجھتی تھین۔ مگر خود معمولی ہندی زبان مین بات چیت کرتی تھین۔

رانی۔ آؤ۔ نوابصاحب۔ بیٹھو۔ کہیئے سب خیریت۔ تمھرے باپ کا حال ہمنے سُنا ہی۔ کیا ایسی بات تمسے بگڑی کہ تم گھر بار چھوڑ کر یہان بھاگے۔ انگریزون نے تمھارے ساتھ کیا زیادتی کی۔ تمھرے لڑکے بالے سب اچھے ہین نہ۔

نوابصاحب۔ (مغموم ہوکر) میرے کوئی اولاد نہین۔ مین خانہ برباد ہون۔

رانی۔ ہان۔ تو اب انگریز تم کا کوئی کا راس نہ بٹھایے دیہین

نوابصاحب۔ مین نے کوئی ایسی درخواست نہین کی تھی۔

رانی۔ گنگا مائی کریا۔ پھر تو بن ناحق کا انگریزون سے بگاڑیو لالچ مین ہاتھ کی آدھی کھوے دیہو۔ کچھ آبرو نہین گئی ہے۔ لالچ مین تم انگریزون سے لڑائی کیہو۔

نوابصاحب۔ مین جہان پناہ کے ارشاد کی تعمیل مین لڑا۔ دین کی

حفاظت مین لڑا۔ شہنشاہ کے حضور سے مجکو نورپور کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی۔

رانی۔ (صاف اُردو مین) ناحق تنکے کا سہارا ڈھونڈھتے رہے بادشاہ کیا تھے۔ چراغ خاموش۔ جو ایک پھونک مین گُل ہوگیا۔ اور اب کبھی نہ روشن ہوگا۔ آخر آپ کا انگریزون نے کیا بگاڑا تھا۔ آپ کے ساتھ کیا جبر کیا گیا تھا۔ آپ کی کیا آبروریزی ہوئی تھی۔ جسکی وجہ سے آپ نے یہ شیوہ بغاوت محض خیالی اُمید مین اختیار کیا۔ سخت نمکحرامی کی گئی۔ اگر تمھارا سا برتاؤ میرے ساتھ ہوا ہوتا۔ تو مین لکشمی بائی بجاے اسکے کہ لاٹ صاحب کے عطیہ نشان کو انگریزون کے خون مین تر کرون اُنکی رفاقت مین جان دیدیتی۔ اور مال وجواہر نثار کرتی۔ اُنپر آنچ تک نہ آنے پاتی۔ وہ انگریزون کے بچے اور عورتین جو قتل ہوئی ہین اُن کو سینے سے لگاتی اور اپنی جان سے زیادہ اُنکو عزیز رکھتی۔ اگر انگریزون نے میرے ساتھ نیکی کی ہوتی۔ تو نواب صاحب مین ضرور یہی کرتی۔ مگر کیا کہون افسوس ہی۔ کہ جتنے یہان تھے وہ سب قتل ہوے۔ عورتین۔ مرد بچے۔ سب ہی تو قتل ہوے۔ مین بھی تو تمھاری طرح لاولد ہون۔ مجھے کسی پر کچھ بھی ترس نہ آیا۔

آپ میرے گھر کا حال نہ جانتے ہونگے سُن لیجیے۔ ہملوگ جنگ مرہٹہ

مین انگریزون کے شریک رہے - دہلی اُنھون نے فتح کرلی تھی مگر اُسکو
قبضے مین رکھنا دشوار تھا - اور اُس زمانہ کے انگریزون نے ہمارا ساتھ
دیا - ہماری حفاظت کی - ہمسے ایفاے عہد کیا - نہین تو شاید ہمارا بڑا
نقصان ہوتا - ہماری عزت کیجاتی تھی - ہم وفاداری کرتے تھے - ہم
انگریزون کو اپنے سے افضل اور برتر سمجھتے تھے - اگر وہی برتاؤ رہتا - تو آج
یہ بُرا دن دیکھنے مین نہ آتا - میرا شوہر لاولد مرا - مین نے تبنیت کی اجازت
چاہی جو نہ منظور ہونا تھی نہ ہوئی - انگریزون کا اتنا بڑا راج - اتنی بڑی
سلطنت - مگر جو کچھ قلیل جائداد ہمکو اپنی خوشی سے دے رکھی تھی اُسپر بھی
نظر بد پڑنے لگی - اگلے سے شہزادے انگریز اب نہین آتے - اب تو جو
آتے ہین اُنکی نیت برگشتہ رہتی ہی - زمین کے بسوے بسوے پر قبضہ
کرتے پھرتے ہین - اور ہمارا روپیہ چھین چھین کر اپنا خزانہ بھرنا چاہتے
ہین - جب ہمنے پونا - ستارا - ناگپور کا حال سنا - ہمارا دل ہلگیا - اُن
سردارون کے بگڑنے کا ہمکو بہت ملال ہوا - مگر ہم کہتے رہے کہ "ہمتو
تابعدارین ہماری حمایت ہوگی" مگر ہماری جان بھی نہ بچی مجھے پنشن
دیجاتی تھی - بھلا غور تو کرو کہ پنشن مین ہمارا کیا بھلا ہوتا - ہماری کیا عزت
رہتی - خاک نہین - پنشن نہ دیتے چاہے گالیان دیتے - مجھے سر منڈوا کر
بیراگن بنّا قبول ہی - مگر خیرات کے ٹکڑے کھانا گھر بیٹھے کیسے منظور کرسکتی

تھی۔ انتقام کی خواہش تھی۔ وہ پوری ہوئی۔ میرے راج پر راج کرتے تھے۔ میرا مال لیتے تھے۔ میرا رواج اور مذہب بگاڑتے تھے۔ جسکا بدلہ مجھے لینا تھا۔ اور مین نے بدلہ لے لیا۔

سمت ۱۹۱۴ کے شروع ہونے سے پیشتر کالی مائی کا پوجاری ایک برہمن آیا۔ جو مجھ سے کیا کچھ نہین کہہ گیا۔ مگر میرے شوہر کو اُسکی جانب کچھ توجہ نہ ہوئی۔ وہ پھر آیا۔ پھر کیا کچھ کہہ گیا۔ اور اُسکا نتیجہ دیکھ رہے ہو۔

نوابصاحب۔ اور وہی برہمن تو میرے بھی ساتھ تھا۔ اُسکا نام۔

رانی۔ (کانپ کر) خدا کے واسطے اُسکا نام نہ لیجیے گا۔ وہ تو آکر مجھ سے خون مانگا کرتا ہی۔ کالی ماتا مجھ سے خون مانگتی ہین۔ جب تک ممکن ہی اُنکی خدمت کرتی ہون۔ نہین تو میری جان حاضر ہی ہے بے آبروئی سے موت اچھی کہین اچھی۔ تو خانصاحب اگر ہم مرہٹے لوگ جیت گئے تو پونا مین پیشوا کی سلطنت قائم ہوگی۔ مگر دہلی مین بادشاہی نہین ہوسکتی جو آدمی آپ ساتھ لائے وہ کام پر متعین کر دیے گئے۔ اب آپ ٹھہرین آپ ہمارے مہمان ہین۔

نوابصاحب۔ رخصت ہوکر فرودگاہ پر آئے۔ اور کرنیل گوربخش سے باتین کرنے لگے۔

نوابصاحب۔ رانی صاحبہ تو عزرائیل پانڈے کی طرح ہر رام پرشاد کی

رٹ لگاتی ہین۔ کیا یہ بھی اُنھین کی طرح سڑی ہوگئی ہین۔ خون کی پیاسی ہورہی ہین۔

کرنیل گوربخش۔ اُنکی تو عادت نہ تھی۔ آپکو اُنکا حال نہین معلوم۔ اُنکے ساتھ انگریزون نے ایسے ظلم کیے ہین کہ وہ سڑن ہورہی ہین۔ کبھی کبھی تو روتے روتے ندی بہادیتی ہین۔ مگر بڑی بہادر رانی ہی۔ شیر کا دل پایا ہی۔ ذرا خبردار رہیئے گا۔

لکشمی بائی کو بہت دنون انتظار نہین کرنا پڑا۔ ۲۳۔ مارچ ۱۸۵۸ء کو جب سمبت ۱۹۱۴ کا اختتام ہوا۔ انگریزی فوج نے آکر جھانسی کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ کرنیل گوربخش انگریزی توپون اور گولون سے خوب واقف تھے۔ اُنکے پاس حرب وپیکار کا جو کچھ مصالحہ تھا وہ بالکل بیکار تھا۔ مگر اسمین شک نہین کہ اس شخص نے پوری رفاقت سے خدمات مفوضہ کو انجام دیا۔

اب لوگون کو چھپے چھپے پھرنے کا موقع نہین ملسکتا تھا۔ اب نواب دل خان کو انگریزون کی باقاعدہ لڑائی دیکھنے کا موقع ملگیا۔ ایک فصیل پر آپ بھی محافظت کے متعین ہوے تھے۔ اور مردمی دکھلاتے تھے۔ مگر سوائے اسکے اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔ نہ کہین پناہ پاسکتے تھے۔ نہ کسی طرف بھاگ سکتے تھے۔ رانی کے یہان کا ایک فوجی افسر

کہہ رہا تھا کہ۔

افسر۔ چاہے جو کچھ نقصان ہو جائے لیکن اگر دو دن بھی ہم یہاں ٹھہر جانے پاویں تو میدان ہمارے ہاتھ ہی۔ بس زیادہ نہیں۔ دو دن ہماری کمک آجاتی پھر تو ہمارا کوئی کچھ بگاڑ ہی نہیں سکتا تھا۔ دوہری آنچ کا مقابلہ مشکل پڑ جاتا۔

کمک کا بہت انتظار تھا۔ مگر کوئی خبر نہیں آتی تھی۔ کہیں دوستوں نے عین وقت پر دغا تو نہیں کی؟ نہیں۔ دوست وعدے کے سچے اور ساتھ کے پورے تھے۔ بیس ہزار آدمی بیس انگریزی توپیں ساتھ لیے جھانسی کیطرف بڑھے چلے آرہے تھے۔ رانی کے پاس خود دس ہزار فوج تھی تجویز یہ تھی کہ کمک کی فوج انگریزی فوج کے ایک حصہ کو پسپا کرے اور قلعہ کی محصور فوج دفعتہً دھاوا کرکے بقیہ حصہ کو زک فاش دیدے۔ فوج کمک پر آرہی تھی تیوا ندی اُتر کر لوگوں نے ہوائیاں چھوڑیں جنسے قلعے والوں کو حمایت کی امید تازہ ہمت آگئی۔ رانی صاحبہ اپنی تدبیر سے بہت خوش تھیں۔

مگر اُنکی تدبیر بیکار تھی۔ دوسری طرف ایسا بیدار مغز اور تجربہ کار افسر سرعسکر تھا کہ جسکی عقل و تدبیر کا مقابلہ رانی صاحبہ کے یہاں کوئی کر ہی نہیں سکتا تھا۔ اُسنے ایسی حکمت عملی سے کام لیا کہ رانی کی پیش بندی بالکل ہی بیکار ہو گئی۔ قلعہ کا محاصرہ بدستور قائم رہا۔ بارہ سو آدمی جو اس موقع پر

میسر آسکے وہ جھانسی سے تبوا (دریا کا نام) کے کنارے تک متعین کردیے گئے۔ جب کمک کی فوج تانتیا ٹوپی دریا پار لے کر اترا۔ تو سخت مقابلہ سے دوچار ہونا پڑا۔ لڑائی ضرور بہت سخت ہوئی مگر باغیوں کو شکست فاش ہوئی پندرہ سو قواعد دان سپاہی غنیم کی طرف قتل ہوے تو پین چھن گئین۔ اور بقیہ آدمی بھاگے جنکا تعاقب کیا گیا۔ اور کمک کی فوج کا راستے ہی مین فیصلہ ہوگیا۔ دوسرے دن سے قلعے کا محاصرہ زیادہ مستعدی کے ساتھ شروع ہوا

۳۔ اپریل ۱۸۵۸ء کو شہر پر نرغہ کردیا گیا۔ اور انگریزی فوج نے صبح کو قلعے مین داخل ہونے کا پورا انتظام کرلیا۔ رانی کیطرف سے لوگ پیام صلح لیکر آئے۔ جو اگر واپس جاتے تو بیان کرتے کہ صلح منظور نہین ہی۔ مگر ادھر بھی زخم تازہ تھے۔ اپنے دن بخوبی یاد تھے۔ واپس کون جاتا۔ رانی نے انتظار کے بعد اپنے قاصدون کا حشر سمجھ لیا۔

بس۔ اب تو سوا ے فرار کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ رات کو ۳۔ اپریل کی رات کو تو انگریزی توپ خانے سے ایسی سخت گولہ باری ہوئی کہ حریفون مین تاب مقاومت باقی نہ رہی ضرور تھا کہ رفقا اور جان نثار ملازمین جان دینے پر آمادہ تھے۔ مگر اب جان دینا فضول جان کھونا تھا۔ صبح کو تو صبح تھی۔

نواب دل خانصاحب اس محاربہ و مجادلہ کی کیفیت۔ اور انگریزونکی

صورت دیکھ کر حواس نہیں درست تھے۔ خود کوئی ارادہ قائم کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ دو چار نوکر ساتھ تھے۔ اُن لوگون نے اِنکے رفیق گھوڑے پر انکو سوار کر کے کسی تدبیر سے قلعے باہر نکالدیا۔

کچھ رات باقی رہے رانی اپنی بہن اور چند منتخب اور وفادار نوکرونکو ساتھ لے کر ایک پھاٹک کی طرف سے جو کنارے تھا اور جدھر محاصرین بھی تھے مفرور ہوگئی۔ نواب دل خان اردلی مین تھے۔ رانی بڑی شہسوار عورت تھی۔ بہت خرم اور ہوشیاری سے صحرائی راستون سے نہین معلوم کہان سے کہان پہونچی۔

مفرورین کا تعاقب حیدرآباد کے رسالے کے سوارون نے ضرور کیا مگر کچھ دیر ہوگئی تھی اسوجہ سے کوشش رائگان گئی۔ دل خان کے اوپر تو یہ رات بڑی مصیبت کی رات گذری۔ کچھ دور تو رانی کے ساتھ رہے اُنکا نایشی گھوڑا موجودہ موقع کے واسطے بالکل ہی موزون نہ تھا۔ ہمراہی کہتے تھے کہ گھوڑے کو خیز نہ کیجیے۔ مگر وہ گھوڑا تو رئیسون کا گھوڑا تھا۔ ساتھ چھوٹ گیا۔ راستہ بھولگئے۔ دشت پُر خار مین پھرتے ہی پھرتے صبح ہوگئی۔ آفت یہ تھی کہ بجاے اسکے کہ جھانسی سے کچھ فاصلہ پر نکل گئے ہوتے۔ گراہی سی جو مسافت طے کی تھی وہ واپس آگئی تھی۔ سامنے جھانسی کے قلعے پر انگریزی پھریرا اُڑتا ہوا نظر آرہا تھا۔ اَب کیا کرین!۔ اب جان گئی۔ اب جانبری اور رستگاری

غیر ممکن تھی! بس خدا ہی بچاوے تو بچاوے! گھوڑے پر سے اُتر پڑے زین پوش بچھایا۔ نماز فجر ادا کی۔ سراسیمگی اور بدحواسی مین نہین معلوم ننید کہان پھٹ پڑی آنکھ لگ گئی۔ اپنے محل معلے کو خواب مین دیکھا۔ عزرائیل پانڈے کی صورت دیکھی۔ اور اُنکی ہررام۔ ہررام کی رٹ سنی۔ گھوڑا ہنہنایا۔ آنکھ کھُل گئی۔ دیکھا تو حضرت عزرائیل سر پر موجود تھے۔ رسالے کے جو سوار رانی کے تعاقب کے بعد واپس آرہے تھے۔ اُنھون نے اُنکو راستے کا کانٹا سمجھا نوابصاحب نے تلوار چلائی جو حریف نے خالی دی۔ اور دوسرے لمحے مین نوابصاحب کا کام تمام تھا۔ کچھ سہی۔ مگر ہمکو نوابصاحب کی کج فہمی۔ خانہ بربادی اور مرگ پر افسوس ہی۔

وہ ضرور معزز تھے۔ اگر اُنکا مرتبہ لوگونکو معلوم ہوتا تو شاید اس بیدردی سے قتل نہ کیے جاتے مگر نہ اُنھون نے امان چاہی نہ اُنکو امان دی گئی۔ اُن کو سپاہیانہ موت نصیب ہوئی۔ وہ تیغ بکف مرے۔ اُنکی جامہ تلاشی کی گئی۔ مگر وہان کیا تھا۔ نوابصاحب کا رفیق غازی مرد جسکا نام موتی تھا سرکاری اصطبل کو پہونچا دیا گیا۔ کچھ کاغذات ملے۔ جو کسی مصرف کے نہ تھے اُنسے اس قدر معلوم ہوگیا کہ مقتول کا کیا نام تھا۔ تھوڑے دنون کے بعد مسٹر برنڈن کو نواب دل خان کی وفات کی باضابطہ اطلاع ملی۔

رانی جھانسی کا تذکرہ بھی اب صرف اسقدر کافی ہی۔ کہ وہ پھر تانتیا

ٹوپی شریک ہوئی - بڑی جری عورت تھی - گوالیار فتح کرکے مہاراجہ سیندھیا کو بھگا دیا تھا - مگر اس فتح کو ثبات نہ تھا - ۱۷ جون کو جو حملہ گوالیار مین باغیون پر کیا گیا - اُسمین رانی اور اُسکی بہن دونون مردانہ لباس مین قتل ہوگئین - سر ہگ روز نے جنگ گوالیار کے تذکرے مین لکھا ہے کہ

"ایک بہت بڑا فائدہ جو اس فوج کشی سے ہوا وہ رانی جھانسی کی موت ہی جو حالانکہ عورت تھی - مگر باغیون کی بہت عاقل اور جری سرغنہ تھی"

باب پنجاہ ششم

مفارقت

بڑے دن کے بعد نور پور مین زیادہ قیام مسٹر سیرل فضول سمجھے یہ ایسا موقع اور وقت تھا کہ اُنکو پوری قابلیت اور بیدار مغزی سے ضلع کے نظم و نسق مین مصروف ہونا چاہیئے تھا - اُنکی سفارش سے مسٹر ٹمپل اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوگئے تھے - اور بابا صاحب سررشتہ دار اپنے خدمات اور رفاقت کے جلد دین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کے عہدے پر ممتاز کیے گئے تھے - اُس حاکم نے جسکا ایک خط ہلوگ پڑھ چکے ہین - مسٹر سیرل کی کارگزاری اور جانفشانی کا تذکرہ روزنامۂ سلطنت مین لکھا تھا اُنکا ایک خط بھی مسٹر سیرل کے

نام آیا تھا جسکا کچھ مضمون درج ذیل ہی۔

"مائی ڈیر سیرل۔ مجھے نہایت رنج ہوتا ہی کہ مجھے لوگوں کے کہنے سے یہ یقین ہوگیا تھا کہ وہ امر تمھارے اور عامہ خلائق کے فوائد اور بہبود کے خلاف تھا۔ مجھے تو سچا حال اپنے اور آپ کے دوست مسٹر نیلسٹن سے معلوم ہوا۔ مجھے تو اس واقعہ دردناک پر دلی افسوس ہی۔ اور آپ کے ساتھ دلی ہمدردی ہی۔"

نو پورین کوئی رونق بھی نہ تھی۔ دل اوچاٹ ہوتا تھا۔ ستمبر ۱۹۱۴ کی نسبت جو پیشین گوئی سوبرس پیشتر کی گئی تھی۔ وہ راست آئی۔ ضرور خونریزی ہوئی۔

گریس کا دل بہت گھبراتا تھا۔ اسقدر شادی کے پیغام قلعے کے محاصرے کے زمانے مین اور اُسکے بعد ملے کہ انکار کرتے کرتے ناک مین دم ہوگیا۔ اب اُنکی تفصیل کون لکھتا پھرے۔ کیا اس انکار کی وجہ محض یہ تھی کہ وہ اُن لوگون کو پسند نہین کرتی تھی جو شادی کا پیغام دیتے تھے؟ یا کوئی وجہ اس سے زیادہ مخفی تھی۔ اگر کوئی وجہ مخفی ہو تو اُس اُمید کے برآنے کی بظاہر کوئی اُمید نہ تھی۔ مسٹر سیرل برنڈن بہت اخلاق اور محبت کا برتاؤ اُسکے ساتھ کرتے تھے۔ مگر اُنکو کسی کی مفارقت کا صدمہ ایسا نہ تھا کہ اسقدر جلد دفع ہوسکتا ہو اُسکے واسطے تو مدت درکار تھی۔ مگر رشتہ امید تھا کہ نہین ٹوٹتا

تھا مسٹر ہنٹن نے پھر ایڈیتھ بیوی اور سانی کو پہاڑ پر بھیجنے کی تجویز کی مگر یہ تجویز کارگر نہ ہوئی۔ نہ اُن دونوں نے مفارقت گوارا کی نہ ملک مین ابھی قابل اطمینان امن قائم ہو چکا تھا۔ جب مسٹر سیرل نور پور سے گئے تو اس امید سے کہ واپسی پر احباب سے پھر ملاقات ہوگی۔

مسٹر سیرل کے انتظامات کی تفصیل اور تشریح لکھنا فضول ہے ضرور بہت دقتین پیش آتی تھین۔ مگر وہ اپنی قابلیت سے سب زحمتون اور دقتون سے راستہ صاف کرکے اپنی سابقہ حکومت ضلع بھر پر سنبھال لینے مین کامیاب ہوے۔

وہ مستقل مزاج تھے۔ رعایا کی صلاح و فلاح کا اُنکو ہمیشہ پورا خیال رہتا تھا۔ جو کام کرتے تھے اُسکا آغاز اور انجام بخوبی سمجھ لیتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جس سے وہ ہر دلعزیز ہو گئے تھے۔ جو وفادار اور فرمانبردار تھے وہ اُنپر جان و مال سے فدا تھے۔ جو دغاشعار اور بدکردار تھے اُنکی روح اُنکے نام سے کانپتی تھی۔ اُنکی کامیابی کا راز اگر سچ پوچھئے تو صرف یہ تھا کہ اُنکو عامۂ خلائق کے ساتھ سچی ہمدردی تھی۔ وہ موقع وقت کو غنیمت سمجھتے تھے۔ ہر کام کو صبر اور توجہ سے انجام دیتے تھے۔ بہت سے خاندانی تنازعات۔ بہت سے فسادات۔ بہت سے قضیے از سر نو اُنکے پاس فیصلے کو آتے تھے اور اُنکو سب ہی کا تو فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ انصاف ہوتا تھا جس سے

فریقین خوش ہو جاتے تھے۔

جو لوگ ایسے مواقع کا بچشم خود مشاہدہ کر چکے ہین وہی کچھ خوب سمجھ سکتے ہین کہ ان انقلابات کا مزارعین پر کیسا مصیبت ناک اثر پہونچا تھا۔ اور ان مصائب کے دفع کرنیمین کیا کچھ دقتین اٹھانی پڑی تھین۔

مسٹر سیرل کو اس وقت ہندوستانی طبائع اور میلان خاطر کے اندازہ کرنے کا پورا موقع ملا۔ رعایا کی حاجات اور ضروریات کا اُنکو اب ایسا علم ہوا جیسا امن کے عہد مین نہین ہو سکتا تھا۔ مسٹر سیرل کو معلوم ہو گیا کہ جابجا جو بیدلی اور ناراضی پھیلی تھی اُسکے کافی وجوہات تھے۔ اور اب جو تجربہ اور جو معلومات اُنکو ہو رہی تھین اُس سے آیندہ بندوبست اور انتظام مین اُنکو بہت مدد ملتی تھی۔ جہانتک اُنکے امکان مین تھا وہ ناراضی اور بیدلی کے وجوہ کا اندفاع کرتے تھے البتہ تشخیص جمع مالگذاری مین اُنکو گورنمنٹ کے احکام کا انتظار تھا۔ مگر گورنمنٹ کے سامنے ایسے پیچیدہ پولیٹکل مسائل غور اور فکر کے واسطے موجود تھے کہ سالہا سال ایسے انتظامات کی طرف توجہ کی امید نہین ہو سکتی تھی۔

مسٹر سیرل انتظامی رپورٹ کے متعلق یادداشت لکھتے جاتے تھے جو معززین تھے آیندہ انتظامات کے بارے مین اُنکے خیالات دریافت کرتے تھے۔ اور اپنی رائے بھی امر متعلقہ کی نسبت درج رپورٹ کرتے تھے۔

مین جانتا ہون کہ ناظرین کو اُن حالات کے پڑھنے سے کچھ دلچسپی نہو گی ورنہ مین تفصیل کے ساتھ اُن امور کا تذکرہ کرتا۔ لوگونکو علی الخصوص انگریزونکو اگر کچھ دلچسپی ان انتظامات سے ہو تو اُنکو سمجھ لینا چاہیے۔ کہ سیرل برنڈن کے ایسے بیمیون حاکم چند اسسٹنٹون کی شرکت سے لاکھون آدمیون پر حصۂ اسکاٹ لینڈ۔ یا ویلز کے مساوی رقبے کے ضلع پر حکومت کرتے ہین کیسے خلائق اور رعایا کی دلجوئی مین جفاکشی اختیار کرتے ہین۔ کیسے اُنکے دل ہاتھ مین لیتے ہین اور کیسی اُنکی قدر کرکے اُنکی نگاہون مین عزت حاصل کرتے ہین۔ اور کبھی کبھی ہر دلعزیز ہو سکتے ہین۔ مین یہ نہین کہتا کہ سیرل برنڈن اِس اہم خدمت کے انجام مین کامل تھے۔ اُنسے بھی قصور ہوتا تھا وہ بھی غلطی کرتے تھے اُنسے بھی فروگذاشت ہوتی تھی۔ اُنکو بھی افسوس ہوتا تھا۔ کہ مجھ سے پورے خدمات اور فرائض منصبی ادا نہین ہو سکے مگر مین یہ ضرور کہونگا کہ یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ کوشش کا حتے الامکان اُنسے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوا۔ وہ ہندوستانیون کے اوصاف اور عیوب پر یکسان نظر رکھتے تھے۔ اور انجام کار وہ اپنے برتاؤ سے ایسے ہر دلعزیز ہو گئے تھے کہ بہت سے انتظامی مشکلات کو وہ محض اپنے اثر سے حل کر لیتے تھے۔ جو مشکلات کسی دوسری تدبیر سے بمشکل حل ہو سکتی تھین بلکہ حل ہی نہین ہو سکتی تھین۔

مین چاہتا ہون کہ وہ اُن لوگون سے علیحدہ سمجھے جائین جو اپنی محکوم رعایا سے کبر اور نخوت کا برتاؤ کرتے ہین اُنسے کج اخلاقی سے پیش آتے ہین اُنپر اعتبار نہین کرتے۔ محض عمال کے بھروسے پر کام کرتے ہین اور اپنی آنکھون سے کچھ نہین دیکھتے ہین اور اپنے کانون سے کچھ نہین سنتے ہین۔ ایسے لوگ ہندوستانیون سے ملنے سے نفرت کرتے ہین اور اُنکو اپنا دوست نہین بناتے ہین۔ دوست بنا دین بھی تو کیسے۔ بہت سے عہدہ اور کارگذار حکام بھی ہوتے ہین۔ مگر بقول کسی کے ہندوستانیون سے اگر اُنکو سابقہ بھی ہوتا ہی تو ایسی حالت مین" کہ جب یا تو وہ کسی مقدمہ مین حاضر ہوتے ہین۔ یا اُنکے اوپر مطالبات قائم کرنے کا موقع آتا ہی" اور یہی وجہ ہوتی ہی کہ اُنکے اوصاف پر غور کرنے کی تکلیف گوارا نہین کیجاتی ہی اور جو بُرے خیالات اُنکے اوضاع اور اطوار کی نسبت قائم کر لیے جاتے ہین وہ ہی قائم رہ جاتے ہین۔

اِن لوگون کی رفتار اور اختراع کی اصلاح محال ہی مگر مین اُمید کرتا ہون کہ بہت سے ایسے بھی ہونگے جو اِن سطور کو پڑھ کر مسٹر سیرل کی اِس تمثیل کی تقلید کرینگے کہ اپنی محکوم رعایا پر اعتبار کرین۔ اُن سے بہ اخلاق و بلا طفت پیش آوین۔

میری راے مین حاکم اور محکوم مین مخالفت کا گذر ہرگز قرین مصلحت نہین

انگریزون کی طرف سے مغایرانہ اور خراب برتاؤ تو ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔
ایڈمنڈ برک کا یہ اعتراض کہ "نوجوان ہندوستان پر حکمرانی کرتے ہین جنکو
اخلاق۔ اور محکوم کے ساتھ ہمدردی سے بالکل بہرہ نہین ہوتا۔ لوگونکی
(رعایا کی) نظر سے ہمیشہ شکاری چڑیون کا غول اُڑتا ہوا نکلجاتا ہی" بہت سے
لوگ اپنے ذمے عائد نہین ہونے دینگے۔ مجھے امید ہی کہ لوگ مکاف
الفنسٹن۔ منرو۔ مالکم۔ کے اوضاع اور برتاؤ کی پیروی کرینگے۔ جو ایسے
ہردلعزیز حاکم گذرگئے ہین جنکے نام سے آج تک لوگ چراغ جلاتے ہین
جنکا نام صبح شام مبارک سمجھکر لیا جاتا ہی۔

مگر یہ لیاقت اور یہ اوصاف محض امتحان مقابلہ کے پاس کرلینے سے
حاصل نہین ہوسکتے۔ یہ تو مردانہ اور عالی حوصلگی کے خیالات ہین جنکی بدولت
ایسے اوصاف حاصل ہوسکتے ہین جنکا تذکرہ کیا گیا ہی اور جنکی ترغیب
دی گئی ہی۔ اسکے واسطے علم کی چندان ضرورت نہین۔ رعایا کے
دل مین جگہ پیدا کرنا۔ اُنکے حاجات اور ضروریات سے مطلع ہونا۔ اپنا
اعزاز اور توقیر برقرار رکھنا۔ محکوم کی طرف سے بدگمانی اور بے اعتباری
کو دل سے دور کرنا۔ حکام انگریزی کے واسطے لازمی اوصاف ہین
موجودہ موقع پر سیتا سے مسٹر سیرل کو بہت مدد ملتی۔ اسکو رعایا کی
تکالیف اور آسائش سے آگاہ ہونے کا اُنسے کہین بہتر ذریعہ تھا۔ اور

اُن باتون کو اُس بے تکلفی سے کہنے والا اب کون تھا۔ اکثر نور پور مین دونون مین مشورت ہوا کرتی تھی کہ غدر کے بعد انتظامات کی اصلاح مین کیا کیا کرنا ہوگا۔ سیتا کی عقل پر تعلیم کا اثر ایسا پڑا تھا کہ اُسکی مشورت بہت بکار آمد ہوتی مگر افسوس کہ عمر نے اُس باوفا کے ساتھ وفا نہ کی۔ اُسکا ارادہ تھا کہ شاہ گنج مین تعلیم نسوان کے واسطے ایک مدرسہ قائم کرے۔

ولایت سے خطوط آتے تھے۔ مگر لیڈی ہلٹن نے پھر کوئی تذکرہ ناپسندیدہ واقعے کا نہین کیا۔ مسٹر سیرل کو اس بات پر افسوس تھا کہ پہلے ہی سب حالات اپنی والدہ ماجدہ کو کیون نہین لکھ بھیجے تھے اُن کا یہ خیال تھا کہ جب سیتا مذہب عیسوی اختیار کرے تب وہ اپنی شادی کی اطلاع کرین۔ اُنکے بھائی کا مزاج اب روبہ اصلاح تھا اور لکھ آیا تھا کہ موسم گرما مین انگلستان کو واپسی ہوگی۔

کثرت کار سے مسٹر سیرل بہت علیم الفرصت تھے۔ مگر خیال تھا کہ برسات مین ضلع مین قیام کرینگے۔ اور بہ اطمینان صحبت احباب مین بسر کرینگے۔ افسوس ہے کہ اِس مسرت سے وہ محروم ہونے والے تھے گرمیون کے شروع ہوتے ہی مسٹر ہانسٹن اور اُنکی بیوی سخت علیل ہوگئین مسز ہانسٹن کے لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اور وہ ایسے نسوانی امراض مین بتلا ہوگئی تھین جنسی افاقہ دشوار تھا۔ ڈاکٹر ہوم نے علاج مین بڑی توجہ کی مگر کچھ فائدہ نہوا

بدرجہ مجبوری اُنھون نے یہ مختتم رائے دے دی کہ مسٹر مانسٹن اور اُنکی میم صاحبہ انگلستان روانہ ہوجائین - مئی کے مہینے مین بحیرۂ روم کی ہوا اور تبدیل آب وہوا سے شاید ازالۂ امراض ہو - مسٹر مانسٹن نے بیس برس کی ملازمت مین کبھی رخصت نہین لی تھی - مگر اب وہ ڈاکٹر کی رائے کی تعمیل پر مجبور تھے - پہاڑون پر جانے سے عارضی اصلاح طبیعت ہوسکتی تھی مگر مسز مانسٹن کی صحت کے واسطے انگلستان ہی کا سفر مناسب تھا

لوگ جو ہندوستان مین خدمات پر مامور ہوتے ہین اُنکا اکثر یہ انجام ہوا کرتا ہی - کبھی تپ شدید - کبھی کثرت کار - کبھی جگر کی خرابی - کبھی روز افزون ناتوانی - یا اور کوئی شکایت ایسی لاحق ہوجاتی ہی کہ جسکا اثر تندرستی پر نہایت ہی خراب پڑتا ہی - اور جنکی اصلاح اُس ملک مین غیر ممکن ہوجاتی ہی - ایسے ہی شکایات پر - زن وشوہر - پدر و پسر - عاشق ومعشوق مین مفارقت لازمی ہوجاتی ہی - احباب ہمدم ایک دوسرے سے جدا ہوجاتے ہین - مسٹر مانسٹن اور مسٹر نوبل کے خطوط سے جج صاحب کی علالت کا حال سنکر مسٹر سیرل کو بہت ہی صدمہ ہوا - اور اُنکے پاس اسی درمیان مین مسز مانسٹن کا خط پہونچا کہ وہ جلد آکر نور پور مین اُنسے مل لین کیونکہ عنقریب اُنکا سفر ولایت کا ہی -

مسٹر سیرل بادل رنجور اُن لوگونکو رخصت کرنے گئے - اگر اُنکو رخصت ملتی تو وہ بھی اپنے احباب کے ساتھ اپنے وطن مالوف کو چلے جاتے - مگر وہ

بیچارے مجبور تھے۔ اُنھون نے مضبوط ارادہ کرلیا تھا کہ وہ اپنے ضلع کا انتظام گورنمنٹ کے پسند اور اطمینان کے قابل کرکے رخصت کی درخواست کرینگے۔

اخیر مقدمہ سشن کا جسکا فیصلہ مسٹر مانسٹن نے کیا تھا وہ رامداس کا مقدمہ تھا۔ اِسکے حالات کے تفصیل کی ضرورت نہین۔ اِس شخص پر ہربداس کے قتل مین شرکت اور اُس قتل کی اعانت اور تحریک کا جُرم بخوبی ثابت تھا۔ جج صاحب نے اسکو پھانسی کا حکم دیا تھا۔ مگر عدالت اپیل سے حبس دوام بعبور دریاے شور کا حکم صادر ہوا۔

رام داس نے مسٹر سیرل سے اقبال جرم کیا۔ اور کہا۔

رام داس۔ سچ تو یہ ہے کہ مین گنہگار تھا اور مین اپنی سزا کو پہونچگیا اب آپ اتنی مہربانی کرین کہ میرے بال بچون کی پرورش کا انتظام کردیجیے۔

مسٹر سیرل۔ تم اِس بات کا اطمینان رکھو کہ تمھارے عیال اور اطفال کی پوری خبرگیری ہوگی اور اُنکو کوئی تکلیف نہونے پاویگی۔

کچھ دن گذرے اُن صدمات اور آلام کا جو اس ناگہانی تفرقے سے احباب کو پیدا ہوگئے تھے تذکرہ لکھتے دل ہلتا ہے۔ رخت سفر تیار ہوا اور کل صبح روانگی کی ٹھہری۔

مسٹر ہملٹن۔ مسٹر سیرل۔ آپکا مکان تو بالکل ہی ویران ہوگیا ہی۔ آپ میری کوٹھی مین رہا کیجیے گا۔ امید ہی کہ اب آپ سے ولایت مین ملاقات ہو۔ اب تو فرلو رخصت کی اجازت پھر ہوگئی۔ ضرورت سے زیادہ یہان قیام نہ کیجیے گا۔ آپ کی واپسی کے آپ کے اعزا منتظر ہین اور مشتاق ہین۔ مین آپ کے بھائی کی مفصل حالت مزاج سے آپ کو اطلاع دونگا مگر آپ مجھ سے۔ بلکہ ہم سب سے اقرار کر لیجیے کہ جب یہان کے کامون سے فراغت ہو جائیگی تو آپ ولایت آنے مین پھر تاخیر نہ کرینگے۔

سیرل۔ میرے پیارے دوستو۔ مین اقرار کرتا ہون کہ مین بہت جلد ولایت کا قصد کرونگا۔

آپ لوگون کے چلے جانے کے بعد مجھے یہان اب دلچسپی ہی کیا باقی رہیگی۔ ہان فرائض منصبی سے مجبور ہون نہین تو مین سب کے ساتھ چلتا اب اتنی عنایت کیجیے گا کہ میری والدہ ماجدہ اور میرے بھائی سے یہان کے مشرح حالات بیان کر دیجیے گا۔ مجھے اطمینان ہی کہ آپ جو کچھ بیان کرینگے وہ چشمدید بیان کرینگے۔ بس۔ مین یہ چاہتا ہون کہ میری والدہ اور میرے اعزا کو یہ یقین ہو جاے کہ مین نے غلطی نہین کی تھی اور مین نے شرط وفا پوری کر دی۔ آپ سب ہملٹن جانے کا وعدہ کرتی ہین نہ۔

مسز ہملٹن۔ ضرور۔ ضرور۔ (اشکبار ہو کر) آپکو معلوم ہو جائیگا

کہ ہمنے آپ کا اور سیتا کا تذکرہ کیسی راستی اور تفصیل کے ساتھ کیا۔ مین آپ کو خطوط بھیجتی رہونگی۔

مس گریس فرط گریہ سے بات نہین کرسکتی تھین۔ نہین معلوم کیا کیا خیالات اور کیا کیا توہمات اُس نازک دل کو اِسوقت ستا رہے تھے۔ مسٹر سیرل نے نہایت ہی محزون آواز مین اُنسے الوداعی کلمات کہے۔

مسٹر سیرل۔ میری پیاری۔ گریس۔ مجھے تمھاری مفارقت کا بیحد صدمہ ہی۔ تمھاری عنایتون کو جو سیتا کے حال پر۔ ہین۔ مین کبھی نہین بھول سکتا ؎

جائیے خیر سے کچھ عذر مجھے اور نہین	یہ تو فرمائیے بہلے گا میرا دل کیونکر

یہ تو کچھ امید دلانے والا طرز کلام ہی۔ خدا حافظ۔ اللہ نگہبان رخصت ہوتے ہین۔

ہمدم و ہم سخن دیار و شفیق۔ نہ رہا کوئی رفیق
درد و غم تیرے سوا کوئی نہ غمخوار ہوا۔ غم فقط یار ہوا

باب پنجاہ و یکم

یادایا میکہ سودای تو در سر داشتم

مسٹر مانسٹن مع لواحقین مع انجینیر وطن پہونچ گئے۔ اُنکے خطوط مسٹر سیرل کے پاس برابر آیا کرتے تھے۔ اُنکی گم شدہ تندرستی عود کر آئی تھی۔ مسٹر مانسٹن ایک مہینے تک لارڈ ہلٹن کے ہلٹن ہال مین مہمان رہے تھے۔ اور خط مین مسٹر سیرل کو لکھا تھا کہ

"انگلستان اُنکے قیام کے واسطے موزون نہین۔ تمھاری والدۂ ماجدہ۔ اور تمھاری خواہر عزیزہ کو تمھارے بھائی کی علالت سے سخت انتشار ہی۔ اور تمھاری معاودت کا بیحد انتظار ہی۔ مین نے اُن لوگون سے کہدیا تھا کہ تم کارہائے متعلقہ مین کسقدر مصروف ہو۔ اور تمکو رخصت ملنا کیسا دشوار ہی۔ یہ بات بہ اطمینان کہی جاسکتی ہی کہ اگر لارڈ ہلٹن آیندہ موسم سرما مین پھر ممالک جنوبی مین قیام کرین تو وہ تندرست ہو جاوین مین تمسے یہ امر مخفی نہین کرنا چاہتا کہ وہ بہت ناتوان ہو گئے ہین موسم سرما مین انگلستان مین قیام سے وہ خود گھبراتے ہین۔ اور خیال ہی کہ عنقریب وہ لوگ پھر سفر اختیار کرینگے۔

سیتا کا اکثر تذکرہ رہا۔ لارڈ ہلٹن کو وہ سانحہ سنکر نہایت ملال ہوا۔ تمھاری والدہ اور ہمشیرہ نے روز۔ اور گریس کی زبانی سب حالات سنے اور بہت رنجیدہ ہوئین۔ اُس باوفا نے جو شرط محبت تمھارے ساتھ ادا کی ہے۔ وہ جاننے والون اور سننے والون کو ہمیشہ یاد رہیگی اور کبھی بھولی نہین جاسکتی۔ ابتدا تمھارے اعزا کو سیتا کے نام سے نفرت تھی مگر سماعت حالات کے بعد اُنکے دلون مین اُسکی جگہہ ہوگئی۔"

مسٹر سیرل کو اطمینان ہوگیا۔ کہ اُنکے اعزا نے مسٹر مانسٹن کے سے تجربہ کار ہندوستانی حاکم۔ اور باوقعت شخص سے اُنکے حالات سُن لیے اور اب اُن لوگونکو کوئی محل شکایت باقی نہین۔ اِس ذکر خیر سے مسٹر سیرل اپنے دوست مسٹر مانسٹن۔ اور اُنکی بیوی۔ اور مس گریس کے بہت ہی ممنون تھے۔

تھوڑے زمانے کے بعد مسٹر سیرل نے دیکھا کہ رعایا کے طبائع رو بہ اصلاح ہین۔ پہلے حاکمون اور اُنکے طرز حکومت کو اب کوئی بھولے سے بھی نہین یاد کرتا تھا۔ جو لوگ ستمبر ۱۹۱۴ کی نحوست کی اشاعت مین شریک ہوے تھے وہ ہزارہا مصائب اور آلام مین مبتلا تھے۔ تمام فتنہ انگیزی مسدود کردیگئی تھی۔ باہمی ارتباط و اتحاد۔ حاکم و محکوم کا اعتماد اور وثوق اگر کلیۃً زایل نہین ہوگیا تھا۔ تو اسمین فتور اور نقص تو ضرور آگیا تھا۔ اگر غور کیا جاے تو یہ پیشین گوئی کہ کمپنی بہادر کی حکومت سو برس رہیگی ۱۸۵۷ء موبمو

راست آئی۔ کیونکہ یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو الہ آباد میں لارڈ کیننگ نے حضور ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند کے فرمان واجب الاذعان کا اعلان کیا۔ کمپنی کی حکومت کا اختتام ہوا اور حضور ملکہ معظمہ کی حکومت اور سلطنت قائم کی گئی۔ منصفانہ حکمرانی کا باضابطہ اشتہار ہوا۔ ادنیٰ اور اعلیٰ سب کو اس مژدہ جان بخش سے طمانیت ہوئی۔ فتنہ فرو ہوا۔

۱۸۵۸ء کے اختتام کے ساتھ غدر کا بھی اختتام ہوا۔ بقیہ باغی فوج نیپال کی ترائی۔ اودھ۔ اور راپتی اُس پار چلی گئی۔ نانا صاحب اور اُسکا خراب کن مشیر عظیم اللہ اور بہت سے باغی سردارون۔ اور سرغناؤن کا خاتمہ ہوگیا یہی انجام راجہ ہرپال سنگھ کا بھی غالباً ہوا ہو۔ مگر اُسکے مفصل حالات معلوم نہین ہوے۔ سرجان کے نے فوجی بغاوت کی نہایت مفصل اور مشرح تواریخ لکھی ہی۔ صوبہ نورپور مین جو دو باجگذار ریاستین تھین اُنکا بھی غدر کے ساتھ خاتمہ ہوگیا اسوجہ سے مجھے افسوس ہی کہ مجھے اُن واقعات کے انتخاب اور تذکرے کی ضرورت نہین باقی رہی۔ دونون ریاستین ضبط کرلی گئی تھین۔ فتحپور کا محل نواب دل خان کی بیوہ کو عطا کردیا گیا تھا اور تاحیات اُن کا معقول گذارہ بھی مقرر کردیا گیا تھا۔

مسٹر برنڈن بارہا شاہ گنج گئے۔ نراندر سے جب ملاقات ہوتی تو زخم تازہ ہوجاتا تھا۔ مگر انھون نے دیکھا کہ نراندر اور ایلا کو صبر آچلا۔ وہ لوگ

کہا کرتے تھے۔ کہ "اب رنج و غم سے کچھ حاصل نہین۔ جو کچھ مشیت ایزدی تھی اُسکا ظہور ہوا۔

ایلا کا دماغ پھر گیا تھا۔ مگر کبھی حواس کی باتین بھی کرتی تھی۔

ایلا۔ کیا کہون۔ جو میری بچی کے کہین ایک لڑکا ہو گیا ہوتا تو اسکو دیکھکر میرا دل ٹھنڈا ہوتا۔ خدا کو منظور نہ تھا اپنے مجھے اتنی تسکین ہے کہ میری پیاری اپنا دھرم کرم لے کر دنیا سے اُٹھ گئی۔

نراندر کے خیالات کچھ اور تھے۔ اُنھون نے جب مسٹر سیرل سے یہ سنا کہ اگر سیتا زندہ رہتی تو شاید عنقریب مذہب عیسوی اختیار کر لیتی۔ تو صاف صاف اُنسے کہا کہ۔

نراندر۔ ہم اُسکا عیسائی ہو جانا پسند نہ کرتے۔ نہ اُسکو تبدیل مذہب سے ہم روک سکتے۔ خیر۔ موت نے یہ قصہ تمام کر دیا۔

نراندر نے مسٹر سیرل کے روبرو سیتا کی کثیر دولت کی تفصیل پیش کی۔

نراندر۔ اس مال کے حضور مستحق ہین۔ اور اسکو قبول فرمائیے۔

سیرل۔ نہین۔ مین خود اسمین سے نہین کچھ لینا چاہتا۔ سیتا کی تمنا تھی کہ یہ روپیہ شاہ گنج مین مدرسہ نسوان کے واسطے وقف کر کے مدرسہ قائم کر دیا جاوے۔ اور اطفال کی تعلیم کے واسطے بھی علٰحدہ اسکول قائم ہو اور ایک خیرات خانہ بھی اس روپیہ سے قائم ہونا ضرور ہے۔

نراندر۔ جو کچھ حضور نے تجویز فرمایا وہ بہت مناسب ہی۔ میری بھی یہی رائے ہی۔

روپیہ وقف کیا گیا۔ اور محاصل کے وصول اور صرف کی نگرانی کے واسطے ایک جماعت سربرآوردہ اشخاص کی مقرر کردی گئی۔ عمارات کے نقشے مسٹر سیرل نے خود بنا دیے تھے اور وعدہ کیا تھا کہ "بعد تیاری مکانات مدارس کی رسم افتتاح مین خود ادا کرونگا"

لارڈ ہلٹن نے پھر کینس مین ایک مکان موسم سرما کے واسطے کرایہ پر لے لیا تھا۔ مگر اُنکے مزاج کی حالت کسی طرح قابل اطمینان نہ تھی۔ ولایت کا مواسم اُنکو موافق نہ آیا۔ ڈاکٹر ون نے یہ بھی صلاح دی تھی کہ سوٹزرلینڈ کو نقل مکان کرین۔

مسٹر سیرل کو اُنکے بھائی نے ایک خط لکھا جسکے چند جملے یہان نقل کیے جاتے ہین۔

"اگر تمنے امسال اپنی واپسی کا مجھے اطمینان نہ دیا ہوتا تو میری تندرستی زیادہ خراب ہو جاتی۔ حالانکہ ایسا ناتوان ہون کہ تھوڑی دور بھی گھوڑے پر سوار نہین ہو سکتا۔ مگر محض اس امید پر رشتہ حیات کا ثبات ہی کہ عنقریب تمھارے دیدار سے مسرور ہونگا۔ مگر خیال رکھو کہ مین تمھاری نسبت یہ نہین سننا چاہتا کہ تم کام چھوڑ کر چلدے۔ مجھے انتظار کی مصیبت گوارا ہی۔ مگر

تمھارے نام کے ساتھ ایسا الزام نہین پسند کرتا۔ مسٹر ہنٹن اُسدن کہتے تھے کہ قواعد رخصت کی پھر تعمیل شروع ہوئی ہی" اگر ممکن ہو تو بڑے دن سے پیشتر یہان آجاؤ۔ مین اور والدہ صاحبہ اور اگسٹا بہت ممنون اور مسرور ہونگے ابھی تک یہ طی نہین ہوا کہ موسم سرما مین میرا کہان قیام ہوگا نہ اسکی مجھے کچھ ایسی فکر ہی۔ سوئزرلینڈ مناسب مقام ہی۔ ہلموگون نے سیتا کا مفصل حال سنا۔ اور اُسکی یاد ہماری جان کے ساتھ ہی۔ اگر مسٹر ہنٹن نہ آتے تو ہم حقیقت حال سے کبھی آگاہ نہ ہوتے۔ بغیر اُسکے تمھاری تنہائی پر سخت افسوس ہی"

ستمبر مین جو خطوط آئے اُن مین صاف طور پر لکھ آیا تھا کہ لارڈ ہلٹن کی حالت بہت ردی ہوتی جاتی ہی۔ نوسانا مین جب وہ مقیم تھے اُنکی طبیعت بہت سنبھل گئی تھی۔ مگر۔ ایک دن وہ سمندر مین تفریحاً کشتی پر سوار ہوکر گئے جس تفریح سے اُنکو بے حد مضرت پہونچی۔ زکام سخت ہوگیا کھانسی کی شکایت ہوگئی۔ کھانسی سے خون بھی آتا تھا۔ یہان سے یہ لوگ فوراً منٹن روانہ ہوگئے۔ مسٹر ہنٹن نے بھی چندے وہان قیام کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اُنکے لیے بھی وہان جانا مفید خیال کیا جاتا تھا۔ ابکی مرتبہ لیڈی ہلٹن نے مسٹر سیرل کو بہ اصرار بلایا تھا۔ مسٹر سیرل نے رخصت کی درخواست کی اور نومبر مین روانگی کا مضبوط ارادہ کرلیا۔

وقت بہت کم تھا تاہم مسٹر سیرل نے ایک مرتبہ شاہ گنج جانا اپنے اوپر

فرض سمجھا۔ شاہ گنج مین صاحب مسٹر ٹمپل کے مہمان ہوے مسٹر سیرل نے نراندر کو اپنے قصد سے اطلاع دے دی تھی۔

باباصاحب سررشتہ دار۔ نراندر۔ بلرام سنگھ اور دیگر معززین کی یہ رائے قرار پائی کہ مسٹر سیرل کے رخصت کا اہتمام تکلف سے ہونا چاہیئے ایک مطلا اور مذہب ایڈریس تیار کیا گیا جسپر قریب دو ہزار نامی وگرامی اشخاص کے دستخط تھے۔ ایک نقرئی صندوقچے مین ایڈریس رکھا گیا۔ اور صندوقچہ ایک نقرہ کشتی مین رکھ کر پیش کرنا تجویز ہوا۔ اسکول کی عمارتین تیار ہوگئی تھین۔ اور طلبا بھی داخل ہو چکے تھے۔

باباصاحب سررشتہ دار اور نراندر نے صاحب سے بعد دوپہر کے اسکول مین قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کی۔ وقت معہودہ پر صاحب مسٹر ٹمپل کو ساتھ لیکر اسکول پہونچے اسکول کی عمارت نہایت پسندیدہ تھی۔ اسکول کے صدر دروازے پر ایک کتبہ سنگ مرمر پر لگایا ہوا تھا۔ جسمین یہ عبارت لکھی تھی۔

"یہ مدرسہ شاہ گنج کے اطفال اور نسوان کی تعلیم کے واسطے سیتا بائی زوجہ آنریبل مسٹر سیرل برنڈن کمشنر قسمت نورپور کے عطیۂ سرمایہ سے تعمیر ہوا ہے۔ آغاز ۱۸۵۸ء۔ اختتام ۱۸۵۹ء

مسٹر سیرل کی مفارقت پہ کون آنکھ تھی جو پُرنم نہ تھی۔

بابا صاحب سررشتہ دار۔ حضور مین چاہتا ہون کہ مجھے الوداعی ایڈریس پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ یہ تو مین جانتا ہون۔ کہ فرط غم سے میرے مُنھ سے آواز نکلنا دشوار ہی تاہم مین کوشش کرونگا۔

کُل ایڈریس کی نقل لکھنا تو فضول ہوتا۔ مگر کچھ حصہ اُسکا لکھدینا ضروری معلوم ہوا۔

"کیا عرض کرین حضور تو رعایا پر پدر و مادر سے زیادہ شفیق تھے سنہ ۱۹۱۴ کے پر آشوب زمانے مین حضور نے اپنی جان کی حفاظت کا مطلق خیال نکیا تشریف لائے اور ضلع کو ڈاکوؤن۔ باغیون۔ چورون۔ اور بدمعاشون سے پاک وصاف کردیا۔ اس کار فرمائی اور اس عنایت کے اور موجودہ امن و آسایش کے ہم تہ دل سے شکر گذار ہین۔

ہم ملازمین سرکار۔ اور باشندگان ضلع ہذا حضور کے اخلاق اور مراحم کے بدل مقر اور معترف ہین۔ آپ نے ہماری پرورش اور ہماری بہبود کی کوشش مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ آپ معذورون اور غریبون کی فریاد سنتے تھے۔ اور بیچارہ اور درماندے آپ کی عدالت سے دولت انصاف سے مالا مال جاتے تھے۔ ہمنے کبھی آپ کا برتاؤ سخت نہین دیکھا آپ ہماری زبان مادری سے بخوبی ماہر ہین اور یہی وجہ تھی کہ مستغیث کو اس امر کا یقین کامل ہوجاتا تھا کہ استغاثہ کی سماعت بہ لفظہ ہوجاتی تھی۔ ہمنے کبھی نہین دیکھا

کہ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی حضور کی نظر فیض اثر سے بحقارت دیکھا گیا ہو
اب حضور تشریف لیے جاتے ہین - اور ظاہر ہی کہ سخت ضرورت
سے تشریف لیے جاتے ہین - جہان حضور رہین - خدا کی حفظ وحمایت مین
مسرور وشادکام رہین - ہمارا دل بھر آیا - اب ہم کچھ عرض نہین کرسکتے
اگر حضور واپس تشریف لائے تو ہماری خوش نصیبی ہی اور اگر حضور کی
واپسی رونق افروزی مین کچھ موانعات پیش آے تو ہملوگ حضور کو کبھی
بھول نہین سکتے - آپ کے نام کے گیت گائے جائینگے - آپ کے نام سے
چراغ روشن کیے جائینگے -

اب ہماری آخر درخواست یہ ہی کہ جہان حضور نے ایسے الطاف وعطاف
بیکران ہمارے حال پر ہمیشہ مبذول فرمائے ہین وہان اس حقیر ایڈریس کو
ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کی یادگار مین قبول فرماوین "

مسٹر سیرل نے بہت کوشش کی مگر آواز کی گرفتگی سے وہ کچھ بھی نہ کہہ سکے -
حاضرین زار زار رو رہے تھے - تاہم صاحب نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ مین رعایا
کی اطاعت اور وفاداری کی تعریف کی اور ایڈریس کو شکریے کے ساتھ
قبول کیا -

مسٹر سیرل - مین کوشش کرونگا کہ مین واپس آکر تمسے پھر ملون -
اور اب سب صاحبونکو میرا سلام ہی - مین اب رخصت ہوتا ہون - خدا حافظ

مجھے بھول نہ جائیے گا۔

ہزار ہا آوازین۔ بھلا ہم حضور کو بھول سکتے ہین۔ ہم ایسے خدا فراموش نہین ہین کہ اپنے محسن کو کبھی بھولین۔

یہان سے رخصت ہوکر مسٹر سیرل نراندر کے مکان پہ گئے۔ یہان فقط غم والم سے کوئی گفتگو مشکل تھی۔

نراندر۔ (ایک لڑکے کو سامنے حاضر کرکے) حضور اسی لڑکے کو مین نے راس ٹھہرایا ہی۔

سیرل۔ (لڑکے کے سر پہ ہاتھ رکھ کر) تمھارا انتخاب بہت پسندیدہ ہی یہ لڑکا بہت ہی ہوشیار اور ہونہار معلوم ہوتا ہی۔

نراندر۔ اب حضور تشریف لے جائین۔ حضور کی مفارقت کے رنج کی برداشت محال ہی۔ حضور اپنی خیریت سے مجھے مطلع فرماتے رہینگے۔ مین اپنے حالات حضور مین عرض کرتا رہونگا۔ ایک یاد ہمارے اور آپ کے درمیان مین مشترک ہی جو کبھی فراموش نہین ہوسکتی۔ آپ نے جو محبت اُسکے ساتھ کی اور جو عنایت میرے حال پر رکھی اُسکا مین تا زیست شکر گذار رہون۔ اب آپ تجرد کی زندگی نہ بسر کیجیے۔ مسٹر ہانسٹن کی سالی سے آپ کی شادی کی خبر سنکر ہلوگو نکو بڑی خوشی ہوگی۔ مس ہانسٹن ہماری لخت جگر کے ساتھ بہت ہی محبت کرتی تھین۔ آپ کے سب ملازمین کی مین کفالت کرونگا۔ بلدیو

اور فرصت کو مین نے سپاہیون مین رکھ لیا ہی۔ اب آپ ایلا سے بھی رخصت ہو لین۔ اور مین آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہون۔ اور آپ کے واسطے ہمیشہ دعاے خیر کرتا رہونگا۔ ہزار افسوس ہی کہ ان آنکھون نے اس تھوڑی مدت مین کیا کچھ دیکھا اور اس دل پر کیا کچھ گذری۔

ایلا مسٹر سیرل کے لپیٹ کر زار زار رونے لگی۔ کچھ کہا نہین۔ مگر روتے روتے اُس خاطر شکستہ کو غش آگیا۔ اُس آفت رسیدہ دل پر کیا گذرتی ہوگی سیتا کی کچھ چیزین بطور یادگار مسٹر سیرل نے لے لین۔ ایک قدم کوٹھے والے کمرے پر جہان پہلے اُس بت زاہد فریب کو دیکھا تھا ہو آئے۔ با ہزاران ہزار درد و الم و چشم پُر نم اس گھر سے مسٹر سیرل رخصت ہوئے مسٹر ٹمپل ساتھ تھے۔

ٹمپل۔ آج کے دن جو سبق مجھے ملا ہی۔ وہ مین کبھی نہ بھولونگا۔ کاش مین بھی رعایا مین ایسا ہی ہر دلعزیز ہوتا۔ جیسے آپ ہین۔

سیرل۔ یہ بات بہت آسانی سے حاصل ہو سکتی ہی۔ منصف رہو۔ تحمل سے کام لو۔ ثابت قدم اور راستباز رہو۔ اپنی توقیر کا خیال رکھ کر منکسر اور خلیق رہو۔ تمھارے ساتھ سب کو اُنس ہوگا۔ رعایا بالکل نادان ہی اُنکی دلجوئی کرو وہ تمھارے فرمانبردار ہین۔

یہان سے مسٹر سیرل نور پور پہونچے۔ یہان بھی اُنکے حضور مین ایڈریس

پیش کیا گیا۔ برگیڈیر صاحب۔ اور بعض احباب کے یہان اُنکی دعوتین ہوئین
اُنکی ثنا و صفت مین سپیچین کہی گئین۔ اُنکی مع الخیر رسی کی دعا کی گئی جلد
معاودت کی آرزو کا اظہار رہا۔ کپتان ہابسن۔ ایک رجمنٹ بھرتی کر رہے
تھے نہین تو مسٹر سیرل کے ساتھ ضرور ولایت جاتے اور کچھ یہ بھی تھا کہ اُنکو
خیال پیدا ہوگیا۔ کہ لیوسی ہوم ایک خوبصورت بیوی ہوگی۔ مس لیوسی بھی
بظاہر اِس خیال مین تھین کہ کپتان ہابسن ایک اچھے شوہر ہونگے۔

اب یہ دیکھ لینا ہو کہ مسٹر سیرل برنڈن اپنے ہم قومون مین بھی ویسے ہی
ہر دلعزیز تھے جیسے رعایا مین۔ اور اپنے محکومین مین تھے۔ شاید نہین۔
بلکہ بیشک وہ مسٹر ہانسٹن کیطرح اُن لوگون مین ہر دلعزیز نہ تھے جسکے وجود
مین پوشیدہ نہین کرنا چاہتا۔ مسٹر ہانسٹن ہمیشہ ضلع مین موجود رہتے تھے
اُنکی قابلیت ایسی نہ تھی کہ جسکی قدر لوگون کے دلون مین نہ ہوتی۔ مسٹر سیرل
ہمیشہ دورے پر ضلع سے باہر رہا کرتے تھے کسی کو اُنکے افعال اور حالات
پر خواہ مخواہ توجہ نہ ہوتی تھی۔ نوجوانون کے زمرے مین وہ شکار دوست
ہونے کیوجہ سے ہر دلعزیز تھے۔ اور جو لوگ تھے وہ سیرل کی رعایا کے حال
پر نظر عنایت دیکھ کر معترض تھے۔ نکتہ چینی کرتے تھے۔ عیب جوئی کرتے
تھے اُنکو حیرت رہا کرتی تھی۔ کہ انگریز اور ہندوستانیون سے یون خلا ملا
رکھے۔ یون اخلاق اور یگانگت برتے۔ اُنکے مراسم اُنکے غم و شادی مین

شریک ہو۔ اُنکو دوست رکھے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ بیدرد اور بیرحم طبائع کے ہوتے ہین وہ مسٹر سیرل کی وضع کے لوگون کی نسبت غلط فہمی کے مرتکب ہوتے ہین۔ مگر مسٹر سیرل کی پسندیدہ وضع کا نتیجہ بنیک اُنکو ضرور ملا جو توقیرات اور عزت اُنھون نے رعایا کے دلون مین پیدا کی وہ دوامی یادگار رہیگی۔ اور ارباب محفل اور سوسائٹی والون کے متلون خیالات اور بے ثبات اعتراضات کی اُنھون نے مطلق پروانہ کی۔ نہ وہ خیالات قابل لحاظ تھے۔

لیجیے آج تیاری ہے مسٹر سیرل سویرے اُٹھے۔ تالاب کے کنارے پہونچے۔ جسکے کنارے پر سیتا کی یادگار مین ایک مندر بنا دیا گیا تھا۔ ایک سنگ مرمر کی تختی پر صرف سیتا کا نام انگریزی اور ہندی مین لکھ کر لگا دیا گیا تھا۔ شیوالے مین روشنی اور آرائش کا نراندر کی طرف سے اہتمام تھا۔ شیوالے مین ایک تلسی کا درخت اُگا ہوا تھا۔ یہان کچھ دیر صاحب بیٹھے رہے۔ کیا کیا خیالات نہین گذرے۔ کیا کچھ یاد نہین آیا۔ رنج کو تازہ جوش و خروش تھا آیندہ زندگی مین رہنمائی کی خدا سے دعا کرتے رہے خیال آیا کہ واپس آوینگے۔ مگر جیسے کسی نے اُنکے دل مین کہدیا کہ "اب واپسی نہ ہوگی" یہان سے اُٹھے۔ درخت کی ایک شاخ توڑ لی۔ قلعے کے کمرے مین پہونچے سیتا نے اپنے ہاتھ سے کچھ پھول کے درخت لگا رکھے تھے

اُن درختون کے پھول جتنے ملے سب رومال مین باندھ لیے - چڑیان - اور ہرن وغیرہ سب شاہ گنج بھیجدی گئی تھین - اب مسٹر سیرل رخصت ہوتے ہین - جو باتین یاد رکھنے کی ہین وہ ہمیشہ یاد رہینگی -

شام کو مسٹر نوبل نے مسٹر سیرل سے کہا -

نوبل - مین تازہ وارد ہون - اور مجھ مین نخوت اور خود پسندی کا مرض تھا - مگر آج اِس قبیح مرض سے مجھے شفا ہوگئی - جن لوگون کو مین نظر حقارت سے دیکھتا تھا اُنکے ساتھ اب میرا وہ برتاؤ ہوگا - جو آپ کا تھا -

یہ تو معلوم ہی کہ ہر دلعزیزی کے اُس درجہ کمال کو مین نہین پہونچ سکتا جسپر آپ فائز تھے تاہم مین مصروفیت اور اہتمام کے ساتھ آپ کے طرز عمل کی تقلید کرونگا - جو کچھ تجاویز آپ کے تھے اُنکو مین اتمام کو پہونچاؤنگا آپ کا برتاؤ نہایت ہی مناسب اور پسندیدہ رہا - آپ برا نہ عنایت میرے اُن اقوال کو معاف فرمائیے گا جو مین پہلے ہندوستانیون کی نسبت کہا کرتا تھا کہ "اُنکو منہ لگانا ٹھیک نہین - اور اُنسے برتاؤ مین درشتی اور سختی ہی اچھی ہی - اُنسے میل جول کبھی نہ رکھنا چاہیئے" مین آپ کے تحمل اور استقلال کو کبھی نہین بھول سکتا - اب مین آپ کا مقلد ہون -

مسٹر سیرل پالکی مین سوار ہوے - مسٹر نوبل آبدیدہ با دل پُر درد الوداعی کلمات کہکر رخصت ہوے -

اب تو جاتے ہین تبکدے سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

باب پنجاہ و دوم

اختتام - انجام

منٹن کا سا مقام بھی شاید روے زمین پر کوئی اور ہو۔ صحرائیت۔ آبادی کوہستان۔ باغ۔ سبزہ زار۔ چمن ہاے رنگا رنگ۔ خیابان بوقلمون نسیم معطر۔ ہمیشہ بہار۔ غرض عجیب جگہ ہی۔ وہان کے مکین بھی کیا خوش قسمت ہین۔

اِس شہر مین اِس شہر مینوسوا دمین ایک باغ مین ایک نہایت ہی عالیشان ہوٹل بنا ہوا تھا۔ اِسی ہوٹل مین لارڈ ہلٹن فروکش تھے۔ علالت سے ضعف و ناتوانی کی کوئی حد نہ تھی۔ ایک کھڑکی کا دروازہ نیم باز تھا۔ ماں اپنے نور نظر سے کس شفقت سے پوچھ رہی ہی۔

ماں۔ میرے پیارے تمھین سردی تو نہین معلوم ہوتی۔ کھڑکی بند کردون۔

بلیٹا۔ نہین میری پیاری ماں مجھے سردی نہین معلوم ہوتی۔ مین سوچتا

تھا۔ یہی سوچ رہا تھا کہ دیکھوں موت مجھے اتنی مہلت دیتی ہی کہ مین سیرل کے دیدار سے مسرور ہوسکون۔ آج تو مجھے وہ ضعف ہی۔ وہ ناتوانی ہی کہ کیا عرض کرون۔

لیڈی ہلٹن نے اپنا اشک آلود چہرہ پھیر لیا۔ ضعف کی حالت تو ظاہر ہی۔ اب امید زیست کہان۔ اب تو ڈاکٹرنے بھی شفا سے مایوس کردیا تھا

لیڈی ہلٹن۔ وہ ضرور آوینگے۔ میرے لخت جگر تم ناحق مضطرب ہو اِس ڈاک مین اُنکا انتظار ہی۔ ابھی دو تین دن کا انتظار ہی تم گھبراؤنہین

لارڈ ہلٹن۔ (آہ سرد بھرکر مایوس لہجے مین) نہین۔ والدہ ماجدہ مین گھبراتا نہین۔ مگر مجھے اُسکے دیدار کی تمنا ہی۔ خدا ہی جانتا ہی۔ کہ مجھے کیا کیا حسرتین اُس سے ظاہر کرنا ہین۔ یقین نہین آتا کہ وہ آوے۔ ممکن ہی کہ کلکتے پہونچکر اُنکو حکم دیدیا جاوے کہ تم کارگزار ہو۔ تمھارے خدمات معاف نہین کیے جاسکتے"۔ بس یہی سوچا کرتا ہون۔ اُسکی صورت نظر کے سامنے آتی ہی اور اوجھل ہو جاتی ہی۔

لیڈی ہلٹن نہین تم ایسے خیالات کو دور کرو۔ تم اطمینان رکھو۔ وہ ضرور آوینگے۔ اُنکی رخصت تو گزٹ مین مشتہر ہوگئی۔ ابھی آج صبح کو مسٹر مانسٹن کہہ رہے تھے۔ دیکھو ابھی سیرل کا بنارس سے خط آیا ہی تم مطمئن رہو

لارڈ ہلٹن۔ خیر مین مطمئن ہون۔ لے اب آپ مجھے کتاب پڑھ کر سنایئے

شاید مجھے نیند ہی آجائے۔

تنہائی اور سکوت کا عالم تھا لیڈی ہلٹن جرمی ٹیلر کی کتاب "پاک زندگی" اور موت پڑھ رہی تھیں

لارڈ ہلٹن۔ وہ سمندر ہی کی طرف سے تو آویگا۔ (سمندر کی طرف اشارہ کیا)۔ اُسی طرف سے۔

مریض کو نیند آگئی۔

لیڈی ہلٹن "یہ خوب ہوا۔ اب سو اُٹھنے پر طبیعت بحال ہو جائیگی" کھڑکی بند کرنے اُٹھیں۔ دیکھا کہ سامنے سے ایک کشیدہ قامت بارش دراز چلا آرہا ہے۔ جسکے ساتھ ایک کتّا بھی ہے۔ کھڑکی بند کرکے بیٹھنے لگیں تو دیکھا کہ وہ شخص سامنے موجود۔ لارڈ ہلٹن کی آنکھ کھل گئی۔

لارڈ ہلٹن (ہاتھ پھیلاکر) سیرل! پیارے سیرل! مجھسے گلے تو مل لو۔

ماں بادیدۂ اشکبار بیٹے کو گلے لگائے تھیں اور بیٹا اپنے بھائی کے پلنگ کے قریب بیٹھا۔ آہستگی سے اُس منتظر بھائی سے معانقہ کر رہا تھا۔

لارڈ ہلٹن خاموش تھے۔ مگر لاغر اور سفید ہاتھ سے بھائی کا چہرہ سہلاتے جاتے تھے۔ اور بھائی خون کے آنسو رو رہا تھا۔

لارڈ ہلٹن۔ میری پیاری ماں۔ خدا کا شکر ہے جسنے مجھے اسکے دیدار سے محروم نہیں رکھا۔

اتنے میں اگسٹا بھی آگئیں۔ کس ذوق و شوق سے بھائی سے ملیں۔

اگسٹا۔ سیرل تم بڑے شریر ہو۔ تم راستے مین میرے پاس ہو کر نکلے۔ اور مجھے پہچانا بھی نہین۔ میری طرف نظر نہین اُٹھائی۔ اور یکتا تمھارے ساتھ کون ہی۔ مف ؟۔

سب خوش خوش بیٹھے۔ مسٹر سیرل کے حالات سفر لارڈ ہلٹن نے بہت توجہ سے سُنے۔ مگر بات نہین کر سکتے تھے۔ مسٹر سیرل کو بھائی کی زندگی سے مایوسی ہو گئی۔

اگسٹا نے جلدی سے ایک خط مسز ہانسٹن کو سیرل کی آمد کی اطلاع مین لکھ بھیجا۔ وہ لوگ بھی قریب ہی مقیم تھے اور سچ تو یہ ہی کہ گریس نے مسٹر سیرل کو آتے بھی دیکھ لیا تھا۔ سب فوراً ہی آپہونچے۔ آج تو لارڈ ہلٹن کے چہرے پر وہ رونق تھی جو مدتون سے نہین دیکھی گئی تھی۔

ہفتے گذر گئے مگر ایک طرف موت کا ہاتھ آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا۔ یہ تو پیارے بھائی کے آنے کا اثر تھا۔ کہ کچھ توانائی آگئی تھی مگر اُسکو ثبات کہان۔

ایک دن لارڈ ہلٹن کی فرمائش سے مس گریس مسز ہانسٹن اور مسٹر سیرل نے اُنکو اپنا گانا سنایا۔ سب ہر وقت اُنکے دلچسپی اور تفریح کے اسباب مین مصروف رہتے تھے۔

ایک رات کو پارٹی نے وہی ترانہ گایا جو اُس آفت انگیز رات کو گایا گیا

تھا۔ لارڈ ہلٹن نے اُسکے گانے کی پھر فرمائش کی۔

اب چھپانا بیکار ہی۔ صاحب۔ جو کچھ اقرار و مدار ہونا تھا۔ وہ ہو چکا تھا عہد و پیمان ہو چکے تھے۔

اب تو نام خدا مس گریس کا جمال ہی اور تھا۔ لارڈ ہلٹن بھی بھائی سے گریس کو بیاہ لینے پر مصر تھے۔ اگسٹا نے تو پیشتر ہی سے اُسکو بہن بنا رکھا تھا۔ لیڈی ہلٹن کا خیال تھا کہ ابھی بیوی کے انتخاب مین مسٹر سیرل کو تامل مناسب ہی۔ مگر۔ وہ خود گریس سے بہتر کسی کو اندھیرے گھر کا اوجالا نہین سمجھتی تھین۔ وہ اُسکو بیٹی کے برابر عزیز رکھتی تھین۔

گریس کی تو یہ خوشی تھی کہ یہ تقریب سعید انگلستان مین ادا ہو۔ مگر لارڈ ہلٹن کو اصرار تھا۔

لارڈ ہلٹن۔ مین کسی دم۔ اور کسی دن کا مہمان ہون میری تمنا یہ ہی کہ جلد اس شادی سے فراغت ہو۔ دیکھو ڈاکٹر کہہ گئے ہین۔ کہ اب دنیاوی تعلقات سے دل برخاستہ کر لینا چاہیئے۔ اب میری یہ تمنا پوری ہو جائے تو مین اطمینان خاطر سے خدا کے رحم کا مترصد ہو جاؤن۔ میری خوشی ہی کہ پیارے سیرل! تم اور گریس۔ عیش اور شادمانی کے ساتھ عمر دراز پاؤ۔ میرے کہنے سے تم وطن آئے۔ اب میری یہ آرزو ہی کہ مین تمھاری شادی بھی اپنی آنکھون سے دیکھ لون۔ مجھے تمھارے خیالات کی پوری توقیر ہی۔ مگر تمسے یہ میری آخر التجا ہی

مجھے مایوس نہ کرو۔

مسٹر سیرل سے یہ کیسے ممکن تھا کہ بھائی اور ماں اور بہن کی استدعا کو منظور نکرتے سنگ آمد و سخت آمد۔ الامر فوق الادب۔ طوعاً و کرہاً بھائی کے حکم کی تعمیل کو راضی ہونا پڑا۔ اُنکی والدہ۔ اُنکی بہن۔ اور روز کی مانگی مراد ملی۔ ایک دن لارڈ ہلٹن کو تامدان پر سوار کرکے لوگ گرجا لے گئے۔ اور اُنھون نے اپنے سامنے اس مبارک تقریب کی مذہبی تکمیل دیکھ لی۔ اب اُنکو اطمینان ہوگیا۔

چند روز مسٹر سیرل تفریحاً ریویرا مین مقیم رہے۔ واپسی پر اُنھون نے بھائی کی حالت بہت زار پائی۔ لارڈ ہلٹن کو زندگی کی کچھ ایسی تمنا بھی نہ تھی نہ کوئی دنیاوی آرزو اُنکے دل مین باقی رہ گئی تھی۔ آخر اپریل مین لارڈ ہلٹن کا انتقال ہوگیا۔

دو تین منٹن مین اُنکی تجہیز و تدفین کے مراسم ادا کیے گئے۔ اس موت سے خاندان پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔ مگر مشیت ایزدی مین کیا چارہ۔ لیڈی ہلٹن اگسٹا مسٹر اور مسز مانسٹن براہ راست انگلستان روانہ ہوگئے۔ اور مسٹر سیرل جو اب لارڈ ہلٹن تھے۔ اپنی زوجہ کے ساتھ۔ اٹلی اور جرمنی ہوتے ہوے اپنے وطن مالوف کو پہونچے۔

اب اُنکے آیندہ طرز معاشرت کے تذکرات ہم غیر ضروری سمجھتے ہین ہم بخوبی واقف ہو چکے کہ اُنکا برتاؤ ہندوستانیون کے ساتھ اپنے عہد

حکومت مین کیسا رہا ہی۔ یہان بھی وہ مجسٹریٹ ہین۔ اپنے ضلع کے ڈپٹی لفٹنٹ بھی ہین۔ ہوس آف لارڈس مین انکی قابلیت اور کارگزاری کی جو انھون نے ہندوستان مین غدر کے پُرآشوب زمانے مین کی تھی بہت ثنا و توصیف کی گئی۔ ہندوستان مین خدمات کے صلے مین انکو ستارہ ہند کا خطاب ملا اور بڑی خوشی تو یہ تھی کہ اُسی گزٹ مین اُنکے سررشتہ دار بابا صاحب کے واسطے بھی یہی خطاب شائع ہوا تھا۔ اختتام رخصت کے بعد لارڈ ہلٹن کو ملازمت سے مستوفی ہونا پڑا۔ جسکا انکو نہایت افسوس ہی۔

ناظرین اگر مسٹر سیرل (لارڈ ہلٹن) کے ہندوستان کے انتظام مین اور طرز حکومت کی نسبت خیالات سے آگاہ ہونا چاہتے ہین۔ تو حضور ملکہ معظمہ کا ۱۸۵۸ء کا فرمان پڑھ لین۔ اُنکا خیال یہ ہی کہ ہندوستان مین مداخل و مخارج کا یہ اصول ہمیشہ قائم رکھنا چاہیے کہ ضروری مصارف کے بعد ہر سال ایک معقول رقم پس انداز ہوتی رہے۔ جو کسی موقع اور کسی ناگہانی ضرورت پر بکار آمد ہو۔ اگر آمدنی سے خرچ زیادہ جائز رکھا گیا تو لامحالہ رعایا پر تازہ مطالبات عائد کرنا پڑینگے۔ جو اُنکی نارضامندی اور بیدلی کا سبب ہوگا جو ہرگز قرین مصلحت نہین۔

نراندر سے اور لارڈ ہلٹن سے مراسم یگانگت بدستور قائم ہین سلسلۂ خط وکتابت جاری ہی جب نراندر نے شادی کی خبر سنی تو شاہ گنج مین اس تقریب کی

تہنیت مین بڑی دھوم سے لوگون کی دعوت کی - مس گریس (لیڈی ہلٹن)
کے واسطے بیش قیمت جواہرات اور زیورات بھیجے - اب بھی ہر ڈاک مین
تحائف آتے رہتے ہین - نراندر کا کاروبار روز افزون ترقی پر ہی - اُن کا
پسر متبنی بہت ہونہار رہی - مسٹر ٹمپل کی تحریر سے معلوم ہوا - کہ نراندر نے
مسٹر سیرل کی موجودہ اولادون کے نام سے فی اسم پانچہزار پونڈ کے
پرامیسری نوٹ خرید کر دیے ہین - اور اُنکا ارادہ ہی کہ آیندہ جو لڑکے ہونگے
اُنکے ہر ایک نام سے پانچہزار پونڈ جمع ہوتے رہینگے - نراندر کا ہمیشہ
یہ قول رہا کہ "جو عزت کا برتاؤ مسٹر سیرل نے سیتا کے ساتھ کیا ہی اُسکے
حق سے اور اُسکے بار احسان سے مین کبھی ادا نہین ہوسکتا"

مس گریس جو اب لیڈی ہلٹن ہوگئی تھین حسن و خوبی مین لاجواب
عدیم المثال تھین - مزاج مین کسی قدر خودداری تھی - مگر احباب سے
برتاؤ مین اُسکا شائبہ تک نہین پایا جاتا تھا - مسٹر سیرل کی والدہ عالیہ
کبھی اپنے صاحبزادے کے یہان مہمان رہی تھین - اور کبھی اسکاٹ لینڈ مین
اگسٹا کے یہان مقیم ہوتی تھین -

مسٹر مانسٹن بعد ختم رخصت ہندوستان واپس آئے - اُنکی بیوی اُنکے
ساتھ ہین - اب مسٹر مانسٹن محکمۂ دیوانی مین ایک اعلی عہدہ پر سرفراز ہین
بعد چندے پنشن کے مستحق ہونگے -

کیا سیتا بھلا دی گئی؟ نہین! ہرگز نہین!!

آیئے آپ کو تصویر دکھلا دین۔ ہلٹن حال مین ایک کمرہ ہی جو لارڈ ہلڈ سے مخصوص ہی۔ اور اس کمرے کو لارڈ موصوف کلیۃً احزان رہے ہین۔ اس کمرے مین ہندوستانی صنعت کی اشیا کا ایک انبار ہی۔ بہت سے ہندوستانی اسلحہ رکھے ہین۔ ہندوستان کے اکثر مقامات کے نقشے اور تصاویر ہر چہار طرف آویزان ہین۔ دیکھو دو عورتیں کے سامنے کھڑے ایک تصویر کو بصد حسرت و یاس دیکھ رہے ہین یہ تصویر کسی ہندوستانی عورت کی ہی۔ کیا ہی شکل زیبا ہی۔ تصویر کے نیچے ایک مخمل کے خریم مین بالون کی ایک لٹ رکھی ہوئی ہی۔ اور کسی درخت کی ہی۔ اور کچھ خشک پھول رکھے ہین۔

"دیکھنے والے کون ہین۔ گریس۔ (لیڈی) (لارڈ ہلٹن)!۔

گریس حسین ضرور ہین مگر اس تصویر سے زیادہ حسین

گریس۔ سیرل۔ دیکھو۔ تمپیون مین اب تک وہی خوشبو ہار

سیرل۔ بیشک۔

خیر۔ اب آیئے۔ چلے آیئے۔ یہ ضرور ہی کہ دنیا کے تمام اسباب عیش و راحت اُن دونون کو نصیب ہین۔ مگر یہ رنج اُنکے دل سے کسی طرح دور

نہین ہوسکتا۔ سیتا کی وفات کو دس برس کا زمانہ گذرا ہی۔ مگر اُسکا بچ
آج بھی اُن دونون کے دل مین ویسا ہی تازہ ہی۔

سیتا۔ کبھی بھولی نہین جاسکتی۔ آج تک ایک چھوٹے مندر مین بر
بھجن گاتے ہین۔ لڑکیان آکر ہار چڑھاتی ہین۔ پھولون کے
ہین۔ اور اُس روح سے [illegible] جسکی یاد مین وہ پرستش گاہ
ہوا ہی۔ فقط

ختم شد والسلام